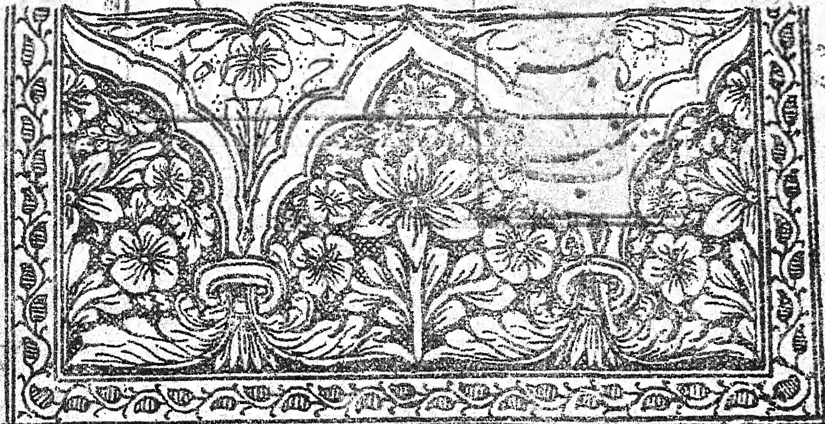
بتوفیق رنگین نمای ہای حسن چمن عروس خرمی فزای یاسمین سخن



در مطبع [illegible]گلشن آگره طبع مزین مطبوع شد





بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرنامہ حمد خدائے کریم
کہ ہے کردگار غفور و رحیم

کبھی دے فریدون کو وہ دستگاہ
کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ

جن و دیو و انسان و حور و پری
مہ و مہر اور زہرہ و مشتری

کیا اوسنے پیدا یہ بالا و پست
زبر دست دنیا مین اور زیر دست

عجب اسکی قدرت عجب شان ہے
عیان اوسپہ سب راز پنہان ہے

بہے دم حباب اسکا دریا مین ہان
دکھے موج ذکر اسکا وردِ زبان

چمن مین کیا سرو کو سرفراز
بہار و خزان سے ہوا بے نیاز

خداوند کون و مکان ہے وہی
نگہدار خلق جہان ہے وہی

اگر وہ نہ دے قوت و زندگی
تو پھر ہستی کوئی کیا کر سکے

کرتا ہے وہ آپ اور زور مند
توہی ہو خداوند پست و بلند

گدا و شہ اوسکے ہین فرمانپذیر
وہ سب کا ہے ہادی ہے دستگیر

کبھی بخش شاہنشہان ہے وہی
بلندی دہ خسروان ہے وہی

کبھی ناتوانون کو بخشے وہ زور
سلیمان کو گاہی کرے مثل مور

کئے اوسنے قدرت سے پیدا تمام
نہان تھے ہوئے سب ہویدا تمام

بلند اوسنے چرخ برین کو کیا
فراخ اوسنے یکسر زمین کو کیا

پرستار اسکا ہے ہر اک مدام
کرین ذکر اسکا سبھی خاص و عام

کیا اوسنے آراستہ باغ دہر
عنایت سے اسکی ہے گل غنا دہر

جہاندار ہے پاک پروردگار
پرستار اسکے ہین سب تاجدار

دلیرونکو اوسنے کیا ہے دلیر
کیا نرہ شیرونکو اوسنے ہی شیر

گدا کو وہ چاہے تو دے خسروی
ضعیفون کو دم مین وہ کردے قوی

وہ بخشے جسے عزت و افتخار
تو ہے تاب کسکی کرے پھر جو خوار

تو اے مفتی اسکی ہی کر التجا
کہ شاہ و گدا کا ہی حاجت روا

تو درگاہ مین اسکی ہو ہمزبان
تضرع کنان اور مناجات خوان

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ تعالے

مین افتادہ و بیکس و خاک ہون
ستمدیدہ و درد ... ہون

یہ پھرتا ہون بخت برگشتہ آہ
رکھے ہے یہ سرگشتہ شام و پگاہ

نگاہ کرم مجھ پہ کر یا خدا
... والسلام جزا

دکھا اب بہار گل آرزو
پلا مجھکو جام مل آرزو

ستانی ہے اب گردش روزگار
مجھے خواہ رسکے ہی لیل و نہار

نہین ہے کوئی اور فریادرس
توہی داد خواہون کا ہی دادرس

... کر ... باغ مراد
مرا کرتو روشن چراغ مراد

گنہگار ہون اور عصیان شعار
دلے توہی غفار و آمرزگار

گنہ بخشی میرے کرین بندہ پرور ۔ پر مستند ہون در ہر گنہگار
مجھے اپنے در کے سوا اور در ۔ دکھا مت تو اے داور دادگر

نہیں اور کچھ خواہش دل بیان ۔ ولیکن تمنا ہے یہ ہر زمان
کہ منت کش غیر ہرگز نہون ۔ ترا ایک ممنون احسان ہون

نہ درگاہ سے اپنی رکھ نامراد ۔ تو بھر لا مراد اور رکھ مجکو شاد
جہان مین نہ رکھ دل پریشان مجھے ۔ نہ کر فکر روزی سے حیران مجھے

شبستان دل کو مرے سربسر ۔ چراغ خرد سے منور تو کر
مجھے اپنے گنجینۂ فیض سے ۔ زر دانش و گوہر دعقل دے

مری طبع ہو نکتہ دان الٰہی ۔ معانی شناسی کی ہو دستگاہ
مجھے بخش اب دستگاہ سخن ۔ شتابی دکھا مجکو راہ سخن

مرے خامہ کو کر تو گوہر فشان ۔ زبان کو مری کر فصیح البیان
الٰہی مری اب دعا ہو قبول ۔ بحق محمد طفیل بتول رض

نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر از مشک و عنبر ہو کیون نہ زبان ۔ ثنائے محمد ہے ورد زبان
وہ ختم رسل سرور نامور ۔ فلک جسکے آگے جھکاتا ہے سر

سر سروران ہے وہ عالیجناب ۔ سپہر نبوت کا ہے آفتاب
جہان جسکے دین سے ہے روشن تمام ۔ مہ انور اُسکا ہے داغی غلام

سر سروران احمد مجتبےٰ ۔ رسول خدا سید الانبیا
خردمند و دانشور و بے نظیر ۔ بسان مہ و مہر روشن ضمیر

سحاب سخا و محیط کرم ۔ یم جود و خوش خلق و عالی ہمم
وہ مہر جہانتاب اوج جلال ۔ وہ سرو سرفراز باغ کمال

فروغ جہان نور ایمان و دین ۔ وہ شمع شبستان اہل الیقین
شفیع گناہان بروز جزا ۔ کشائندۂ عقدۂ مدعا

فرازندۂ رایت سروری ۔ درخشندہ خورشید پیغمبری
وہ ہے خاص خاصان پروردگار ۔ کہ جسنے کیا دین کو استوار

قدم اوسنے معراج پر جب رکھا ۔ تو پایہ بڑھا اور معراج کا
سپہر بریں کے تھے خوش نصیب ۔ ہوا جلوہ گر وان خدا کا حبیب

میسر ہوا جب کہ قرب حضور ۔ نظر اُسکو آیا وہ تابندہ نور
تجلی کہین جسکو اہل یقین ۔ منور ہے جس سے زمان و زمین

پیر بخشا اوسے پایگاہ رفیع ۔ ہوئے جس کے شاہان عالم مطیع
گرامی و اشرف ہے انسان مین ۔ غرض اسکی لولاک ہے شان مین

کرون اُسکے اصحاب کا اب بیان ۔ کہ ہین صاحب عزت و عز و شان
ابوبکر و عثمان والا گہر ۔ عمر اور علی وہ شہ نامور

لکھوں اب جو اوصاف کا کچھ بیان ۔ نہ طاقت قلم مین نہ تاب توان
کہوں میں سخن کو بس اب مختصر ۔ یہ ہے عرض میری کہ شام و سحر

معین اور یاور رہو یا مصطفےٰ ۔ مرے دل کے برلاؤ تم مدعا
گنہگار ہون میں بروز حساب ۔ مری کیجیو تم شفاعت شتاب

یہ منشی تمہارا ہے ادنیٰ غلام ۔ کرم اوس پہ اپنا رکھو صبح و شام

در تعریف ابو النصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

لکھ اے خامہ اب مدح شاہ جہان ۔ شہنشاہ عجاہ صاحبقران

جہاندار اکبر شہ بے نظیر ۔ خداوند تاج و کلاہ و سریر
فروزندہ خورشید برج شہی ۔ گرامی در درج شاہنشہی

ہمایون خصایل فرشتہ نمود ۔ خجستہ شمایل فرشتہ سیر
جہانبان حق بین و حق پژوہ ۔ حقایق شہنشاہ والا شکوہ

محبت رکھو ہے وہ درویش سے ۔ مروت ہے اسکو وفا کیش سے
ثنا در ہے دریائے عرفان کا ۔ دل اُسکا ہے مثل گہر با صفا

حقیقت کرین علم کی سب بیان ۔ نہیں اسکے ہمسنگ کہ گمان
فریدون شفقت عقل و ہمت بلند ۔ مروت مین یکتا ستارہ ارجمند

خدیو زمان شاہ عالی وقار
شہ دادگر خسرو نامدار

جہان پرور و کامبخش جہان
سر سرفرازان کس یکسان

در دولت شاہ عالم پناہ
فقیر و غنی کا ہے امیدگاہ

بنے کام یان ہر کسیکا شتاب
بیان آگے ہر کوئی ہو کامیاب

یہ وہ بارگہ ہے کہ امیدوار
نہ محروم یان سے گیا زینہار

سخاوت مین دیکھا تو بحر سحاب
حضور اُس کے خجلت سے ہے غرق آب

کف جود سلطان والا گہر
گہر بار رہتا ہے شام و سحر

اگرچہ ہو فرمانبرون سے خطا
کرے عفو از روی لطف و عطا

جہان سرکشان ہوویں سجدہ کنان
وہ ہے آستان خدیو زمان

جھکایا یہان جو سر انکسار
تو چرخ برین نے یہ پایا وقار

نہ یہ رتبہ شمس ہوتا کبھی
اوٹھاتا نہ گر وہ اُسکی سیج لکھی

کواکب ہین سب اس سخن کے گواہ
کہ مشعلچی اُسکا ہے رخشندہ ماہ

عطارد ہے منشی جہاندار کا
سپاہی ہے مریخ سرکار کا

جو یان مشتری گرم طاعت ہوئی
تو اُسکو میسر سعادت ہوئی

نہ کیونکر ہو زہرہ کا یان فخر شان
کہ ہے نغمہ سنجان کا چاکر یہان

زحل نے اطاعت جو کی اختیار
تو پایا فلک پہ بڑا اختیار

بلطف شہنشاہ عالی جناب
فقط دوستان ہی نہین کامیاب

جو دشمن بھی ہوں آنکر عذر خواہ
کرے اون پہ احسان شہ دین پناہ

شہنشہ کے اوصاف ہین بیشمار
نہیں تاب کلک و زبان زینہار

کرے جو بیان وصف شاہ زمن
دعا پر ہے ناچار ختم سخن

یہ منشی کی ہو آرزو ہر زمان
یہی ہے دعا اُسکی ورد زبان

کہ یارب شہنشاہ شاہان رہے
ترا لطف دایم نگہبان رہے

رہے اُسکی شمشیر کشورستان
زخاک خون ہو سر دشمنان

جہاندار اکبر بہ نیروی بخت
ہمیشہ جہانمین ہو با تاج و تخت

بیان سبب تالیف کتاب

عزیزان معنی شناس ایک روز
کہ تھا شغل نوروز بہجت فروز

بہم محفل آرا تھے ہنگام شب
مہیا تھے سامان عیش و طرب

وہ مجلس تھی رشک بہار چمن
ہر اک لحظہ تھا ذکر شعر و سخن

تواریخ کا ہی جو مذکور تھا
تو پھر ہر کسی نے بیان یون کیا

کہ ہے شاہنامہ تماشا کتاب
عجب نظم دلکش ہے با آب و تاب

دلے ہر کسی کو میسر نہین
یہ تاریخ فرخ نہیں ہر کہین

توکل کہ فرد سخن سنج تھا
کیا ترجمہ اُس نے شہنامہ کا

لکھا نثر مین نسخہ مختصر
کہ احوال معلوم ہو سربسر

یہ شمشیر خانی وہ موسوم ہے
تمام اُسمین احوال مرقوم ہے

یہ سنکر بہ ادب مرے مہربان
سخن فہم و دانشور و نکتہ دان

کہ زور آوران کا جہانمین ہے نام
بخلق پسندیدہ مشہور عام

یہ بولے کہ اے منشی اس نامہ کو
تم اب ریختی کی زبان مین لکھو

کرو نظم ترتیب با آب و تاب
بنام شہنشاہ گردون جناب

وہ سلطان کہ ہے تاج شاہنشہان
وہ خاقان کہ ہے خسرو خسروان

چراغ شبستان سلطان پسر
جہاندار بخشندہ لعل و زر

خدا نے جسے شاہ اکبر کیا
خداوند اورنگ و افسر کیا

سنا یہ سخن جب تو با صد طرب
وہیں کر کے شمشیر خوانی طلب

ہوا مین دل و جان سے مصروف کار
لکھی نظم یہ دلکش و آبدار

بجز فکر اشعار شام و سحر
نہ تھی مجھکو زنہار فکر دگر

معانی شناسان فرخ نہاد
سخن آشنایان با دین و داد

ہوئے سنکے اس نظم کو شادکام
وہ منصفی سے یہ بولے تمام

کہ واللہ یہ نامہ دل پذیر
بہت خوب ہے ملک ہے بینظیر

بجا ہے جو ہوں اسپہ گوہر نثار
کہ ہے یہ بنام شہ نامدار

مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا
کیا فکر تب سال تاریخ کا

تو پھر ہاتف غیب نے صبحدم
کہا قصہ خسروان عجم

نخستین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیو سار

سخن گوئے روشن دل و ہوشمند
یہ کہتا ہے زیر سپہر بلند

ہوا پہلے جو کوئی کشور کشا
شہ داد گستر کیومرث تھا

سدا کوہ میں تھا وہ مسکن گزین
بجز چرم پوشاک تھی کچھ نہیں

سیامک تھا اُس شاہ کا اک پسر
خردمند مثل پدر نامور

کیومرث کا دشمن اک دیو تھا
ارادہ اسی اُس سے تھا جنگ کا

غرض بچہ اُس دیو کا ایک بار
پدر سے لگا کہنے اے نامدار

یہ ہے عرض میری کہ جو حکم ہو
تو جاؤں کیومرث کی جنگ کو

سنا اُس نے جب یہ بیان پسر
تو دیو ونکی فوج اُسکے ہمراہ کر

کیا اوسکو وہیں روان سوئے شاہ
کہ ہو کیومرث سے کینہ خواہ

سیامک نے جب دم سنی یہ خبر
کیا عرض جا کر حضور پدر

کہ اب حکم کا ہوں میں امیدوار
جو ہو حکم جاؤں پئے کارزار

کیومرث نے اُس کو رخصت کیا
بہت اُس کے ہمراہ لشکر کیا

جو وہ بادشہ زادہ جنگ جو
ہوا بچہ دیو کے روبرو

تو پھر بچہ دیو کے ہاتھ سے
نہ ہرگز ہوئی پھر رہائی اوسے

سیامک ہوا رزمگہ میں ہلاک
ملا جسم اُسکا تہ خون و خاک

یکایک جو لشکر نے کہائی شکست
سپہر بریں نے کیا اُسکو پست

حضور کیومرث آئے دوان
ہوا شاہ غمگین و گریہ کنان

سیامک کا یک سال ماتم رہا
دل و جان کو اپنے پر غم رکھا

سنی بعد اُسکے اک آواز غیب
ہوا شاہ کو یون عیان ازغیب

کہ بس اب صبوری کو کر اختیار
زیادہ نہ ہو نوحہ گر زینہار

ذرا رکھ تو دلکو قرین خوشی
کہ اب جا کے دیوونپہ لشکر کشی

مظفر تو ہوگا بفضل آلہ
دلیرانہ دیوون کی ہو کینہ خواہ

زمین دیو ناپاک سے پاک کر
بہ تیغ دیو سرکش تہ خاک کر

کیومرث نے جب سنی یہ ندا
تو ہو شاد و آمادہ وہ شاہ تھا

کیا اپنی آراستہ فوج کو
ہوا ساتھ دیوونکے پھر جنگجو

سیامک کا اک پور ہوشنگ تھا
کہ سرتا بپا ہوش و فرہنگ تھا

دلیر و ہنرمند و اہل تمیز
کیومرث کا جان و دل سے عزیز

کیا شاہ نے اُسکو سردار فوج
روانہ ہوا پھر وہ مانند موج

درندا و چرندا اور ہر جانور
سدا تھے مطیع شہ نامور

کیومرث کے ساتھ سب دام و دد
روانہ ہوئے وان سے بہر مدد

جو ہو یکجا دو لشکر تو پھر دیو بھی
ہوا آکے شہ کے مقابل تبھی

پئے رزم شاہنشہ نامدار
وہ لایا بہت لشکر دیو سار

ہوا گرم بازار رزم و ستیز
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز

زبس گرم کین ہر دلاور ہوا
تو مغلوب دیوونکا لشکر ہوا

ہوئے دیو عاجز دد و دام سے
خفا زندگی کے ہوئے نام سے

ہزاروں ہوئے کشتہ و خستہ بس
رہی جنگ کی پھر نہ جی میں ہوس

کیومرث کی ہاتھ سے دیو سار
ہوا کشتہ خنجر آبدار

غرض دیو سار اور بچہ دیو بھی
ہوئے قتل اور اُسکا لشکر سبھی

کیومرث کی فتح شامل ہوئی
تمنائے دل اُسکی حاصل ہوئی

کیومرث شاہ خجستہ خصال
جہان میں رہا حکمران تیس سال

بظفر خندہ فالی ہوا بعد ازان
تو وہ ہوشنگ فرمانروائے جہان

بیان احوال سلطنت ہوشنگ

ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت
بصد فرخی مالک تاج و تخت

جہان پر رہی اُسکی ہی اختیار
کیا عدل و انصاف لیل و نہار

جہان داد سے اسکی آباد تھا
نہ تنہا عجم کا ہر اک شاد تھا

کیا اور یہ کام فرہنگ سے
کہ آتش نمودار کی سنگ سے

جب آیا یہی پیش بینش نظر
تو شاہ جہاندار فرخ سیر

سپاس خداوند لایا بجا
یہ ارشاد تاکید سے پھر کیا

کہ آتش ہے نور الٰہی تمام | کرے خلق آتش پرستی تمام
سوئے شہر لایا وہی آب جو | بآئین و عجیب و طرز نکو
نشان اُسنے دی رسم نان طعام | دل مردمان کو کیا شاد کام
جہان مین یہ آہنگری کا ہنر | کیا اُس نے ظاہر نہ تھا پیشتر

جہاندار نے پھر بہ آئین نیک | کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
بجز میوہ و غیر برگ و شجر | نہ پوشاک تھی نہ خورش پیشتر
سمور اور سنجاب اور پوستین | کئے اُسنے پیدا بروئے زمین
چہل سال با داد و دانش رہا | جہاندار ہوشنگ فرمان روا
جو عمر اُسکی آخر ہوئی بعد ازان | ہوا شاہ طہمورث شاہِ جہان

در بیان احوال سلطنت طہمورث

وہ طہمورث شاہ فرزندِ ارجمند | جسے خلق عالم کہے دیوبند
تمنائے خاطر تھی بہبود خلق | مرادِ دلِ بادشہ سود خلق
کہ تدبیر ایسی کرو کوئی اب | کہ ہو منفعت خلق کو روز و شب
سیہ گوش اور یوز و شاہین باز | بعہد شہنشاہ گردون فراز
شہ پرور کا تھا اک وزیر | خردمند دانا و روشن ضمیر
وہین دیو غیرت مین آئے تمام | کیا عزم رزم شہ نیکنام
جو سرکردہ دیوونکی تھا فوج کا | سوا اُس دیو سرکش کا غو نام تھا
بہم جنگجو ہر دو لشکر ہوئے | ہزارون جدا سر سے وان سر ہوئے
بیک گرز توڑا سر کینہ خواہ | دکھائی عدم کی وہین اُسکو راہ
پھر از زنگ سے جو وہ فتحیاب | کیا حکم تب شاہ نے یون شتاب
اگر ہووے جانبخشی اے تاجور | تو سکھلاوین ہم ایک طرفہ ہنر
شہنشہ کو لکھنا سکھایا وہین | وہ حرفون کا پڑھنا بتایا وہین

رعیت نواز اور تھا دادگر | تھا کام جز داد شام و سحر
جو تھے عہد مین اُسکے دانشوران | یہ اون سے لگا کہنے شاہِ جہان
پھر آغاز وان پشم بافی ہوئی | کہ پوشاک مردم کو کافی ہوئی
ہوئے سب گرفتار دام آنکر | وہ سیکھے شکار افگنی سر بسر
وہ قید ایکدن کرکے اک دیوکو | لے آیا حضور شہ نامجو
فراہم ہوے وہ پئے جنگ شاہ | اودھر سے ہوا شاہ بھی کینہ خواہ
صف آرا اودھر تھے وہ خونخوار دیو | اودھر تھے دلیران و گہیان خدیو
وہ غو شاہ کے جب مقابل ہوا | تو غو کا شہنشاہ قاتل ہوا
رہے زندہ میں انہین جو اور دیو | اونہین قید کرکے گیا وہ خدیو
کرو قتل دیوونکو یکدست اب | لگے کہنے دیوان خونخوار تب
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس | وہ لائے دوات و قلم شہ کے پاس
شہنشہ نے سی سال کی داد دی | رہے اسکے محکوم دیو و پری
پسر تھا جو جمشید طہمورث کا | ہوا بعد اُسکے وہ فرمانروا

بیان احوال سلطنت جمشید

جہاندار جمشید عالی وقار | خردمند دانشور و ہوشیار
دلیر و قوی زور آفاق گیر | ہر اک شاہ تھا اُس کا فرمان پذیر
بیان سے فزون اُسکا جاہ و حشم | سدا خلق پر اسکا لطف و کرم
فن پارچہ بافی و کشتکار | کیا شاہ جمشید نے آشکار
ہوا عہد مین اسکے پیدا یہ سب | ہوئے اس جہان مین ہویدا یہ سب
کیا شہ نے مردم کو مسکن گزین | ہوا ہر کوئی ہر مکان مین مکین
کہ اب اس مکان مین زراعت کرو | نہ بے شغل و بے کار ہرگز رہو

خداوند اورنگ شاہنشہی | سپہ دار اقلیم فرمان دہی
شجاعت بلند و ہمت بلند | اور اقبال و دولت سے تھا ارجمند
ہنرمند آگاہ دل ذوفنون | فراست سے ہر چیز کا رہنمون
قز و خز و دیبا و ریشم کتان | زرہ جوشن و تیغ و برگستوان
زراعت کے قابل زمین تھی جہان | سوا اسکے جتنا تھا آب روان
سپرد اور ہر شخص کے ہر مکان | دیا اور کیا حکم یہ بعد ازان
یہ دیوونکو ارشاد پھر دان کیا | کہ تم طرز و نقشہ مکانات کا

سکھاؤ بیان مردمان کو تمام | کہ کرنے لگین سب عمارت کا کام
ہوا جبکہ حکم شہ نامدار | ہوئے دیو تب وہین مشغول کار



وہ حمام اور قصر و دیوان و کاخ | بنائے گزند و بلند و فراخ
بنائے گچ و خشت اور رنگ سے | طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے

بہت دلکش اور بہت استوار | سراپا لطافت سراپا بہار
پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا | بیاقوت و گوہر مزیب کیا

اور اس تخت پر بیٹھتا تھا مدام | رہے تھا سدا خرم و شادکام
کبھی حکم کرتا وہ یون دیو کو | بروئے ہوا تخت کو لے چلو

غرض دیو دن بھی دو شش پر لکی تخت | جہان چاہتا وہ شہ نیکبخت
پہونچاتا وہاں اکدم مین بشوق | تھا دل مین اندیشۂ تخت و فوق

شہنشہ نے کشتی بھی تیار کی | محیط جہان مین یہ پہلے نہ تھی
پھر سال کا ہے جو نوروز نام | سوا اسکا ہے یہ جو شہ ذوالکرام

جب آیا یہ نوروز عشرت قرین | تب اک جشن ترتیب کرتا یہین
مہیا مے و نغمہ ہوتا وہان | غرض عیش کرتا وہ شاہ جہان

جن و انس و دیو و پری کو مدام | گہر بخشتا خسرو نیک نام
بعیش و طرب ہفتصد سال تک | رہا حکمران شاہ زیر فلک

رہی خلق آسودہ و بے خطر | بہت خرم و شاد شام و سحر
نہ بے شغل کوئی نہ بیکار تھا | کوئی دردمند اور نہ بیمار تھا

نہ تھا کوئی رنجور اُس دور مین
رہے مرگ بھی دور اُس دور مین

جو گذرے برس سات سو اس طرح
کیا ہے بیان جن نے یان جس طرح

تو شہ سے ہوئی دور دانش و نور
ہوا شاہ کے دل مین پیدا غرور

یکایک جو اپنی طرف کی نظر
کہ جاہ و حشم ہے مرا اس قدر

تو آیا یہ ہین دل مین جمشید کے
کہ ہمسر ہون مین ماہ و خورشید کے

بجاہ و حشم زیر چرخ برین
برابر کوئی اپنے دیکھا نہین

اکابر جو تھے اُنکو کرکے طلب
یہ جمشید لایا زبان پر کہ اب

بتاؤ کہ دنیا مین ہے کوئی شاہ
کہ جسکا برابر مرے ہووے جاہ

خداوند اورنگ و افسر ہون مین
جہاندار و بخشندہ زر ہون مین

جہان کو کیا مین نے آراستہ
جہان سے ہوا رنج برخاستہ

خور و خواب و آرام اہل جہان
یہ جمعیت خاطر مردمان

نشاط و خوشی نغمہ و جام سے
مرے ہی سبب سے ہے ہر ایک سے

جہان مین ہوا مجسے پیدا ہنر
نہین کوئی مجھ سا سر نامور

سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن
لگے کہنے دانشوران زمن

کہ بس ہے تو بخشندہ و دادگر
نہین اور تجھ سا کوئی تاجور

وے دل مین سمجھے یہ یزدان شناس
کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس

ہوا رخصت اُس سے کبس اقبال و بخت
نصیبون سے اُس کے گیا تاج و تخت

کوئی دن کو دیکھے ہے یہ روز بد
ہوئی فر و فرمان دہی اُسکی رد

وہ فرمان بران شہ نامدار
کنارا لگے کرنے بے اختیار

خفا ہوکے شہ سے وہ یکبار سب
غرض اوٹھ گئے وان سے سردار سب

شہنشہ کے دل مین یہ آیا ہراس
وہین اوڑ گئے اُسکے ہوش و حواس

یقین ہوگیا یہ کہ یزدان پاک
مقرر ہوا مجھ سے اب خشمناک

لگی دولت اُس شہ سی منہ پھیرنے
لگی اُسکو بیداد لتی گھیرنے

جہاندار جمشید انجام کار
ہوا بس تباہ اور پریشان و خوار

گرفتار قہر الٰہی ہوا
جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا

ملا الغرض خاک مین بخت جم
ہوا جائے ضحاک پھر تخت جم

لکھون آگے ضحاک کی داستان
کرون اُسکی اب سلطنت کا بیان

بیان احوال سلطنت ضحاک تازی

سپہ دار مرتاض تازی بنام
شہ کامران خسرو ذوالکرام

کہ تھا تازیان مین وہ فرمانروا
رعیت نوازی مین مشغول تھا

ہزارون بز و اشتر و گاو میش
رکھے تھا سپہ دار فرخندہ کیش

نسب روز اُن چارپایون کا شیر
غریبون کو دیتا تھا سب بے نظیر

پسر ایک تھا اُسکا ضحاک نام
جوان و دلیر و بلند احتشام

رکھے اسپ تازی تھا وہ دس ہزار
بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار

حضور اوسکے ابلیس نادرست گو
ہوا حاضر اک دن بشکل نکو

گذارش کئی نقلین کین آن کر
کہ دلچسپ اور نغز تھین سر بسر

وہ تھا فریبی اُسمین مکر بھرا
خدع سی سخن کوئی خالی نہ تھا

معرا تھا ضحاک جو عقل سے
ہوا خرم و شاد اُس نقل سے

لگا کہنے ابلیس سے اور بھی
بیان کر لطیفہ بلطف و خوشی

وہ بولا اے شاہ فرخ نہاد
سخن خوبتر ایسے ہین مجھکو یاد

ولیکن مین کہتا ہون اس شرط سے
کہ گر عہد اور قول دے تو مجھے

کہ جو کچھ کہون مین کرے تو وہی
کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی

قسم کھاکے ضحاک نے یہ شتاب
دیا اُسکو گفتار کا یہ جواب

یہ مذکور کیا جو ترے راز کو
کرون جو بتا ہے مرد فرخندہ خو

ہوا جبکہ آپس مین عہد استوار
یہ ابلیس بولا کہ اے نامدار

جو مرتاض تازی ہے تیرا پدر
تو اُسکو شتابی کہین قتل کر

کہ تو ہے جوان اور ترا باپ پیر
یہ تجھکو ہے زیبندہ تاج و سریر

یہ سنکر ہوا دل کو اُسکے درد
لگا کہنے اُس سے کہ اے نیک مرد

یہ گفتار تو ناپسندیدہ ہے
نہ میزان دانش مین سنجیدہ ہے

رہ دین و دانش سے جو دور ہو
وہ بیداد کب مجھکو منظور ہو

کہی شاہزادہ نے یہ بات جب
رہے تیری گردن پہ سوگند بند
یہ پوچھا کہ کسطرح تجھے ہلاک
کنوان ایک دس شاہ کی راہ مین
وہ شاد اس مکان مین ز روے طرب
کیا اُس کو خس پوش پھر سر بسر
گئے ٹوٹ اوسکے سر و دست و پا
پھر ابلیس بدذات نے یون کہا
مری دانش و عقل و تدبیر پر
سراسر جہان کی تجھے خوبیان
نوازش بہت اوسپہ مصروف کی
خورش خانۂ خسرو نامور
وہ تیار کر پیش فرمان روا
ہوا کہا کے اُس کو بہت شادکام
کہ اے قدردان شاہ فرخ سیر
بصد لطف کیک و تذرو سفید
ز روے عنایت کہا یون کہ اب
مری آرزو ہے کہ شام و پگاہ
بر آوے مراد عا کیا عجب
نوازش سے تجھکو کرون ارجمند
جو کتف اپنی شہ نے برہنہ کئے
یہ کردار بد کر کے وان آشکار
کیا جا کے دانشورون سے طلب
پھر اتنے مین ابلیس پیدا ہوا
ہو وہ وہ لکھا جو نصیبون مین تھا

یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب
تو ہو خوار اور تجھکو پہونچے گزند
بتا کوئی تدبیر بے خوف و باک
کرون کندہ تا وہ گرے چاہ مین
عبادت کو جاتا تھا ہنگام شب
شہ نامور کو نہ تھی کچھ خبر
ہوا قید ہستی سے دم مین رہا
کہ صد شکر اب شاہ کشور کشا
عمل تو کرے ہر شب و روز گر
میسر ہون اب بادشاہ جہان
کلید خورش خانہ پھر اُسکو دی
ملا جبکہ اوسکو تو شام و سحر
کبھی مرغ لاتا کبھی چار پا
کہ تھا خوشتر و نغز تیکو طعام
خورش لاوُنگا اس سے کل نغز تر
پکا لیگیا با دل پر امید
جو کچھ چاہئے مجھ سے کر تو طلب
کہ دون ایک بوسہ سر کتف شاہ
تجھے کامیابی ہو با صد طرب
کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند
تو شیطان نے اوپہ بوسے دیے
نظر سے وہ غائب ہوا نابکار
لگے کرنے تدبیر و تجویز سب
تشکل طبیبان ہویدا ہوا
نہین دفع ہوتی یہ ہرگز بلا

اگر اس کام سے تو کرے درگذر
نہ خون پدر اُس کو منظور تھا
لگا کہنے پھر وہ کہ اے نامدار
مکان ایک بیرون دولتسرا
ستمگار ناپاک نے ایک چاہ
گیا جب اُدھر کو تو بس راہ مین
وہ ضحاک بے رحم و بیداد گر
ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ
تو ہو بادشاہ ہفت اقلیم کا
یہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ
خوراک و جز میوہ و نان دان
پکانے لگا نغز و خوشتر طعام
پکا ایک دن بیضۂ مرغ دان
ز روے طرب شہ نے کی آفرین
غرض دوسرے روز پھر شاد شاد
وہ ضحاک نے جبکہ کھایا طعام
کیا عرض ابلیس نے پھر شتاب
یہ رتبہ نہیں گرچہ میرا ولے
یہ ضحاک بولا کہ اے نیک خو
یہ کہکر دئے کھول کتف اپنے بس
دیئے جبکہ بوسے سر کتف شاہ
جہاندار ضحاک حیران ہوا
پر اس درد کا کچھ نہ پایا علاج
وہ آ کر حضور شہ نامدار
تری زندگی اب تو دشوار ہے

پھرے عہد سے تو اے نامور
ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا
یہ کچھ کام مشکل نہیں زینہار
شہ نامور نے کیا تھا بنا
کیا کندہ وہ وہین سر راہ شاہ
گرا شاہ آزاد اُس چاہ مین
سر تخت بیٹھا بجاے پدر
مبارک ہے تخت و تاج و کلاہ
خداوند ہو تخت و دیہیم کا
تملق لگا کرنے شام و پگاہ
نہ تھی اون دنون بھولِ جہان
مزیدار و خوش ذائقہ پر طعام
خورش کو وہ لایا تو شاہ جہان
یہ سنکر کیا عرض اوسنے وہین
حضور جہاندار فرخ نہاد
نہایت ہوا خرم و شادکام
کہ اے شاہ ضحاک عالی جناب
مگر شہ کے لطف و عنایات سے
ترے دل کی بر لاؤن یہ آرزو
یہی دل مین ابلیس کے تھی ہوس
ہوئے وہین پیدا دو مار سیاہ
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کیسکو بھی اسکا نہ آیا علاج
لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
خرد چارہ سازی سے ناچار ہے

ہوا اُس سے ضحاک اندوہگین
لگا کرنے فریاد و زاری وہین

یہ کہنے لگا پھر زروئے نیاز
کہ اے مرد فرزانہ و چارہ ساز

کسیطرح سے چارہ سازی تو کر
شتابی سے عاجز نوازی تو کر

کیا شاہ نے جب بہت التماس
تو بولا وہ پھر یون کہ اے نامدار

نہین اس سے چارہ کوئی اور نغز
کہ سانپون کو دے آدمی کا تو مغز

تری جان کو پھر نہ پہونچے گزند
رہے پھر نہ تو اسقدر دردمند

بتایا جو ابلیس نے یہ علاج
لگا کرنے دایم غذا وہ تاج

آمدن سلطنت ایران بدست ضحاک و آوارہ شدن جمشید و رسیدن تنہا در زابلستان بلباس دیگر و شناختن اورا دختر والی زابلستان و عقد بستن با او

یہ ہر ملک و کشور مین پہونچی خبر
کہ ضحاک شاہنشہ تاجور

رکھے ہے وہ مار سیہ اپنے پاس
جسے دیکھہ اوڑتے ہین ہوش و حواس

یہ ہیبت ہوئی شاہ کی دہر مین
کہ ڈرنے لگے لوگ ہر شہر مین

بزرگان ایران کے جمشید سے
ہوئے منحرف تھے سو وہ آنکے

ہوئے پیش ضحاک حاضر سبھی
کمر چست باندھی پئے بندگی

بیان کر کے احوال ایران تمام
کیا عرض یون آکے شہ ذوالکرام

اگر فوج پھر کار جاوے دہر
تو ہاتھہ آوے وہ ملک بھی دو تر

یہ سن کر وہین لشکر بیکران
کیا شاہ نے ساتھہ اوسکے روان

وہ جمشید بھی آ مقابل ہوا
ولے کام دل کچھہ نہ حاصل ہوا

شکست اوسنے کھائی بہنگام جنگ
گریزان ہوا شاہ جم بیدرنگ

جو اقبال او بخت برہم ہوا
تو جم اور بتہ لشکر جم ہوا

رہا کوئی بھی پھر نہ ہمراہ جم
کسی سمت تنہا گیا شاہ جم

ہوا شاہ ضحاک ایران کا شاہ
ہوا اوسکے نصیب اوس تاج و کلاہ

کئے لوگ ضحاک نے پھر روان
کہا یون شہ جم کو پاؤ جہان

اوسے قید کر کے یہان لاؤ تم
تفحص کنان ہر طرف جاؤ تم

کرون پھر ہراک کا مین رتبہ فزون
زر و گوہر و لعل انعام دون

ہراک طرف گئے پھر طرفدار کو
گیا دو دن ہی حکم شہ ناجو

کہ لاوے اوسے جو گرفتار کر
رضامند اُس سے مین ہون بیشتر

بڑا رتبہ اوسکا ہو میرے حضور
غم و فکر دنیا رہے دل سے دور

ستمدیدہ چرخ پر فتنہ جم
شب و روز با خاطر پر الم

سوئے وادی و کوہ آوارہ تھا
نہایت غریب و بیچارہ تھا

ہر اک سے چھپاتا تھا وہ آپکو
نہ ہرگز جتاتا تھا وہ آپ کو

پری وار مردم سے پوشیدہ تھا
کہ آفت رسیدہ و غم دیدہ تھا

غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم
گیا زابلستان مین وہ شاہ جم

شہ زابل اور زنگ زابل کا شاہ
رکھے ایک تھا دختر رشک ماہ

مہ و مہر سے حسن مین خوب تھی
دلارام و دلدار محبوب تھی

وہ زلف و وتا اُس کی دام بلا
گرفتار جسکا نہو وے رہا

وہ ابرو تھے یا تیغ بران تھے
وہ مژگان نہ تھے بلکہ پیکان تھے

کئے سیکڑون ایک نگہ سے ہلاک
ہزارون ملائے تہ خون و خاک

وہ قامت کہون یا قیامت کہون
قیامت سے بالا وہ قامت کہون

کہون کیا کہ رفتار نے کیا کیا
کہ ہر گام پر فتنہ برپا کیا

لبون سے جو کچھہ اوسکے ہو آشکار
دم عیسوی سے نہو زینہار

وہ چشم اوسکی خونریز مردم مدام
ہوئی جس سے ترکون کی ترکی تمام

ہوا خوبی و حسن کے وہ صنم
نہ مردون سے تھی کچھہ شجاعت مین کم

ہنر پہلوانی کے تھے اوسکو یاد
وہ تھی پہلوانی مین بھی اوستاد

جو در پیش آجاتی تھی کوئی جنگ
تو بیخوف و اندیشہ بیدرنگ

پہنتی تھی پوشاک مردانہ وہ
پئے رزم جاتی دلیرانہ وہ

دس و پندرہ کی تھی وہ دلستان
خردمند و دانشور و نکتہ دان

جوان تھی ولیکن بہ تدبیر پیر
شعور و فراست مین تھی بے نظیر

اوسی سال مین جو منوچہر شاہ
لیے زابلستان لایا پناہ

تو تدبیر سے اوسکی بدخواہ پر
شہ زابلستان نے پائی ظفر

دلیر و ہنرمند صاحب جمال
جہان مین تھی وہ دلربا بیمثال

بہت اوسکے شاہان طلبگار تھے
بہ نقد دل و جان خریدار تھے

دلے باپ کو اُس کے انکار تھا
کسی کو نہ دیتا وہ زنہار تھا

یہ بس عہد واثق تھا باہمدگر
کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھکر

رکھے وصل کی اپنے جی مین ہوس
خوشی سے وہ ہمبستر اوسکا ہو بس

زن عاقل اک دایہ تھی دخت کی
کہ انجم شناس و خردمند تھی

سو اُس دایہ نے ایکدن دخت کو
کہا تھا کہ اے دخت فرخندہ خو

ترے بین نے دیکھی جو طالع تو ہان
ہوا یون عیان مجھپہ راز نہان

کہ ہووے تو بہتر اب شاہ جم
اور اُس سے ہو اک طفل فرخ شیم

یہ سن کر نوید مسرت ہوا
بہت شادی مین تھی وہ دلربا

کہا تھا وہ دایہ نے جا کر شتاب
حضور شہنشاہ عالی جناب

یہ سن شاہ نے مژدہ دلفروز
کہا قابلہ سے کہ اے نیکروز

یہ مژدہ جو تو نے سنایا مجھے
تو راز نہان سب جتایا مجھے

غرض اس سبب سے وہ شاہ زمن
نہ سنتا تھا خواہشگرونکا سخن

وہ جم اتفاقاً وہان جو گیا
سر راہ اک باغ تھا شاہ کا

اور اُس باغ مین تھی وہ دلدار بھی
جو دن رات جم کی طلبگار تھی

یہ تھی آرزوے دل شاہ جم
کہ اس باغ مین چل کے اب کوئی دم

ذرا جی کو وان اپنے بہلایئے
صبا کی طرح سیر کر آیئے

وے حاجیون نے نہ جانے دیا
وہ ناچار مجبور سا رہ گیا

ہوا خوش جو آئی تو بیرون باغ
وہ ٹھہرا ذرا با دل داغ داغ

تلے اک شجر کے گیا بیٹھ جم
کہ ہو دور دل سے اغبار الم

کسی کام کیواسطے ناگہان
کنیز اُس پریزاد کی آئی وہان

پڑی اُس کی جمشید پر جو نظر
تو حیران ہوئی بس وہین دیکھکر

عیان جم کی صورت سے تھی نیکوئی
درخشندہ تھی شوکت خسروی

یہ پوچھا کہ تو کون ہے ای جوان
عیان کر تو مجھسے یہ راز نہان

دیا اُسکو جمشید نے یہ جواب
کیا چرخ نے میرا خانہ خراب

کہون کیا کہ رکھتا تھا دولت عظیم
بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم

پر اب گردش بخت برگشتہ ہون
خراب و پریشان و سرگشتہ ہون

مجھے خواہش بادۂ ناب ہے
کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہے

خداوند سے باغ کے لا شتاب
ابھی جا کے دو تین جام شراب

کہ ہو خاطر غمزدہ کو سرور
ذرا ہووے کلفت مگر دلسے دور

پرستار نے جب سنا یہ سخن
گئی باغ مین پیش رشک چمن

کہا یہ کہ اے بانوے مہربان
در باغ پر ہے اک آیا جوان

اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہے پر
رخ خوب اوسکا ہے رشک قمر

اوسے اور ہرگز نہین کچھ ہوس
طلب وہ ساغر کی رکھتا ہے بس

پرستار سے سنکے وصف جوان
لگی کہنے وہ دختر دلستان

کہ اوسنے تو بس صرف چاہی شراب
وسے اوسکو پہونچا دو گی مین شتاب

مے لعل اور ساغر دلنواز
سرود و دف و چنگ و عشرت کا ساز

یہ کہکر اوٹھی بس وہ سرو روان
پرستار کے ساتھ آئی وہان

در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر
تو صورت کو جمشید کی دیکھ کر

یہ سمجھی وہین وہ بت دلستان
کہ ایرانیون مین ہے یہ جوان

ہوا زرد و غم سے رخ لالہ رنگ
طرح غنچے کے ہے یہ مرے دلتنگ

اثر کر گیا عشق جمشید کا
گرفتار الفت ہوئی دلربا

لگی پوچھنے یون کہ اے خستہ حال
گرفتار تشویش و رنج و ملال

تو بیٹھا ہے اب کیون بزیر شجر
تو ٹھیرا ہی کیون سایے مین آنکر

مگر اس کنیزک پہ مایل ہوا
اسیر محبت ترا دل ہوا

بس اب دیکھکر اس پرستار کو
تجھے یاد ہے آئی ای نیک خو

اگر تجھکو ہے آرزوے شراب
تو اس باغ مین لیجوان کا شتاب

کیا جب طلب اوس نے جمشید کو
تو سوچا یہ جمشید فرخندہ خو
جو جاؤں میں بیت دلستان
مبادا بلا کوئی آوے یہاں

کیا جم نے جانے میں آخر حذر
ولیکن وہ بولی حذر کچھ نکر
پدر ہے مرا شاہ زابلستان
میں اوسکی ہوں اک دختر دلستان

رکھے جان سے ہی گرامی مجھے
بہت پاس خاطر ہے میرا اسے
مجھے ہے یہ پراگندگی روز و شب
جسے چاہوں اُسکو کروں میں طلب

غرض شوق سے تو ہیا آفتاب
کہ شاہد بھی ہی اور سرود و شراب
سنا تھا یہ جمشید نے پیشتر
کہ اک دخت ہے رشک شمس و قمر

اور اب اوسکو دیکھا تو شیدا ہوا
اثر عشق کا دل میں پیدا ہوا
گیا باغ میں شاہ جم پھر وہیں
ہوئی شاد و خرم بہت نازنین

شہ جم کے رکھہ ہاتھ میں اپنا ہاتھ
خراماں چمن میں ہوئی اوسکے ساتھ
گئی سیر کرنے وہ اک حوض پر
ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر

کنیزان گل چہرہ آئیں وہاں
ہوئیں جم کے آگے وہ سجدہ کناں
بحکم پری رو بمشک گلاب
شہ جم کے پھر پاؤں دھوئے شتاب

کیا شیشہ و جام پھر وہاں طلب
ہوا دور عیش و نشاط و طرب
کہا نازنین نے کہ اب بیدرنگ
پلاؤ اسے بادۂ لالہ رنگ

جو حکم اُس پریچہرہ نے یوں کیا
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا
کئے نوش جم نے پیالے سہ جام
ہوا دور اندیشہ دل سے تمام

برسم شہاں جو ہوا بادہ کش
یہ کہنے لگی جی میں وہ حور وش
کہ ہے یہ جوان بیگمان بادشاہ
کیا چرخ نے لیکن اس کو تباہ

کہا پھر یہ جمشید سے اے جوان
رہ دور سے ہے تو آیا یہاں
ترے واسطے ہوئے حاضر طعام
وہ بولا کہ تم اور دو مجھکو جام

لگی کہنے پھر یوں وہ رشک قمر
تجھے خواہش بادہ ہے اسقدر
کہ جز بادہ تو کچھ نہیں چاہے اور
نظر آئے مجھکو عجب تیرے طور

دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
کہ ہے بیشتر مجھکو میل شراب
کبھی گر نہ پاؤں تو بیتاب ہوں
میں بے صبر بے بادۂ ناب ہوں

عجب چیز ہے بادہ اے نازنین
کہ دل سے کرے دور کلفت وہیں
دل تیرہ کو روشنائی ہے مے
جسے کوفت ہو مومیائی ہے مے

کرے بزدلوں کو دم میں دلیر
پئے مے جو کوئی کرے کار شیر
جو ہو پیر فرتوت بھی بادہ کش
تو ہووے جوان پیکے انگور وش

خورش کے مزہ کو زیادہ کرے
غم دل کو بس دور بادہ کرے
کرے دفع سب ماندگیہائے تن
لگے مے سے خوشتر بہار چمن

زبس مجھکو تھی راہ کی ماندگی
تمنا ہوئی بادۂ ناب کی
کیا جب فصاحت سے جم نے سخن
گمان یہ گئی تب وہ رشک چمن

کہ جمشید شاہ جہاں ہے یہی
جہاندار شاہ شہاں ہے یہی
لگی کہنے پھر جی میں یوں دلستان
کہ کیونکر یقین ہو مرا یہ گمان

یکایک یہ خاطر میں گذرا کہ اب
شبیہ جم کو کروں میں طلب
کسی سے کہا یوں کہ جاؤ شبیہ
مقرب ہے جم کی لاؤ شبیہ

تو تھے میں گلشن کی دیوار پر
پڑی اُس پریچہرہ کی جو نظر
تو دیکھا کہ بیٹھے کبوتر ہیں دو
ملا کر بہم اپنی منقار کو

کوئی شوق سے جیسے بیدرد و غم
ملاوے لب یار سے لب بہم
وہ دونوں تھے سرگرم راز و نیاز
اُدھر سے نیاز اور ادھر سے ہے ناز

جو یوں بیٹھے دیکھے کبوتر بہم
تو کچھ شرم سی آگئی پیش جم
طلب کرکے پھر دونوں تیر و کمان
لگی کہنے جمشید سے یوں کہ ہان

تو فرمایئے انہیں سے اسدم جسے
کرو دن جدا اوسکو میں ایک تیر سے
شہ جم یہ بولا کہ اے نازنین
جہاں مرد ہوں اوں یہ لازم نہیں

کہ زن پیشدستی کرے وقت کار
مگر پیشدستی تو اب زینہار
اگر لاکھوں زن ہو شجاع و دلیر
تو ہی اپنے نزدیک ہو خصلت شیر

وے ہمسری مرد سے کیا کرے
کرے ہمسری گر تو بیجا کرے
کہ زن زن ہے آخر کو مرد مرد
شعور زنان پیش مردان ہے گرد

دلیری و تدبیر و زور و ہنر
رکھے مرد ہی زن سے ہان بیشتر
حوالے مرے کر یہ تیر و کمان
ہنر دیکھ میرا تو اے دلستان

یہ سنکر پری وہ ہوئی شرم گین
عرق آگیا چہرے پہ بس وہین
ولے دل مین افزون محبت ہوئی
زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی

کمان ہاتھ سے آگے جم کے رکھی
گیا عذر بہی اور بہت عاجزی
کہا پہر یہ جم نے کہ اے نیک خو
کرون گر ہدف تیر کا مادہ کو

تو پہر دل جسے چاہا اُس زن کو یون
بصد شوق ہم بستر اپنا کرون
مراد اس سخن سے تہی وہ رشک ماہ
کہ ہووے ہم آغوش جمشید شاہ

پری وہ بہی اس رمز کو پا گئی
یہ بات اُسکے بہی دہیان مین آگئی
پیا جام پہر جم نے اور بیدرنگ
کمان کہینچکر ایک مارا خدنگ

کمان سے ہوا تیر جسدم رہا
گری مادہ بسمل ہو نر اوڑ گیا
پہر اکدم مین بیٹھا وہ نر آن کر
کہ بیٹھا ہوا تہا جہان پیشتر

وہ پر زور تہی نازنین کی کمان
کہ زابل مین تھے جسقدر پہلوان
کوئی کہینچ سکتا تہا اُسکو نہین
ولے جم نے کہینچی تو وہ نازنین

لگی جی مین کہنے کہ کیا احتیاج
شبیہ شہ جم کی دیکہی نہین آج
ہوا اُنہین یقین یون کہ جمشید ہے
تہ ابر پوشیدہ خورشید ہے

غرض قوت و زور جم دیکھکر
ہوئی آفرین خوان وہ رشک قمر
طلب گار جم کی ہوئی دل مین بس
ہوئی وصل کی اوسکے جی مین ہوس

تصور مین جم کے پیا پہر شراب
پری چہرہ نے ایک جام شراب
شہ جم سے پہر آپ لیکر کمان
یہ کہنے لگی وہ بت دلستان

کبوتر جو بیٹھا ہے پہر آن کے
نشانہ کرون تیر کا گر اوسے
تو جس مرد فرخ پہ مائل ہو دل
ملاقات کا اُس کے سامان ہو دل

مراد وہ ہم آغوش ہو شوق سے
کرون اُسکو ہم خوابہ مین ذوق سے
یہ اس گفتگو سے تہی اُسکی مراد
کہ ہو جفت جمشید فرخ نہاد

سمجھ یہ گیا شاہ جم بہی وہین
کہ میری طلب گار ہے نازنین
بہم گفتگو دان خوشی سے یہ تہی
کہ دایہ بہی آپہونچی اُس دخت کی

کہا اوس نے یہ ماجرا اک قلم
نگہ کی وہین دایہ نے سوئے جم
لیا جم کو پہچان اور یون کہا
کہ اے دختر مہوش دلربا

جو دیکھا تہا طالع مین پیری سو خواب
ہوا آشکارا با الطاف رب
طلب گار تہی جسکی سو ہے یہی
شہ جم شہ نامجو ہے یہی

مگر دیر مین وصل سے کامیاب
خوشی سے ہوا بستر اُسکی شتاب
وہ دختر کہ تہی عاشق روئے یار
رکہے تہی تمنائے بوس و کنار

سنا اوس نے دایہ سے جب یہ سخن
ہوئی اور دیوانی وہ سیمتن
اور اپنے ہوئی دلمین خوشتر
کہ معشوق مطلب ہوا جلوہ گر

سو دایہ سے بولی جو تو نے کہا
زروے کرم راست لاوے خدا
پہر اتنے مین وان جم کی آئی شبیہ
وہ دایہ کو اوسنے دکہلائی شبیہ

جو صورت ہے جم کے مقابل ہوئی
تو ہین باعث فرحت دل ہوئی
شہ جم کو دایہ نے پہر دی شبیہ
اور اُسنے وہ اپنی جو دیکہی شبیہ

تو اورنگ و دیہیم کو یاد کر
دل پر الم سے کیا نالہ سر
لگا کہینچنے نالہ پہر شہریار
ہوئی زار بہی نرگس اشکبار

پری رو نے دیکھا جو یہ حال جم
تو پوچھا کہ کیون تو نے کی چشم نم
نگہ کر کے اب تو سوئے پرنیان
ہوا کس لئے یان تو نالہ کنان

یہ صحبت ہی دلچسپ بزم طرب
یہ اس وقت گریہ کا کیا ہو سبب
گیا کسطرف ہائے تیرا خیال
مگر ہے کچھ تو نے پایا ملال

یہ کہنے لگا جم کہ اے گلعذار
جو دنیا مین ہین عاقل و ہوشیار
ستمدیدگان کے وہ احوال پر
غم و درد سے نالہ کرتے ہین سر

تجہے پرنیان کی جو مین نے نگاہ
تو دیکھی شبیہ جم رشک ماہ
مجہے یاد آیا وہ جاہ و حشم
بزرگی و اورنگ تاج و علم

لگا رونے جم ان ابر بے اختیار
رہا کچھ نہ دل مین شکیب و قرار
کیا جور چرخ ستمگر نے ہائے
کیا ظلم اس سفلہ پرور نے ہائے

کیا شاہ جمشید کو یون تباہ　　لیا چھین یکدست تاج و کلاہ

جہان کا کیا شاہ ضحاک کو　　دیا تاج و تخت ایک ناپاک کو

دو مار سیہ جس کی ہین کتف پر　　وہ صورتمین ہین دیو سے بھی بتر

نہین ہے خبر شاہ جمشید کی　　نہین حال سے اوسکے کچھہ آگہی

کہ اب ہے وہ برگشتہ اختر کہان　　بجز نام اوسکا نہین کچھہ نشان

خدا جانے جیتا ہی یا مر گیا　　ہوا اوسکا کیا جانے احوال کیا

کہین ہے اسیر بلائے بزرگ　　ہوا یا کہین لقمۂ شیر و گرگ

یہ قصہ بیان جب کہ جم نے کیا　　تب اوس دخت دایہ نے جم سے کہا

کہ ہے آپ جم یہ شہ نامجو　　ولیکن چھپاتا ہے یہ آپ کو

کنیزونکو یکسر کیا وان سے دور　　رہی دایہ اور وہ بت رشک حور

کہا پھر یہ خلوتمین تو ہی ہی جم　　نہ پوشیدہ رکھہ ہمسے جانین ہین ہم

کہا مین نہین جم وہ بولی کہ ہان　　یہ کہتی ہے کیا پیکر پرنیان

شہ جم یہ بولا کہ اے دلستان　　سراپا غلط ہے یہ تیرا گمان

مجھے جم جو سمجھی تو اے مہ جبین　　مگر کوئی ہمشکل ہوتا نہین

تملق بہت نازنین نے کیا　　ولیکن یہ انکار کرتا رہا

بہت کرکے پھر عجز اور انکسار　　وہ بولی کہ اے خسرو نامدار

کریگا تو انکار گر لاکھہ پر　　کرونگی نہ تجھسے مین اب درگزر

کہ تجھکو لیا مین نے پہچان اب　　تو مت جان ٹھک مجھکو انجان اب

بہانہ تو کرتا ہے اب بار بار　　نہین جائیگا پیش کچھہ زینہار

یہ دایہ جو بیٹھی ہوئی ہے یہان　　خبردار ہے راز سے یہ یہان

ترے وصل کا مجھکو مژدہ دیا　　اور اس راز سے مجھکو واقف کیا

کہ تجھہ سی خدا دے مجھے اک بشر　　یہ سنکر شب و روز و شام و سحر

تری ہی تمنائے دیدار تھی　　دل و جان سے تیری طلبگار تھی

تری شیفتہ ایک مدت سے ہون　　گرفتار غم ایک مدت سے ہون

نہ آرام جان ہے نہ کچھہ مجھکو تاب　　نہ دلمین شکیب اور نہ آنکھون مین خواب

خدا سے یہ خواہش تھی آنا جو　　کسیطرح تری ملاقات ہو

غرض آخر کار لایا ادھر　　مرا جذبۂ دل تجھے کھینچکر

غنیمت سمجھہ تو مرے وصل کو　　کسی طرح تیری ملاقات ہو

بت شاہ کشمیر ہوئے خواستگار　　نہ اقبال مین نے کیا زینہار

کہ تجھپر دل نثار دیوانہ تھا　　ترے عشق مین سب سے بیگانہ تھا

تو مجھہ سی دلارام و دلدار سی　　پریچہرہ و ماہ رخسار سے

نہو شوق سے گر ہم آغوش اب　　تو صد حیف ہے اور بڑا ہی غضب

جدائی کے ہون درد سے بیقرار　　خدا کے لئے مجھہ سے ہو ہمکنار

نہین تو کرون اپنے سینے کو چاک　　کرون آپکو ایکدم مین ہلاک

یہ کہکر لگی رونے بے اختیار　　زبان پر یہ لائی کہ اے نامدار

مقرر ہے تو جم مجھے ہے یقین　　تو اقرار کرتا بھلا کیون نہین

یہ دل تجھہ پہ صدقے کرون بلکہ جان　　تو کر مجھہ سے راز نہفتہ عیان

جو کچھہ راستی ہے وہی بات تو　　رکھے ہے تو پوشیدہ آنا جو

کیا دخت نے جب بہت الحا　　یہ کہنے لگا تب شہ نامدار

مجھے راستی سے نکیون ہو حذر　　کہ رکھتا ہون دو چیز سے مین خطر

مخالف مرا ایک تو بخت ہے　　مرا دشمن جان وہ کمبخت ہے

خبر اوسکو پہونچے مبادا کہین　　اور آجائین لوگ اوسکے آگاہ زین

مجھے دوسرے تجھہ سی اندیشہ ہے　　کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہے

نہین ہے پسندیدۂ عاقلان　　کہ زن پر عیان مجھے راز نہان

یہ سنکر لگی کہنے وہ گلعذار　　کہ ہر زن نہین بیوفا زینہار

قسم ہے مجھے اب تری جان کی　　قسم ہے مجھے اپنے ایمان کی

کہ بدخواہ تیری نہون زینہار　　دل و جان سے تیری مین ہون دوستدار

نکر خوف و اندیشہ آنا مور　　سمجھہ اس مکان کو نہ جائے خطر

یہ جب درمیان آئے قول و قسم　　تو ایمن ہوا بس وہین شاہ جم

کہا قصہ پھر جم نے اپنا تمام　　کیا ظاہر آگے پری وش کے تام

پری چہرہ کے ہاتھہ مین جم کا ہاتھہ
بندھا عقد جس طرح آئین تھی
ہوئے عقد پر بخت و دولت گواہ
ہوئے بے حجابانہ وہ ہمکنار
وہ باہم لگے عیش کرنے مدام
تو کرنے لگا اُس کی وہ جستجو
یہ سنتے ہی بس وہ ہوا خشمگین
ہوئی اسقدر ہائے بیباک تو
کیا رات کو تو نے ہم سے نہان
کیا عرض اُس نے کہ سن اے پدر
وے شیشۂ ننگ توڑا نہین
جہان مین کوئی اُسکا ہمسر نہین
بفضل خدا اوس نے پایا ظہور
سنی دایہ سے اوس نے یہ بات جب
یہ ہے یاوری بخت کی سر بسر
کہ ہو مجھ سے خوشنود وہ شہریار
یہ سنکر وہ دلدار رونے لگی
روا رکھہ نہ خونریزی شاہ جم
اُٹھا اپنے دل سے ذرا یہ خیال
نہ اچھا سمجھہ ملک و سیم کو
گزند غریبان نہ کر تو پسند
یہ کہکر وہ رونے لگی زار زار
یہ بولا کہ اے دخت والا تمیز
اذیت نہ جم پر رکھونگا روا
یہ کہہ جا کے میر لطیف سے شتاب

طرف قصر کے لیگئی اپنے ساتھہ
ادا کی جو رسم رہ دین تھی
ہوئی شہ کی منکوحہ وہ رشک ماہ
عجب رنگ کی اوسگھڑی تھی بہار
مئی عیش کے وہ لگے پینے جام
کسی نے خبر دی کہ وہ ماہرو
اور آئی ہے وہ جب دختر نازنین
اوڑانے لگی سر پہ پھر خاک تو
دلے رنگ رو سے ہے تیرے عیان
دیا حکم تھا تو نے یہ پیشتر
رہ نیک سے منہ کو موڑا نہین
کوئی جا مین اُس سے بہتر نہین
ہوا جلوہ گر مہر مقصد کا نور
شہ زابلستان ہوا شاد تب
ہوا جو گذر شاہ جم کا ادہر
فزون ہو مرا عز و جاہ و وقار
وہ بیصبر و بیتاب ہونے لگی
مری جان پر تو نہ کر یہ ستم
نہ لے اپنی گردن پہ ناحق وبال
سمجھہ خاک لعل و زر و سیم کو
نہ بدنام ہو اے شہ ارجمند
فغان بس لگی کرنے بے اختیار
مجھے تیری خاطر بہت ہے عزیز
نہ ہرگز گزند اسکو پہونچاؤنگا
کہ اے بادشاہ ثریا جناب

کیا جا کے آراستہ تخت زر
ہوئے عہد پیمان محکم بہم
سر مہد زرین ہوئے جا بخواب
ہوا چہرہ فیروز رنگ مراد
کئی روز گذرے کہ وہ سیمبر
ہوئی اک جوان سے گرفتار آب
تو چین بر جبین ہوکے از روئے خشم
کیا چاک بس شرم کا پیرہن
وہ تھی حاملہ اُن دنون گلبدن
کہ چاہے چھپے اوس سے یہ خواب ہو
رکھا مین نے ناموس کو زیر نگاہ
یہ دایہ نے بھی عرض شہ سے کیا
شہ جم یہان آگیا ناگہان
یہ بولا کہ خوش تو نے مژدہ دیا
مقرر اوسے باندھکر صبحگاہ
مجھے لطف سے اور اقلیم دے
یہ بولی کہ اے خسرو نامجو
جو لے اپنے کشور مین آکر پناہ
سدا تخت و دیہیم رہتا نہین
نہ بیچارے پر جور و بیداد کر
تو جمشید کو مجھسے مت کر جدا
ہوئی بسکہ گریہ کنان نازنین
تو خاطر کو رکھہ جمع شام و سحر
اوسے بلکہ دون ملک اک اپنا
سحر مین ہی اُٹھونگا تیرے حضور

ہوئی ساتھہ جمشید کے جلوہ گر
ہوا ساتھہ گلرو کے پیوند جم
ہوا اتصال مہ و آفتاب
نشانہ پہ بیٹھا خدنگ مراد
بہت کم لگی آنے پیش پدر
رہے ہے ہم آغوش وہ روز و شب
لگا کہنے اُس سے کہ اے شوخ چشم
لیا جامۂ بیحیائی پہن
ہوا زرد تھا روئے رشک چمن
سو آیا عمل مین بہ طرز نکو
کیا جفت وہ شاہ عالم پناہ
شہا مین نے جو تجھکو مژدہ دیا
ہوئی حاملہ اوس سے یہ دلستان
مرے دلکو مسرور و شادان کیا
روانہ کرون سوئے ضحاک شاہ
دُر و لعل بخشے زر و سیم دے
تو جور و تعدی کے درپے نہ ہو
دغا ساتھہ اوسکے ہے بیداد شاہ
ہمیشہ زر و سیم رہتا نہین
خداوند جان آفرین سے بھی ڈر
وگرنہ مرے تن سے کر سر جدا
تو رحم آگیا باپ کو بس وہین
کہ اس کام سے مین نے کی درگذر
زیادہ کرون عز و توقیر و جاہ
غم و فکر کو رکھہ تو اب [illegible]

ہوئی شادی وہ دختر دلستان
گئی پیش جمشید وہ مین وہان
سنا تھا جو کچھ باپ سے سو کہا
دل شاہ کو مطمئن کر دیا
فروزان ہوا جب کہ نور سحر
ہوا مہر خورشید جب جلوہ گر
گیا پیش جم شاہ زابلستان
جھکا کر سر اپنا پھر اوسنے وہان
کہا یون کہ اے شاہ عالی تبار
نہو بدگمان مجھ سے اب نہار
یقین جان تو جب تلک زندہ ہون
یہ دختر کنیز اور مین بندہ ہون
نہ دنیا کچھ اندیشہ کو دل مین راہ
کہ خدمت مین حاضر ہون شام و پگاہ
دلاسا وہ دیتا تھا شام و سحر
ولے دل مین جمشید کے تھا خطر
یہی قصد تھا یان سے ٹل جائے یہ
ملے جبکہ قابو نکل جائے یہ

گریختن جمشید از زابلستان بطرف ہندوستان و گرفتار آمدن از راہ بدست مردمان ضحاک و کشتہ شدن او

بہت دن رہا شہر زابل مین جم
ولے دل کو تھا اوسکے آرام کم
وہ دلدار تھی راندن اوسکے پاس
وہ تسپر بھی رہتا تھا ہر دم اداس
یہی تھا شب و روز اندیشہ بند
کہ پہونچے مبادا یہان کچھ گزند
کسی نے کہا اے شہ بے نظیر
یہ چاہے ہین یان کے وزیر و امیر
کہ تجھ کو پکڑ کر بحال تباہ
روانہ کرین سوئے ضحاک شاہ
نہین تو وہ لشکر ادھر کھینچ کر
کریگا تبہ ملک کو سر بسر
ہوا جب خبردار اس بات سے
گریزان ہوا شاہ جم گھات سے
وہ زابل سے چلکر سوئے چین گیا
ولیکن وہان بھی بہت کم رہا
وہان سے سوئے ہند راہی ہوا
بیابان نورد تباہی ہوا
جو گھبرا گیا راہ کے رنج سے
گیا بیٹھ سایہ مین اک نخل کے
وہ ازبسکہ تھا اپنے جی سے بتنگ
لگا بخت ناساز سے کرنے جنگ
کہ اے بخت کمبخت کیا جور ہے
بھلا یہ بھی ظالم کوئی طور ہے
خراب اور آوارہ مجھکو کیا
ملا خاک مین ہائے تونے دیا
ہوا پھر مخاطب سوئے فلک
کہ اے چرخ بیداد یہ کب تلک
کہان تک پھرون مین تباہ و خراب
کہان تک ہون یون مین بے صبر و تاب
یہ ناسازی بخت ہے سر بسر
کہ سرگشتہ ہون مین یون شام و سحر
عدم سے نہ آتا مین ہستی مین کاش
نہوتا مجھے یہ غم جان خراش
یہ کرتا ہوا زاری و آہ جم
ہوا بے ذرا سو گیا ایکدم
اوسے آگیا خواب ورنا گمان
ہوا فتنۂ خفتہ بیدار وان
اجل بھی کمین گاہ مین تھی کہین
سو وہ آگئی اوسکے سر پر وہین
غرض ایک ضحاک کا ایلچی
کہ ساتھ اوسکے تھوڑی سی تھی فوج بھی
وہ تھا سوئے خاقان چین بہر
کہین اتفاقاً جو گذرا ادہر
شہ جم کو پہچان اوسنے لیا
گرفتار بس اوسکو وہین کیا
بحال پریشان و بند گران
کیا سوئے ضحاک جم کو روان
کسی کا نہین یہ جہان دوستدار
کیا کیا نہین چرخ گردندہ یا
عبث ہے جو دولت پہ پھولے کوئی
طرح گل کے شادی سے پھولے کوئی
کہ دولت بھی ہے آہ ناپائدار
نہ دنیا کو ہے کچھ ثبات و قرار
ذرا دیکھنا حال جمشید کا
کہ تھا چرخ پر جسکا تاج و کلاہ
ہوا پھر گرفتار زنجیر و بند
اوسے چرخ گردان سے پہونچا گزند
خبر سنکے بولا یہ ضحاک شاہ
کہ ہان جم کو لاؤ بحال تباہ
گیا جبکہ جم آگے ضحاک کے
پس پشت تھے ہاتھ دونون بندھے
فقط پاؤن مین کچھ نہ زنجیر تھی
بندھی تھی رسن اوسکی گردن مین بھی
الم سے تمام اوسکا چہرہ تھا زرد
گرفتار خواری تھا وہ نیکمرد
اٹھاتا نہ تھا شرم سے سر وہان
اور آنکھو لے تھے اوسکے آنسو روان
خوشی سے وہ ضحاک بیٹھا اوگر
ہوا خندہ زن حال یہ دیکھکر
لگا کہنے ظالم یہ جمشید سے
فروتر تھا رتبہ خورشید سے

پر اب اسطرح کیون ہوا خوار تو
خرابی مین کیون ہو گرفتار تو

ہوا کسلیے تجھسے برگشتہ بخت
کہان ہے ترا اب وہ دیہیم و تخت

کہان بادشاہی و تاج و علم
کہان لشکر و فوج و جاہ و حشم

کہان حکمرانی کہان گیر و دار
کہان وہ ترے رسم و آئین کار

جواب اوسکو جمشید نے یہ دیا
کہ مجھسے نصیبا جو یون پھر گیا

تو بیجا ہے اس بختیاری پہ ناز
عبث ہے پھر اس تاجداری پہ ناز

نہ مغرور دولت پہ ہو اسقدر
ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر

تجھے بھی یہ پیش آئیگا ایک روز
رہیگا نہ تیرا صدا نیک روز

کریگا فلک تجھکو خوار اسطرح
کہ دیکھے ہے تو مجھکو اب جسطرح

لگا کہنے پھر یون کہ بیدادگر
کہ کھینچون تجھے اسگھڑی دار پر

کرون یا قلم سر کو شمشیر سے
پھرو دون ترے تن کو یا تیر سے

ذرا کہہ کہ کیا ہے تری آرزو
وہ منظور ہے جو کہے مجھسے تو

یہ گفتار سنکے لگا کہنے جم
کہ مجھکو نہین اسقدر کچھ ہے غم

قضا نے یہ چاہا تو کیا خوف و باک
تو جسطرح چاہے مجھے کر ہلاک

یہ ضحاک نے پھر کسی کو کہا
کہ چیروا دے ایک آرہ منگا

وہ دو تختے لایا اور ایک آرہ بھی
شہ جم کو تختے سے باندھا تبھی

پھر آرہ سے چیرا اوسے بس وہان
ہوئی ایک جم سے دو پیکر عیان

جہان سے عبث ہے امید وفا
کہ بیمہر ہے اور سراپا خطا

نہ دور فلک کا ہے کچھ اعتبار
کہ پھرتا رہے ہے یہ لیل و نہار

جو ہمراز جمشید اوسکو یہ چرخ دون
کرے آخر کار یون سرنگون

پھر اکدم ہی موجود یہان سازِ مرگ ۔ سدا گوش زد ہی یہ آوازِ مرگ
خبر یہ گئی سوئے زابلستان ۔ ہوا قتل جمشید شاہِ جہان
عجب اوس نازنین کو یہ پہونچی خبر ۔ تو رنج والم سے ہوئی نوحہ گر
نہ آنکھون مین خواب اوسکے نہ دلکو قرار ۔ لگی رہنے بیتاب لیل و نہار
اوسے کام تھا اشکباری کا ساتھ ۔ سدا شغل تھا آہ و زاری کے ساتھ
نہ تھی آشنا وہ خور و خواب سے ۔ وہ بیگانہ تھی صبر اور تاب سے
اوٹھایا بہت اوسنے بیدادِ دہر ۔ پھر آخر کو وہ مرگئی کھاکے زہر
وہ ہمشیر تھین شاہ جم کی کہین ۔ او نہین لوگ لائے پکڑ کر وہین
کہے خلق تھی ایک کو شہرناز ۔ اور اس دوسری کا تھا نام ارنواز
انہین شاہ ضحاک نے کر طلب ۔ رکھا اپنے گھر مین بلطف و طرب

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن ازان خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پی اوس قتل جم ۔ جہان مین لگا کرنے جور و ستم
گئے قتل اور گاہ غارتگری ۔ ہوئی تازہ رسم ستم پروری
دو مرد جوان کو وہ بیخوف و باک ۔ طلب کرکے ہر روز کرتا ہلاک
وہ ہوتے غریب اور یا ارجمند ۔ روا جان پر اونکی رکھتا گزند
غرض مغز کو اونکے لیکر تمام ۔ کھلاتا وہ سانپونکو ہر صبح و شام
لگا کرنے بیداد وہ بیحساب ۔ پھر اوسنے کہین رات کو ایک خواب
یہ دیکھا کہ پیدا ہوئے تین گرد ۔ اور اونمین سے دو مین کلان ایک خرد
کیا حملہ تینون نے ضحاک پر ۔ ہوا جس سے عاجز وہ بیدادگر
وہ گرد دلاور کہ تھا نوجوان ۔ سو اوسنے وہین ایک گرزِ گران
جو مارا سرِ شاہ ضحاک پر ۔ تو یکسر پریشان ہوا مغزِ سر
ستمگر کے ہاتھونکو باندھا شتاب ۔ رسن ڈال گردن مین کھینچا شتاب
اوسے لیگئے کھینچ بالائے کوہ ۔ کیا سخت اوسکو زبون و ستوہ
ہوا دیکھکر خواب وہ ہولناک ۔ ہوا دل کو اندیشہ و خوف و باک
کیا خواب مین اسقدر اوسنے فغان ۔ کہ لرزان ہوا سر بسر وہ مکان
ہوئی وہ مین بیدار اہل حرم ۔ دل اوسکا ہوا ہول سی پر الم
لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا ۔ یہ فرماؤ کیا فتنہ برپا ہوا
نمکان خواب مین کیون کیا اسقدر ۔ لگے کانپنے جیسے دیوار و در
یہ ضحاک بولا جو یہ داستان ۔ سنو تم تو یکسر پریشان ہو جان
مری زندگانی سے ہونا امید ۔ نشاطِ جوانی سے ہونا امید
کہا اوسنے پھر قصۂ خوابِ شب ۔ یہ ٹھہرا کہ ہو جلوہ گر صبح جب
تو اختر شناس آکے حاضر ہوئے یان ۔ کرین اسکی تعبیر یکسر بیان
جو تابان ہوا چرخ پر آفتاب ۔ تو حاضر ہوئے موبدان شتاب
سنی داستان خواب کی یکقلم ۔ گئے ہوش اور ہو گیا بند دم
یہ دریافت دانشورون نے کیا ۔ ہوا بخت برگشتہ ضحاک کا
زوال اوسکی دولت کا پہونچا قریب ۔ ہوئی اوسکو بیدولتی اب نصیب
ولے خوف جان سے وہ خاموش تھے ۔ نہ زنہار اونکے بجا ہوش تھے
یہ اندیشہ تھا گر کہین راست آب ۔ تو ہووے شہ نامور پر غضب
ابھی جان پر اپنے پہونچی گزند ۔ نہ کہتے تھے کچھ اسلیے ہوشمند
دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب ۔ بیان کی نہ زنہار تعبیرِ خواب
جو روزِ چہارم ہوا شہ خفا ۔ تو ناچار یون موبدان نے کہا
کہ اے شاہ اقبال راہی ہوا ۔ تہی تجھسے اب تختِ شاہی ہوا
ہوئی عمر آخر بس آیا زوال ۔ ہوا تو گرفتارِ رنج و ملال
فریدون کوئی شخص ہووےگا شاہ ۔ بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
وہ ممتاز نسلِ کیان ہووےگا ۔ وہ فرمانروائے جہان ہووےگا
کہین ہو دیگی گاو پرمایہ ایک ۔ سو پالیگی اوسکو باآئین نیک
ہوا لیکن ابتک وہ پیدا نہین ۔ کچھ آثار اوسکے ہویدا نہین

کہا شہ نے پہر خواب مین کسنے ہان
مری سر پہ مارا ہے گرز گران

لگے کہنے یون عاقل و ہوشیار
فریدون بہی ہوگا وہ ای شہریار

وہ ماریگا اک گرزہ گاو سر
کریگا تجہے یان سے آکے بدر

یہ پوچہا پہر اوسنے کہ ظاہر کرو
فریدون مرا کیون بد اندیش ہے

وہ بولے کہ ای شاہ بیخوف و باک
کریگا پدر کو تو اوسکے ہلاک

غرض تجہسے چاہیگا خون پدر
کریگا تجہے قتل وہ آن کر

سنی شاہ نے جب وہ تعبیر خواب
ہوا درد و غم سے وہ بیصبر و تاب

نہ تک ہوش قایم رہے شاہ کے
زمین پر گرا بس وہین تخت سے

جو ہوش و حواس اوسکے آئے بجا
تو پہر تخت پر پاؤن اوسنے رکہا

وہ بیخور و بیخواب رہنے لگا
شب و روز بیتاب رہنے لگا

نشان فریدون کی تہی جستجو
لگے ہاتہہ دشمن یہ تہی آرزو

گئے لوگ چارون طرف کو روان
کرین جستجو تا بگرد جہان

کیا حکم یون شاہ ضحاک نے
دیا سب کو فرمان یہ ناپاک نے

کہ نسل کیان سے جسے پاؤ تم
گرفتار کرکے یہان لاؤ تم

داستان تولد شدن فریدون

سناؤن فریدون کی اب داستان
بخوبی کرون مین یہ قصہ بیان

ملک زادہ اک آبتین نام تہا
خرد مند اور نیک فرجام تہا

وہ تہا نسل مین شاہ طہمورث کی
خلل اصل مین اوسکی ہرگز نہ تہی

گرامی تبار و خجستہ نژاد
پدر بر پدر شاہ فرخ نہاد

ہمیشہ تہا ایرانمین مسکن گزین
ولے گہر سے نکلے تہا باہر نہین

کہ ضحاک ناپاک کے سرمیان
کہانی کو بس دیکہہ پاوے جہان

تو لیجاتے اوسکو گرفتار کر
یہی جی مین تہا خوف شام و سحر

رہے تہا وہ پوشیدہ گہر مین مدام
کہین آنے جانے سے تہا کچہہ نہ کام

اوسے جادوان بیم ضحاک تہا
دل اوسکا شب و روز غمناک تہا

اور اوسکی تہی اک زوجہ سیم فام
کہ فرزانگی و ہنرمین کا تہا تمام

ہوئی وہ زن مہروش باردار
ہوا اوس سے پیدا پسر اک گلعذار

جبین سے عیان اوسکی شان تہی
نمودار تہا فر شاہنشہی

فریدون رکہا باپ نے اوسکا نام
اوسے دیکہکر دل ہوا شاد کام

پہر اوس آبتین نے یہ جی مین کہا
کہ دل بیٹہے بیٹہے تنگ آگیا

نکل گہر سے چلئے اب سوے دشت
وہان چلکے کیجے ذرا سیر و گشت

یہ کہکر وہین سوے صحرا گیا
لگا پہرنے اور سیر کرنے لگا

ادہر ناگہان لوگ ضحاک کے
جو پہونچے تو پہچانکر بس اوسے

گرفتار کرکے بحال تباہ
وہین لیگئے پیش ضحاک شاہ

کیا قتل آخر اوسے شاہ نے
کیا یہ ستم ہاے ناپاک نے

فریدون کی مانکو یہ پہونچی خبر
تو اندیشہ دل مین ہوا بیشتر

نہ اوس سرزمین مین رہا زینہار
کہ رہتی جہان تہی وہ لیل و نہار

وہان سے شتابی سے وہ ٹل گئی
فریدون کو لیکر نکل وہ گئی

کہین ایک دلچسپ تہا مرغزار
وہ پہونچی وہان با دل سوگوار

وہان کا نگہبان تہا حق شناس
اور اک گاو پر شیر بہی اوسکے پاس

کہ پرمایہ تہا نام اوس گاو کا
غرض یونکو شیر اوسکا بس کیف تہا

غرض مالک گاو نے زود تر
پلایا فریدون کو شیر اسقدر

کہ بس ہوگیا سیر وہ شیرخوار
نہ خواہش رہی شیر کی زینہار

وہان ایک شب وہ زن نیکذات
رہی اور آخر ہوئی جبکہ رات

تو وسواس یہ آگیا ناگہان
کہ چلئے کہین اور نہ رہیے یہان

مبادا کوئی یان نہ پہچان لے
مری اور اس طفل کی جان لے

ولیکن جو غمگین رہی تہی مدام
ہوا شیر تہا خشک اوسکا تمام

وہ سوچی کہ یہ کودک شیرخوار
نہ زندہ رہے شہر مین زینہار

وہ طفل ان دنون دودہ پیتا تہا
شب و روز سوچ اوسکی جینے کا تہا

وہ ناچار ہوکر بہت بیحواس
گئی دوڑ کر اوس نگہبان کے پاس

لگی رونے زاری سے جاکے بے اختیار
کیا اوسکے آگے بہت انکسار

یہ کہنے لگی ایک دلخستہ ہوں
نصیبوں سے رنج و اندوہ وابستہ ہوں

یہ بچہ ہے بیچارہ و بے پدر
تو کر پرورش اسکی شام و سحر

ٹھکانا نہین اور پاتی ہوں مین
ترے پاس اب چھوڑ جاتی ہوں مین

اوسی گاو پرمایہ کا یہ جو شیر
کہ پروردہ ہو کودک دلپذیر

قبول اوس نے جوانمرد نے سب کیا
فریدون کو لے پاس پھر رکھا

ہوئی وان سے رخصت اوسے سونپکر
ندیکھا ذرا اوسنے پھر کر ادہر

روان سوئے البرز وہ زن ہوئی
رہی جاکے وان اور امین ہوئی

یہان مالک اوس گاو پرمایہ کا
فریدون پہ رکھتا تھا شفقت سوا

اوسے جانتا تھا بجائے پسر
وہ کرتا تھا شفقت بجائے پدر

وہ مصروف تھا پرورش مین بہم
پلاتا تھا شیر اوسکو ہر صبح و شام

گئے جب گذر الغرض تین سال
فریدون کی مان کو یہ آیا خیال

سو مرغزار اب ذرا جائیے
وہان سے فریدون کو لے آئیے

ہوئی کوہ البرز سے وہ روان
مسافت کو طے کرکے آئی یہان

کہا اوسنے آکر کے ای مرد پیر
مجھے دے مرا کودک دلپذیر

کہ البرز مین پاس سے لیجاؤن اب
رکھون پاس اپنے اسی روز و شب

وہ بولا کہ ہے یہ ابھی خرد سال
اسے ہوویگی وان اذیت کمال

نہ لیجا تو ویرانے مین طفل کو
گزند اسکو کچھ پہونچے ایسا نہو

وہ کہنے لگی یون کہ ای مرد نیک
مری دل مین گذرا ہے وسواس ایک

خدا کی طرف سے ہوئی رہبری
کہ رکھنے مین یان کے نہین بہتری

یہ کہکر اوسے لیگئی بس وہان
جہان اسکا البرز مین تھا مکان

ہوئی شاہ ضحاک کو جب خبر
کہ بیٹھے مین ہے آبتین کا پسر

یہ سنکر ستمگار و بدروزگار
رہ کین سے آیا سوئے مرغزار

نگہبان کو اور گاو کو کر ہلاک
کیا ظلم اوسنے یہ بیخوف و باک

کیا پھر وہ ظالم شتابی وہان
فریدون کے رہنے کا تھا جو مکان

نشان کچھ نپایا فریدون کا جب
کیا سارے ایوان کو مسمار تب

بد اندیش تھا گرچہ ضحاک شاہ
ولے تھا فریدون پہ فضل اله

کہ آنے سے ضحاک کے پیشتر
اوسے لیگئی یان سے مان آنکر

سر کوہ اک مرد درویش تھا
کہ روشن ضمیر و صفا کیش تھا

فریدون کو وہ لیگئی اوسکے پاس
کہا یون کہ ای مرد ایزد شناس

یہ بچہ ترا بندہ ہے اور غلام
کرم کی نظر رکھہ تو اسپر مدام

سر عجز سے پھر فریدون کا سر
رکھا مرد درویش کے پاؤن پر

کیا عجز مان نے فریدون کی جب
اوسے رحم آیا فریدون پہ تب

جو کچھ قوت اوسکو پہونچتا بہم
تو دیتا وہ دونو نکو بے رنج و غم

لگا کہنے درویش پھر ایکروز
کہ یہ طفل فرخندہ و نیک روز

خداوند روئے زمین ہوویگا
شہنشاہ با داد و دین ہوویگا

یہ چھینیگا ضحاک کا تخت و تاج
شہان جہان سے یہ لیگا خراج

کریگا یہی قتل ضحاک کو
جہنم کو بھیجیگا ناپاک کو

زن خوش سیر بھی یہ بولی وہین
کہ ہے طور سے اوسکے مجھکو یقین

کہ بدخواہ سے تخت و دیہیم لے
ظفرمند ہو ہفت اقلیم سے

ہوا الغرض شانزدہ سال جب
سر کوہ البرز سے آکے تب

فریدون نے صحرا مین مسکن کیا
نہ زنہار کچھ خوف دل مین کیا

یہ پوچھا کہ اے مادر مہربان
ہمارے پدر کو تہ آسمان

کیا شاہ ضحاک نے کیون ہلاک
ملایا اوسے کیون تہ خون و خاک

وہ قصہ تھا جو کچھ کہا اوسنے تب
یہ سنکر فریدون ہوا پر غضب

کہا سن کے ضحاک بیدادگر
مین اب جاکے لیتا ہون خون پدر

وہ بولی کہ ضحاک ہے بادشاہ
رکھے ہے وہ ساتھ اپنے گنج و سپاہ

تو بیکس ہے کچھ اوسکے ہمسر نہین
ترے پاس لشکر نہین زر نہین

نصیبون مین ہے گر ترے شاہی اگر
تو کیا اضطراب اسقدر ہای بیم

ذرا صبر کر تو بالطاف رب
جو کچھ چاہیے سو مہیا ہو سب

کرے شاہ لطف الٰہی تجھے
میسر ہوا اسباب شاہی تجھے

فریدون یہ سنکر ہوا خشمگین
یہ پاسخ دیا اپنی مان کو وہین

خدا نے کیا ہے مجھے بھی دلیر
اکیلا لڑونگا مین مانند شیر

مددگار میرا ہے پروردگار
نہین خوف ضحاک سے زینہار

کرون ایکدم مین اوسے غرق خون
زر و تاج و اورنگ سب چھین لون

وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہے
پسندیدہ تیری نہ گفتار ہے

تجھے قوت و زور اتنا کہان
کہ ہو ہم نبرد اوس سے تو ای جوان

یہ گفتار ہستانہ بہتر نہین
کہ سر ہو نہ برباد اسمین کہین

نصیحت مری اے پسر رکھہ تو یاد
رکھے حق سدا تجھکو آباد و شاد

سنو آگے احوال اب کاوہ کا
کہ کیا اوسنے کار نمایان کیا

منحرف گشتن کاوہ آہنگر از ضحاک و انبوہی بسیار فراہم آوردن و با فرزندان آمادہ موافقت فریدون گردیدن

ستمگار ضحاک بد روزگار
فریدون کی جانب سے لیل و نہار

رکھے دل مین تھا بیم خوف و ہراس
بجا تھے نہ کچھ اوسکے ہوش و حواس

بہت مردم آزاری اوسنے جو کی
تو ضحاک سے خلق آزردہ تھی

یہ اوسکی شب و روز تھی آرزو
کہ یارب فریدون شہ نامجو

کرے آکے ضحاک کا سر جدا
خداوند ہو تاج و اورنگ کا

تلاش فریدون سے تھا اونکو کام
غرض منتظر وقت کے تھے مدام

کہین ایکدن ظالم کینہ جو
طلب کر بزرگان اقلیم کو

یہ بولا مرا دشمن جان و مال
جہان مین ہے اگرچہ وہ خردسال

دل اوسکی طرف سی جو ہو دردمند
شب و روز رہتا ہے بیم و گزند

مجھے یاد ہے قول مردان پیر
سمجھے نہ دشمن کو ہرگز حقیر

خبر مجھکو پہونچی ہے اگر یہان
کہ اب وہ گیا سوے ہندوستان

اگرچہ ابھی سال مین خرد ہے
ولیکن دلیری مین اک مرد ہے

خردمند مثل بزرگان ہے وہ
دلاور بسان دلیران ہے وہ

یہ ہے عزم میرا کہ ای مردمان
پری دیو مردم سی فوج گران

فراہم کرون اور جاؤن ادہر
شتاب اوسکو لاؤن گرفتار کر

سفر مجھکو درپیش ہے دور کا
یہ خرد و کلان سے ہون مین چاہتا

کہ ایک آپ طیار محضر کرین
گواہی و مہر اپنی اوسپر کرین

یہ مضمون ہو مرقوم اوسمین تمام
کہ ضحاک ہے خسرو نیک نام

نہین کار اوسکو بجز عدل و داد
جہان اوسکے لطف و کرم سے ہے شاد

شہ خلق یہ راست گفتار ہے
جہان پرور و نیک کردار ہے

خطر بسکہ تھا اوس ستمگار کا
سبھون نے یہ ناچار محضر لکھا

ہر اک شخص کی پھر گواہی ہوئی
نشانی بفرمان شاہی ہوئی

ولیکن جو کاوہ تھا آہنگر ایک
دلیر و خردمند تھا مرد نیک

کہین نوبت اوسکی تھی فرزند کی
یہ اوسدن ہوس شاہ کو دل مین تھی

کہ کاوہ کے فرزند کو قتل کر
کھلا دیجیے سانپون کو مغز سر

وہ کاوہ ہوا آنکر دادخواہ
لگا کہنے نالہ کنان پیش شاہ

کہ ای شاہ سن میری فریاد کو
فزون کام فرما نہ بیداد کو

تو ہے اژدہا پیکر و پیلتن
جہاندار سالار شاہ زمن

ولے کسلیے ہے یہ سختی و جور
ذرا کیجیے اپنے دل مین تو غور

کہ یہ بھی ہے انصاف کوئی بھلا
لکھے نام تو داد بیداد کا

کرے میرے فرزند کو یون ہلاک
نہ آوے ترے دل مین کچھ ترس باک

پھر اپنی بھلائی کا محضر لکھے
نکوئی کا مضمون سراسر لکھے

یہ گفتار سنکے وہ حیران ہوا
ہراسان ہوا دل مین ترسان ہوا

نہ رکھا روا خون بیچارے کا
اوسے اوسکا بیٹا حوالے کیا

لگا کہنے کاوہ سے وہ تاجور
کہ اب مہر جلد اپنی محضر پہ کر

پڑھا جبکہ کاوہ نے محضر وہان
ہوا تب خروشان و نعرہ زنان

بزرگان اقلیم سے یون کہا — کہ اے مردمان تمنے یہ کیا کیا
خطر سے شہ دیو چہرہ کے اب — گرفتار عصیان ہوئے ہائے سب
کیا تمنے ہرگز نہ کار نکو — غرض سب کو دوزخ رکہا سب نے رو
یہ کہکر شتابی سے بیخوف و باک — کیا اوسنے یکدست محضر کو چاک
کہا اور بہی کچہہ سخنہائے سخت — حضور خداوند دیہیم و تخت
پہر اوس انجمن سے وہین اوٹہ گیا — اور اوسکا وہ بیٹا بہی ہمراہ گیا
ہوئے آفرین خواہ وہ سب شاہ کو — یہ کہنے لگے اے شہ نامجو
ہوا کاوہ گستاخ اور بے ادب — حق نعمت شہ گیا بہول سب
حضور خداوند روئے زمین — زبان پر وہ لائے سخنہائے کین
رہ کینہ سے چاک محضر کیا — اطاعت سے پیچیدہ یون سر کیا
شقاوت سے لی اب رہ انحراف — کیا یان سے بس ہو کے وہ برخلاف
مگر دوستدار فریدون ہوا — کہ دشمن ترا زیر گردون ہوا
نہ فرمانبری کی جو گمراہ نے — تو پہر کیون تحمل کیا شاہ نے
دیا شاہ ضحاک نے یہ جواب — تحمل کا مجہسے نہ پوچہو حساب
کیا آنکے کاوہ نے جب خروش — تو یکبارگی اوڑ گئی میری ہوش
لگا پیٹنے اپنے سر کو وہ جب — بس اک خوف آیا مرے دلکو تب
خدا نے جو چاہا سو یارو کیا — اور آگے کریگا جو کچہہ چاہیگا
گیا جبکہ وہ کاوہ کینہ خواہ — فراہم ہوئی پاس اوسکی سپاہ
طلب کرکے پہر چرم آہنگران — بنایا وہین اک علم اوسکو وہان
علم ہاتہہ مین لے کے وہ نامور — روانہ ہوا وان سے بس پیشتر
یہ کہتا تہا ہر بار کرکے خروش — کہ اے نامداران با عقل و ہوش
فریدون کا ہو جسکے دلمین خیال — سو آوے یہان وہ خجستہ خصال
کرے چاکری پہر نہ ضحاک کی — رفاقت کرے ترک ناپاک کی
ہوئے جمع وان شہری و لشکری — ہوا پہر فزون رتبۂ سروری
وہ کاوہ تہا بس آگے آگے روان — پس کاوہ انبوہ پیر و جوان
کہان ہے فریدون یہ واقف نہ تہے — مگر سر اوٹہائے وہ سیدہے چلے
غرض رفتہ رفتہ تفحص کنان — وہ پہونچے وہان تہا فریدون جہان
جو کاوہ حضور فریدون گیا — ادب سے جہکا اپنے سر کو دیا
کیا عرض ایصاحب تاج و تخت — تری یار دولت مددگار بخت
تو ضحاک کا چہینکے دیہیم لے — جہاندار ہو ہفت اقلیم لے
یہ سمجہا فریدون عالیجناب — کہ تائید غیبی ہوئی ہمرکاب
کیا شکر لطف جہان آفرین — بجا سجدۂ شکر لایا وہین

رفتن فریدون بمعیت کاوہ بارادہ جنگ ضحاک و نشستن بر تخت شاہی و تسخیر ملک بتائید خدا

میسر ہوا جب یہ جاہ و حشم — سپاہ فراوان تاج و علم
ہوا خوش فریدون فرخ سیر — کیا تاج شاہنشہی زیب سر
علم پر جو تہا چرم آہنگران — کیا زیر دیبائے رومی نہان
بنی پیکر گوہرین اوسپہ ایک — بہت نادر و نغز و دلچسپ و نیک
وہ یکدست تہا سرخ و زرد و بنفش — رکہا نام پہر کاویانی درفش
علم کی جو اسطرح تزئین ہوئی — ہمیشہ کو یہ رسم و آئین ہوئی
کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان — تو پہنے سنگا چرم آہنگران
بنا کر علم اوسکو پر زر کرے — مزین بہ دیبا و گوہر کرے
شہان کیان نے بصد فرخی — یہ رسم رہ و نیک جاری کی
کیا پہر فریدون نے یہ عزم جزم — کہ ضحاک سے کیجئے اب چلکے رزم
گیا پاس مان کے یہ اوسنے کہا — کہ رکہتا ہون مین قصد ایران کا
دعا کر تو اے مادر مہربان — کہ ہوجاؤن ظفریاب جاکر وہان
وہ جاہ و حشم دیکہہ شادان ہوئی — ولیکن جدائی سے گریان ہوئی
دعا دیکے پہر رخصت اوسکو کیا — اور اوسدم خدا سے یہ کی التجا

کہ سونپا تجھے یارب اپنا پسر
نگہدار رہنا تو شام و سحر
روانہ ہوا پھر وہ عالیجناب
ہوا کاوہ لشکر کو لی ہمرکاب

فریدون کے تھے دو برادر بزرگ
ولیکن وہ تھے کینہ ور مثل گرگ
فریدون نے ساتھ اپنے اونکو لیا
ز فور عنایت سے شادان کیا

پھر آہنگر اوس شاہ نے کر طلب
کیا حکم اسطرح اوسکو کہ اب
بنا دے تو اک گرزہ گاؤ سر
مرتب کیا اوسنے بس زود تر

اوترتا تھا شب کو وہ لشکر جہان
سحرگاہ ہوتا تھا واں سے روان
اسیطرح ہر روز تھے رہ نورد
سر چرخ پہونچی تھی لشکر کی گرد

وہ پہونچے کہین اوسجگہہ ایکبار
کہ ایزد پرستون کے تھے وان مزار
رہا شاہ تنہا وہان تب وہ شب
اور امداد کی وسنے وان سے طلب

فریدون کو الہام اوسدم ہوا
فریدون کا دل جب سے خرم ہوا
یہ آواز آئی کہ دل شاد رکھہ
یہ افسون بتاتی ہین سو یاد رکھہ

پھر اک شخص پیدا ہوا ناگہان
کہ رکھتا تھا وہ صورت راستان
فریدون کو سکھلائی افسونگری
یہ بولا کہ ای لائق سروری



کوئی امر درپیش مشکل جہان
یہ افسون تو پڑھنا وہان بیگمان
کہ ہو جاوے آسان مشکل تمام
بن آوے شتابی سے یکدست کام

یہ سنکر فریدون فرخ نہاد
ہوا دل مین اپنے وہ بس شاد شاد
خوشی سے ہوا دل سی اور قوت ہوئی
زیادہ فریدون کو ہمت ہوئی

ترقی پہ اقبال تہا شاہ کا
لگے کہنے باہم کہ ہی یہ غضب
کہا ایک نے ہے یہ مشکل کمال
کرینگے ہلاک اوسکو تدبیر سے
گئے بس وہ دونون شقاوت نشان
یکایک سُنی اونسے آواز سنگ
نہ غلطان ہوا پھر ذرا بیشتر
یہ بولے کہ ہمکو تعجب ہی یان
جہان آفرین نے رکھا اب نگاہ
نہ کچھ منھ پہ اونکے کہا زینہار
بیابان اور کوہ کی راہ سے
گذر ہان سے کشتی جو وان کی طلب
نہ ہرگز ذرا دلمین آیا خطر
مکان وہ بنایا تہا ضحاک نے
طلسم ایک تہا وہ درون مکان
نمایان ہوئی وہ بلائے عظیم
کیا گرز سے اونکو دون مین ہلاک
یہ کاوہ سے پوچھا کہ کسکا ہی تخت
بصد فرخی پھر شہ نامور
کہ ضحاک بیدادگر ہے کہان
اودہر لیگیا لشکر بیکران
رہی فوج تہوڑی سی باقی وہان
لیا مال و زر اور توڑا طلسم
گیا پھر شہنشاہ گیتی پناہ
شبان پہ پہرہ وہ سیمبر

ظہور اوسکی تہا دولت و جاہ کا
جو ہون اوسکے محکوم ہر روز و شب
ہلاک فریدون ہو امر محال
بہانے سے حیلے سے تدبیر سے
او کہا اڑا دہین ایک سنگ گران
ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ
بد اندیش حیران ہوئے دیکھکر
ہلا کسطرح یان سے سنگ گران
بجا لائے شکر لطف آلہ
زیادہ کیا اونکا جاہ و وقار
سپاہ و حشم شوکت و جاہ سے
ندی اور ہوا شہ وہان پر غضب
گئے بحر زخار سے سب اوتر
کیا تہا بلند اوسکو ناپاک نے
بلا ہائے دشوار تر تہین جہان
سیہ دیو اور اژدہائے عظیم
پہر آگے گیا شاہ بیخوف و باک
لگا کہنے یون کاوہ نیکبخت
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
جو کچھ تجھکو معلوم ہو کر بیان
زرہ پوش مردان جنگی یلان
طلسم و حرم خانہ کی پاسبان
نہ چھوڑا خزانہ نہ چھوڑا طلسم
سوئے شبستان ضحاک شاہ
ہوئین شادمان شاہ کو دیکھکر

بڑے بہائی دونون تھے جو کینہ ور
فریدون کو بس قتل اب کیجیو
دیا دوسرے نے یہ اوسکو جواب
کہین ایکدن با دل پر صفا
سر کوہ سے اوسکو غلطان کیا
فسون کو کیا شہ نے ورد زبان
رہِ مکر سے پہر خرد شان ہو کر
اگر کوہ سے ہائے گرتا کبھی
ولیکن فریدون نے سمجھا وہان
بصد فرخی پہر شہ نیکمرد
جہان دجلہ تہا شہر بغداد کا
کیا وون ہی دریا مین گہوڑا روان
وہان سے جہاندار گیتی ستان
بہت دور سے وہ نظر آئے تہا
گیا اوس مکان مین وہ شاہ دلیر
فریدون نے افسون اوسیدم پڑہا
وہان ایک اورنگ آیا نظر
کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہی
پہر اک شخص وان شاہ کو ملگیا
یہ بولا کہ ہے مسند وہ زشت خو
درون طلسم اوسکا ہی مال و زر
ہوا سنکے خوش شاہ آفاق گیر
خدا کا ادا شکر نعمت کیا
ہوا قتل جو وان مقابل ہوا
یہ بولین کہ ہم تہے اسیر بلا

حسد لیگئے یہ حشم دیکھکر
نہ تاخیر کو راہ یان دیجیے
نہین لازم اس کام مین اضطراب
تہ دامن کوہ سوتا وہ تہا
کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا
ہوا جبکہ وہ سنگ غلطان وہان
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئے
تو ضایع فریدون بہی ہوتا ابہی
کہ یہ کام انکا ہی تہا بیگمان
دم صبح وان سے ہوا رہ نورد
فریدون کو کاوہ وہان لیگیا
روانہ ہوئی فوج بہی بعد ازان
ہوا اسکو بیت المقدس وہان
فلک بہی ادب سے وہ دیکھکر جہکا تہا
دلیری کو جسکے نہ پہونچے تہا شیر
کہ عاجز ہوئے دیو اور اژدہا
مکلل بیاقوت و لعل و گہر
وہ لے اب فریدون غازی کا ہے
اور اوس شخص سے شاہ ذیشان کہا
فریدون کی کرنے گیا جستجو
رکہا ہی یہان گنج و لال و گہر
تصرف مین لایا وہ زرین سریر
کہ جسنے خداوند دولت کیا
فریدون شبستان مین داخل ہوا
کیا آن کے تو نے ہمکو رہا

وہی خواہران جم نامور ۔ لگین کہنے یون چشم کو کر کے تر
او ٹھایا تھا جسنے جو رنج و عذاب ۔ کہین کیا وہ آ شاہ عالیجناب
کہ اک دیو پیکر کی صحبت مین تہے ۔ گرفتار ہم اک مصیبت مین تہے
اور وہ ہر اوس سیہ رو کا تہا بیم و باس ۔ او وہ ہر اژدہائے سیہ کا ہراس
ہوا ہے جو باری خدا مہربان ۔ کہ بہیجا بجاہ و حشم تجکو یان
پہر کہ دن ہوا پہر مددگار بخت ۔ کہ آیا تو امی وارث تاج و تخت
یہی اپنے دل کی ہے اب آرزو ۔ کہ جبتک جہان ہے جہان مین ہے تو
یہ پوچھا فریدون نے اے دلربا ۔ سو ہند ضحاک اب کیون گیا
وہ بولی کہ تجہسے تہا اوسکو خطر ۔ تجسس کو تیرے گیا ہے اودہر
کہ شاید کہین ہاتھہ آجائے تو ۔ سوال اسکے یہ ہے اوسے آرزو
کہ ہندوستان کو مسخر کرے ۔ دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے
بہم وان سے پہونچا ہے اک سحرکار ۔ فسونساز و جادوگر و ہوشیار
تجہے جسکے جادو سے پہونچے گزند ۔ وہ بیخوف ہو زیر چرخ بلند
دلے چاہتا ہے یہ عالم تمام ۔ دعا ہے یہ ہر ایک کی صبح و شام
کہ بدخواہ تیرا سدا خوار ہو ۔ تو دائم جہان مین جہاندار ہو
رہے تیرا اقبال و دولت قرین ۔ نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تخت گاہ ۔ نصیب شہنشاہ گیتی پناہ
سراپا گلستان ہوا وہ مکان ۔ ہوا تازہ یکدست باغ جہان
ہوا ہمسر عرش و افلاک تخت ۔ کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت
شبستان ہوا غیرت صد چمن ۔ ہوئی رشک باغ ارم انجمن
ہوئین کامران وہ پری پیکران ۔ بہم بزم خسرو کامران
کیا شاہ نے ملک تسخیر جب ۔ ہوا کامیاب نشاط طرب
ہوا رونق افزاے تخت کیان ۔ فروزندہ خورشید تخت کیان
جو تہا کندرہ نامی اک پہلوان ۔ طلسم و زر و مال کا پاسبان
گیا پاس ضحاک کے بہاگ کر ۔ وہان جاکے اوسنے کہی یہ خبر
کہ شاہان شہ گرد گردن بلند ۔ جوان و دلیر و قوی ارجمند
کسی طرف سے لاکے فوج گران ۔ سوئے شہر بغداد آئی روان
بزرگ اونہین وہ ہین ایسا اک خدنگ ۔ دلاور ہے پر زور ہے گرد ہے
نمایان ہے چہرہ سے فر کیان ۔ خداوند دولت ہے وہ نوجوان
وہ سرکردہ ہے لشکر و فوج کا ۔ سپہدار و ممتاز فرمانروا
رکہے ہے وہ پاس اپنے گرز گران ۔ جو المرد ہے جنگجو پہلوان
بجاہ و حشم اوسنے وان آنکر ۔ وہ توڑا طلسم اور لیا مال و زر
تری دیو گردان جنگ آزما ۔ جو وان تہے اونہین قتل سبکو کیا
کیا زیر پا اپنے تیرا وہ تخت ۔ ہوا بیگمان تیرا برگشتہ بخت
ہوا تیری داخل شبستان مین ۔ تصرف کیا تیرے ایوان مین
ستمگار سمجھا یہ سنکر خبر ۔ کہ پہونچا فریدون وہان آنکر
ولے اوسنے پنہان کیا راز کو ۔ کہ تا کوئی لشکر مین بیدل نہو
کہا یون کہ مہمان کوئی ہوئیگا ۔ جو کچھ اوسنے سوئے شبستان کیا
نہین جاکے اندیشہ کچہہ زینہار ۔ رہا چاہیے شاد لیل و نہار
یہ گفتار سن اور کہا پیچ و تاب ۔ دیا کندرو نے یہ اوسکو جواب
کہ اب سوچ کچہہ تو شہا چاہیے ۔ اوسے کیونکہ مہمان کہا چاہیے
رکہے جو کوئی گرزہ گاو سر ۔ شبستان مین شوخی کرے آنکر
وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے ۔ بڑا یہ غضب کر بڑا قہر ہے
کر یون خواہران جہاندار جم ۔ رہین بیجا با نہ اوس سے بہم
ادہر پہکندا اوس سے ہو شہر [illegible] ۔ ادہر اوسکو پہلو مین [illegible]
سہرا شہر مین اوسکا لشکر تمام ۔ ہوئے آدمی اوسکے جاکر تمام

یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے
تو کی خواہش مرگ ناپاک نے
ہوا کندرو پر بہت خشمگین
لگا کہنے یون اوس سے از رہ کین

تری بات کا کچھ نہین اعتبار
ذرا بھی نہین راستی زینہار
ترا خوف سے دل پریشان ہوا
تو ماری خطر کے گریزان ہوا

نہ اب ناظم شہر تجھکو کہون
نہ خدمت تجھے کوئی زنہار دون
ادے کندرو نے یہ پاسخ دیا
کہ مجھکو ہے اب یہ گمان خسروا

تو ہرگز نہو بہرہ ور تخت سے
نہو کامران افسر و تخت سے
بھلا شہریاری نہو جب تجھے
کرے ناظم شہر کیونکر مجھے

ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر
نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر
سنی جبکہ گفتار ارباب ہوش
تو آیا ستمگار کے دل مین جوش

کیا حکم ضحاک نے پھر وہین
کہ گردن رکھو اب سر اسپ زین
غرض کرکے تیار لشکر تمام
روانہ ہوا وان سے وہ تیز گام

فریدون شہ نامور تھا جہان
وہان شاہ ضحاک آیا دوان
ولے فوج بیدل تھی ضحاک کی
نہ راضی تھا کوئی بھی ناپاک کی

کہ اوسکو ستم سے وہ پر خون تھے سب
طلبگار عہد فریدون تھے سب
سنا فوج نے جب فریدون کا نام
دل اونکا ہوا خرم و شادکام

دلیران و مردان و برنا و پیر
کہ تھی پہلوانی مین وہ بے نظیر
فریدون کے آگے ہوئے سب رفیق
کہ تھا حق شناس و کریم و خلیق

وہ لشکر جو یون ہو گیا برخلاف
تو بیداد گر دل مین سمجھا یہ صاف
کہ کرتا نہین خیر خواہی کوئی
نہین چاہتا میری شاہی کوئی

کیا مشورہ پھر یہ دل مین وہین
کہ تنہا مسلح ہون اب پھر کہین
سو خوابگاہ فریدون چلون
وہان جاکے بس قتل اوسکو کرون

ہوئی رات جسدم تو وہ بیحیا
ہوا غرق آہن مین سر تا بپا
یہ اوسدم بنی صورت نابکار
کہ کوئی نہ پہچانے پھر زینہار

کمند ایک لیکر گیا پھر وہین
چڑھا پھر سر بام کاخ برین
جو دیکھا تو ایوان مین ارنواز
فریدون سے ہے شوق مین گرم ناز

ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب
دل اوسکا ہوا گرم کین و غضب
شتابی سے ایوان مین ڈالی کمند
کہ وان جاکے پہونچا شہ کو گزند

بلندی سے بدخواہ آیا فرود
فریدون نے اوسکو جو دیکھا تو زود
اوٹھا لیکے وہ گرزۂ گاو سر
مقابل ہوا اوسکے وہ آن کر

وہ گرز اوسکے سر پر جو مارا شتاب
تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب
فریدون نے پھر یہ ارادہ کیا
کہ اک ضرب اور اوسکے سر پر لگا

ملادیجے اسکو نہ خون و خاک
زمین تا کہ ناپاک سے ہووے پاک
صدا غیب سے لیکن آئی یہی
کہ باقی ہے اسکی ابھی زندگی

اسے قید کر کوہ کے درمیان
رہے یہ گرفتار بند گران
فریدون نے جسدم سنی یہ صدا
تو ضحاک کو قید وہین کیا

کہین کوہ تھا اک دماوند نام
وہان غار تھا اژدہا تھی تمام
کیا بند لیجا کے ضحاک کو
رکھا سرنگون اوسمین ضحاک کو

بشاہی اوسے سال گذرے ہزار
ہوا بعد اوسکے گرفتار و خوار
یہ دنیا کہ ہرچند ہے بے ثبات
ولیکن جہان مین ہے بہتر یہ بات

کہ نام نکوئی رہے یادگار
ہے شہ نیکو نام ہے برقرار
فریدون مین تھی یہ صفت بیشتر
کیا جز نکوئی نہ کار دگر

ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب
سعادت ہوئی شاہ کی ہمرکاب
تو سب نامداران و گردنکشان
کہ تھے دولت و مال سے بہرہ ور

شتابی سے حاضر ہوئے آنکر
حضور شہ عادل دادگر
کیا عرض یون ہم ہین فرمان پذیر
پرستندۂ شاہ آفاق گیر

کیا شاہ نے اونپہ لطف و کرم
فزونتر کیا اونکا جاہ و حشم
سر تخت ایران و توران نگین
ہوا خواہ شاہنشہ داد و دین

نوازشگری شہ نے کی اختیار
کیا عدل اور داد لیل و نہار
کشادہ کیا در گنج و زر
رعیت نوازی پہ باندھی کمر

نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک
ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک
تو نام نکوئی سبھی ہے اب تلک
تو بیشک ہوا آغاز و انجام نیک
جو کار فریدون کرے بیگمان
سنو تم کہ آگے کرون مین بیان
فریدون وہی ہے تہ آسمان
فریدون کے بیٹونکی اب داستان

تقسیم کردن فریدون ملک را بہر سہ پسران و رشک بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست آنہا

شہ ہفت اقلیم کے تھے سہ پسر
ہوئے جب جوان باد شہزادگان
تو انکو وہان کتخدا کیجئے
یہ بولا کہ گرد جہان پھرکے تو
بہت ملک مین گشت اونے کیا
رکھے تین دختر ہے شاہ یمن
فریدون کا پیغام یکسر کہا
بصد حشمت و شوکت و فر و شان
پری طلعتون کو کیا کدخدا
فریدون کے دل مین یہ آیا خیال
دیا سلم کو روم و خاور وہین
سو روم و خاور گئے سلم و تور
یکایک دل سلم بیدل ہوا
سو تور لکھکر کے نامہ شتاب
ذرا سوچ اب ایخداوند تور
کیا ملک ایران کا ایرج کو شاہ
یہان کا ہے حاصل بہی ایران کے
جو نامہ پڑھا تور نے سر بسر
پہر نیک ہے تیری شاہی ہمین
گردین نامہ بر کو لیجئے پدر
رہین تخت ایران سزاوار ہے

کہ تہا اونکا نام ایرج و سلم و تور
ہوئی یون تمنا کے شاہ جہان
نہ تاخیر کو راہ تک دیجئے
جو ہے مدعا اوسکی کر جستجو
وے جبکہ شہر یمن مین گیا
پری چہرہ و مہوش و سیمتن
وہ اقبال شاہ یمن نے کیا
کیا شاہزادون کو شہ نے روان
بہت مال اور گنج اونکو دیا
کہ اب مین ہوا پیر پرینہ سال
ملا تور کو ملک توران و چین
رہا ایرج ایران مین باصد سرور
سوئے کین ایرج وہ مایل ہوا
رسول ایک بھیجا کہ لاوے جواب
کہ ہرگز نہین باپکو کچھ شعور
کہ ہے جاگے آسایش و تختگاہ
غضبون سے ہے رزم و کین صبحدم
ہوا دل مین اپنے غضبناک تر
یقین جانیو تو کہ یکدل ہین ہم
روانہ کر اب تو بے خوفتر
یہ ایرج کو لائق نہ زنہار ہے

ملکزاد و ایرج ولے خرد تہا
سہ دختر جہان ایک طرحسے ہون
کوئی مرد دانا تہا صندل بنام
اوسے جبکہ فرمان شاہی ہوا
لوگون سے وان کے ہوا یہ عیان
سپہدار کا وان کے تہا مہرو نام
فریدون ز حسب مسنی یہ نوید
گئے جب وہ سوئے دیار یمن
ہوئے وانسے پہر سوئے ایران روان
کرون ملک تقسیم ہر ایک کو
ول ملکتے ریزہ ایران تمام
وہ کرنے لگے بادشاہی وہان
قناعت نہ کی خاور و روم پر
لکھا تہا یہ مضمون کہ بہتر ہین ہم
دیا اوسکو اورنگ و دیہیم و زر
مجہے اور تجھے ملک ایسا دیا
یہ تقسیم ہے مجھکو بس ناگوار
لکھا پھر وہین سلم کو یہ جواب
ترے ساتھ ہین دل سے پیوستہ ہم
یہ پیغام بھیجو کہ ای بادشاہ
رہ راستی پر وہ آجائے گر

خردمند دانشور و خوش لقا
فزون حسن مین ماہ انور سے ہون
طلب کرکے اوسکو شہ ذوالکرام
تو رخصت ہوا وانسے وہ راہی ہوا
کہ حسب تمنا کے شاہ جہان
گیا وان رسول مبارک پیام
ہوا خوش کہ دلکی برآئی امید
ہوا شاد تب شہریار یمن
ملکزادگان اور وہ مہوشان
کہ باہم برادر بہنون کیسے ہو
مقرر کیا شہ نے ایرج کی نام
ہوئے تخت و دیہیم کی کامران
نہ آیا پسند اوسکو بخشش پدر
نہ زنہار ایرج سے کمتر ہین ہم
کہ مجھسے بہی اور تجھسے ہے خردتر
جہان جنگ و کینہ ہے صبح و مسا
تری مصلحت کیا ہے اے شہریار
کرائے بادشاہ ثریا جناب
پے قتل ایرج کمر بستہ ہون
بزرگی و خردی پہ کیجے نگاہ
تو بہتر ہے ورنہ ہے تیغ و سپر

جب آیا رسول خردمندیان
کیا سلم نے تب یہ اوس سے بیان
کہ سوے فریدون روانہ ہو تو
یہ پیغام لیجا جہاندار کو

کہ دونون برادر نے بعد از درود
کہا یون کہ اب زیر چرخ کبود
ہوا خسروا عقل کو تیری کیا
کیا دور بس دل سے ترس خدا

نہین خوب یہ رسم و آئین وداد
کہ ایرج کو دی تخت و تاج و کلاہ
یہ کر غور و لیکن کہ مہتر ہین ہم
سزاوار اورنگ و افسر ہین ہم

ستم ہے جو کمتر کرے مہتری
غضب ہے کہ کمتر کو ہو برتری
کوئی گوشہ ملک کافی ہے بس
عبث ہے اوسے اور باقی ہوس

یہ ہے حق مین ایرج کے خوب انکو
کہ ایران سے دست بردار ہو
وگرنہ سواران جویای کین
دلیران رومی و ترکان چین

شتابی سے ہون سوے ایران روان
قیامت کرین ایک برپا وہان
پھر ایران و ایرج ہون دونون تباہ
خبر شرط ہے دیجیے اسکا جواب

وہان سے روانہ ہو پیغام بر
جو آیا حضور شہ نامور
ادب سے ہوا دونون ہی سجدہ کنان
رکھا سر کو اپنے سر آستان

فرستادگان کی طرف سے وہان
درود اوسنے اور شہ زر کے صفا
لگا پوچھنے یون کہ دونون شاہ
وہ بولا کہ ہان تمکو کرتے ہین یاد

کیا عرض پھر یون کہ پیغام بر
گزندہ اور زبان سے ہی پس بیخطر
یہ بندہ تمہارا گنہگار ہے
کہ لایا پیام ایک دشوار ہے

اگر میری تقصیر ہووے معاف
تو پھر مین گذارش کرون صاف صاف
یہ کہنے لگا شاہ عالم پناہ
پیام آوران ہین سدا بیگناہ

تو کہہ بیخطر ہوکے یکسر پیام
بیان شوق سے کر حقیقت تمام
کہا جبکہ یہ شاہ آزادہ نے
تو کھولی زبان پھر فرستادہ نے

پیام درشت اور سخنہاے سخت
کہے سب حضور خداوند تخت
فریدون یہ سنکر ہوا تند و گرم
یہ بولا کہ آتی نہین انکو شرم

کیا ہے جنہے یکدست تقسیم ملک
کیا تینون کو یعنی تسلیم ملک
بدی کچھ نہین مینے کی زینہار
فزون تر کیا فخر و جاہ و وقار

جو مجھسے نہین تو خدا سے ڈرو
نہ زنہار باہم خرابی کرو
مجھے اب تمنا ہے تاج و سریر
نہین کچھ کہ دیکھو ہوا مین تو پیر

ذرا گوش دل سے مری سن تو پند
کہ قایم نہین دور چرخ بلند
رہو راضی اب میری تقسیم پر
پئے کینہ خواہی نہ باندھو کمر

شہ نامور سے یہ سنکر جواب
فرستادہ رخصت ہوا پھر شتاب
فریدون نے ایرج کو کرکے طلب
کہا بہائیون کا وہ پیغام سب

کیا پھر یہ راز نہفتہ عیان
کہ پرخاش پر ہین وہ گردنکشان
کیا سلم اور تور نے اتفاق
رکھو ہین تمسے ساتھ دونون نفاق

ارادہ کیا از رہ سرکشی
کہ تجہیز کرین آکے لشکر کشی
کمر قتل پر تیرے باندھی ہے بس
ترا چھین لین ملک یہ ہے ہوس

اگر مین بھی تیرا مددگار ہون
معاون ترا وقت پیکار ہون
تو میری بھی ہو وین مقابل وہان
وہ گردنکشان کھینچکر تیغ کین

وہ ہین کینہ جو زیر چرخ کہن
تو کیا فکر رکھتا ہے ایجان من
یہ بولا وہین ایرج نامجو
وہ لاؤن عمل مین جو ارشاد ہو

جہاندار نے پھر کیا یون بیان
کہ اے نور چشم سعادت نشان
تری ہین وہ دونون برادر بزرگ
ہوے تجھسے اب کینہ جو مثل گرگ

تو ہے خرد اور یہ نہین تجھ مین تاب
جو اونسے نبرد آزما ہو شتاب
مری ہے یہ حالت کہ ہین ہیچ ہیچ
کیا ترک شاہی ہوا گوشہ گیر

وہ یکدل ہوے ہر دو جنگ آوران
فراہم کیا لشکر بیکران
یہان ساتھ اونکے نہین تاب جنگ
نہ فوج اسقدر ہے نہ اسباب جنگ

پسندیدہ عقل و راے انکو
یہی ہے کہ تو اون سے ہو صلح جو
مری طرح شاہی سے اب درگذر
نہ رکھون لیکن کچھ خواہش تاج و فر

کہ تا جان پہ تیری نہ پہنچے گزند
تو ایمن رہے زیر چرخ بلند
نہ آرام جان افسر و زر رہا
قلم آخرش شمع کا سر ہوا

سنی گوش جان سے فریدون کی پند
لگا کہنے یون ایرج ارجمند

کہ زنہار اے شاہ فرخندہ بخت
نہین کچہ مجہے الفت تاج و تخت

جو دنیا و دولت نہین پایدار
تو غم کہائے کیون مردم ہوشیار

یہ کینہ اگر بہر اورنگ ہے
پے پادشاہی اگر جنگ ہے

تو گذرا مین اس تاج و اورنگ سے
بہم صلح بہتر ہے اب جنگ سے

حضور اونکے جاؤن مین آپ پیادہ
نہ وسواس کو دلمین اپنے دون راہ

کہ مین خرد ہون اور وہ ہین بزرگ
بجاہ و حشم بہی ہین مجہسے سترگ

کرون عرض ان سے ہون فرمان پذیر
مبارک تمہین ہووے تاج و سریر

مجہے دہر مین کچہ نہین حب جاہ
نہین کچہ تمنائے تاج و کلاہ

مری ساتہہ کسواسطے خشم و کین
کہ ہون بندہ خسرو روم و چین

یقین ہے کہ پہر مجہسے الفت کرین
بزرگانہ مجہپر یہ شفقت کرین

فریدون نے ایرج سے پہر یون کہا
کہا اے پسر صد آفرین مرحبا

برادر ہین تیرے سر خشم و کین
تو ہے صلح جو اور محبت گزین

بہت خوب جانا ہے تیرا اودہر
کہ دونون وہ یکجا ہین اب اے پسر

ولیکن بہی اک نامہ اونکو لکہون
رقم اوسمین درد دل بنا کرون

کہ بس پہنچکر اونکا دل کینہ ور
سر مہر آجائے پہر زود تر

تجہے پہر بخوبی سے رخصت کرین
محبت کرین اور الفت کرین

ترا مجہکو دیدار حاصل ہو پہر
قرین مسرت مرا دل ہو پہر

یہ کہکر فریدون نے نامہ لکہا
رقم اوسمین یعنی یہ مضمون کیا

کہ تم ہو بزرگ ای جوانان گرد
اور ایرج تمہارا برادر ہے خرد

سر تخت شاہی سے آیا فرود
کلاہ شہی سر سے لایا فرود

کمر اپنی باندہی پئے بندگی
یہ آیا برائے پرستندگی

تمہین بہی ہے لازم کہ شفقت کرو
سر کین سے گذرو محبت کرو

کئی روز وان جبکہ جائین گذر
تو پہر اوسکو رخصت کرو تم ادہر

سر نامہ جب شاہ نے مہر کی
تو ایرج نے توران کی راہ لی

لئے اسقدر ساتہہ برنا و پیر
کہ تہے واسطے راہ کے ناگزیر

داستان رسیدن ایرج نزد سلم و تور بی فوج برای عذر و انکسار معہ نامہ پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را از روی کین و سرش را نزد فریدون فرستادن و ماتم نمودن فریدون

شہ روم و توران یعنی سلم و تور
کہ تہا جنکو جاہ و حشم کا غرور

وہ رکہتے تہے ایران کی سمت عزم
وہ طیار کرتے تہے اسباب رزم

وہ توران مین آکر فراہم ہوئے
پے خون ایرج وہ باہم ہوئے

خبر اونکو پہونچی یہ آتے ہین وان
کہ بے فوج آیا ہے ایرج یہان

فریدون نے نامہ بہی ہے اک لکہا
یہ سنکر وہ دونون گئے پیشوا

خوشی سے جہان اوسکی تہی بارگاہ
اوسی لیگئے وان وہ باعز و جاہ

ملکزادہ ایرج تہا فرخندہ خو
خردمند و خوش منظر و خوبرو

مگر اب جو برپا ہوا یہ فساد
تو آئے پہر اسبات پر بدنہاد

کہ ہو بیٹہا کشتہ وہ تاجدار
سو خانہ جا بہر ہنوز [illegible]

سو فوج پہر سلم نے کی نگاہ
بنایا طرف اپنے میل سپاہ

کہا تور سے کام ابتر ہوا
کہ ایرج سے دلبستہ لشکر ہوا

نہین قصد تہا ملک ایران کا
ولے اب ہے اندیشہ توران کا

ہوا قتل ایرج کا اب ناگزیر
وگرنہ نہ ہم ہین نہ تاج و سریر

پہری آہ اسبات سے تور نے
کہ اسکا خون روا اوسکا سر دور نے

گیا دوسرے دن جو اونکے حضور
تو بولا یہ ایرج سے کمبخت تور

کہا اے بے ادب ہے کمتر ہے تو
نہ ہرگز سزاوار افسر ہے تو

ہمارا ادب کچہ نہ رکہا نگاہ
ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ

شب و روز یان رہتے ہین ہم بہ رنج
رہے تو وہان شاہ با تاج و گنج

یہ باتین جو تھی اوسنی کہین
تو ایرج نے پاسخ دیا پھر وہین
کہ ای بادشاہ جہانگیر و گرد
بزرگ آپ ہین ہر طرح مین ہون خورد

مجھی چاہیے اب نہ تاج و کلاہ
نہ گنج اور نہ کشور نہ فوج و سپاہ
نہین مجھپہ لازم ہے اتنا عتاب
کہ ہون بندۂ شاہ عالیجناب

یہ کرتا تھا عجز اور گفتار نرم
ولے تپہ ہوتا تھا وہ تند و گرم
نہ گفتار ایرج کی بہائی اوسی
نہ الفت برادر یہ آئی اوسے

سر کرسی زر وہ بیٹھا جو تھا
وہان سے وہ یکبارگی بس اوٹھا
وہ کرسی زر از رہ خشم و کین
اوٹھا سر سے ایرج کے ماری وہین

پھر اوسکو رکھا دست و بازو پہ بند
گزند برادر بس آیا پسند
بہت کر کے جب زاری و انکسار
لگا کہنے ایرج کہ اے نامدار

نکر قتل مجھکو خدا سے تو ڈر
ندی ہاتھہ سی پاس شرم پدر
یقین جان یہ تو کہ انجام کار
تجھے رنج پہونچائیگا کردگار

نہ کہہ ہاے خون برادر روا
مری جان پر رحم کر خسروا
نہین کچھ مجھے خواہش سروری
کرون رات دن محنت و چاکری

کیا عجز ایرج نے ہر چند پر
نہ آیا سر رحم بیدادگر
وہین کھینچکر خنجر آبگون
کیا اوسنے ایرج کو بس غرق خون

سر نامور کر کے تن سے جدا
حضور فریدون روانہ کیا
لکھا یون کہ تو نے جسے ای پدر
دیا تاج و زر تھا یہ اوسکا ہے سر

تو رکھ اسکے اب سر پہ تاج بہی
بٹھا اسکو بالائے تخت شہی
فریدون یہ کھینچے تھا اون انتظار
کہ آوے کہین ایرج نامدار

کہ اتنے مین نالہ کنان مردمان
لئے اوسکا تابوت پہونچے وہان
وہ تابوت کھولا تو آیا نظر
وہ پیچیدہ تھا پرنیان مین جو سر

فریدون اوسے دیکھہ گریان ہوا
وہ بیخود و سر خاک غلطان ہوا
ذرا ہوش آیا فریدون کو جب
وہ بولا کہ ہو دین سیہ پوش سب

وہین توڑ ڈالے وہ کوس و علم
فغان اور نالہ تھا وان دمبدم
بنایا تھا ایرج نے اک گلستان
سر اوسکا کیا دفن لیکر وہان

اوکھاڑے نہالان گلشن تمام
جلائے گل و سرو و سوسن تمام
یہ کہتا تھا گریہ کنان شہریار
کہ افسوس ای گردش روزگار

ہوا کشتہ یون ایرج نازنین
کہ سر ہے کہین اور تن ہے کہین
ہوا سو ہوا لیکن اے کردگار
ترے فضل سے ہون یہ امیدوار

کہ ہو تخم ایرج سے اک نامور
پے رزم و کین چست باندہے کمر
کہانتک کرون درد غم کا بیان
سنو اب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن ہمشیر ایرج و کتخدا شدن او با پشنگ کہ او ہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر و کینہ خواہی او

شبستان مین ایرج کے شاہ جہان
گیا ایکدن تو یہ پوچھا وہان
کہ ہے کوئی یان ماہرو باردار
شتابی سے مجھپر کرو آشکار

کسی نے دیا شاہ کو یہ نوید
کہ ہے حاملہ ایک ماہ آفرید
یہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار
کہا یون کہ اب ہون مین امیدوار

خدا دے اوسے ایک فرخ پسر
کہ لے بد سگالان سے خون پدر
گذر جب گئے نو مہینے وہان
تو پیدا ہوئی دختر دلستان

وہ تھی حسن مین ایک ماہ تمام
فریدون نے رکھا پریچہرہ نام
کیا پرورش ناز و نعمت کیساتہہ
رکھا ہمقرین اوسکو دولت کیساتہ

جوان ہوئی وہ پشنگ ایک تھا
اوسی ساتھہ اوسکے کیا کتخدا
فریدون کی تھا نسل سے وہ جوان
ہنرمند دانشور و پہلوان

ہوئی حاملہ جب وہ زرین کمر
تو اوس سے تولد ہوا اک پسر
ملکزادہ ایرج کے ہمشکل تھا
منوچہر نام اوسکا شہ نے رکھا

بہت شاد کو شادمانی ہوئی
سر نو اوسے زندگانی ہوئی

کہ جبتک فلک پر مہ و مہر ہو
الہی جہان مین منوچہر ہو

ہوا جب جوان وہ منوچہر تب
ہنر پہلوانی کے سکہلائے سب

کہا یون نظر کرکے سوئے سپاہ
تمہارا منوچہر ہے بادشاہ

در گنج شاہی کشادہ کیا
سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا

منوچہر سے مردمان سپاہ
گذارش یہ کرتی تھی شام و پگاہ

جو پہونچی خبر سلم اور تور کو
منوچہر ہے مرد پیکار جو

فریدون یہ رکھتا ہی اب عزم جزم
کہ بہیجے اوسے اوسطرف بہر رزم

کیا مشورہ یون کہ گنج و گہر
روان کیجیے اب بسوئے پدر

عوض خون ایرج کے دیتے ہین ہم
اوسے گوہر و گنج تاج و علم

حضور فریدون وہ پیغام بر
جو پہونچا تو رکہکر وہ سر خاک پر

رہے جاودان عالم افروز تو
ہمیشہ کرے جشن نوروز تو

زر و لعل اور گوہر شاہوار
سپر و زرہ و تاج گوہر نگار

وہ پیلان محمولہ سیم و زر
حضور جہاندار گذران کر

کیا ہمکو گمراہ شیطان نے آہ
جو سر زد ہوا ہمسے ایسا گناہ

اگرچہ ہین ہمتو سراپا خطا
ولے تو خطا بخش ہے خسروا

تمنا ہی یہ اپنی شام و سحر
سوئے خاور آئے منوچہر گر

رکھین اوسکی تارک پہ دیہیم و زر
کرین پیشکش اوسکے گنج و گہر

بلایا منوچہر کو تب وہین
بٹہایا سر کرسی گوہرین

نظر کرتے گنبد نیلگون
ہوئے تیری بدخواہ یکسر زبون

دیا اوسکو پیغام کا یہ جواب
کہ جا ہر دو ناپاک سے کہہ شتاب

مگر تمنے اب بیگناہ و خطا
کیا قصد خون منوچہر کا

وہ سام نریمان وہ قارن دلیر
وہ کاوہ کہ ہے جنگجو مثل شیر

یہ مردان جنگ آور و پہلوان
منوچہر کے ساتھ پہونچینگے وان

یہان خواہش زر نہین زینہار
نہین چاہیے گوہر شاہوار

وہ لایا بجا شکر پروردگار
دعا مانگتا تہا یہ لیل و نہار

رہے اسکا اقبال دایم بلند
نہ پہونچے ذرا چشم بد سے گزند

سکھائے سب آئین و رسم شہی
پہر اوسکے رکہا سر پہ تاج مہی

منوچہر کی تم اطاعت کرو
دل و جان سے تم اوسکی خدمت کرو

فراہم ہوا لشکر بیشمار
دلیران جنگی و مردان کار

کہ عزم عدو سوزی اب کیجیے
شتابی سے ایرج کا خون لیجیے

قوی بازو و پہلوان و دلیر
حضور اوسکے روباہ سے کم ہے شیر

یہ سنکر بہت دل مین لاہراس
پریشان ہوئے اونکے ہوش و حواس

منوچہر کو اب طلب کیجیے یہان
یہ لکہے کہ ای بادشاہ جہان

غرض باز رو گنج بہیجا رسول
کہ شاید فریدون کرے یہ قبول

دعا و ثنا کی شہنشاہ کی
کہ اے مہر رخشندہ کا سروری

وہ تحفے جو لایا تہا پہر اونسے سب
رکہے شہ کے آگے زر و کے طرب

وہ دیبائے رومی و خز و حریر
وہ زرین طبق ہائے مشک و عبیر

کہا سلم اور تور کا یہ پیام
کہ بندے ہین ہم آشہ نیکنام

خجالت زدہ ہم ہین تقصیر سے
ولیکن ہین ناچار تقدیر سے

ہماری یہ تقصیر ہووے معاف
کرو کینہ سے اپنے سینے کو پاک

تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
ہم اوسکی کرین چاکری جاودان

فریدون نے دیکھا جو تحفہ تمام
سنا اور یون سرکشونکا پیام

کہا یون کہ ای پور فرخ خصال
تجہی ہے سعید اور مبارک ہے فال

پہر آیا وہ شہ سوئے پیغامبر
ہوا خندہ زن اوسکی گفتار پر

ہوئے گر منوچہر پہ مہربان
تن ایرج نوجوان ہے کہان

منوچہر رکہہ سر پہ خود و کلاہ
سوئے خاور آویگا لیکر سپاہ

وہ گرشاسپ یلے پور شیر و پیل
کہ ہین پہلوانی مین سب بے بدیل

مجھے زر سے دیتے ہو تم کیا فریب
یہ مکاری ہے سب تمہارا فریب

تو سب پہیر لیجا گنج اور رسول
کہ ہرگز ہمین یہ نہین ہے قبول

کیا عذر جو نابکارون نے اب / نہین ہی بجا یعنی بیجا ہے سب
ستم ساتھ ایرج کے جو کچھ کیا / سوا اوسکا مکافات دیگا خدا
گیا اس جہان سے وہ ایرج اگر / تو پیدا ہوا اوراک نامور
گر ایرج نہین تو منوچہر ہے / فروزندہ مثل مہ و مہر ہے
دلیر و قوی جون ہزبر دمان / ہنر آزما مثل شیر ژیان
کمر چست باندہی پی کارزار / نچھوڑے وہ ایرج کا خون زینہار
یہ پیغامبر نے جواب پیام / سنا جب تو ہوش اڑ گئی تمام
ذرا ایک دم بہر نہ ٹھیرا وہان / ہوا بس وہین سوے خاور روان
غرض تیز رو مثل باد صبا / جہان سلم اور تور تہے وان گیا
وہ پاسخ جو تہا اوسکا اونپر ہار / کیا سلم اور تور سے آشکار
کہا پھر کہ مین نے منوچہر کو / جو دیکہا تو ہے مرد پیکار جو
جوانمرد و شیر افگن و پیلتن / یل نوجوان گرد و شمشیر زن
اور اوسکے جو لشکر مین ہین پہلوان / قوی زور مین مثل پیل دمان
ہنر آزما ہر جوانمرد ہے / طلبگار پیکار نادر وہ ہے
وہ دونون جفا کار بیدادگر / ہوے سنکے پاسخ بہت پر خطر
پھر آراستہ ایک کی انجمن / پے کینہ خواہی کے پورای زن
یہ بولا تہ چرخ فیروزہ رنگ / کہ ہم گر نہ پہلے کرین قصد جنگ
مبادا منوچہر ہووے دلیر / شتابی ادہر آئے مانند شیر

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون



یہی مصلحت ہے کہ لیکر سپاہ
چلیں ہم بسوئے منوچہر شاہ

کریں حملے ایران میں آتش سے جنگ
نہیں خوب اب بات میں کچھ درنگ

کیا سلم اور تور نے جب یہ عزم
کہ حملہ کر منوچہر سے کیجے رزم

فراہم کیا لشکر بے شمار
یلان تنومند جنگی سوار

سواران رومی و ترکان چین
ہنر آزمایان توران زمین

رواں سوئے اقلیم ایران ہوئے
پے کینہ خواہی شاہاں ہوئے

فریدوں کو پہونچی یہ جیدم خبر
کہ خاور سے اب لشکر آیا ادھر

بلانا مداروں سے تب یہ کہا
کہ ای شیر مردان جنگ آزما

صبوری کرو تم نہ باندھو کمر
کہ تا آویں اب اور بھی بیشتر

خبر پھر یہ پہونچی کہ اب سلم و تور
قریب آ گئے اب نہیں کچھ بھی دور

منوچہر نے یوں گذارش کیا
کہ اب اے جہاندار کشورکشا

نہیں مجھکو زنہار تاب درنگ
اجازت مجھے دیجیے بہر جنگ

کیا اوسطرف شاہ نے پھر رواں
منوچہر کو با سپاہ گراں

زرہ پوش مردان شمشیر زن
جوانان جنگ آور و صف شکن

لیے سر بسر گرز و تیغ و سناں
نہ پروا کے سر نے ذرا فکر جاں

یہاں فوج کا کیجیے کیا شمار
سواران جنگی تھے شش صد ہزار

صف جنگ آراستہ جب ہوئی
رہ صلح مسدود پھر تب ہوئی

وہ آگے ہوا کاویانی درفش
کہ تھا یکقلم سرخ و زرد و بنفش

سوِ راست گرد دلاور قباد
سوِ چپ وہ گشتاسپ فرخ نہاد

وہ سام و نریمان وہ قارون دلیر
کہ تھے کینہ خواہی میں مانند شیر

بجائے تعین تھی قایم سپاہ
منوچہر تھا رونق قلب گاہ

اودھر سے تھے دونوں گرد نکشاں
پے رزم لائے سپاہ گراں

گیا بڑھ کے آگے دلاور قباد
وہیں دونوں آئے وہاں شیل باد

قباد دلاور سے کہنے لگا
منوچہر سے جا کے کہہ تو ذرا

کہ اے بے پدر رخ دکھا تو مجھے
بھلا کام کیا گرز و شمشیر سے

ہوئی دخت ایرج سے تیری نژاد
تو زنہار اسبات سے ہو نہ شاد

دیا تور کو اوسنے پھر یہ جواب
کہ پہونچاؤں پیغام تیرا شتاب

کیا تور اور سلم نے پھر یہ کام
کہ دونوں کو لعنت کریں خاص و عام

تمہاری وہ محفل میں لایا پناہ
کیا غرق خوں تم نے ایرج کو آہ

یقین جانیو تم کہ زیر فلک
رہی تم پہ لعنت قیامت تلک

یہ سنکر نہ پاسخ کچھ اوسنے دیا
خجل ہو کے میدان سے پھر گیا

وہیں رزم گہ سے پھر آیا قباد
حضور منوچہر فرخ نہاد

سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
منوچہر سنکے یہ باتیں ہنسا

یہ کہنے لگا پھر کہ ہنگام جنگ
عیاں ہوں نژاد و گہر بے درنگ

کروں قتل میں سلم اور تور کو
کروں غرق خوں ہر دو مغرور کو

جواب پھر گیا تو رمیدان سے
امان اوسنے پائی ذرا جان سے

رکھیں جنگ کو آج موقوف ہم
کریں حشر برپا یہاں صبحدم

پھر از رزم گہ سے منوچہر شاہ
گیا بس وہیں سوے آرام گاہ

ہوا خیمہ زن دشت میں وقت شب
بسر کی وہ شب با نشاط و طرب

سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ

سواران جنگی و مردان کار
ہوئے آگے صف زن یمین و یسار

وہ دونوں ستمگار بھی با سپاہ
ہوئے آ کے میدان میں کینہ خواہ

ہوا گرم بازار کیں و ستیز
ہوئی ایک برپا وہاں رستخیز

جوانوں کا سر اور گرز گراں
دلیروں کا سینہ و نوک سناں

تن و جان کا کچھ نہیں تھا دریغ
وہاں کام سب کو تھا با گرز و تیغ

ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار
زمین خوں سے انکے ہوئی لالہ زار

ولیکن بتائید لطف اللہ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ

ہوئے تور اور سلم بس دردمند
کہ آیا نظر انکو اپنا گزند

لگے کہنے باہم وہ دونوں لئیم
کہ غالب رہی آج فوج غنیم

مبادا کہ غالب ہو کل اور بھی
سو اسواسطے مصلحت ہے یہی

منوچہر پر آج شبخوں کریں — تبہ اوسکو ہم زیر گردوں کریں
کہ وہ بد نہاد ان بیداد گر — منوچہر کو بھی یہ پہونچی خبر

کہ شبخوں کا رکھتے ہیں وہ عزم جزم — کیا چاہتے ہیں وہ غفلت میں رزم
کہا ہو خبردار لشکر سے اب — وہیں کر کے قارون کو شہ نے طلب

غرض سب لیکر اوسکو یکسر سپاہ — کمیں گاہ میں آپ بیٹھا وہ شاہ
لیے ساتھ اپنے پے کارزار — سواران جنگ آزما سے ہزار

گئی نصف سے رات جب کمیں گاہ — جہاں تیرہ بس ہو گیا سربسر
سواران جنگی لئے سو ہزار — روانہ ہوا تور نخوت شعار

لیے عزم شبخوں وہ آیا جدہر — خبردار پائی سپہ سربسر
طرف اپنے لشکر کے پھر آئیے — بنا چارہ چاہا کہ پھر جائیے

ولیکن نہ زنہار پایا گذار — ہوا گرم ہنگامہ کارزار
ہوئے غرق خوں پھر ہزاروں جواں — ہوئی وقت شب تیغ رانی وہاں

یہ پہونچی خبر جب منوچہر کو — کمینگاہ سے تب شہ نامجو
کیے قتل اگرچہ بہت کینہ خواہ — شتابی سے پہونچا سوے رزمگاہ

جہاں تور بدکیش تھا رزم ساز — دلیرانہ پہونچا شہ نیزہ باز
تو قالب سے اوسکے ہوئی جان دور — جو اک تیر مارا بپشت تور

اوٹھایا وہیں اوسکو بس تن سے — لٹایا زمیں پر سر کین سے
حضور فریدوں روانہ کیا — جدا تیغ سے کر کے سر تور کا

ہوا شاہ جب تور پر فتحیاب — سو سلم آیا ادھر سے شتاب
گریزاں وہاں سے ہوا بیدرنگ — نپائی جو سلم نے تاب جنگ

گیا بھاگ کر درمیان حصار — ہوا جا کے محصور وہ نابکار
گیا لیکے فوج اور گھیرا وہیں — منوچہر بھی سوے حصن متیں

نگہباں دژ کا کواک گرد تھا — دلیر و جوانمرد جنگ آزما
منوچہر کے وہ مقابل ہوا — سوے رزم و پرخاش مائل ہوا

پھر اک تیر مارا بہت زور سے — سکبر پہ منوچہر کے آن کے
لگائی سر خصم پر بیدریغ — منوچہر نے کھینچکر وہیں تیغ

ولیکن نہ زنہار کاری پڑی — ہوا شہ غضبناک پھر اسگھڑی
سر خاک ٹپکا اوسے زین سے — کمر بند اوسکا پکڑ کین سے

تن اوس کا کیا تیغ سے چاک چاک — سپہدار کاکو ہوا یوں ہلاک
گرد قلعہ کو گھیر کر خوب تنگ — لگا کہنے پھر شاہ فیروز جنگ

ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار — تھا قلعے میں پھر صبا کا گذار
ہوا تنگ زیر سپہر بلند — رہا سا مدت تلک قلعہ بند

منوچہر نے اوسکو بھیجا پیام — کہ بس تیری تر کی ہوئی اب تمام
بنامردی آخر تو ہوگا ہلاک — ملا دونگا تجکو تہ خون خاک

اگر شیر دل ہو تو اے پہلوان — تو بس جان دے اپنی مثل سگاں
خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب — مقابل مرے آ کے اب ہو شتاب

یہ سنکر اوسے غیرت آئی وہیں — وہ غیرت سر رزم لائی وہیں
دلیرانہ آیا پے کارزار — نکل قلعہ سے سلم جنگی سوار

منوچہر شاہ ولایت ستاں — مقابل ہوا لیکے تیغ و سناں
کہ تن سے ہوا سلم کا سر جدا — کیا زخم شمشیر او سپر رہا

شہ روم و خاور ہوئے کشتہ جب — ہوا لشکر اونکا پراگندہ سب
وہ آیا حضور شہ بےنظیر — سپہدار خاور کا تھا اک وزیر

کیا عرض مت کھینچیے تیغ کیں — غرض یہ کہ اے شاہ روئے زمیں
کیا اوسنے پیمان و عہد استوار — سر رحم آیا وہیں شہریار

وزیر خرد مند رخصت ہوا — کہ مشمول لطف و عنایت ہوا
وہ لایا حضور شہ نامجو — غرض سلم اور تور کی فوج کو

شہنشہ نے سب پر بلطف و خوشی — عنایات شاہانہ مصروف کی
زیادہ کیا بلکہ کچھ مرتبا — جو تھا منصب اسکا وہ قایم رہا

ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعناں — ہوا تب عناں تاب شاہ جہاں
فریدوں پیادہ گیا پیشوا — جو نزدیک پہونچا وہ کشور کشا

پیادہ ہوا واں منوچہر بھی / کیا پھر قدمبوس با صد خوشی
جب آیا وہ ایوان شاہی میں تب / فریدوں نے با صد نشاط و طرب

بٹھایا منوچہر کو تخت پر / رکھا اوسکے تارک پہ سیم و زر
کہا پھر یہ سام و نریمان سے / کہ اپنے نبیرہ کو سونپا تجھے

جہاں سے ہوں میں رفتنی آجکل / کہ آتا ہے ہر دم پیام اجل
بہت پند کی پھر منوچہر کو / دعا دی کہ قائم جہاں میں تو ہو

پھر آخر فریدوں جہاں سے گیا / وہ سرو سہی گلستاں سے گیا
فریدوں جہاندار سے ہے کہاں / رہے نام نیکی رہی جاوداں

ہوا پھر بفضل خدائے کریم / منوچہر بھی بادشاہِ عظیم
بسان فریدوں کیا عدل و داد / رکھا لطف و احسان سے سب کو شاد

کیا سام کو اپنا مختار کار / کہ تھا کارداں وہ یل نامدار
سپاہ امیران دفتر نگاں / ہوئے سب ثنا خواں شاہِ جہاں

یہ کہتے تھے ہر شام و ہر بامداد / کہ ہم اے جہاندار فرخ نہاد
ترے جان و دل سے ہیں خدمتگذار / کریں چاکری تیری لیل و نہار

جہاں میں تو فرماں روا ہو سدا / یہی آرزو ہے یہی مدعا
لکھوں زال و رستم کی اب داستاں / کہ سنکر جسے پیر بھی ہو جواں

داستان تولد شدن پسر بخانہ سام و پرورش نمودن سیمرغ و نام نہادن زال و باز آمدن بسیستان

شبستان میں سام کے اک پسر / تولد ہوا گلرخ و سیمبر
سفید اوسکے اندام تھے پر تمام / گئی دایہ یہ دیکھکر پیش سام

یہ کہنے لگی تجھکو اے نامور / خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر
کہ ہے مہ جبیں سرو قد لالہ رو / ولے مثل پیر اوسکے ہیں سر کے مو

وہیں سام نے آکے دیکھا اوسے / ہوا خوف و اندیشہ پیدا اوسے
رکھا اوسکا ماں باپ نے نام زال / تعجب تھا صورت پہ اوسکی کمال

یہ کہتے تھے واں مرد خاص و عام / کہ یہ طفل ہرگز نہیں پور سام
پریزاد یا دیو ہے یا پلنگ / یہ خلقت ہی انسانکی بے نہج و رنگ

یہ سنکر ہوا سام دل میں حزیں / اوٹھا لیگیا زال کو بن میں وہیں
سرِ کوہ البرز ڈالا اوسے / شبستان سے اپنی نکالا اوسے

مکاں واں جو تھا ایک سیمرغ کا / یکایک وہ سیمرغ اودھر آگیا
جو دیکھا تو اک کودک شیرخوار / پڑا ہے سرِ خاک روتا ہے زار

ہوا مہرباں رحم آیا اوسے / اوٹھا آشیانے میں لایا اوسے
مثال اپنے بچوں کے با صد خوشی / لگا پرورش کرنے وہ زال کی

نہ سیمرغ کو صرف الفت ہوئی / کہ بچوں کو بھی اک محبت ہوئی
وہ رہتے تھے باہم شب و روز شاد / ہوا نوجواں پھر وہ فرخ نہاد

کوئی کارواں اتفاقاً اودھر / جو گذرا تو شاداں ہوا دیکھکر
وہ سیمرغ سے زال کو لیگیا / محبت سے ساتھ اوسکو اپنے کیا

یہاں سام کو خواب آیا نظر / یہ کہتا ہے کوئی کہ اے نامور
ترا پور زندہ ہے اور شاد ہے / جہاں میں بخوبی وہ آباد ہے

ہوا جبکہ بیدار وہ پہلواں / تو پھر دل میں اپنے ہوا شادماں
ہوئی تازہ الفت دھر پور پر / کہ ہے پور دلبند آنکھوں کا نور

خوشی سے پھر اوسکی خبر کے لئے / رواں سوئے البرز مردم کئے
پھر اک خواب دیکھا بروز دگر / نظر آئے دو مرد فرخ سیر

کہا اک نے یہ کہ اے بے شعور / کیا تو نے خوف خدا دل سے دور
رکھا دور آنکھوں سے فرزند کو / کیا خوار اوس پور دلبند کو

سپید اوسکے مو ہیں اگر سر بسر / تو کیا عیب ہے اک نظر اوسپہ کر
کہ جبرا ابھی ابیض سر ریش ہے / تو ناحق پسر کا بد اندیش ہے

نظر میں ہے تیرے گو یہ فرزند خوار / معزز ہے وہ پیش پروردگار
خروشاں ہوا دیکھکر یہ خواب / نہ دل میں رہا کچھ صبوری نہ تاب

ہوا صبحدم سام گھر سے رواں ‏— سو کوہ البرز آیا دواں
خدا سے وہاں اوسنے کی التجا ‏— بہت زاری و گریہ کرکے کہا

الٰہی میرے حال پر رحم کر ‏— کہ پھر پاؤں میں جلد اپنا پسر
پذیرا ہوئی اوسکی یکسر دعا ‏— ہوا حال پر اوسکے لطف خدا

نظر کی جو سیمرغ نے ناگہاں ‏— تو دیکھا تو ہے سام گریہ کناں
تو سیمرغ آیا وہیں پیش سام ‏— سنا قصۂ خواب اوسنے تمام



یہ سیمرغ نے سام سے پھر کہا ‏— کہ دایہ ہوں میں تیرے فرزند کا
بہت عاجزی سام نے اوس سے کی ‏— گیا پاس وہ کارواں کے تبھی

کیا زال کو کارواں سے طلب ‏— حوالہ کیا اوسنے باصد طرب
پھرا اوسنے سیمرغ سے زال کو ‏— لے آیا حضور شہ نامجو

کہا یوں کہ لیجیے یہ اپنا پسر ‏— یہ ہے لایق تاج و اورنگ زر
ہوا پھر یل سام خرم وہیں ‏— لگا کرنے سیمرغ کو آفریں

دئے اپنے سیمرغ نے چند پر ‏— کہا زال سے یوں کہ اے نامور
جو مشکل کوئی پیش آوے تجھے ‏— تو پر کو جلا یاد کیجو مجھے

شتابی سے پہونچوں میں آ کر ‏— تری مشکل آساں کروں سربسر
بھری ہی مرے دلمیں الفت تری ‏— زیادہ ہے مجھکو محبت تیری

مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار ‏— فراموش مت کیجیو زینہار
یہ سنکر کیا زال نے یوں بیان ‏— ترا بندہ ہوں اے شہ طایران

[illegible] کالبس پروندہ ہے تو ‏— ترا گرد عالم ہے نام نکو
روانہ ہوئے واں سے پھر زال و سام ‏— بہت ملین پہنچے تھے وہ شادکام

لگا کہنے پھر سام فرخ سیر ‏— کہ شرمندہ ہوں تجھسے میں اے پسر
خدا سے کیا عہد اب استوار ‏— کہ تجھکو رکھوں جاودان [illegible]

کروں تیری تعلیم صبح و مسا ‏— تلافی مرے تاکہ ہو جرم کا
گئے جبکہ پھر شاہ کے متصل ‏— ہوا خوش منوچہر کا سنکے دل

یہ لو در سے ارشاد شہ نے کیا ‏— کہ لے آ اونہیں جا [illegible]
وہ شہزادہ تب لگا آن کر ‏— گئے شہر میں پھر بصد کر و فر

حضور منوچہر پھر زال کو ‏— گیا لیکے سام یل نامجو
کیا حاصل اوسنے زمین بوس شاہ ‏— شہنشہ نے بخشا [illegible] کلاہ

طلب کرکے انجم شناسوں کو واں   کیا حکم پھر یوں کہ اے نجم داں
ذرا طالع زال دیکھو تو اب   حقیقت گذارش کرو اسکے سب
سوِ گردش انجم و آسمان   نظر کرکے بولے یہ دانشوران
کہ ہے طالع زال شاہا بلند   جہاں میں یہ ہوگا بڑا ارجمند
دلیر و شجاع و قوی پہلواں   یہ ہوگا سرافراز گردنکشاں
شہنشاہ اسپاں تازی دو در   سلاح و زر و خلعت پر گہر
کرم سے عنایت کیا زال کو   جہاں میں تفاخر دیا زال کو
کیا سام پر لطف پھر بیشمار   زیادہ کیا اور بھی اقتدار
اوسے حاکم شہر زابل کیا   سپہدار اقلیم کابل کیا
حضور جہاندار سے سام زال   مرخص ہوئے ہوکے شاداں کمال
جو زابل میں پہونچا یل نامور   تو پھر بہر تعلیم فرخ سیر
ہنر پروران جہاندیدہ کو   فراست شناسان سنجیدہ کو
کیا سام نے ہر طرف سے طلب   ہوئے آنکے جب فراہم وہ سب
یہ کہنے لگا وہ یل نامور   کہ اے اوستادان صاحب ہنر
کرو تربیت زال کو روز و شب   ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
بتاؤ اسے داب شاہی تمام   کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
ہر اک فن میں تم اسکو کامل کرو   ہنرمند و ہوشیار و قابل کرو
بفرمان شاہ جہاں بہر رزم   سو گرگساران مرا ہے عزم
نصیحت لگا کرنے پھر زال کو   کہ اے پور دانا خردمند خو
تجھے میں نے سونپا یہ زابلستاں   تو داد و دہش خوب کرنا یہاں
یہ کہکر وہ سام نبرد آزما   سوِ کشور گرگساران گیا
ہوا حکمراں ملک کابل کا زال   رکھا خلق کو شاد و خرم کمال
ریاست غرض ملک کی خوب کی   بہت خلق نے پائی آسودگی
ہوئی پھر اوسے آرزوئے عروس   ہوئی میل خاطر بسوئے عروس
سپہدار کابل جو مہراب تھا   سو تھی اوسکی اک دختر مہلقا
وہ ضحاک کی نسل سے تھا مگر   خردمند دانشور و نامور
اور اوس دلستاں کا تھا رودابہ نام   سمن بو صنوبر قد و لالہ فام
ہوا زال جسدم بعیش و خوشی   طلبگار دختر کا مہراب کی
تو مہراب نے پھر بلطف و صفا   کیا زال سے دخت کو کتخدا
غرض حاملہ رشک گلشن ہوئی   گرفتار غم وقت زادن ہوئی
رکا جائے تھا دمبدم اوسکا دم   کہ بچہ کلاں تھا درون شکم
ہوا زال کو پھر بہت اضطراب   جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب
ہوا آکے حاضر وہ سیمرغ واں   کیا زال نے ماجرا سب بیاں
وہ بولا کہ اے سرور انجمن   شکم میں ہے اک بچہ پیلتن
کرے جسکی ہیبت سے قالب تہی   ہژبر دماں پیل اور دیو بھی
نہ چیرو گے پہلوئے زن جب تلک   شکم سے نہ نکلیگا یہ تب تلک
یہ سنکر دیا زال نے یہ جواب   کہ تدبیر فرمائیے کچھ شتاب
وہ تدبیر جس سے نہ ہو خوف جاں   رہے جان کی خیر اے مہرباں
بیاباں کی لی اوسنے پھر دوں ہی راہ   وہاں سے وہ سیمرغ لایا گیاہ
کہا زال سے پھر کہ اب زود تر   پلا کر وہ زن کو تو بیہوش کر
پھر اوس جا سے کر پہلو اوسکا تو چاک   کہ بچہ نکل آئے بیخوف و باک
لگا اوسکے پھر زخم پر یہ گیاہ   کہ ہو تندرستی بفضل اِلٰہ
غرض زال نے پھر پلا کر شراب   کیا مست رودابہ کو بس شتاب
کیا چاک پہلوئے زن اسطرح   بتایا تھا سیمرغ نے جسطرح
وہ پیدا ہوا بچہ پیلتن   جسے دیکھ حیراں ہوئے مرد و زن
بہن ایک رودابہ کی نام شین   روا اشک کرنے لگی پھر وہیں
مبادا کہ رودابہ ضائع ہو اب   کیا مطمئن زال نے اوسکو تب
لگائی جراحت پہ پھر وہ گیاہ   ہوئی تندرست اوس دن وہ رشک ماہ
وہ کودک تھا صورت میں ہمشکل سام   رکھا رستم اختر شناسوں نے نام
شبیہہ پسر زال نے کھینچکر   شتابی سے بھیجی حضور پدر

سو پیکر رستم شیر خوار
تحالیف بہت زال نے لیا ازاں
یہ سنکر وہ مسرور و شاداں ہوا
وہ رستم کہ تھا کودک بےنظیر
طعام اوسکو آنے لگا دلپسند
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
کہ اسطرح کودک ہے یہ زورمند
سو گرگساراں و مازندراں
یکایک دل سام آیا ادہر

نگہ کرکے بولا وہ سام سوار
خوشی سے گئے سوئے کابل رواں
برنگ گل تازہ خنداں ہوا
او سے ہفت دایہ کا ملتا تھا شیر
تو پھر پانچ آنے لگے گوسفند
بخوبی ہوا اسپ پر وہ سوار
نہ دیکھا کہیں زیر چرخ بلند
بقرباں فرمانروائے جہاں
کہ دیکھے رخ رستم نامور

بعینہ مری شکل ہے یہ پسر
یہ پہونچی خبر جبکہ مہراب کو
بجالا کے شکر خدائے کریم
کبھی رہتی باقی جو کچھ اشتہا
وہ کھا جاتا تھا گوشت اونکا تمام
لیا ہاتھ میں اپنے گرز پدر
یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا
سر رزم تھا سام جنگی سوار
محبت نے کھینچا تو وہ پہلواں

بجا ہے جو کہئے اسے شیر نر
کہ پیدا ہوا رستم نامجو
لگا دینے ہر اک کو دینار و سیم
تو شیر اوسکو دیتے بزرگاؤ کا
تعجب میں تھے مردم خاص و عام
رہے لوگ حیران اوسے دیکھکر
تنومند تر سام سے ہووے گا
لڑائی تھی دیووں سے لیل و نہار
روانہ ہوئے سوئے زابلستاں



روان ہوکے کابل سے مہراب بھی
قریب آکے پہونچا وہاں سام جب
سوئے زابل آیا بلطف و خوشی
گئے پیشوا زال و مہراب تب
وہ پہونچا دلے سام سے بیشتر
بہت خوب تھا ایک پیل بلند
ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
سوار اوسپہ تھا رستم ارجمند

اور اک سر پہ رستم کے تہا تاج زر
فرود آئے گہوڑوں سے مہراب و زال
کہ اے پور تکلیف مت کہینچ تو
ہوا سام پہر تخت پر جلوہ گر
بصد لطف سام یل پیلتن
کہ اے پہلوان جہاں شاہ رہ
نہیں چاہتا خواب آرام کچہہ
خدنگ سناں گرز و شمشیر لوں
کیا ایک ترتیب جشن طرب
نہیں زال اور سام سی کچہہ خطر
وہاں پہر کرے کوں لشکر کشی
وہ اس بادہ گوئی سی تہا شادکام
ادہر کا کیا قصد پہر سام نے
یہ کہکر وہاں سے سام فرخ سیر
منوچہر شاہ جہانگیر کا
لگا پوچہنے وہ کہ کیا ہے فغاں
بہت خلق کو اوس سے پہنچا گزند
لیا ہاتہ میں گرز سام دلیر
شب تیرہ ہے اور ہاتہی چہٹا
کہ فی الفور بیچارہ دربان مرا
گیا سوئے پیل دوندہ دلیر
کیا کام آخر جب اوس پیل کا
سپاس خداوند جان آفریں
کہا دلیں اپنے نہیں کچہہ عجب
کسی طرف ہے اکیک کوہ سپند

ہوا سام خوش دور سے دیکہکر
یہ چاہے تہا پہر رستم خردسال
تفاخر ترا ہے مری آرزو
سو راست بیٹہا دہ نہ ال آن کر
ہوا ساتہ رستم کے گرم سخن
جہاں جب تلک ہے تو آبادرہ
نہ عیش و طرب سے رکہوں کام کچہہ
تن بد سگالاں کروں غرق خون
ہوئے بادہ کش بزم عشرت سبب
نہ شاہ جہانگیر کا مجہکو ڈر
رہے پہر کسے طاقت سرکشی
تبسم کناں و سپہ تہے زال و سام
تو رخصت ادہر جا ہی آرام نے
روانہ ہوا پہر سوئے باختر
وہاں مست پیل سفید اک تہا
کیا مردمان نے اوسی دم بیاں
دواں ہر طرف ہے وہ پیل بلند
چلا سوئے بازار مانند شیر
تو ایواں سے اسوقت باہر نکلا
گریزندہ پہر واں سے ہر اک ہوا
ہوا جا کے نعرہ زناں مثل شیر
تو پہر پیلتن سوئے ایواں گیا
وہ لایا بجا اور خوشی کی وہیں
جو خون نریماں نہ لیجائے سب
اور اوس کوہ پر ہے حصار بلند

گئے جبکہ وہ سامنے سام کے
اور پیل سی ہو وہ پیادہ شتاب
یہ کہکر دعا دی کہ پروردگار
طرف جیپ کے مہراب فرخندہ چہر
ثنا خواں وہ رستم ہوا سام کا
دعا دیکے پہر یوں گذارش کیا
مجہے چاہئے اسلئے زرہ و خود
یہ گفتار سن سام شادان ہوا
ہوا نشہ مے کا جسدم ظہور
جہاں میں ہوا رستم پہلواں
کروں تازہ آئین ضحاک اب
یہ آئی خبر سام کو بعد ازاں
کہا رستم و زال کو پہر وہیں
گئے زال و رستم سو سیستاں
اوٹہا ناگہاں رات کو ایک شور
کہ پیل سفید شہ نامور
پہر اس خبر سے جو رستم کے گوش
دلے حاجیوں نے کیا در کو بند
نہ مانا اور اک مشت سخت آہنگے
غرض توڑ کر دو وہیں وہ قفل بند
جو مارا بزور اکیک گرز گراں
یہ سنکر خبر زال حیراں ہوا
طلب رستم نامور کو کیا
نریماں کا جسطرح ہے ماجرا
بحکم فریدوں فرخندہ خو

تو پہر وہیں تعظیم کیو اسطے
یہ بولا وہیں سام عالیجناب
رکہے تجہکو دایم بجاہ و وقار
وہ رستم بہی بیٹہا وہاں روبرو
تہمتن نے دی اوسکو پہر یہ دعا
کہ ہوں بندہ کمترین سام کا
نہیں میں طلبگار ساز و سرود
رخ اوسکا برنگ گلستاں ہوا
تو بولا وہ مہراب مست غرور
بشمشیر خونریز و گرز گراں
ملاؤں عدو کو تہ خاک اب
کہ پر زور پہر ہو گئے دشمناں
کہ مت چہوڑنا تم وہ داد و دیں
کہ تہا وہ حکومت کا اونکے مکاں
یہ سنکر فغاں رستم نیک روز
رہا ہو گیا بند کو توڑ کر
کیا پہلوانی نے بس وہیں جوش
کہا یوں کہ اے کودک ارجمند
لگایا وہیں سر پہ دربان کے
شتاباں ہوا رستم زورمند
گرا خاک پر بس وہ پیل دمان
وے دلمیں مسرور و شاداں ہوا
سر و دست و بازو پہ بوسہ دیا
بیاں اوسکو کرتا ہوں سنئے ذرا
نریماں نے گہیرا تہا اوس قلعہ کو

کہیں ایک سنگ گراں قلعہ سے
نریماں کے سر پر گرا آسکے

پراگندہ دل ہیں ہوا مضمحل
گئی جان قالب سے اوسکے نکل

یہ رستم سے قصہ بیاں کرکے سب
کہا زال نے یوں کہ اے پور اب

شتابندہ ہو سوئے کوہ بلند
نریمان کا خوں لیکے ہو ارجمند

یہ سنکر وہیں رستم نامدار
روانہ ہوا جانب کوہسار

یہ پہونچی خبر سوئے مازندران
کہ رستم ہوا جانب دژ رواں

ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند
مبادا کہ رستم کو پہونچے گزند

وہاں جنگ اک اوسکو درپیش تھی
سو کیدست موقوف اوسنے رکہی

سپاہ گراں لیکے وہ بیحساب
کمک کو نبیرے کی پہونچا شتاب

جوانان جنگ آور و پیلتن
ہوئے گرد اوس قلعہ کے خیمہ زن

سہ سال اور ایک مہ تک وہاں مقام
رکہا سام نے اور بنا کچھ نہ کام

ہمراہ اوں سے ناچار وہ پہلوان
روانہ ہوا سوئے مازندران

کیا اوسنے رستم کو رخصت اودہر
اور اوس سے کہا یوں کہ اے نامور

اکیلا پہن کاروان کا لباس
اگر قلعہ میں جائے تو بے ہراس

تو چارہ گری کرسکے کچھ وہاں
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان

کہ کندہ کروں جاکے بیخ حصار
نچہوڑو نہیں واں زندہ اک نابکار

کئی اونٹ محمول بار نمک
کہ درکار تھے دژ میں بے شبہ و شک

بجائے شتربان تھے پہلوان
ہر اک گرد تہا صورت ساربان

لئے باندھ بار نمک میں سلاح
کہ یہ بات تھی واں قرین صلاح

در دژ پہ پہونچا یل نامور
خداوند دژ کو یہ پہونچی خبر

کہ آتا ہے اب کاروان نمک
وہ بولا کہ لاؤ اوسے یاں تلک

وہیں آن کر لگ گئے مردوان
گیا قلعہ میں جبکہ وہ کاروان

تو ہر گوشہ سے آئے برنا و پیر
ہوا گرد انبوہ اونکے کثیر

ہوئی رات جب دم کہ تاریک تر
تو پہر بہر جنگ اوسنے باندہی کمر

عقب اوسکے سب پہلوان دلیر
خروشندہ مانند غران شیر

خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ
ہوئی آکے سب رزم آور و کینہ خواہ

مقابل ہوا کوتوال حصار
ہوئی گرم واں اون سے بس کارزار

بشمشیر و گرز و سناں و خدنگ
رہا صبح تک گرم بازار جنگ

ہوا کشتہ آخر جو سردار دژ
گریزاں ہوئے سب نگہدار دژ

دلیروں نے تاراج دژ کو کیا
بہت مال و اسباب ان سے گیا

عجب طرفہ تر اونکی اجناس تھی
کہ دیکھی نہ تھی مردمان نے کبھی

گیا پہر وہاں رستم نامدار
سو خانہ حکمران حصار

جو دیکھا کہ ہے سنگ خارا کا گہر
اور اوسکی ہی دیوار ہی سر بسر

سوا اوسکے اک گنبد زرنگار
بصد لطف و خوبی ہی رشک بہار

لگا کہنے یوں دیکھکر پہلوان
کہ یہ کار انساں نہیں بیگماں

لکہا نامہ رستم نے پہر زال کو
کہ اے نامدار یل نامجو

کیا فتح میں نے یہ حصن حصین
کہ ہمسر نہیں جسکا چرخ برین

جو ارشاد ہو سو بجا لاؤں میں
رہوں اب یہاں یا وہاں جاؤں میں

یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام
دل اوسکا ہوا خرم و شادکام

یہ پاسخ لکہا اے خردمند پور
رہے چشم بد تجہسے ہر لحظہ دور

کیا تو نے تسخیر حصن متین
ہزار آفرین صد ہزار آفرین

فقط دل کو میرے نہ گلشن کیا
کہ نام نریمان کو روشن کیا

لگا اگ اب قلعہ کو کر شتاب
وہاں سے تو پہر اسطرف آشتاب

کہ دیدار کا ہے ترے اشتیاق
جدائی ہے تیری بہت مجہکو شاق

جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلوان
روانہ ہوا جانب سیستان

گیا زال باصد طرب پیشوا
بصد شوق اوسکو بغل میں لیا

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
نثار اوسکے سر پر کیا سیم و زر

سوئے سام رستم نے نامہ لکہا
رقم مژدہ فتح و نصرت کیا

غرض سام نے جب یہ نامہ پڑھا
تو پہر شوق سے چشم و سر پر رکہا

اوسے اسقدر شادمانی ہوئی
کہ پہر تازہ گویا جوانی ہوئی

سنا کارنامہ یہ رستم کا جب
ہوئے اہل ایران قرین طرب

ہوا دل پہ ہر اک کا امیدوار
کہ سارے بد اندیش اب ہونگے خوار

بسوئے منوچہر آتا ہوں پھر
یہ باقی بھی قصہ سناتا ہوں پھر

داستان نشستن نوذر بر تخت

منوچہر پدر خود و وصیت کردن منوچہر او را

جو گذرے بشاہی صد و بست سال
تو اختر شناسان صاحب کمال

لگے کہنے شاہ منوچہر کو
کہ اے شاہ دانشور و نامجو

قریب آئے اب تیری رخصت کے دن
بسر ہو گئے بس خلافت کے دن

یہ سن کر جہاندار کشور کشا
طلب کر کے نوذر کو کہنے لگا

کہ میں ہوں کمر بستہ سوئے عدم
مبارک تجھے تخت و تاج و علم

تو مت چھوڑیو رسم آئین و داد
رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد

سو حق پرستی تو رہیو مدام
نہ پھر از رہ راستی رکھیو کام

جہان میں ہوئی تازہ اب داوری
ہوئی نام موسیٰ کے پیغمبری

وہ پیدا ہوا سوئے خاور زمین
کیا خلق نے اختیار اسکا دین

وہ ہے نسل پاک یزدان پاک
کیا اس نے فرعون کو اب ہلاک

تو مت ہوجیو اس سے پرخاش جو
قبول اس کے اب کیجیو دین کو

تجھے پیش ہے اب مہم عظیم
ترے اہل توران ہیں سارے غنیم

رہ کینہ خواہی سے پور پشنگ
کرے قصد تیری طرف بہر جنگ

تجھے ہاتھ سے اس کے پہنچے گزند
تو عاجز ہو بس زیر چرخ بلند

بقصد نبرد از رہ سرکشی
کرے جب بد اندیش لشکر کشی

خبر کیجیو سام اور زال کو
کمک چاہیو اس سے اے نامجو

یل نوجوان یعنی فرزند زال
نہیں پہلوان کوئی جسکی مثال

وہ اس خاندان کا ہے خدمتگذار
کرے یاوری آکے لیل و نہار

منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان
ملکزادہ نوذر تھا گریہ کنان

نہ کچھ ان دنوں شاہ بیمار تھا
نہ کچھ درد تھا اور نہ آزار تھا

یکایک ہوا خسرو سرفراز
گرفتار بیماری جانگداز

نہ جانبر ہوا پھر شہ مستنیر
جہان سے سفر کر گیا ناگزیر

جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

منوچہر کے بعد با کر و فر
سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر

رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی
ہوا مسند آرائے فرماندہی

ولیکن منوچہر کی رسم و رہ
نہ قائم رہا خسرو نامور

نہ داد و دہش کی نہ انصاف داد
ز غفلت بجور و ستم دل نہاد

ہوئی بند یکسر مروت کی راہ
ہوا بند سیم و زر پادشاہ

یکایک ہوئے اس سے بیزار سب
ہوئے منحرف بلکہ سردار سب

لکھا بادشاہان اطراف کو
کہ آؤ ادھر اور یہ ملک لو

ستمگار نے جبکہ دیکھا یہ حال
ہوا اپنے دل میں ہراساں کمال

پئے سام نامہ کیا اک رواں
لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان

تجھے وقت رحلت کے کرتا تھا یاد
منوچہر شاہ خجستہ نہاد

زبان پر تھا شہ کے یہی بار بار
کہ رکن خلافت ہے سام سوار

ہوئی سلطنت اندنوں کچھ خراب
یہاں آ کے اب تو پہنچ جا شتاب

دگر نہ یہ پھر تخت شاہی نہیں
بد اندیش ہوں ورنہ ایران زمین

ادھر تو یہ نامہ لکھا اودھر
ستمدیدگان بھیجے واں پیشتر

گئے تھے جو نوذر سے بیداد واں
کئے سام سے جا کے یکسر بیان

پھر آتے ہی نامہ گیا شاہ کا
تأسف بہت پہلوان نے کیا

[illegible] زندان سے جی میں
فغان ہوا اسکے ایران زمین

جو نزدیک پہنچا یل نیکنام
بزرگان ایران گئے پیش سام

گذارش کیا یہ کہ اے نامور
جہاندار نوذر ہے بیدادگر

تو بیٹھہ اب سر تخت فرماں دہی / تو رکہہ اپنے سر پہ کلاہ مہی
اگر فتار کر شاہ نوذر کو اب / اطاعت کریں ملکے ہم تیری سب
یہ لایا زبان پر پل ارجمند / خدا کے یہ نزدیک کب ہے پسند
کہ نوذر نژاد کیان سے ہو یان / اوسے قید کر ہوئیں شاہ جہان
منوچہر کی دخت ہوتی اگر / سر تخت شاہنشہی جلوہ گر
کمر باندہتا میں پئے چاکری / شب و روز کرتا میں فرمانبری
جو نوذر نے پیشہ لیا ظلم کا / تو آتا مدارا ان ہو اندیشہ کیا
اوسے باز لاؤنگا ہر راہ سے / کروں تازہ پیماں شہنشاہ سے
نہو منحرف اُس سے تم زینہار / کرو چاکری اُس کی لیل و نہار
یہ کہکر گیا پیش شاہ جہان / جھکایا سر عجز جوں بندگان
کیا شاہ نے سبکو گرویدہ پہر / رہا کوئی بہی وان نہ رنجیدہ پہر
سنو آگے احوال پور پشنگ / کہ نوذر سے آکے ہوا گرم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما / سپہ دار اقلیم توران کا
سرافراز تھا نسل سے تور کی / اوسے جنگ نوذر سے منظور تھی
پسر ایک تھا اُسکا افراسیاب / کہ ہیبت سے جسکی ہو خارا بھی آب
یل زور مند و دلیر و جوان / نہ تھا اُس کا ہمسر کوئی پہلوان
پشنگ اُس سے کہنے لگا ایک روز / کہ اے پور خوش طالع و نیکروز
روان ہو سوئے ایران لیکر سپاہ / تو نوذر سے اب جا کے ہو کینہ خواہ
شتابان ہو تاخیر مت رکہہ روا / کہ لینا ہی خون سلم اور تور کا
جو قصہ سنا یہ تو افراسیاب / گیا بھول آسایش خورد و خواب
ہوا میل خاطر سوئے رزم کین / یہ پاسخ دیا باپ کو بس یہیں
کہ شایستۂ جنگ شیران ہوں میں / سزاوار رسم دلیراں ہوں میں
کروں جا کے سالار ایرن سے جنگ / کروں ملک تسخیر سب بیدرنگ
یہ سن کر ہوا خرم و شاد وہ / ہوا بند سے غم کے آزاد وہ
پہر افراسیاب اُس سے بولا یہیں / کہ ہرچند نوذر دلاور نہیں
ولیکن منوچہر کے پہلوان / حضور اُسکے حاضر ہیں گردنکشان
اور اپنے یہ گردان لشکر تمام / نہیں ہمسر قارن و زال و سام
نہیں خوب ہے اندنوں عزم جنگ / یہی مصلحت ہے کہ کیجے درنگ
یہ بولا پشنگ اے خردمند پور / یہ گفتار ہے عقل و دانش سے دور
یہی وقت ہے جا کے لے انتقام / شتابی سے کر کار نوذر تمام
یہ سنکر سپہدار افراسیاب / روانہ ہوا سوئے ایران شتاب
جوانان شمشیر زن سی ہزار / جوانمرد و شایستۂ کارزار
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ / کمر چست باندہے ہوئے بہر جنگ
خرزوان و سماساس و پہلوان / سپہ کے تھے سالار با فرو شان
سپہدار کو پہر یہ پہونچی خبر / کیا سام نے اس جہان سے سفر
یہ سن کر ہوا شاد افراسیاب / کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب
خوشی سے وہ ہر روز تہا رہ نورد / تہا دل میں اُس کے اندوہ و درد
ادہر سے بہی نوذر یہ سنکر شتاب / ہوا عازم جنگ افراسیاب
گئے ساتہہ نوذر کے مردان کار / سواران جنگی صد و چل ہزار
لکہا یوں کہ اے شاہ فیروز جنگ / ملکزادہ نے نامہ سوئے پشنگ
کروں نہیں نبرد دلیرانہ اب / کروں غارت ایران لشکر کو اب
مقابل ہوئیں جبکہ دونوں سپاہ / تو تاہم ہوئے پہلوان کینہ خواہ
تہا اک تازیان گرد افراسیاب / بڑہا فوج سے لیکے نیزہ شتاب
ہوا آکے میدان میں رزم جو / کہا یوں کہ ہو کب جسے آرزو
کرے آکر مجہ سے اب کارزار / نہ تاخیر کر داد دے زینہار
پسر کاوہ کا قارن نامور / کہ سردار لشکر تہا باکر و فر

برادر سے اپنے یہ بولا وہیں
کہ اے پہلوان جا کے ہو گرم کین

کو واسپ کو سوئے میدان گیا
ہوا تازیان سے نبرد آزما

قباد دلاور ہوا کشتہ جب
وہ قارن دلیر و جوانمرد جب

پھرا نبوہ دیکھا تو افراسیاب
کمک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب

ہوا خون سے روئے زمین لالہ زار
پھرا تنے میں وانشب ہوئی انتخاب

جو اجکہ رخشندہ پھر آفتاب
تو قارن پئے جنگ افراسیاب

ادھر لشکر آرائے توران زمین
سپہ لیکے آیا پئے رزم کین

سر و سینہ تھا وقف پیکان و تیغ
نہ جان کا تھا اپنی کسیکو دریغ

اودر آ فوج توران ہوئی چیرہ دست
دل اہل ایران کو پہونچی شکست

ہوا آپ تب عازم کارزار
پکارا یہ میدان میں تاجدار

رسکے ہے اگر غیرت افراسیاب
تو آکر مقابل ہو میرے شتاب

یہ سنکر وہ افراسیاب دلیر
ہوا آن کے رزمجو مثل شیر

بیان کیجے کیا جو ہم حرب تھی
سنان پر سنان ضرب پر ضرب تھی

کہیں سر سے نوذر کے دیہیم بد
گرا وقت پیکار تھا خاک پہ

کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ بھی خیال
ولیکن جہاندار تھا پر ملال

ہوا شاہ دلگیر و اندوہگین
سخن باپ کا یاد آیا وہیں

سران سپہ کو فراہم کیا
جہاندار نے پھر یہ اون سے کہا

ظفر اپنی آج نہیں کچھ نظر
کہ لشکر ہے اپنا زبون سربسر

یقین ہے کہ پھر دشمنان شریر
مجھے یاں سے لیجائیں کر کے اسیر

جدا ہووے تن سے طرح سر اگر
تو قائم رہے نیک نام پدر

ولے اپنے بیٹوں کو رخصت کرو
یہاں سے سوئے پارس اب بھیجدو

دو فرزند جو طوس و گستہم تھے
اونہیں لیکے آغوش میں پیار سے

یہ سالار توران کو بھیجا پیام
کہ لشکر تنگ آگیا ہے تمام

رہی جنگ موقوف دو روز تک
رہا لشکر آسودہ زیر فلک

ہوا دن جنگی بہمن و بیار
ہوا جلوہ گر قلب میں شہریار

قباد اُس جوانمرد کا نام تھا
نہ ہرگز طلبگار آرام تھا

دے لخت فولاد کی ایک ضرب
جو کھائی تو دی جان ہنگام حرب

سوئے تازیان لیکے آیا سپاہ
ہوا ساتھ بدخواہ کے رزم خواہ

ہوا گرم بازار جنگ و نبرد
کسی کو کسی کا نہ تھا کچھ بھی درد

سواران جنگ آور و کینہ خواہ
وہیں پھر گئے سوئے آرامگاہ

گیا کر کے آراستہ فوج کو
کہ یکسر تھے مردان پیکار جو

ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
قیامت ہوئی ایک برپا وہاں

ہزاروں ہوئے کشتہ و خستہ واں
زمین بن گئی سربسر گلستان

جہاندار نوذر نے دیکھا یہ جب
کہ لشکر ہوا بیدل و خیرہ اب

کہ ہرگز نہیں اسمیں کچھ فائدہ
کہ کشتہ ہو ناحق یہ خلق خدا

نہ دے نصرت و فتح دے کردگار
کرے بادشاہی وہ لیل و نہار

ہوئے نبرد دونوں طرفسے رواں
ہوا کار خنجر و نوک سنان

ستیزہ کنان ہو گئی شام پر
ہوا زخم کاری نہ کچھ کارگر

غرض رزم موقوف کر ہر دو شاہ
پھرے رزمگہ سے بخوابگاہ

ملازم کوئی شہ کی سرکار کا
وہاں سے وہ دیہیم لایا اوٹھا

کہا تھا منوچہر نے یہ کہ ہاں
تجھے فوج ایران سے پہونچے زیان

کہ بدخواہ کی آئی نقاب سپاہ
یہ سوچا کہ ہوا کام اپنا تباہ

اگر بھاگئے تو کدھر جائیے
حفاظت کی اب جا کہاں پائیے

یہ بہتر ہے کشتہ ہوں میدان میں
نجات نہیں اب زندہ زندان میں

سران سپہ نے یہ سن کر کہا
کہ جز جنگ چارہ نہیں ہے تمہا

کہ تخم فریدون سے تاکید و تن
رہیں زندہ اے سرور انجمن

کیا شاہ نے سوئے پارس رواں
ہوئے دیدۂ تار گوہر فشان

لڑائی رہی دو روز جسے درنگ
کرو تیسرے روز پھر اسمے جنگ

غرض تیسرے روز وقت پگاہ
گیا سوئے میدان پھر افراشاہ

وہ شاہ پور و قارن سران سپاہ
پھر و ستیزندہ کینہ خواہ

اُدھر تھا صف آرا افراسیاب
کہ ترکان چین جنگ کے تھے ہمرکاب
یکایک ہوئے ترک چین چیرہ دست
سپہدار ایران نے کھائی شکست

ہوا کشتہ شاپور میدان میں
پڑا تفرقہ فوج ایران میں
وہ قارن بھی واں سے گریزاں ہوا
سوئے ملک پارس شتابان ہوا

فراہم نہ آئندہ لشکر رہا
نہ میداں میں قائم وہ نوذر رہا
غرض شاہ نوذر ہوا قلعہ بند
مخالف نے گھیرا حصار بلند

رواں سوئے فارس ہوا تازیاں
گرفتار ہو تا کہ شہزادگاں
ہوا سدرہ قارن نام دار
لگی ہونے باہم وہاں کارزار

ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب
تو فوج اور بھیجی کمک کو شتاب
جو کم رہ گئی فوج گرد حصار
تو پھر قلعہ سے نوذر نام دار

نکل کر ہوا سوئے وادی رواں
ولے بر سر کینہ تھا آسمان
سپہ دار توران یہ سنکر خبر
تعاقب کیا اُسکے گیا زود تر

ستیزندہ وہ بھی ہوا گرچہ پیر
ہوا آخرکار نوذر اسیر
ہوا اس کے آگے گرفتار رواں
ہزار و دو صد اور بھی پہلوان

بیک گردش چرخ بیدادگر
نہ نوذر رہا اور نہ وہ کروفر
جہاں میں رہا حکمراں ہفت سال
پھر اقبال کا اُسکے آیا زوال

ہوا بعد ازاں جائے افراسیاب
سریر فریدون عالیجناب
سپہ دار کو پھر یہ پہونچی خبر
کہ غالب رہا قارن نامور

ہوا تازیان کشتہ ہنگام جنگ
گریزاں ہوئی فوج سب بیدرنگ
ہوا پر الم سن کے افراسیاب
بہت دل کو اس کے ہوا اضطراب

فرستادن افراسیاب خزروان و سماساس را بسمت سیستان و کشتن نوذر و اغریث را

سپہ دار نے یہ ارادہ کیا
کہ ملک اب لیا چاہیئے زال کا
روانہ کئے پھر پئے کارزار
سواران جنگ آزما سی ہزار

خزروان سماساس نامی یلان
گئے جنکے سالار فوج گران
سنی زال یل نے یہ جسدم خبر
کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادھر

کمر کینہ خواہی پہ باندھی ہیں
زرہ پوش ہوکر لیا گرز کین
روانہ ہوا سیستان سے شتاب
کہ تاخیر کی نہ تھی زنہار تاب

لکھا شاہ محراب نے زال کو
کہ ہوں متفق تیرا اے نامجو
ہوئے پہلوانان کابلستان
رفیق سپہ دار زابلستان

مقابل ہوئی جب سپاہ عدو
تو باہم مبارز ہوئے کینہ جو
خزروان نے آکر عمود و سپر
یکایک جو مارا سر زال پر

شکستہ ہوا مغفر پہلوان
ولیکن نہ کچھ سر کو پہونچا زیان
پڑا گرز تو ٹوٹا خزروان کا سر
زمین اُس کے خون سے ہوئی تر بتر

خزروان ہوا کشتہ جب وقت جنگ
تو آیا سماساس پھر بیدرنگ
وے حملہ آور ہوا زال جب
نہ ٹھہرا سماساس میداں میں تب

گریزاں ہوئی اُس کی ساری سپاہ
پراگندہ لشکر خراب و تباہ
تعاقب کیا زال نے پھر بہیں
ہزاروں کئے قتل ترکان چین

ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
کیا قتل نوذر کو اُسنے شتاب
ہوا پھر وہیں سوئے پارس رواں
لگی ساتھ اُسکے سپاہ گراں

کیا قصد یہ کر کے وہ کینہ جو
کہ لاؤں پکڑ گستہم طوس کو
دہاں سے وہ دونوں گریزاں ہوئے
طرف سیستان کے شتابان ہوئے

گیا پہنچا یہ خبر جب کے زال
کیا اوس نے اغریث کا کمال
انہیں بھی وہیں سیستان میں رکھا
رکھ جمع خاطر یہ اُس نے کہا

وہ قارن تھا مع شہزادگان
ہوا اُس کے تھے اور بھی پہلوان
ہو اور نہ شفقت کنان زال زر
کیا لطف مصروف ہر اک پہ

جو نوذر کے ہمرہ تھے مردان
سو آنے لگے ہر طرف سے دوان
فراہم ہوئی پھر فراوان سپاہ
جوانان رزم آور و کینہ خواہ

ہر اک کو سلاح و زر و گنج دیا
ولیکن یہی زال کو سوچ تھا
نہیں میں کیا تھی جو ہوں بادشاہ
تو کرتے بد اندیش کو پایمال
بلند اقتدار و معلے جناب
او سے زال نے ایک نامہ لکھا
اگر آوے یا تک تو اے نامدار
بد اندیش وہ جو ہی افراسیاب
گیا رے سے زابل کو وہ نامور
ملکزادہ کے پاس اتنی سپاہ
برادر نوازی کی تھی آرزو
کرے پر قناعت کہی تو کہیں
دیا پاسخ اُس نے کہ اے نامور
جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہریار
غرض سیستان میں یہ پہونچی خبر
کیا نامدار و نکو اُس نے طلب
دے چاہیے شاہ دانا شکوہ
نہیں یہ سزاوار تاج شہی
کہ وہ وارث تخت ایران ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ
جزیرے کی جانب گریزان ہوا
ملکزادہ زو اُس جوان کا ہی نام
کرے آج بر میر پیشے زو کو بیان

کیا زال نے دیکھ فرخندہ حال
کہے تاجور کیجئے ایران کا
کیان کہ ہے زیبندہ تاج و کلاہ
ابھی ملک ایران سے دیجئے نکال
بڑا بھائی تھا جسکا افراسیاب
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا
تو اقلیم ایران کا ہو شہریار
نکال اُسکو ایران سے دین بہر شتاب
یہ چاہے تھا ہو عازم بیشتر
تھی ساتھ اُسکے جو ہو رزم خواہ
گیا بخطر بھائی کے رو برو
ہوئی رُتخت ایران کی تجھکو ہوس
خدا کیلئے تو نہ بہتان کر
برادر نوازی نہ کی زینہار
ہوا کشتہ اغریرث نامور
کہا یوں بے کین کمر باندھ ہوا
دلیر و جوانمرد و دانش پژدہ
نہیں لائق تخت فرماندہی
شہنشاہ باشوکت و شان ہو
ہوا کشتہ جب سلم تب بہر ننگ
وہاں خوف سے جا کے پنہاں ہوا
سزاوار شاہی ہے وہ ذوالکرم

رکھا نامداروں کو تکریم سے
ابھی طوس و گستہم نادان ہیں
جو [illegible]
جوان ایک تھا حاکم شہر رے
ملکزادہ اغریرث تھا اسکا نام
کہ جس نے بہت کی فراہم سپاہ
تری چاکری اہل ایران کریں
روانہ ہوا پڑھکے اُس نامہ کو
خبر سنکے اتنے میں افراسیاب
گیا لاجرم پیش افراسیاب
ولیکن لگا کہنے افراسیاب
جو دشمن ہیں اُن سے موافق ہوا
مری تاب کیا جو کروں ہمسری
رکھا جور و بیداد و ناحق روا
یہ سنکر ہوا زال اندوہگین
بدیں ملک سے خصم کو کیجے بدر
شہنشاہ نوذر کے دونوں پسر
ہوا ونکے نسل فریدوں سے گر
کیا زال نے جب بیان یہ سخن
ملکزادہ طہماسپ اُسکا پسر
غرض ہے پسر ایک طہماسپ کا
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا

کیا خرم و شاد و تعظیم سے
نہیں بادشاہی کے شایان ہیں
[illegible] جس کے تاج و علم
سزاوار اورنگ شاہان کے
جوانمرد خوش خلق و شیرین کلام
ولیکن نہیں ہے کوئی بادشاہ
ترے آگے کار نمایاں کریں
سو زال اغریرث نام جو
سپاہ گران لیکے پہونچا شتاب
کہ یہ خاش کی تھی نہ زنہار تاب
طرح سنکے کہا کیے بس پیچ و تاب
مرا تو جہان میں منافق ہوا
نہیں مجھکو دعویٰ بجز چاکری
گیا تن سے بیچارہ کا سر جدا
زیادہ ہوا اور بھی دلحزین
شتاب اُس سے نوذر کا خون بھی
نہیں دانش و عقل سے بہرہ ور
کوئی ہو تو مجھکو کرو تم خبر
تو کہنے لگے موبدان کہن
قراری ہوا بادل پُرخطر
جوانمرد دانشور خوش لقا
تو یوں قارن نامور سے کہا
ہوا اور دن ہی القصہ قارن روان

داستان آمدن ملک زادہ زو پسر طہماسپ ہمراہ قارن طرف سیستان و جلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملکزادہ پہونچا وہ جب
دیا زال کا اسکو پیغام تب
کہا یوں کہ چلئے سوئے سیستان
کہ ہے اورنگ شاہی وہاں

خوشی سے وہیں ساتھ قارن کے نیز
طرف سیستان کے ہوا تیز رو

جب آیا خداوند تاج و سریر
ہوئے گرد اُسکی فرمان پذیر

ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ نو
ہوئی اک جہاں میں خوشی نو بنو

سو ملک پارس وہان کی سپاہ
ہوا اس ولایت میں پھر دخل شاہ

گیا شاہ پھر سوئے افراسیاب
لڑائی کی لایا نہ ہرگز وہ تاب

گیا بھاگ بدخواہ توران میں
تصرف ہوا شہ کا ایران میں

گیا خوار ہو کر جو پور پشنگ
نہ عزت ہوئی کچھ حضور پشنگ

پشنگ اُس سے بولا کہ ای نابکار
نہ آئے تجھے شرم کچھ زینہار

ترا بھائی اغریرث نامور
ترے پاس حاضر ہوا آن کر

کیا تو نے الحکم اُسکو ہلاک
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک

روا تو نے رکھا برادر کا خون
کیا فوج ایران نے تجھکو زبون

نہیں کام تیرا مرے روبرو
مرے سامنے سے ہو بس دور تو

سہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب
ہوا ناگوارا اُسکو آرام و خواب

جہاندار زو خسرو دین پناہ
ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ

کیا اوس نے ہر روز و شب عدل و داد
جہان کو رکھا خوب آباد و شاد

یل زال زر اور سب پہلوان
شب و روز تھے شاہ کے مدح خوان

جہان میں باقبال جاہ و جلال
رہا شاہ فرمانروا پنج سال

پھر آخر کو پہونچا پیام اجل
گئی جان قالب سے اُس کے نکل

داستان نشستن گرشاسپ شاہ بر تخت و باز آمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاہ
خداوند اورنگ و تاج و کلاہ

ولے تھا پذیرندہ رائے زال
کہ تھا بادشاہ جہان خردسال

پشنگ دلاور کو پہونچی خبر
کہ اک طفل ایران کا ہی تاجور

پشنگ اپنے دل میں لگا کہنے تب
کہ تسخیر ایران آسان ہے اب

بعد لطف تقصیر افراسیاب
معاف اُس نے کر کے کہا یوں شتاب

کہ لشکر کشی سوئے ایران کر
پے کینہ خواہی تو باندھ اب کمر

سپاہ گران لے کے پور پشنگ
ہوا سوئے ایران روان بیدرنگ

بزرگان ایران یہ سن کر خبر
لگے زال سے کہنے اے نامور

پھر آیا یہ لیکے افراسیاب
کیا چاہیے اب تدارک شتاب

وہ بولا کہ میں تو ہوا سالخورد
ستیزہ ہے کار جوانان گرد

تکر کر کے رستم کو اب سرگروہ
ادھر بھیجا ہوں میں باصد شکوہ

یہ سنکر ہوئے شاد سب نامجو
گیا سب نے اقبال ابیات کو

لگا کہنے رستم سے پھر زال زر
کہ حیران ہوں میں کیا کروں اے پسر

ہوا ایک در پیش دشوار کار
کہ جس سے گریزان ہو تاب و قرار

تو کار آزمودہ نہیں اب تلک
کہ ہے ناز پروردہ زیر فلک

تجھے کیونکہ بھیجوں پئے کارزار
سو شیر مردان جنگی سوار

تری مصلحت کیا ہی تو کہہ شتاب
جو ہو تجھکو منظور سو دے جواب

غرض آزماتا تھا رستم کو زال
کہ ہی یا نہیں جنگ کا کچھ خیال

یہ بولا تہمتن کہ ہوں مرد رزم
کروں خیرہ بدخواہ کو ہی یہ عزم

بیازوی پرزور دست دراز
نہیں کچھ طلبگار آرام و ناز

کوداؤں اگر اسپ کو وقت جنگ
نہ ٹھہرے مرے آگے شیر و پلنگ

یہ گفتار سن خوش ہوا زال زر
دعا دی کہ با ہم ہو تجھے ظفر

کہا پھر یہ رستم نے اے پہلوان
مجھے چاہیے اسپ و گرز گران

حضور اوسکے لائے ہیں گرز سام
تہمتن ہوا دیکھکر شاد کام

دکھائے تہمتن کو پھر سربسر
زبان گلہ اسپ تھے جس قدر

رکھا پیٹ پر ہاتھ جب اسپ کی
وہ شبدیز خم ہو گیا بس تبھی

ولے مادیان ایک تھی سخت جنگ
نگارا کے تھے جسم پر لالہ رنگ

اور اُسکا تھا ایک بچہ پیل تن
ہوا دیکھکر خوش دل صف شکن

یہ چاہے کہ ڈالے کیانی کمند کرے تا کہ اُس گرہ کو پابند
لگا کہنے رستم سے پھر گلہ بان کمند اسپ مت ڈال اے پہلوان
کہ مادر ہے گرگے کی خونخوار تر غضبناک اور مردم آزار تر
کئے اسنے ہیں شیر چند خون مبادا تجھے بھی کرے سرنگون
تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند سر رخش لایا وہیں زیر بند
غضبناک ہو کر وہیں مادیان دوان آئی مانند شیر ژیان
یہ چاہا کہ چابا دے تہمتن کا سر کہ اتنے میں رستم بھی چون شیر نر
ہوا جبکہ میدان میں نعرہ زنان تو ہیبت سے خیرہ ہوئی مادیان
غرض رخش تھا نام اُس کرہ کا توانا و زور آور و چست تھا
لگا اوسکے سر پہ ہوئی جبکہ بند لگا کھینچنے تب پیل ارجمند
کیا زور اُس رخش نے اسقدر کہ رستم کو بس لیچلا کھینچکر
ولیکن تہمتن بھی پرزور تھا بزور اُسکو قابو میں اپنے رکھا
کیا رخش کو زین ہوا پھر سوار بصد کامیابی یل نامدار
در گنج پھر زال نے وا کیا تہمتن کو گنج فراوان دیا
سپاہ گران ساتھ دیکر شتاب روانہ کیا سوئے افراسیاب
ولیکن ہوا مضطرب زال زر نہ لایا وہ تاب فراق پسر
گیا آپ بھی بعد دو روز کے ملا جا کے پھر رستم و گرد سے
یہ کہتا تھا ہر روز افراسیاب کہ رستم ہے کودک کہاں اوسکو تاب
جو مجھ سے کرے رزم کی آرزو وہ کیا چیز ہے بس مرے روبرو
ہوا زال بھی پیر دیرینہ سال نہیں اب ہے تسخیر ایران محال
سپہ اُسکی تھی پر دل و شادکام اور افواج ایران تھی بیدل تمام
یہ تھا زال کو سوچ شام و پگاہ کہ نادان نہایت ہے گرشاسپ شاہ
کوئی چاہئے بادشاہ دلیر کہ یہان جسکی ہیبت ہو مانند شیر
روانہ کئے ہر طرف مردمان کہا زال نے یون اک سے کہ ہان
نژاد فریدون سے کوئی اگر کہیں ہو تو دو مجھکو آکر خبر
کسی نے کیا آنکر یون بیان کہ ہے کوہ البرز مین اک جوان
فریدون نسب شاہ فرخ نہاد دلیر و جوانمرد ہے کیقباد
ہوا یہ خبر سنکے دلشاد زال ہوا شاد سے غم کے آزاد زال
یہ رستم سے بولا کہ اے نامور کمر باندھ اور رخش کو زین کر
روان ہو شتابی سو کیقباد یہ کہہ جا کے اے شاہ فرخ نہاد
تمنا یہ رکھتے ہیں سب پہلوان کہ تو چل کے ہو بادشاہ جہان
مددگار دولت ہے یاور تخت مہیا ہے تجھکو وہان تاج و تخت
دو ہفتے میں تو پہنچیو لشکر تک زیادہ نہو دیر زیر فلک
یہ سنکر وہین وہ یل با شکوہ روانہ ہوا سوئے البرز کوہ

رواں کردن رستم را برائے طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

اوتر کوہ البرز سے کیقباد کہیں آ کے بیٹھا تھا مسرور و شاد
ہوا رستم گرد کا وان گذر وہ شہزادہ حیران رہا دیکھ کر
لگا کہنے دل میں عجب ہے جوان تماشائے رخش اور گرز گران
ہوا میل خاطر کہ ہو ہم نشین تہمتن کو آواز دی بس وہین
کہ تند اس قدر تو کہاں اے جوان اوتر کر ذرا اس سے بیٹھ یہان
می و نقل دیکھ طیار ہے وہ بولا نہیں مجھکو رکنا ہے
مگر اے جوانمرد فرخ نہاد مجھے دی نشان شہ کیقباد
وہ کہنے لگا پھر کہ آ تو یہان تو اوس نامور کا ابھی دون نشان
ترے ساتھ اک دم تامل کرون مکان تک تجھے اسکے داخل کرون
لگا پوچھنے پھر کہ اے پہلوان بتایا تجھے کس نے یہ وان نشان
یہ بولا تہمتن کہ اے نامور پدر میرا ہے پہلوان زال زر
کہا اوسنے مجھکو کہ جا سوئے کوہ وہان ہے شہزادہ با شکوہ

جوانمرد ہے کیقباد اسکا نام
یہ سنکر وہ بولا کہ میں ہون قباد
تجھے تخت ایران مبارک ہو ام
دوبارہ سفید آئے ایران سے
ہوا اضطراب کو تز اسپ لذید
تجھے توجہ اور ہے باپ کو
غرض سوئے ایران ہوئین شاد و شاد
یہ سرحد میں پہونچے جب ایران کے
قلون نے کیا نیزہ او سپر زان
تو کشتہ قلون دلاور ہوا
رہیں تھے نہان دشت میں شام تک
اوے اُٹھے یکنغمہ پنہان کہا
قباد و دلاور کو با کر و فر
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا
ادوہر سے سماساس آیا دلیر
وہیں زال سے رستم نوجوان
پکاروں کہ اب کے افراسیاب
تو پھر زہرہ شیر نر ہوے آب
یہ کہکر گیا سوئے میدان دلیر
اُسے دیکھکر مردمان سب کہیں
کہ ہے پور زال اور رستم ہے نام
کہ اے طفل آیا جو تو بہر جنگ
تہمتن نے بھی گرز کو رکھ دیا
کمربند اوسکا پکڑ لیکن سے
گیا ٹوٹ لیکن وہ ڈال کمر

تو جا کر کے یہ اسکو پہونچا پیام
پدر بر پدر نام رکھتا ہوں میں
ہمیشہ ترا تخت دولت بکام
سر تخت شاہی بیٹھا پاس تجھے
بالطف خدا سے یل نامور
دوبارہ سفید سے یل نامجو
روانہ ہوئے رستم و کیقباد
ہوا اسدرہ وہ بھی تب آ گئے
کہ سینہ ہو رستم کا وقف سنان
گریزندہ یکدست لشکر ہوا
روان شب کو پہنچے تھے زیر فلک
بشغل مے ناب شادان رہا
سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
سوے رزم ہر ایک مایل ہوا
ہوا ساتھ قارن کے بس گرم کین
یہ بولا کہ اے پہلوان جہان
مرے ساتھ ہو رزم جو تو شتاب
اگر سامنے آئے افراسیاب
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
لگا کہنے سالار ترکان چین
رکھے ہاتھ مین اپنے ہی گرز سام
تو کیا احتیاج سنان خدنگ
ہوا ہی براق ادس جنگ آزما
اوٹھا کر تہمتن نے بس زین سے
دو چنگ وہیں گر پڑا خاک پہ

اگر ہے پہلوانون کی یہ آرزو
تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا
تہمتن سے بولا یہ پھر نامور
دم صبح پہرا دل شادمان
یہ کہکر وہان نوش کر پھر شراب
بس اب دشت تا سوے ایران چین
قلون دلاور یل با وقار
تہمتن قلون کے مقابل ہوا
وہیں نیزہ رستم نے بس چھینکر
بصد شادمانی وہ دونون جوان
غرض رفتہ رفتہ وہ پہونچے وہان
ہوئے یکدل تھے جہان پیر و جوان
کیا نصب پھر سوے افراسیاب
ادہر سے تو قارن یل نامدار
سماساس یکسر ہوا غرق خون
مرے و لیکن ہی جا و میدان نہیں
اگر قصد جنگ اُس سے ہو یہ زال
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہیں
کہا یون کہ ہو ترک افراسیاب
بتاؤ کہ ہے کون یہ نوجوان
مقابل تہمتن کے آیا وہ ترک
ذرا زور سر پنجہ کھلاؤ نہین
کیا ترک نے زور ہر چند پر
یہ چاہا کہ لیجائے قباد شاد
بس اسنے نہ پہونچ سکے سواء

کہ تو شاہ ایران ہوے آنا مجو
بجا شکر خدمت کی لا کر کہا
مجھے شب کو اک خواب آیا نظر
اودر کوہ سے آ کے بیٹھا یہان
کہی پہر یہ رستم نے تعبیر خواب
ترے سر پہ ہم تاج شاہی رکھیں
طرف سے تہا گرشاسپ کے ربدار
سوے رزم دیر خاص مایل ہوا
قلون کے جو مارا وہیں سینہ پر
ہوئے پیشتر اس مکان سے روان
یل نامور زال زر تہا جہان
تو پھر زال نے رودر ختم وہان
ہوے پہلوان شاہ کے ہمرکاب
گیا سوے میدان لیے کارزار
زمین پر گرا اسپ سے سرنگون
کرون خوار دشمن کو اک آن مین
مقابل ہو اُس سے یہ کس کی مجال
اوس اسپ سے لاؤن زیر زمین
مقابل تو مجھ سے ہو آکر شتاب
یہ سنکر کیا مردمان نے بیان
زبانبر یہ گفتار لایا وہ ترک
ابھی باندھکر تجھکو لیجاؤن میں
رہا وہ وہین قایم یل نامور
شتابی حضور سے کیقباد
ہوا گرم ہنگامہ روزگار

اودہر سے بھی دوڑیں لشکریاں شاہ ‏ کمک کو تہمتن کے پہونچی سپاہ
ہزار و دو شصت جنگی جواں ‏ ہوا کشتہ ہاتھوں سے رستم کے واں

گریزاں ہوے ترک و سالار ترک ‏ ہوئی سرد گرمی بازار ترک
اوترا آب جیحوں سے پور پشنگ ‏ گیا خستہ خاطر حضور پشنگ

لگا کرنے فریادیوں باپ سے ‏ کہ پہلے ہی کہتا تہا میں آپ سے
کہ ایرانیوں سے نہ کیجے مصاف ‏ مجہے رکہئے اس بات سے بس معاف

ہوا کیقباد اب وہاں تاجدار ‏ وہ ہے مرد جنگ آور و ہوشیار
بہت یوں تو ایراں میں ہیں پہلواں ‏ ولے نسل سے سام کی اک جواں

عجب جا جب زور پیدا ہوا ‏ نہ ہم پنجہ شیر نر اوس کا ہوا
یل پیلتن رستم اوسکا ہے نام ‏ نہ یوں اوس سے ہے اپنا لشکر تمام

بیاں اوسکی قوت کا میں کیا کروں ‏ کہ بس روبرو اسکے میں پشہ ہوں
جدا اکرکے یکبارگی زین سے ‏ پکڑ لیچلا تہا وہ کین سے

کمربند میرا جو ٹوٹا وہیں ‏ تو میں ہاتھ سے اوسکے چہوٹا وہیں
ہوا سو ہوا پسر اے پدر ‏ ولے اب گذشتہ تو مت یاد کر

یہ ہے مصلحت آشتی ہو بہم ‏ نہوں کینہ جو کیقباد او رہم
لکہی یہ حقیقت جو پیش پشنگ ‏ تو اک نامہ اونے لکھا بیدرنگ

نوشتن نامہ صلح پشنگ والی توران بکیقباد

کیا دیکے دیشہ کو نامہ رواں ‏ سوے کیقباد شہ خسرواں

حضور جہاں داور لشہ گیا ‏ سپہدار توران کا نامہ دیا
پڑھا کرکے دانا شہ نے سر بسر ‏ بیا اوسمیں لکھا تہا کہ اے تاجور

اگر تور نے خون ایرج کیا ‏ منوچہر نے اوسکا بدلہ لیا
ہوا پہر اودہر عازم افراسیاب ‏ تحمل کی تہی اوسکو ہرگز نہ تاب

بہت عہد کر کینہ تو اہی ہوئی ‏ بہت فوج کی بس تباہی ہوئی
یہ بہتر ہے اب آشتی کیجیے ‏ نہ کینے کو بس دل میں اب راہ دیجیے

کہ ہم تم نہیں خیر کچھ زینہار ‏ برادر ہیں یکجدی آ شہریار
موافق فریدوں کی تقسیم کے ‏ رہیں حکمراں اپنی اقلیم کے

کریں تازہ پیماں و عہد استوار ‏ نہ لشکر کشی پہر کریں زینہار
غرض آب جیحوں سے کہہ درمیاں ‏ اودہر ہم اودہر تم رہو حکمراں

یہ پاسخ لکھا شاہ نے پہر وہیں ‏ کہ ہرگز نہیں ہمسے آگہ کہیں
اودہر سے ہوئی ابتدا ظلم کی ‏ ولیکن خدا نے سزا اوس کو دی

نہیں عہد و پیماں پہ تم استوار ‏ تمہاری نہیں بات کا اعتبار
سر تور اگر ہو دے قول و قسم ‏ تو ہوں صلح پر راضی البتہ ہم

لگا کہنے رستم کہ اے تاجدار ‏ کہ کر صلح اور آشتی زینہار
کیا گرز نے میرے اوسکو زبوں ‏ ملایا عدو کو تہ خاک و خوں

یہ سنکر وہ شاہنشہ نامجو ‏ طلب کرکے محراب اور زال کو
یہ بولا تمہارا جو ہو مشورا ‏ کرو مجہکو آگاہ اوس سے ذرا

یہ بولے وہ شاہ توی جنگ سے ‏ کہ ہے صلح بہتر شہا جنگ سے
غرض شاہ نے با نشاط و خوشی ‏ سپہدار توراں سے کی آشتی

دیا رستم و زال کو گنج زر ‏ عنایت کئے خلعت پرگہر
کہا یوں کہ اے رستم نامجو ‏ ترے جسم کا ایک بہی تار جو

بعہد ملک توراں نمودن زنہار ‏ کرونگا فریدوں تیرا عز و وقار
شہ ہفت اقلیم نے بعد ازاں ‏ روانہ کئے جا بجا پہلواں

وہ لائے تصرف میں ملک وسیع ‏ ہوئے شہ کے شاہان عالم مطیع
بہت نامداروں نے پہر شاد شاد ‏ بفرماں سے پہیرا سر کیقباد

بصد کامیابی و فتح و ظفر ‏ گیا سوئے پارس شہ دادگر
یہ داد و دہش شاہ نے کی وہاں ‏ کہ اک خلق با خاطر شادماں

ہوئی بعج خوان شہ کیقباد ‏ فریدوں کو ہرگز کیا پہر نہ یاد
رہا سو برس شاہ گیتی پناہ ‏ جہاں میں خداوند تاج و کلاہ

یہ سوجا شہنشہ کو یکبارگی ‏ کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی
شہ دادگر کے تہے فرزند چار ‏ اونہیں ایکدن شاہ فرخ تبار

طلب کرکے بولا کہ کاؤس کے عزیزو تمہارا بڑا بھائی ہے
یہ ہووے خداوند تاج و سریر رہو تم شب و روز فرماں پذیر
معاون رہو اسکے شام و سحر کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر
سبھوں نے پذیرا کیا یہ سخن بجا لائے فرمان شاہ زمن
وہ بولے کہ ہم اسے شہ نامدار اطاعت سے پھیریں نہ سر زینہار
کئی روز کے بعد پھر ناگہاں ہوا سوئے ملک عدم شہ رواں

داستان جلوس کیکاؤس بر تخت سلطنت ایران

ہوئے بند جب دیدہ کیقباد تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہاد
خداوند اورنگ افسر ہوا جہاں پرور و عدل گستر ہوا
لگا کرنے وہ داد عیش روز و شب لگا رہنے مشغول عیش و طرب
ہوا ایک سازندہ حاضر وہاں لگا کرنے تعریف مازندراں
کہ آب و ہوا ہے بہت خوشگوار سدا فصل گل ہے ہمیشہ بہار
یہ سنکر کیا قصد مازندراں وزیروں سے بولا یہ شاہ جہاں
کہ ہرگز نہیں اب مجھے میل بزم ہوا دل طلبگار میدان رزم
مبادا اگر رہوں میں آرام گیر تو برباد ہو ملک و تاج و سریر
فریدوں و ضحاک و جمشید سے نہیں کم ہے کچھ زور و قوت مجھے
مشقت بھی لازم ہے اونکی بحال کہ قائم رہے افسر ملک و مال
یہ جی میں ہے کشورستانی کروں ہر اک ملک میں حکمرانی کروں
سپہ کھینچوں اب سوئے مازندراں کروں سکہ و خطبہ اپنا وہاں



یہ گفتار خاقان آفاق گیر ہوئے سنکے حیران امیر و وزیر
بظاہر یہ بولے کہ ہے بات نیک دلے جی میں کہنے لگا ایک ایک

فریدوں و جمشید عالی وقار منوچہر شاہنشہ نامدار
رکھیں خوب تھی یاد فتح پری اطاعت میں نکلی تھی دیو و پری

بایں زور و قوت وہ شاہنشہاں نہ عازم ہوئے سوئے مازندراں
نہیں ہے مناسب عزیمت ادھر کہ آتی نہیں کامیابی نظر

وہ گرساسپ گستہم و طوس جواں وہ گودرز اور گیو نامی یلاں
وہاں تھے نہ لے تھی یہ طاقت کسے کہ شہ کو رکھے باز اس بات سے

ہے یکدل اس بات سے گرد سب کیا چاہئے زال کو یاں طلب
وہیں زال کو ایک نامہ لکھا رقم اسمیں احوال سارا کیا

پہونچتے ہی نامہ کے وہ نامور روانہ ہوا سیستاں سے ادھر
یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو کہ بے حکم آتا ہے کیوں نامجو

یلاں سے جہاندار کشورکشا یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
ملے جاکے جب زال سے پہلواں بہ ادب سے کیا زال نے تب بیاں

کہ ہم اور تم چلکے شہ کے حضور کہیں شاہ کو اس ارادہ سے دور
جب آئے حضور شہ نامور لگا کرنے تعریف شہ زال زر

کہ تجھسا شہنشاہ با داد و دیں ندیکھا کہیں اور سنا ہی نہیں
ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو ولایت ستان تیری شمشیر ہو

شہنشہ نے گفتار لطف و کرم کہیں پیش زال ستودہ شیم
وہیں رستم یل کی پہونچی خبر وہ بولا دعاگو ہے شام و سحر

کیا اوسنے پھر ذکر مازندراں یہ سنکر کہا شاہ نے یوں کہ ہاں
ارادہ مرا اوسطرف ہے درست کمر ملک گیری پہ باندھی ہے چست

کیا زال نے عرض اے نامور یہ سنکر خبر میں بھی آیا ادہر
کہوں تاکہ اس عزم سے تجھکو باز زرا سوچ اے خسرو سرفراز

فریدوں و جمشید نے بیشتر کیا تھا ارادہ کہ جاویں اُدہر
سُنا جبکہ ہے خانہ دیو سار طلسم اور جادو وہاں بیشمار

کیا تب نہ رخ سوئے مازندراں حذر تو بھی کر اے شہ خسرواں
نہ تسخیر ہو زور و شمشیر سے نہ ہاتھ آئے افسون تدبیر سے

لگے کہنے پھر سب افسران سپاہ کہ ہم ہیں ترے بندہ نیکخواہ
یہی عرض اے شاہ عالیجناب نہیں یہ ارادہ قرین صواب

یہ پاسخ دیا شاہ نے زال کو کہ اے گرد دانا و فرخندہ خو
فریدوں سے افزوں ہے میرا حشم منوچہر و جم سے نہیں ہوں میں کم

خدا ہے مرا یاور و دستگیر کروں جاکے دیوؤنکو فرماں پذیر
طلسم اور افسونکو توڑوں تمام سر دیو سگالاں کو پھوڑوں تمام

تو اے زال و رستم پہلواں طرف سے مرے یاں ہو حکمراں
لگا کہنے پھر شہ سے وہ نیکخواہ کہ ہیں سب کے ہم اور تو بادشاہ

بدلسوزی اے شاہ کشورکشا جو کچھ عرض کرتا تھا میں نے کیا
مجھے کیجیے رخصت سوئے سیستاں کرے حکمرانی کوئی اور یاں

معاون ہیں اوسکا ہونگا مدام کروں جاکری اوسکی میں صبح و شام
غرض شاہ سے پھر سوئے سیستاں مرخص ہوا پہلوان جہاں

رفتن کاؤس برائے تسخیر مازندران وگرفتار شدن بدست دیوان

یل نامور ایک میلاد تھا ادھر سے شہ کاؤس نے یوں کہا
کہ سونپا تجھے میں نے اب تختگاہ کوئی آکے جو تجھسے ہو کینہ خواہ

تو پھر زال و رستم کو بھیجو خبر معاون ہیں تیرے وہ آنکر
یہ کہکر جہاندار کشورستاں روانہ ہوا سوئے مازندراں

گیا لیکے واں لشکر بیشمار یلاں جہانگیر و جنگی سوار
بفرمان شاہنشہ نامور گیا گیو لشکر کو لے پیشتر

جب آئی حد ملک مازندراں
تو پہر واں سے وہ جنگجو پہلواں
زراعت کو یکسر جلاتا گیا
مکاں خاک میں سب ملاتا گیا
ہوا سامنے جو بجز ہم ستیز
تو کھینچا اوسے بس تیغ تیز
گیا تا در شہر غارت کناں
بہت مال و زر ہاتھ آیا وہاں
گلستاں سے وہ شہر کچھ کم نہ تھا
زن و مرد خوش منظر و خوش لقا
ہوا شاہ مازندراں قلعہ بند
کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند
روانہ کیا ہو کے پہر نا امید
کسی دیو کو سوئے دیو سپید
کہا یوں کہ اب جان سے تنگ ہوں
کیا شاہ ایراں نے مجھکو زبوں
شتابی مدد کر تو اے اہرمن
وگرنہ نہ جانبر ہو یاں ایک تن
یہ سنکر شتاباں ہوا نابکار
وہ لایا بہت لشکر دیو سار
ہوا شاہ سے آنکر کینہ خواہ
ہوئی قتل ایراں کی ساری سپاہ
ہوئے گیو اور شاہ کاؤس بھی
وہ گودرز و گستہم اور طوس بھی
گرفتار چنگال دیواں ہوئے
پراگندہ دل اور حیراں ہوئے
کہا دیوار تر تنگ نے شاہ سے
کہ تم خوش ہوئے اس طرف آن کے
ہوا اس مکاں کی خوش آئی تمہیں
فضا اس گلستاں کی بھائی تمہیں
یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے
کہ آگہ نہ تھا یاں کے میں دیو سے
وزیروں نے مجھکو کیا منع تھا
ولے میں نے اونکا نہ مانا کہا
ہوا پھر میں آخر یہاں آ کے خوار
نہیں چارہ تقدیر سے زینہار
جہاں قید تھا شہریار زمن
نگہباں تھے بارہ ہزار اہرمن

اسیر شدن کیکاؤس در مازندران و فرستادن گرد ابیش زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

بوقت اسیری سو سیستاں
روانہ کیا شہ نے اک پہلواں
کہ پہونچا دے تا زال زر کو خبر
سو اوس پہلواں نے یہاں آنکر
بیاں زال سے ماجرا سب کہا
طرف سے یہ کاؤس کے پھر کہا
کہ اس وقت ہیں اے یل پیلتن
نہ لایا جو خاطر میں تیرا سخن
تو پائی سزا میں نے آخر کو آہ
ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ
رہی زندہ باقی جو یاں چند تن
سو ہیں قید پنجہ اہرمن
یہ پیغامبر نے کہی جب خبر
تو دلگیر دوں ہی ہوا زال زر
یہ رستم سے بولا صد افسوس ہے
کہ والی ہمارا جو کاؤس ہے
سو ہو قید اور ہم مے و جام سے
گذاریں شب و روز آرام سے
یہی وقت یاری و امداد کا
کہ حق نے تجھے زور بازو دیا
نہ ہرگز رہی مجھکو اب تاب جنگ
کہ یکسر ہوئے سست بازو و چنگ
تو ہمت کو اب کام فرما شتاب
سوئے شہر مازندراں جا شتاب
قلم نے قضا کی یہ فتح بلند
لکھی تیرے نام اے یل ارجمند
خوشی سے یہ بولا یل نامجو
کہ ہے جنگ دیواں مری آرزو
ولے دور کی راہ سے ہے خطر
کہ واں میرے جانے تلک اے پدر
کہیں یہ سگالان ناپاک خو
مبادا کہ ضائع کریں شاہ کو
کہا زال نے اوس سے ای پہلواں
کہ ہیں تین رستے پہونچنے کے واں
دو راہا جو وانکا ہے دور و دراز
نہیں اوسمیں ملتا کوئی حیلہ ساز
گیا دور کی راہ کاؤس تھا
تو اوس راہ سے اے تہمتن نہ جا
جو نزدیک کی اوسکی ہے ایک راہ
نہیں آدمی کو ملے واں پناہ
بہت راہ میں ہیں بلائے عظیم
ہر اک منزل اوسکی ہے پر خوف و بیم
اگر اس راہ سے جائے اے پہلواں
تو ہر سات دن میں تو پہونچے وہاں
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہیں
بتائید حق زیر چرخ بریں
کروں دفع میں ہر بلا کو شتاب
طلسم اور جادوگراں کو خراب
کروں قتل ان لشکر دیو کو
چھڑا لاؤں کاؤس اور گیو کو
یہ کہکر ہوا رخش پر جب سوار
دعا زال نے دی کہ لیل و نہار

تو ہو کامیاب اے یل نامور — رہے ہمقریں تیرے فتح و ظفر — بوقت وداع یل نوجوان — ہوئی خوب رو دایہ گریہ کناں

لگی کہنے درد جدائی مجھے — ستائے تو کیا فائدہ ہو تجھے — تہمتن نے ماں کو یہ پاسخ دیا — کہ زنداں میں ہیں بندگان خدا

اب ان کے چھڑانیکو جاتا ہوں میں — بفتح و ظفر یاں پھر آتا ہوں میں — غرض ہو کے رخصت سوئے ہفتخواں — روانہ ہوا رستم پہلواں

نہ ساتھ اپنے کوئی لیا زینہار — فقط رخش تھا اور وہ شہسوار

داستان رفتن رستم براہ بلائی ہفتخوان برائے رہائی کیکاوس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول

ہوا گام فرسا بیابان میں — سر شام پہونچا نیستان میں — کیا صید اک گورخر کو وہاں شتاب — لگا کر دیا اوسنے کہائے کباب

دیا چھوڑ صحرا میں پھر رخش کو — گیا خواب میں وہ یل نامجو — نمایاں ہوا ایک شیر ژیاں — طرف رخش کے دوڑ آیا دواں

تگاور سو جنگ مائل ہوا — ہژبر دمان کے مقابل ہوا — اوٹھا شیر کے سر پہ مارے دو دست — چبا کر کیا اوسکو دانتوں سے پست

پھر آخر ہوا شیر جنگی زبوں — رواں اوسکے تن سے ہوا جوئے خوں — ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر — تو حیراں نہایت ہوا دیکھکر

کہا رخش سے ہوکے پھر خشمناک — کہ تجھکو اگر شیر کرتا ہلاک — تو لے کون چلتا سلاح و سلب — بڑا ہی کیا تہا یہ تو نے غضب

اگر پھر بلا ہو کوئی آشکار — تو ہونا مقابل نہ تو زینہار — تو بیدار و ہشیار کرنا مجھے — شتابی خبردار کرنا مجھے

احوال منزل دوم و ماجرائے ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالیٰ

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر — تو رستم روانہ ہوا پیشتر — نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہیں — ہوا تشنہ پانی نپایا کہیں

خدا سے تہمتن نے کی التجا — کہ مت رکھ تو بندہ پہ سختی روا — نمایاں ہوا ایک آہو وہاں — کہ آیا تہمتن کے آگے دواں

پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام — تو یہ سمجھا وہ رستم تشنہ کام — کہ بیشک ہے چشمہ اسی کے مقام — یہ دیکھا اوسکے دلکو پھر آیا قرار

ہوا پھر وہ دنبال آہو رواں — تو پہونچا سر چشمہ وہ پہلواں — سپاس خداوند لایا بجا — اوتر رخش سے اوسنے پانی پیا

کیا گورخر تیر سے پھر شکار — اور آتش بھی کی سنگ سے آشکار — تناول کئے بس بنا کر کباب — ہوا بس وہیں گرم آرام خواب

گئی جب گذر نصف شب تب وہاں — ہوا ظاہر اک اژدہا ناگہاں — کہ ہشتاد گز وہ درازی میں تہا — غضبناک تھا قہر تھا وہ بلا

ہوا رخش گرم خروش و فغاں — کہ بیدار ہو خواب سے پہلواں — ہوا تو وہ بیدار پر اژدہا — نہاں وہ وہیں زیر زمیں ہو گیا

خفا رخش سے ہو کے بولا وہ یوں — کہ ناحق کیا مجھکو بیدار کیوں — یہ کہکر تہمتن تو پھر سو گیا — پھر اسنے میں نکلا وہیں اژدہا

کیا رخش نے پھر جو دیکھا اوسکو شور — تو جاگا وہیں رستم پیل زور — ولے پھر وہیں اژدہائے پلید — بزیر زمیں ہو گیا ناپدید

نہ آیا نظر کچھ جب اوسے سبب — کیا رخش پر اوسنے خشم و غضب — وہ بولا دوبارہ جگایا مجھے — خوش آیا نہ آرام میرا تجھے

اگر پھر ہوئی تجھسے ایسی خطا — تو سر تن سے تیرا کرونگا جدا — پیادہ سوئے شہر مازندراں — رواں لیکے ہوں تیغ و گرز گراں

گیا خواب میں جب یل ارجمند ۔ تو نکلا وہیں اژدہائے بلند
ہوا پاس رستم کے استادہ رخش ۔ ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش

جدہر آوے تھا اژدہائے سیاہ ۔ ادہر رخش ہوتا تھا بس سد راہ
وہ جب آگیا متصل ناگہاں ۔ ہوا تب خروشاں وہ حملہ کناں

پھر اتنے میں بیدار رستم ہوا ۔ وہیں گرم پیکار رستم ہوا
تہمتن نے پھر کھینچکر ایک تیغ ۔ دلیری سے ماری وہیں بیدریغ

ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر ۔ قوی اژدہا کی تھی ازبسکہ پشت پر
یہ چاہا کرے زخم دیگر بپا ۔ کہ تا ہو دوبارہ تن اژدہا

کہ اتنے میں آیا سوئے پہلواں ۔ دہن کرکے وا اژدہے نے دہاں
دم اژدہا کم نہ آتش سے تھا ۔ وہ ناچار سوئے غضب ہٹ گیا

جو دیکھا کہ رستم پہ ہے وقت تنگ ۔ کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ
کہ دانتوں سے پکڑا اوسے دوڑ کر ۔ پھر اوس اژدہے نے اوٹھایا نہ سر

تہمتن نے اک تیغ ماری میاں ۔ ہوئی خوں سے اوسکے رنگیں میاں
ہوا کشتہ جب اژدہائے دماں ۔ تو کرنے لگا شکر حق پہلواں

بیان احوال منزل سوم راہ ہفتخوان طے کرنا تن بتائید پروردگار جہان

روانہ ہوا واں سے پھر صبحگاہ ۔ دراز آئی اوسکو درپیش راہ
سر شام پہونچا وہ اک چشمہ پر ۔ کہ سبزہ بھی تھا خوب واں تا نظر

ہوا جبکہ رستم سکونت گزیں ۔ تب آئی وہاں ایک زن نازنیں
صراحی مے ہاتھ میں اوسکے تھی ۔ نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی

بہت خوب تھا اوسکے بر میں لباس ۔ غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس
تہمتن نے اوسکو بغل میں لیا ۔ اور اک جام مے اوسنے لیکر پیا

پھر احوال رستم نے پوچھا تمام ۔ لگی کہنے تب یوں بت لالہ فام
کہ ہوں میں زن صالح و حق پرست ۔ مجھے وہ خداوند بالا و پست

بیاباں میں رہتی ہوں نقل و مے ۔ جو کچھ چاہئے یاں سو موجود ہے
ترنم سرا پھر ہوئی نازنیں ۔ ہوا اسکے رستم مسرت قریں

یہانتک وہ محظوظ و خرم ہوا ۔ کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا
نجانا کہ یہ زن ہے اک سحرکار ۔ ہوا راز پنہاں نہ کچھ آشکار

ہوئی وہ بھی متفسر حال جب ۔ زباں پہ وہ لایا وہیں حمد رب
سنا جبکہ نام جہاں آفریں ۔ ہوا تیرہ رنگ رخ نازنیں

تہمتن پہ تب یہ ہوا آشکار ۔ کہ ہے ساحرہ یا کوئی دیوسار
گیا اوسکو وونہیں اسیر کمند ۔ غضبناک ہو پھر یل ارجمند

یہ بولا کہ تو کون ہے سچ بتا ۔ زن ساحرہ ہوں یہ اوسنے کہا
قلم تیغ سے کرکے پھر اوسکا سر ۔ گیا خواب میں وہ یل نامور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

جو واں سے ہوا صبحدم رہ نورد ۔ تو پہونچا عجب دشت میں شیرمرد
کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر ۔ اندھیرا سے تھا واں بہت بیشتر

وہ طے کرگیا راہ تاریک کو ۔ سر چشمہ پہونچا یل نامجو
گیا خواب میں وقت شب پہلواں ۔ تب آیا وہاں دشتباں ناگہاں

جڑی ایک چوٹ آنکر پانوں کی ۔ ہوا اوسدم ہی بیدار وہ نامور
لگا کہنے رستم سے وہ دشتباں ۔ کہ اولاد گرد دلاور جہاں

یہاں کا ہے حاکم بڑا ہی دلیر ۔ کہ جسکے مقابل ہو نرہ شیر
تصرف میں ہے چند فرسنگ زمیں ۔ پرندہ ولیکا بھی یاں گذرا نہیں

تو ہو جان سے سیر آیا مگر ۔ گریزندہ ہو یاں سے اب زودتر
وگرنہ جو اولاد آجائیگا ۔ تو پھر ہاتھ جانے نہیں پائیگا

مجھے تجھ پہ آتا ہے رحم ای جواں
کہ ضایع کہیں تو نہ دیوے جاں

یہ سنکر تہمتن نے ہو خشمگیں
پکڑ کان اوسکے اوکھاڑے وہیں

طمانچہ جو مارا منہ پہ پھر اسقدر
کہ بیٹھی دو دندان جھڑ کے سر بسر

گیا دشتباں پاس اولاد کے
کیا حال سے جا کے واقف اوسے

وہ مشغول صید افگنی تھا کہیں
یہ سنکر سپہ لیکے آیا وہیں

اوسے دیکھکر رخش پر سوار
مقابل ہوا رستم نامدار

یہ اولاد رستم سے کہنے لگا
مجھے تک بتا نام تیرا ہے کیا

کہ لے نام ہارا نجاوے بیاں
یہ گفتار سنکر یل نوجواں

لگا کہنے یوں نام میرا ہے ابر
قوی زور رہوں مثل پیل و ہژبر

دلیر و دلاور زہرہ وہی آب ہو
سنیں گر کہیں وہ مرے نام کو

پھر اولاد بولا بتا یہ مجھے
کہ آیا ہے تو کونسی راہ سے

یہ بولا وہیں رستم نامور
رہ ہفتخواں سے ہوں آیا ادھر

بہ نیروے بازو و فضل خدا
سہ منزل میں کیں فتح ہر سو بلا

چہارم یہ منزل جو درپیش ہے
تو تو سد رہ اے بد اندیش ہے

ترے تن سے ابھی سب جدا سر کروں
نہ تیغ یکدست لشکر کروں

سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام
تو بس اوڑ گئے ہوش اوسکے تمام

کیا خوف و دہشت نے دل پر اثر
نہ ہرگز ٹہرا آپ پھر پیشتر

سواروں سے بولا کہ یکبارگی
کرو حملہ دوڑا کے اب بارگی

وہ جنگ آوراں کھینچکر تیغ کیں
سوے رستم گرد آئے وہیں

کوئی پہلواں پیشتر سب سے تھا
اوسے پہلے رستم نے کشتہ کیا

لگا قتل کرنے جب ور اس پہر
نہ آیا کوئی پہلواں پاس پھر

سپاہ مخالف گریزاں ہوئی
بیاباں میں یکسر پریشاں ہوئی

پھر اولاد واں سے فراری ہوا
وہیں دشت پیمائے خواری ہوا

گیا پھر نہ آرام رستم نے واں
ہوا اوسکے دنبال وہ ہمعناں

وہ جاتا تھا گاہی ادھر گہ اودہر
غرض مثل روباہ تھا حیلہ گر

ہوا گرچہ عاجز یل نامدار
ولیکن نہ چھوڑا اوسے زینہار

پہونچ اوسکے نزدیک ڈالی کمند
لیا کھینچ اولاد کو کر کے بند

اوسے بند کر وہ پھر اٹھسوار
پھر اک چشمہ کے پاس پکڑا قرار

شکنجہ سے دیا باندھ اولاد کو
کہ دیو سفید اور کاؤس شاہ

ہوا استراحت کناں نامجو
ہوئے تھے جو رزم آور و کینہ جو

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان

وہ احوال کر تو مفصل بیاں
کہی اوسنے القصہ سب داستاں

ہوئی صبح تابندہ عیب شکار
تو بولا یہ اولاد سے نامدار

پھر رستم نے چاہا وہیں بے دریغ
کہ اولاد کو کھینچئے زیر تیغ

بصد عجز اوسنے کیا یہ بیاں
کہ مت قتل کر مجھکو اے پہلواں

کروں میں شب و روز فرمانبری
کروں راہ تن خدمت چاکری

لگا کہنے رستم کہ کاؤس شاہ
مقید جہاں ہے بحال تباہ

وہاں تک اگر لیچلے تو مجھے
تو کشتہ کروں میں نہ ہرگز تجھے

بتا دے تو گر جائے دیو سفید
تو بر آئے تیری بھی دل کی امید

پذیرا کیا اوسنے اس بات کو
یہ ظاہر کیا پھر کہ اے نامجو

مکاں ایک ہے درمیاں دو کوہ
وہاں شاہ کاؤس گردوں شکوہ

گرفتار ہے اور سر کوہسار
نگہباں ہیں دیو بارہ ہزار

دیا جبکہ زنداں کا اوسنے نشاں
تب اوس پر تہمتن ہوا مہرباں

معاً وہیں اولاد کو پھر کیا
لئے قول اور عہد و پیماں کیا

کہا یوں کہ اب رہنمائی تو کر
مراعات تجھپر کروں بیشتر

وہ بولا کہ نزدیک ہے وہ مکاں
جہاں قید ہے بادشاہ جہاں

وہی شہر مازندراں کی ہے راہ
کہ ہے دیو زادوں کی آرامگاہ

اور اک دشت پر ہول ہے درمیاں
کہ سنگ گراں سنگ ہی ہے جہاں

سوا اوسکے اے پہلوان جہاں
ہزار و دو صد فیل جنگی ہیں واں

سراپا وہ ہے سنگ و آہن اگر
گذر اوس مکاں سے ہے دشوار تر

یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن
لگا کہنے اولاد سے پیلتن

که هو راهبر تو اگر وان تلک
تو وان دیکهنا پهر که زیر فلک
کروں ہوں میں کس طرح سے کو ہلاک
ملا تا ہوں کیونکر تہ خون و خاک

ہوا ساتھ اولاد کے پھر رواں
یل پیلتن رستم پہلواں
جہاں تک تعلق تہا اولاد کا
مقابل نہ پھر آئی کوئی بلا

غرض اک شب روز وہ نیکمرد
ہوا دشت میں بیخطر رہ نورد
کہیں نصف شب قلعہ کوہ پہ
تہمتن کو ناگاہ آیا نظر

کہ آتش ہی افروختہ جابجا
جو پوچھا تو اولاد نے یوں کہا
کہ دروازہ شہر مازندراں
یہی ہے کہ آتش ہے روشن چہل

وہ دیو سفید اور بھی دیو سب
سکونت گزیں ہیں یہاں روز و شب
فروزندہ ہر دیو نے آگ کی
کہ دستور اونکا ہی ہر شب یہی

یہ سنکر ہوا وہ ستم قریں
ہوا دشت میں وہ سکونت گزیں
کہا اپتے ہے شہر نزدیک تر
رواں یاں سے ہونگی وقت سحر

درخت ایک تہا اوس سے اولاد کو
دیا باندھ اور سو رہا نامجو
ہم اگرچہ تہا عہد اور اختلاط
ولے راہ میں شرط تہی احتیاط

بیان احوال پر اختلال منزل ششم راہ ہفت خوان

دم صبح اولاد کو ساتھ لے
روانہ ہوا رستم اوس دشت سے
ولے تھی کمند اوسکی گردن میں بند
وہ رہبر تہا پیش یل ارجمند

یہ اولاد بولا کہ اے نامجو
یہ منزل ہے پر خوف و بیم و خطر
نگہبان ہیں ارزنگ و بید اژدرنگ
نہیں جنسے انسان کو تاب جنگ

نہ اندیشہ رستم نے ہرگز کیا
جہاں دیو ارزنگ تہا واں گیا
دلیرانہ جاکر کیا جب غریو
تو خیمہ سے نکلا وہ ارزنگ دیو

تہمتن کے مارے کمر میں جو دست
کہ تا پہلواں کو کرے وہ شکست
تہمتن نے ہاتھ اوسکی کتف پر
پکڑ کر دو دستی ہاتھ سے اوسکا سر

اوسے خاک پر پھر فگندہ کیا
سر دیو ناپاک کندہ کیا
جہاں اور دیو ونکی تھی انجمن
دیا پھینک انسے سر اہرمن

ہوئے پھر گریزندہ سب دیوزاد
ہوا اونسے رستم رواں شاد شاد
سر کوہ جب تہمتن رکھا قدم
وہاں پر توقف کیا ایک دم

روانہ ہوا پھر یل ارجمند
غرض کر سکے طے رہ پست و بلند
جہاں شاہ ایران گرفتار تہا
وہاں ساتھ اولاد کے وہ گیا

مع کل وہاں خواب غفلت میں تہے
لشکر سلطان ہوا گرد سے
شہنشہ نے پوچھا جو احوال او
تو رستم نے یکسر کہا پیش شاہ

گرفتار زنجیر کا بس تہا
تہمتن نے اوسدم ارادہ کیا
کہ یکدست تو دیو وہ بند گراں
کہ اتنے میں جا پہنچے واں پاسباں

لیا گھیر رستم کو بس آن کر
ولے پہلواں کو نہ تہا کچھ خطر
جو سردار تہا قوم کا بند دیو
مقابل ہوا دو میں کر کے غریو

وہ بولا کہ میں نے بفضل خدا
کیا تن سے ارژنگ کا سر جدا
خدا نے دیا مقتدر مجکو زور
کہ دیوؤں کو سمجھوں ہوں مانند مور

مرے ہاتھ سے مرگ دیو سفید
میں آیا ہی کرنے دلمیں امید
کروں قتل اوس دیو ناپاک کو
نہ جان اپنی دے ہوکے تو رزمجو

اطاعت مری کر تو اب اختیار
کہ ہر خاص بہتر نہیں تیہار
اگر جنگ کی دلمیں کچھ ہو ہوس
تو سر تیرا اور تیغ بران ہے بس

ہوا دیو فرمانبر اوسکا جو ہیں
کہ پیدا ہوئی ہیبت تیغ کیں
کہا اوس دیوان ناپاک کو
کہ مت آ یہ پیش یل نامجو

گرفتار تہے جتنے ایرانیاں
اونہیں لاکے حاضر کیا پھر وہاں
لگا کہنے رستم سے پھر اہرمن
کہ دیو سفید اے یل پیلتن

ہوا کشتہ گر ہاتھ سے تیرے واں
تو فرماں بری ہم کریں بیگماں
تہمتن رواں اوس مکاں سے ہوا
اور اک دیو ساتھ اوسکے وانسے ہوا

بیاباں میں تھا وقت شب سیر	وہ اولاد اور دیو تھا راہبر	پڑا ایک لشکر نظر دور سے	کہ افزوں ملخ سے تھا اور مور سے
یہ اولاد سے پوچھنے وہ لگا	کہ یہ فوج کسکی ہے مجھکو بتا	وہ بولا کہ ہے فوج دیو سپید	ستائی سوا اوسکے اور کی نوید
کہ نکلے ہے جب چرخ پر آفتاب	ہر اک دیو ہوتا ہے پھر گرم خواب	اگر اسوقت تو اوس سے ہو کینہ خواہ	تو پھر ہو مظفر بفضل اله
ہوئی بات اولاد کی دلپذیر			ہوا رات کو رستم آرام گیر

احوال منزل ہفتم وکشتہ شدن دیو سپید

سحر جبکہ خورشید تاباں ہوا	یل پیلتن تب شتاباں ہوا	جہاں لشکر دیو تھا واں گیا	کوئی خواب میں کوئی بیدار تھا
تہمتن کمر سے وہیں کھینچ تیغ	لگا قتل کرنے اونہیں بیدریغ	ہوئے پھر خبردار یکدست دیو	گیا گرد رستم بھی کرکے غریو
چپ و راست تھا تیغزن پہلواں	جو آیا مقابل ہوا کشتہ واں	رہی جب نہ زنہار تاب ستیز	تو لی واں سے دیووں نے راہ گریز
پھر آیا وہ یل بادل پر امید	سوئے خانہ وجائے دیو سپید	پر از جادواں تھا وہ یکسر مکاں	نہ تھا نام کو روشنی کا نشاں
وہی دیو رہبر ہوا رہنما	یل پیلتن کو وہاں لے گیا	کوئی غار تاریک تر تھا وہاں	کہ دیو سپید لعین تھا جہاں



نکل غار سے وہ مقابل ہوا	سپہ رستم گرد مایل ہوا	اوسے دیکھ رستم ہوا خوفناک	پنہ لیگیا سوئے یزداں پاک
دلیری سے پھر لیکے نام خدا	کیا زخم شمشیر اوسپر رہا	ہوئی خستہ اوس زخم سے ران دیو	ولے دفعتہ گر اوسنے کرکے غریو

بغل میں لیا اپنی رستم کو داب
لگا زور کرنے وہ خانہ خراب

ادہر لیوں کے تہا ایل نامجو
کہ اب دیکھیئے جانبری کیونکر ہو

غرض بعد گر خوب کشتی ہوئی
ادہر اور ادہر سے درشتی ہوئی

زمین پر لگا یک پڑی جو نظر
تو دیکھی زمیں خوف سے رستم نے تر

اوٹھایا پکڑ کر کمر دیو کو
دیا پہر پٹک خاک پر دیو کو

شکم کی جو رستم نے پہر سو غار
تو کشتہ وہاں آ کے دیوان بسیار

کہ با جان دیو سپید لعین
ہر اک کی تہی دل بستہ جان حزیں

یہ کہکر کہا پہر کہ اے نامدار
کچھ انعام کا ہوں میں امیدوار

پہر اولاد کو وہ جگر دیو کا
یل پیلتن نے حوالے کیا

دیا مژدہ فتح جب شاہ کو
تو شادان ہوا خسرو نامجو

جواب اپنے بھی اوسدم کیا خوب زور
دلیرانہ باہم ہوا خوب زور

کہے تہا ادہر دل میں دیو سپید
کہ ہو جان سے آج میں ناامید

بہم ہو گئے عاقبت پہر جدا
جدا ہو گئے اکدم توقف کیا

یقین یہ ہوا زخم کاری لگا
ہوا دل قوی رستم گرد کا

کیا دوں ہی خنجر سے اوسکو ہلاک
نکالا جگر دل کیا اوسکا چاک

یہ پوچہا نہیں قتل کسنے کیا
جواب اوسکو اولاد نے یہ دیا

ہوا کشتہ جب وہ تو سب ڈر گئے
جہنم میں ساتھ اوسکے یکسر گئے

تہمتن یہ بولا کہ اے جوان
کروں حاکم شہر مازندران

تہمتن وہاں سے پہرا شاد شاد
گیا پیش کاؤس فرخ نہاد

لگا کہنے پہر شاہ با داد و دین
کہ اے پہلوان آفریں آفریں

داستان برتخت نشستن کیکاؤس شاہ مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جادوان

جو سردار دیوؤں کا تہا بید نام
ہوا وہ مطیع شہ ذو الکرام

وہ گودرز و گستہم و طوس و گیو
وہ گرگین و بہرام اور خیل دیو

یل نامور رستم پہلوان
سر کرسی زر تہا جادہ کناں

رہا سات دن تک جشن و طرب
رہی روز و شب مائل عیش سب

فرستادہ کا نام فرہاد تہا
غرض نامہ شاہ وہ لیگیا

شہ جادوان نے پڑہا کر کے وا
لکہا تہا کہ اک گرد زور آزما

دلیر و جوانمرد رستم ہے نام
ہنر بر افگنی ہے سدا اوسکا کام

ہوئے ساتھ رستم کے جب گرم جنگ
تو وہ دونوں کشتہ ہوئے بید و بنگ

ہمیں ملک اپنا حوالے تو کر
تجہے خواہش خیر ہے کچہہ اگر

یہ مضمون پڑہا جب تو ہو کر خفا
شہ جادوان نے یہ پاسخ دیا

ہزاروں ہیں یاں دیو پیکار جو
قوی بازو و کینہ ور تند خو

تو نادان ہے اک رستم گرد پر
یہاں ہیں ہزاروں ہی نامور

ترے ساتھ میں نے بہرا کیا
کہ زندان میں تجہکو زندہ رکہا

وہ لایا وہاں ایک دیگ زر
ہوا اوسپہ کاؤس کے جلوہ گر

ہوئے ایستادہ وہ دیو سب
کمر بستہ چوں بندگاں باادب

سر نو ہوئی محفل انبساط
مہیا ہوا ساز و برگ نشاط

سو شاہ مازندران بعد ازاں
کیا شاہ نے ایک نامہ رواں

دیا شاہ مازندران کو شتاب
کہا یوں کہ لکہد بہیجے اسکا جواب

رواں ہو کے ایراں سے آیا یہاں
قوی زور ہے مثل شیر ژیاں

وہ دیو سفید اور ارژنگ دیو
جہاں نہیں تہا قوت کا جسکی غریو

کہاں ہے تجہے رزم کی اوس کی تاب
تو حاضر ہو یاں آن کر اب شتاب

ترے حق میں بہتر یہی بر تری
دگرنہ ہو دشوار پہر جانبری

کہ دیو سفید اور ارژنگ اگر
ہوئے کشتہ تو یاں ہوا کیا خطر

سدا اوسکے ہیں پاس سیر گہا
ہزار و دو صد پیل جنگ آزما

ارادہ کروں گر تو فرصت نہ دوں
بس اکدم میں تسخیر ایراں کروں

رہائی تری ہو گئی ناگہاں
غنیمت سمجہہ اسکو اب بیگماں

تو جا خیر سے سوئے ایران میں
فرستادہ لیکر جواب پیام
پڑا فکر میں شاہ فرخندہ جو
یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ
لکھا یوں کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ
سمجھ گر تو ہے عاقل و پیش بیں
وگرنہ تجھے خوب پہنچے زیاں
حضور سپہدار مازندراں
قد و جسم ہے مثل پیل بلند
شہ جادواں نے وہیں پیشوا
اوسے دیکھے جولاں طرح تیرہ سے
اشارہ دمیں کہنے لگے سب بہم
تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
وہ بیتاب و پیچیدہ ہوا اسقدر
کلاہور اک گرد پر زور تھا
کلاہور آیا غضبناک ہو
مقابل وہیں پھر تہمتن ہوا
حضور خداوند آیا وہ مرد
کہا یہ کہ بہتر نہیں کارزار
کیا پھر طلب رستم گرد کو
یہ سنکر دیا اوسنے پاسخ وہیں
تہمتن یہ بولا کہ لکھئے جواب
ہمارا تو ہو بلکہ فرماں پذیر
تو باہر نہ اندازہ سے دہر قدم
نہ برباد کر اپنا وہ سیم و تخت

نہ پھر گرد کے ساتھ ہو گرم کیں
پھر آیا حضور شہ ذو الکرام
لگا کہنے تب رستم نامجو
ہوا مند سے غم کے آزاد شاہ
ہماری اطاعت سے منہ اب نہ موڑ
کہ پرخاش تمہارا بہتر نہیں
رہے پھر نہ تو اور مازندراں
کیا جا کے یوں مرزبان نے بیاں
رکھی ہے وہ پاس اپنے تیغ و کمند
روانہ ہوئے گرد زور آزما
جو نزدیک پہونچا تو چھوڑا اوسے
کہ دکھلا دیں کچھ زور اپنا بھی ہم
کہ ہم پنجہ کا دست رنجہ کیا
کہ بس گر پڑا اسپ سے خاک پہ
اوسے شاہ مازندراں نے کہا
لگا کہنے یوں رستم گرد کو
کلاہور سے پنجہ افگن ہوا
پراگندہ خاطر گرفتار درد
رہ آشتی اب تو کر اختیار
گیا جب حضور اوسکے وہ نامجو
کہ رستم کا ہوں جا کر مسرپی
لکھا پاسخ نامہ اوسنے شتاب
کہ قائم رہے ملک تیرا یہ
نہ پھر اپنی جاں پر وبال کہ رستم
روانہ ہوا لیکے وہ خوشنود سخت

کروں گا تجھے قید گر اب بھی بار
سنا اور دیکھا تھا جو کچھ وہاں
تجھے نامہ لکھ بھیجے ایلچی بار
تہمتن کی تعریف کرنے لگا
نہیں تیرے لشکر سے ڈرتے ہیں ہم
اگر آکے حاضر ہو یاں کہیا
ہوئی پھر کاؤس جب تا مہ
کہ آیا ہے پھر لے شہ نامور
قوی ہیکل اک اسپ سے بیزار
ملی ہیلتن نے اونہیں دیکھکر
بہت گرد اوسکے تلے دب گئے
کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
جدا ہو گئیں اوسکی رگہائے دست
خبر سنکے یہ شاہ مازندراں
کہ تو بھی اوسے زخمی و خستہ کر
ذرا مجھسے ہم پنجہ ہو اے جواں
اوسنے بھی کیا ایکدم میں لہو
دکھایا اوسے دست آویختہ
کلاہور نے جب کیا یہ بیاں
لگا کہنے پھر شاہ مازندراں
یہ کہکر وہ نامہ حوالے کیا
کہ یاں تجھسے ہی دعوی ہمسری
بزرگوں نے تیرے بچایا کبھو
تہمتن نے یوں تب رخصت کیا
حضور شہنشاہ کاؤس جب

تو جیتا تجھے چھوڑوں گا پھر زینہار
کیا پیش کاؤس یکسر بیاں
کہ تا جاؤں میں اں فرستادہ ہوا
پھر اوسنے رقم وہ نامہ لکھا
تجھے پھر خبردار کرتے ہیں ہم
ترا ملک تجھپر رہے برقرار
رواں تب ہوا رستم نامور
فرستادہ اور ایک با کر و فر
عجب شان و شوکت کا ہی وہ جواں
اوکھاڑا وہاں ایک تناور شجر
یہ دیکھا تو حیرت میں پھر سب گئے
ہوا خندہ زن رستم سرفراز
ہوا مرد زور آزما وہیں پست
یہ سمجھا کہ رستم یہی ہے جواں
دل اور پنجہ کو اوسکے شکستہ کر
کہ دیکھوں ترا ایسی بہی زور تو ال
کیا اوسکے سر پنجہ کو غرق خوں
کہ رگ اور ناخن تھے سب ریختہ
ہوا پر غضب شاہ مازندراں
کہ تو ہے مگر رستم پہلواں
وہ پڑھکر ہوا پھر نہایت خفا
نہو جیسے جو لائے فرمانبری
کہ تا لیکے مازندراں لاویں وہ
کہ کاؤس کی کر اطاعت شہا
وہ آیا تو بولا زرہ سے طرب

کہ اب کیجیے آراستہ ساز جنگ

جنگ کاوس شاہ با والی مازندران

رواں ہو مجھے شوق سے بیدرنگ

وکشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم وظفریاب شدن



ادھر سے جہاندار کشورستاں
کوئی دیو تھا جو وہاں بیدرنگ
شہ جادواں نے کہا فوج کو
ہوا ابق اور کوس کا یہ خروش
دو لشکر بہم حملہ آور ہوئے
ہوا روز روشن ستم درخشندہ جب

ادھر سے سپہدار مازندراں
ہوا آکے رستم سے جو پیش جنگ
کہ یکبارگی اب تو حملہ کرو
کہ یکسر پریشاں ہوا صبر و ہوش
ہزاروں تن الکدم میں بے سر ہوئے
یہ مانگی دعا شاہ ایراں نے تب

صف آرا ہوئے جا کے میداں میں
لگا جبکہ اک زخم نوک سناں
ہوا گرم ہنگامہ کشت و خوں
ہوا ابر ہو کر غبار زمیں
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
کہ یارب مرے لشکریں ہو ظفر

ہوا حشر برپا پھر اک آن میں
رہی دیو کے پیر نہ قالب میں جاں
ہوئی خوں سے یکسر زمیں ارغواں
گیا تا سر سقف چرخ بریں
رہا گرم یکہفتہ بازار جنگ
نہ دن اور دیں دیدان سپاہ دگر

وہیں غیب سے پھر یہ آئی صدا
کہ ہو فتح تیری بفضل خدا
یہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد
گیا سوئے نادر دگہ شاد شاد

کیا حملہ آور مو ساری سپاہ
کرو فوج مازندراں کو تباہ
تہمتن سوئے شاہ مازندراں
شتاباں ہوا مثل پیل دماں

کھڑے اوسکے آگے تھی پیلان مست
کیا گرز سے اوسنے ہر اک کو پست
کشادہ ہوئی راہ جب سربسر
گیا راست تب رستم نامور

رہا ہاتھ سے گرز اوسدم ہوا
طلبگار نیزہ جو رستم ہوا
وہیں گیو نیزہ وہاں لیگیا
تہمتن کو جاکر حوالے کیا

پیل پیلتن لیکے اوس نیزے کو
شہ جادواں سے ہوا رزم جو
وہ قوت تھی جادو کی ہنگام جنگ
شہ جادواں بنگیا شکل سنگ

جو دیکھا وہ کوہ گراں سد راہ
تو حیراں رہا رستم کینہ خواہ
پہونچکر وہیں شاہ کاؤس کو
یہ بولا کہ اے شاہ فرخندہ خو

دو ساتھہ جب لیکے گرز گراں
ہوا رزم جو شاہ مازندراں
تو نیں سنے کیا زخم نیزہ رواں
اور اوسدم یہ دلمیں اپنے سمجھا

کہ اس زخم سے ہوکے بس غرق خوں
ہوا شاہ مازندراں سرنگوں
ولیکن یہ حایل ہوا ایک کوہ
جسے دیکھ حیراں ہے اک گروہ

لگا کہنے پھر بادشاہ جہاں
کہ جتنے ہیں ایران کے زور آوراں
اوٹھا لا دیا اوس کوہ کو زود تر
یہ سنکر وہ زور آوراں سربسر

لگے زور کرنے ولیکن وہ کوہ
ہلا بھی نہ اوسنے ہوئے سب ستوہ
پھر آخر کو وہ رستم پہلواں
اوٹھا لیچلا واں سے کوہ گراں

پس پشت تھے وہ دلیراں تمام
خوش و خرم آفرین خواں تمام
خوشی سے سر رستم نامدار
بہت گوہر و زر کیا واں نثار

غرض لاکے رکھا وہ کوہ گراں
کہ شاہنشہ نامور تھا جہاں
خروشاں ہو جوں شیر نر سوئے جنگ
تہمتن یہ بولا کہ ہاں بیدرنگ

نکل اے شہ جادواں سنگ سے
رہائی نہیں اب تری جنگ سے
وگرنہ ابھی لیکے تیغ و تبر
کروں ٹکڑے ٹکڑے اس کوہ کے زود تر

یہ آواز سنکر شہ جادواں
جو نکلا تو کاؤس شاہ جہاں
لگا کہنے کچھ اسمیں لاؤ نہ باک
ملاؤں اب اسکو تہ خون و خاک

وہیں کھینچکر پھر تہمتن نے تیغ
کیا پارہ پارہ اوسے بیدریغ
جو کشتہ ہوا شاہ مازندراں
ہزیمت پڑی فوج کے درمیاں

گریزاں ہوئے مردم و اہرمن
پریشاں ہوئے زیر چرخ کہن
بفیروزی و فتح شاہ جہاں
ہوا داخل شہر مازندراں

شہ جادواں کا جو تھا تختگاہ
ہوا جلوہ گاہ شہ دیں پناہ
ہوئے مردم شہر و دیوان تمام
پرستار شاہنشہ ذو الکرام

بہت ہاتھ آیا وہاں مال و گنج
ہوا اندر یکدست پھر دسترنج
سپاس و عنایات بلطف خدا
بہا مدار کاؤس لایا بجا

جب اوس فتح سے شاہ خورسند ہوا
سو بخشش و جود مایل ہوا
زر بے بہا خلعت پر گہر
زر و ملک و اسپان بازین و زر

کنیز و غلامان زرین لباس
بصد ہیبت و شفقت بیقیاس
تہمتن کو دیکر کیا سرفراز
ہوا پہلواں کا فزوں امتیاز

پھر اولاد کو با نشاط و طرب
حضور جہاندار کرکے طلب
کیا عرض رستم نے اے بادشاہ
یہ اولاد ہے بندۂ نیک خواہ

بہت اسنے کی خدمت چاکری
یہ ہے لایق عزت و برتری
حکومت یہاں کی اوسے دیجیے
جہانمیں سرافراز اب کیجیے

شہنشاہ نے خرم و شاد ہو
ز روئے عنایات اولاد کو
کیا حاکم شہر مازندراں
فزوں کی وہیں اوسکی توقیر و شاں

دو گستہم اور طوس عالی وقار
دہ گودرز اور گیو جنگی سوار
یہ جتنے تھے گردان جنگ آزما
زر و ملک اون کو عنایت کیا

داستان لشکر کشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت

خوردن شاہ ہاماوران و دادن دختر خود شاہ کیکاؤس را

تبائید اقبال و نیروی بخت
جو مازندراں کے لیا تاج و تخت
تو پھر سوئے ایران بفتح و ظفر
روانہ ہوا خسرو نامور

ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی
کہ با شوکت و فر شاہنشہی
خدیو جہانگیر کاؤس کے
بلند اقتدار و زبردست ہے

کیا جسنے تسخیر مازندراں
ہوا خیل دیواں پہ اب حکمراں
ہوئے سرکشاں سب کے اندیشہ مند
مبادا کہ ناگاہ پہونچے گزند

بہت بادشاہاں گردن فراز
ہوئے گام فرسائے راہ نیاز
ہر اک نے زر و گوہر و طوق و تاج
حضور اوسکے بھیجا برسم خراج

اطاعت پہ جسنے نہ باندھی کمر
تو اوسکی ولایت کو سمجھا خطر
بہت کج سراں شہ نے سیدھے کیے
مکاں ملک توراں کے اکثر لیے

نہ لیکن ہوا شاہ ہاماوراں
مطیع شہنشاہ کشورستاں
نمایاں ہوئی اوس سے جب سرکشی
تو کی شاہ نے اوسپہ لشکر کشی

کیا اسقدر پہلوانوں نے تنگ
کہ ہرگز رہا پھر نہ یارائے جنگ
وہ رکھتا تھا اک دخت سودابہ نام
صنوبر قد و گلرخ و لالہ فام

جو ناچار اوسکا ہوا خواستگار
نہ انکار اوسنے کیا زینہار
بندھا عقد باہم برسم شہاں
ہوا شاہ کاؤس پھر مہرباں

رہا ملک ہاماوراں برقرار
مراعات کی اور بھی بیشمار
پیام سپہدار ہاماوراں
یہ آیا حضور شہ خسرواں

کہ تشریف اب قلعہ میں لائیے
یہاں تک قدم رنجہ فرمائیے
قبول اب مری میہمانی کرو
مرے حال پر مہربانی کرو

کیا شہ نے اقبال اسبات کو
ولیکن وہ دلدار فرخندہ خو
یہ بولی کہ اے خسرو نامدار
مرے باپ کا کچھ نہیں اعتبار

وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہے
بڑا ہی دغاباز و مکار ہے
نہ جاؤ غرض قلعہ کے درمیاں
کہ ہرگز نہیں خوب جانا وہاں

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بہ شاہ ہاماوران

ہوا جا کے مہمان شہ بدشعار
گئے ساتھ اوسکے کئی نامدار
وہاں سات دن رونق افزا رہا
نہ وسواس و اندیشہ ہرگز کیا

تمنائے سلطان ہاماوراں
بر آئی کہ آیا وہ شاہ جہاں
شب و روز خدمت میں حاضر رہا
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا

کموں کیا کہ خدمت سے خوشدل کیا
شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا
کیا قید پھر شاہ کاؤس کو
کیا بند گودرز و طوس کو

ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ
تو تباہی ہوئی سب کی ایران سپاہ
یہ لشکر سپہدار افراسیاب
سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب

تصرف کیا آکے ایران میں
کیا ملک تسخیر اک آن میں
بزرگان ایران نے پھر زینہار
اطاعت نہ کی ترک کی اختیار

گئے زابلستاں میں رستم کے پاس
شکستہ دل و پر غم و بے حواس
کیا جا کے احوال سارا بیاں
کرے تاکہ تدبیر کچھ پہلواں

سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا
تو دیں شاہ ہاماوراں کو لکھا
سنا ہو گا احوال مازندراں
کہ نیروے بازو سے میرے یہاں

ہوا شاہ مازندراں بھی ہلاک
ملے یہ سرکش بہم خون و خاک
نہیں کچھ یہ لازم کہ کاؤس کو
بااعزاز و اکرام یاں بھیجدو

	پہنچوڑ بیگے ہاماوراں کا نشاں	دگر وہ سواران زابلستاں	

جواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران برستم و روانہ شدن رستم بہ ہاماوران و جنگ کردن و ظفریاب شدن کیکاؤس شاہ

لکھا اوسنے پاسخ کہ کاؤس کی ۔ نہایت ہے دشوار اب مخلصی
اگر تو بھی آویگا میدان میں ۔ تو ہوگا گرفتار اک آن میں

پڑھا جبکہ نامہ کا اوسنے جواب ۔ تو پھر زابلستان سے جوں موج آب
روانہ ہوا لشکر ہاماوراں ۔ یل پیلتن لیکے فوج گراں

مخالف نے پھر جمع لشکر کیا ۔ شہ مصر و بربر کو یاور کیا
غرض با سپاہ دگر ان ہر سہ شاہ ۔ تہمتن سے آکر ہوئے کینہ خواہ

کیا پہلواں نے مبارز طلب ۔ کہ جی چاہے جسکا مقابل ہو اب
ہوا ان میں ہر اک کے پیدا خطر ۔ کیا رزم سے اونکے سب نے حذر

ہوا شاہ ہاماوراں پر غضب ۔ لگے پہلواناں بھی ناچار سب
کیا قصد رستم نے پیکار کا ۔ دلے جبکہ رستم نے حملہ کیا

سراسیمہ دوں ہیں گریزاں ہوے ۔ یلان ہر سہ کشور ہراساں ہوے
پھر آیا نہ میدان میں اک سوار ۔ مقابل نہ کوئی ہوا از نہار

جو دیکھا کہ بیدل ہے سارا سپاہ ۔ تو غیرت سے پھر مصر و بربر کا شاہ
گئے سامنے پہلواں کے دلیر ۔ مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر

ہوئے تارک سرور مصر با ۔ کیا گرز رستم نے خستہ دم ہا
بچاکر وہ ضرب اوسکی بھاگا وہیں ۔ دلے بخت بد سے تھا چارہ نہیں

تہمتن نے پھر اوسپہ ڈالی کمند ۔ ہوا الغرض وہ گرفتار بند
شتابی سے گرزیں سے اوسکو لیا ۔ اوسے مردمان کے حوالے کیا

سپہ لیکے پھر حملہ آور ہوا ۔ شتاباں سے کی فوج بربر ہوا
گریزاں سواران بربر ہوئے ۔ نہ یک لحظہ واں رزم آور ہوئے

تباہ و پراگندہ لشکر ہوا ۔ گرفتار پھر شاہ بربر ہوا
نہ تنہا ہوا شاہ بربر اسیر ۔ ہوئیں نامداراں سپہ دستگیر

تہمتن سے پھر شاہ ہاماوراں ۔ ہوا آرزومند امن و اماں
ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی ۔ چھٹے قید سے طوس و گودرز بھی

جہاندار کاؤس با کر و فر ۔ ہوا تخت شاہی پہ جلوہ گر
سپاہ و شہ کشور بعید آرزو ۔ ہوئی پھر سحاب بستہ نامجو

رواں ہوکے سوے ایراں ہوا بادشاہ ۔ زیادہ تھی حشمت کہ سب تھی سپاہ

مراجعت فرمودن کیکاؤس شاہ بسمت ایران و بجنگ آمدن افراسیاب والی توران و ہزیمت یافتن او از دست رستم

جب آیا جہاندار عالی جناب ۔ سپہ لیکے پہنچا تب افراسیاب
صف جنگ آراستہ واں ہوئی ۔ جہاں میں قیامت نمایاں ہوئی

سپہدار توران نے پیروں کہا ۔ کہ اے پہلواناں جنگ آزما
پکڑ لاوے رستم کو گر کوئی مرد ۔ کرے قتل یا اوسکو وقت نبرد

کروں صاحب تاج و افسر اوسے ۔ سوا اوسکے دوں اپنی دختر اوسے
یہ سنکر گئی مرد میداں میں ۔ گئے ہو کے کشتہ اک آن میں

پھر آیا سوے رستم افراسیاب ۔ ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب
یل پیلتن لیکے گرز گراں ۔ ہوا جبکہ میداں میں حملہ کناں

تو سالار توراں ہراساں ہوا ۔ سراسیمہ واں سے گریزاں ہوا
دلیروں نے پھر کھینچ کر تیغ تیز ۔ ہزاروں کئے قتل ترکان میں

ہوئے کشتہ تورانیاں تا تلک
کہ کشتوں کے پشتے ہوئے تا فلک

گیا سوئے توران پھر افراسیاب
ہوا شاہ کاوس کے فتحیاب

ہوا ملک ایران میں پھر بندوبست
ہوئے سرکشان جہاں خوب پست

ہوئے شہ کے محکوم دیو و پری
لگے کرنے جون بندگاں چاکری

مکاں پائے نادر بزیر فلک
بنائے بہت کوہ البرز تک

گروں اون مکانونکی تعریف کیا
کہ تھا ہر مکان در دیاقوت کا

سوا اُسکے ہر جا تھی شیشے لگے
جہاندار کاؤس کے حکم سے

غرض دیو فرمائش بادشاہ
سرانجام کرتے تھی شام و پگاہ

ولیکن تنگ آ گئے تھے تمام
وہ ناچار اس فکر میں تھے مدام

کہ شہ کو کسیطرح کیجے ہلاک
جہاں میں رہیں تاکہ بیخوف و باک

پھر ابلیس سے سنکے دژخیم دیو
گیا پس وہیں پیش گیہان خدیو

کیا عرض اے بادشاہ جہان
تو ہے خسرو خسروان جہاں

ولے حیف ہے یہ کہ راز فلک
نہیں تجھکو معلوم کچھ اب تلک

کواکب کی گردش کا بھی نہ نہاں
نہیں تجھپہ احوال کچھ آسماں کا

اگر تو ہو عازم سوئے آسماں
تو ظاہر ہو یکدست راز نہاں

سنی بات جب دیو گمراہ کی
تو گم ہو گئی عقل پھر شاہ کی

یہ کہنے لگا اوس سے پھر تاجور
کہ تو لیجلے گا مجھے چرخ پر

تو میں تجھکو انعام دوں بیشمار
زیادہ کروں عزت و افتخار

وہ بولا کہ تدبیر اوسکی کروں
سر چرخ پر آپ کو لیجلوں

رفتن کاوس شاہ بسیر آسمان و افتادن بدشت چین و آوردن سواران در ایران و باز بر تخت نشستن

گیا پیش ابلیس دژخیم دیو
کہا یوں کہ راضی ہے گیہان خدیو

دلے اوسکی تدبیر فرمائیے
کہ گردوں پہ کسطرح لیجائیے

بتائی وہیں اوسنے تدبیر ایک
کہ نزدیک ابلیس کے تھی وہ نیک

گیا پھر حضور شہ نامدار
عقاب اوسنے جنگل سے منگوائے چار

کھلایا اونہیں گوشت شام و سحر
قوی زور اونکے ہوئے بال و پر

اونہیں ساتھ مردم کے خوگر کیا
کئی روز پھر اون کو فاقہ دیا

رکھی ران بزلا کے اک نیزہ پر
کیا ایک تیار پھر تخت زر

عقابوں کو باندھا تخت سے
کہا پھر یہ شاہ قوی بخت سے

کہ اب بیٹھئے آپ اس تخت پر
ہوا جلوہ گر خسرو نامور

مگر قصد یہ تھا سیر آسماں
کہ ہو بزم آور بہ تیر و کماں

اوڑے تخت کو لیکے چاروں عقاب
سوئے گوشت پرواز کی پھر شتاب

جہاں تک اونہیں زور پرواز تھا
ہوا اوج گیرا بروئے ہوا

نہ ہرگز رہی تاب پرواز جب
سر خاک پر گر پڑا تخت تب

گرا بیشہ چین میں وہ تاجدار
گزند اوسکو پہونچا نہ کچھ زینہار

کہ پکڑے ہوئے تھا قوی تخت کو
غرض دشت میں خسرو نامجو

چہل روز غمگیں و خستہ رہا
پراگندہ و دل شکستہ رہا

شب و روز روتا تھا وہ زار زار
خدا نے کیا رحم انجام کار

بشارت ہوئی غیب سے اونکو
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو

وزیروں نے القصہ کی جستجو
روانہ کئے دیو ہر چار سو

کہی آکے دیووں نے پھر یہ خبر
کہ ہے بیشہ چین میں وہ تاجور

روانہ ہوئے تب سران سپاہ
شہنشہ کو لائے سوئے تخت گاہ

ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر
تو گودرز رستم نے واں آکر

ملامت بہت کی کہ افسوس ہائے
ہوئی یکقلم گم تری عقل و رائے

ستم ہے کہ ہر بار اے بادشاہ
تو دیتا ہے بدخواہ کو تختگاہ

بنا خوب کیا تجھسے کار زمین
کیا قصد تو نے جو چرخ برین

ہوا تو گرفتار خواری سہ بار
ولیکن نہ سمجھا ذرا زنہار

یہ سنکر شہنشہ پشیماں ہوا — خجالت سے سر در گریباں ہوا
لگا عذر کرنے وہ شاہ جہاں — کیا شغل داد و دہش بعد ازاں

کیا بسکہ عدل و کرم صبح و شام — شہنشہ سے راضی ہوئے خاص و عام
سر تاجداراں رہا گیہاں خدیو — پرستار تھے اوسکے افغان و دیو

جہاں میں کوئی شاہ گیتی پناہ — نہ ہرگز ہوا مثل کاؤس شاہ
ولے دہر میں اب جو ہوتا اگر — تو پھر پیش اکبر شہ نامور

کمر باندہنا جاودان بندہ وار — شب و روز ہوتا وہ خدمتگزار
الٰہی یہ شاہ خلائق پناہ — رہے اس جہاں میں بہ تیغ و سپاہ

سمند قلم کی میں پھیروں عناں — لکھوں آگے سہراب کی داستاں

داستان تولد شدن سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

کہیں ایکدن جو بیل نامدار — گیا دشت میں جو برائے شکار
ہوا سیر اک گور کے کھا کباب — کیا پھر وہاں اوسنے آرام خواب

کسی سمت سے آگئے ناگہاں — سواران ترکان عیار واں
تو اتر سوئے رخش ڈالی کمند — کیا گردن رخش کو زیر بند

گئے جبکہ نزدیک اوس رخش کے — تو اوسنے لگد اور دندان سے
کئے چند کس کشتہ اک آن میں — رہائی ہوئی پھر نہ میدان میں

پکڑ لیگئے ترک اس سے اوسے — کیا جفت اک یادیاں اسپ سے
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو — نہ دیکھا کہیں دشت میں رخش کو

وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا — پیادہ بسوئے سمنگان گیا
جو شاہ سمنگاں کو پہونچی خبر — کہ آیا یہاں رستم نامور

تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا — تہمتن سے جا کر یہ اوسنے کہا
ترے ہم ہیں فرمانبر و نیکخواہ — خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ

ادہر اب قدم رنجہ کیونکر کیا — یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا
مرا رخش لائے ترے مرزباں — سراغ اسپ کا مجکو پہونچا یہاں

جہاں ہو وہاں سے بلا رخش کو — کہ آفت یہاں کوئی برپا نہو
وہ بولا کہ اتنا نہ گھبرائیے — نہ تندی کو اب کام فرمائیے

کرم کیجئے میرے ایواں پر اب — بسر کیجئے اب بعیش و طرب
رکھو جمع خاطر کہ رخش آئیگا — سحر آپکے پاس آجائیگا

یہ گفتار سنکر وہ شاداں ہوا — سمنگاں کے سلطان کا مہماں ہوا
مہیا کیا شہ نے چنگ و رباب — شراب مصفا و نقل و کباب

پس پردہ واں اسکو ناگہاں — نمایاں ہوئی اک بت بوستاں
سمنبر گل اندام و شمشاد قد — پری چہرہ مہ رو و خورشید خد

جو دیکھی وہ دلدار آئینہ رو — تو حیران رہا رستم نامجو
یہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا ہے نام — لگی کہنے تب یوں بت لالہ فام

کہ شاہ سمنگاں کی دختر ہوں میں — پری چہرہ و ماہ پیکر ہوں میں
مرا نام تہمینہ ہے اے جواں — رہوں جلوہ پری مرداں سے نہاں

ولے تیری مدت سے دیوانہ ہوں — قرار و صبوری سے بیگانہ ہوں
ہوئی والہ سنکر تری خوبیاں — خدا سے کیا عہد میں نے کہاں

کسیکی نہوں جفت تیرے سوا — تمنائے دل تھی یہ صبح و مسا
تعین کئے میں نے یہ مرزباں — کہ لائیں ترے رخش کو وہ یہاں

بجا لائی میں شکر الطاف رب — کہ وارد ہوا اس محل میں تو اب
یہ سنکر ترے پاس آئی ہوں آن — کروں تا حقیقت مفصل بیان

غرض جبکہ خورشید ہو جلوہ گر — مرے باپ سے میری درخواست کر
وہ چاہے جو مجھسے زیادہ تجھے — کریگا نہ انکار اسبات سے

یہ سنکر وہ رخصت ہوئی دلستاں — ہوا خوش بہت رستم پہلواں
سحر ہو بد شاہ کو کر طلب — تہمتن نے بھیجا یہ پیغام تب

تو لاکر بجا شرط آئین دین — تہمتن کو دی شہ نے دختر وہیں
ہوا اوس سے ہمخواب یکشب جواں — ہوئی حاملہ وہ بت دلستاں

کوئی مہرہ سام و نریمان کا تھا
سو رستم نے اوسکے حوالہ کیا
کہا یوں کہ اے دلبر سیمبر
اگر تجھسے ہووے تولد پسر

تو یہ مہرہ اوسکے بازو سے باندھ
اگر ہووے دختر تو گیسو سے باندھ
بیان کیجیے کیا اثر مہرے کا
کہ ہو پاس جسکے بفضل خدا

تو اوسکے مقابل ہو پیل و شیر
وہ ہو مثل سام و نریمان دلیر
طلب رخش اپنا کیا بعد ازاں
سوار اوسپہ ہوکر ہوا ہیراں

جدائی سے تہمینہ گریاں ہوئی
بہت اوسکی خاطر پریشاں ہوئی
غرض نو مہینے گئے جب گذر
تو پیدا ہوا نازنیں سے پسر

جسیم و قوی پنجہ مانند سام
رکھا شاہ نے اوسکا سہراب نام
وہ یکتا ہے نظروں میں یکسالہ تھا
رخ خوب رنگ گل لالہ تھا

سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
لگا پہرنے میدانمیں لیل و نہار
ہوا جبکہ دہ سالہ وہ سیمتن
لگے ڈرنے مردان شمشیر زن

تہمتن نے زابل سے تہمینہ کو
پسہ یاقوت بھیجے تھے اور لعل و در
طلب کی تھی یہ نازنیں سے خبر
کہ دختر تولد ہوئی یا پسر

ولیکن بت دلستان نے وہاں
لکھا تھا کہ پیدا ہوئی دخت یاں
غرض آکے تہمینہ سے ایک روز
لگا کہنے وہ کودک دلفروز

یہ ہر کوئی پوچھے ہے یاں صبح و شام
کہ تیرے پدر کا بھلا کیا ہے نام
کہوں کیا میں اونکو بتا دیں کیا
یہ سنکر پریچہرہ نے یوں کہا

ترا باپ ہے رستم پہلوان
یل پہلتن گرد کشورستان
دلیران و گردان روئے زمیں
کوئی زینہار اوسکے ہمسر نہیں

ہوئی بعد ازاں وہ بت مہ جمال
ثنا گوئے سام و نریمان و زال
سنا جبکہ سہراب نے یہ سخن
تو پہر یوں لگا کہنے اے سیمتن

کہ بھیجوں کسی کو حضور پدر
کہ پہونچائے دونوں طرف کی خبر
وہ بولی کہ اے پور فرخندہ فال
نہ لانا یہ زنہار دلمیں خیال

ترا نام سنکر جو رستم تجھے
بلا دے تو پہر رنج و غم ہے مجھے
سہا اوسکے وہ شاہ افراسیاب
کیا جسکو رستم نے اکثر خراب

رکھی ہے ترے باپ سے بغض و کیں
یقیں ہے کہ تجھکو وہ چھوڑے نہیں
غرض یہ ہی بہتر کہ تو زینہار
نکر باپ کے نام کو آشکار

ہوا اتنید وہ کودک ارجمند
وہ بولا نہیں بات یہ دلپسند
رکھوں میں نہ پوشیدہ نام پدر
نہیں مجھکو ہرگز کسی کا خطر

سواران ترکان و دہقان کار
فراہم کروں لشکر بیشمار
پہر اک دم میں یوں تخت کاؤس کا
مٹاؤں میں نام و نشان طوس کا

بٹھاؤں تہمتن کو میں تخت پر
کروں اوسکو ایران کا تاجور
کروں قصد پہر سوئے افراسیاب
سر تخت لیلی کا جاکر شتاب

جو رستم پدر ہے تو ہوں میں پسر
نہ دنیا میں کوئی رہے تاجور
پریچہرہ مانند ابر بہار
یہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار

ہوا گرم سہراب بہر رقیباں
کیا اسپ اوسنے طلب بعد ازاں
دکھائے اوسے گلّے نے تمام
کہ جنمیں ہر اک اسپ تھا تیزگام

پسند اوسکو لیکن نہ آیا کوئی
سواری کے لائق نہ پایا کوئی
سر پشت ہاتھ اوسنے جسکے رکھا
شکم اوس ہی کا زمیں سے لگا

ہوا بچہ رخش جب روبرو
تو شاداں ہوا وہ یل نامجو
کہ وہ بادپا چست و شائستہ تھا
قوی تند و چالاک بایستہ تھا

سوار اوسپہ ہوکر یل شیرزاد
نہایت ہوا دلمیں وہ شاد

روان شدن سہراب از توران بسمت ایران برائے جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و فتح کردن سپہدار ایران را

جو تو نے قصد ایران کیا
مہیا لڑائی کا ساماں کیا
زرہ پوش مردان جنگ آوران
فراہم کیا لشکر بیکران

لگا کہنے پھر یوں کہ اے بے عجم
کرو شاہ کاؤس سے چلکے رزم

ہوئے متفق اوسکے تورانیاں
لگے کرنے اغوا اوسے ہر زماں

یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
پھر اوسنے یہ پیغام بھیجا شتاب

کمر باندہ کر کینہ خواہی پہ چست
کیا قصد ایران جو تونے درست

روانہ کیا فوج کو پھر اودہر
کئے اوسمیں سرکردہ دو نامور

یہ افراسیاب اونسے کہنے لگا
کہ رکھیو ذرا دہیان اس بات کا

پدر سے پسر اور پسر سے پدر
ہنوز آشنا نہیں ہے ہمدگر

قوی زور سہراب ہے اور دلیر
یقین ہے کہ جب یہ تہمتن کو زیر

کسی حیلہ سے کیجیو تم ہلاک
اسے بہی ملانا تہ خون و خاک

نہ دشوار تسخیر ایران ہو پہر
ہلاک بد اندیش آساں ہو پہر

سپاہ گراں لیکے وہ نوجواں
ہوا سوئے اقلیم ایران رواں

اکیلا نکل وہ مقابل ہوا
سر جنگ سہراب مایل ہوا

یہ سہراب نے اوس سے پوچھا کہ ہاں
ترا نام کیا ہے بتا اے جواں

کروں سر کو اب تن سے تیرے جدا
یہ کہکر کیا زخم نیزہ رہا

دلیری سے سہراب نے پہلواں
رواں کرکے پہلو میں اوسکے سناں

وہاں ایک تہا گرد ہم پہلواں
اور اوسکی تہی اک دختر دلستاں

جہاں میں تہا گرد آفرید اوسکا نام
ہنر جنگ کے یاد اوسکو تمام

تو مانند مردان شمشیر زن
لباس نبرد اوسنے کر زیب تن

خروشاں ہوئی جبکہ وہ سوئے سیر
تو سہراب حیران ہوا دیکھکر

غرض سوئے سہراب وہ شیر زن
ہوئی جوں نگہ اپنی ناوک فگن

سناں سے اوٹھایا اوسے زین سے
سر خاک ٹپکا وہ کین سے

سوار اسپ پر ہوکے وہ دلربا
ہوئی مثل مردان نبرد آزما

اسیر کمند اوس پری کو کیا
سر زین سے پھر ہوئی وہ جدا

درخشاں ہوا جب رخ نہ جبیں
تو سہراب عاشق ہوا اوس زن

تو بولی کہ تجہے گنج و زر بیشمار
کر اس قید میں ہے مرا اختیار

سر تخت کاؤس رستم کو لیا
سپہدار اقلیم ایران کریں

کہ ہم جانفشانی کو حاضر ہیں سب
نچھاور کرینگے کاؤس کو زندہ اب

کہ بدخواہ میرا ہے کاؤس شاہ
یہ ہے آرزو اسکو کیجے تباہ

تو ہیں ہوں رفیق اب تمہارے جواں
کروں تیرے شامل سپاہ گراں

سنو نام کا اونکے مجہسے بیاں
کہ ہوماں تہا اک دوسرا بارماں

کہ سہراب رستم سے واقف نہ تہا
تہمتن نہ پہچانے سہراب کو

کرو جہد و کوشش یہ صبح و مسا
کہ سہراب و رستم ہوں جنگ آزما

بوقت وغا رستم نامجو
مگر ہو وے کشتہ تو سہراب کو

جو کشتہ ہوں یہ دونوں جنگی سوا
رہے پہر کسے طاقت کارزار

سو افوج کے اوسنے پیدا دو گنج
روانہ کیا پیش سہراب گنج

کوئی قلعہ تہا راہ میں سنگ راہ
ہجیر دلاور تہا واں قلعہ دار

مبارز کیا جبکہ اوسنے طلب
گیا سامنے اوسکے سہراب تب

دیا اوسنے پاسخ کہ ہوں میں ہجیر
قوی بازو و زور مند و دلیر

بہت ندر اوسنے کیا کین سے
ہلا پر نہ سہراب جب زین سے

اوٹہا زین سے پٹکا وہیں خاک پر
اوسے لیگیا پہر گرفتار کر

سو وہ پہلوانی میں تہی بے نظیر
ہنرمند و دانا شجاع و دلیر

سنا جبکہ گرد دلاور ہجیر
ہوا وقت پیکار زندہ اسیر

نخابی سے ہوا دیا پر سپاہ
دلیرانہ آئی پے کارزار

گماں لیگیا تن ہی سپاہ شر
ہوا یا کوئی طفل پیکار جو

لگی کہنچا چہوڑنے تیر جب
سپر لیکے سہراب نے منہ پہ تب

ویلے دنعت نے کہینچکر تیغ کین
دو نیزہ کیا نیزہ کو بس وہیں

دلیری یہ اوسکی جب آئی نظر
تو مشتاق سہراب لینے دو گر

گرا خود تارک سے پہر خاک پر
پریشاں ہوئے موے سر بر کے سر

تہا دلستاں تے یہ سہراب کے
کہ ہو بند سے گر رہائی مجہے

رہا اوسکو سہراب نے پہر کیا
دئے عہد و پیماں محکم لیا

گئی قلعہ میں جبکہ وہ نازنیں
کہ اس دور میں ہے نہیں خوب اب
شتابی سے تو چھوڑ قلعہ کو
تو سہراب کا دل ہوا بیقرار
گیا پیش کاؤس گردوں وقار
تماشا یہ ہے عمر میں خورد ہے
مقابل ہوا جبکہ اوسکے ہجیر
یہ اب مصلحت ہے کہ اے شہریار
کہ اے پیلتن رستم پہلواں
عدو سوز ہے تیری تیغ و سناں
دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
سوا تیرے اے پہلوان جہاں
ہوا گیو نامے کو لیکر رواں
یہ پوچھا کہ اے گیو کر یہ بیاں
یہ وہیں لگا کہنے تب پیلتن
نہ ہی طفل شاید کہ ہو یہ جواں
دروغ اوسکی ماں کہ یہ لکھتی یہاں
کہ ہو یہ بچہ یوں وہاں ہو یا نسب
یہ کہکر کیا جشن ترتیب واں
نہیں اب شتابی ہے لازم توقف یہاں
نہیں کوئی ہمپنجہ تجھسے مرد ورد کو
غنیمت ہے یہ صحبت ہمدگر
ہوا جبکہ روز دوم جلوہ گر
زوارہ جو اوس کا برادر تھا خورد
تو دو دن وہ شاہنشہ نامور

پدر اور برادر سے اوسنے وہیں
گریزاں ہوئے الغرض وقت شب
گیا قلعہ میں پھر ملی ناحجو
ہوئی خاطر آشفتہ پھر لطف دوا
کہا یوں کہ اے خسرو نامدار
کم از چاردہ سال وہ گرد ہے
تو وہ لیگیا اوسکو کرکے اسیر
تو غافل نہو جلد کر فکر کار
ہیں نامور گرد کشورستاں
جہانگیر ہے تیر اگرز گراں
زبوں اوس سے ہیں پہلوانان تمام
نہیں کوئی اوسکے مقابل یہاں
بفرمان شہ سوئے زابلستاں
کہ کس شکل و صورت کا ہے وہ جواں
کہ بیاہی تھی میں نے سمنگان میں زن
جسے سام پیکر کہے ہے جہاں
بھلا کسلئے مجھسے رکھتی نہاں
حضور شہنشاہ عالیجناب
رہی سات دن تک مع شادی کناں
بجالائیے حکم شاہ جہاں
یہ ہے تاب کسکی مقابل ہو
کہ ہے آخر کار چلنا اودہر
تو پھر زابلستان سے با کروفر
اوسے لیگیا ساتھ اپنے وہ گرد
ہوا خشمگیں رستم و گیو پر

جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیاں
ہوا جبکہ خورشید جلوہ کناں
نپایا کہیں مردماں کا نشاں
ادہر تھا یہ ہمدوش فتح و ظفر
جواں ایک آیا ہے توران سے
دلے پیلتن ہے جوان دلیر
گئی سامنے جبکہ گرد آفرید
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگیں
تو ایرانیوں کا ہے پشت پناہ
تو جلدی پہنچ زابلستان سے
سوار تو آنا دیر زود رہے
ہوا نامہ طیار جب سربسر
وہاں جاکے رستم کو نامہ دیا
وہ بولا کہ کہتے ہیں یوں خاص و عام
تو لڑکا ہوا ہووے اوس سے پسر
یہ پھر سوچ کرنے لگا نامور
تہمتن سے کہنے لگا پھر یہ گیو
وہ بولا کہ کیا اضطراب اسقدر
یہ پھر گیو نے روبروئے رستم کہا
یہ بولا وہیں رستم نامدار
لگا دو لگا جب اسپ جالی وا
رہی اور دو روز بزم طرب
روانہ ہوا رستم پہلواں
غرض ہوکے منزل بمنزل رواں
کہا طوس سے یوں زروئے غضب

یہی مصلحت سب نے دیکھی وہاں
تو آواز مردم نہ آئی وہاں
نہ دیکھی جو وہ دختر دلستاں
ادہر گژدہم قلعہ سے بھاگ کر
مشابہ ہے سام و نریمان سے
قوی بازو و ہیبت مانند شیر
تو یہ بھی رہی فتح سے نا امید
تہمتن کو نامہ لکھا پھر یہیں
تو ہے سر گروہ سران سپاہ
کہ آیا ہے اک گرد توران سے
یہاں زور کا اوسکے اک شور ہے
دیا گیو کو شاہ نے مہر کر
وہ حیراں ہوا جبکہ نامہ پڑھا
کہ ترکیب و شکل اوسکی ہے مثل سام
کہ تھی حاملہ مجھسے وہ سیمبر
کہ دختر ہوئی واں یہ آئی خبر
کہ ہے اسطرح حکم کیہاں خدیو
ذرا بادہ لعل گوں نوش کر
کہا اے پہلوان نبرد آزما
نکر خوف و اندیشہ کچھ یہاں
رہیگا نہ سہراب کا پھر نشاں
خوشی سے ہے بادہ کشی روز و شب
گئی ساتھ اوسکے سپاہ گراں
گیا پیش کاؤس جب پہلواں
کہ دو دن کو تو دادہ پیچ آب

که اتنا توقف وہاں کیوں کیا — مرا حکم لائے نہ ہرگز بجا
زبردست تہا طوس ہرچند نر — گیا رستم نامور سے حذر
ہوا پر غضب طوس پر شہریار — کہا جلد لیجا انہیں سوئے دار
پہر اوسنے سوئے رستم سرفراز — کیا لاجرم ہاتھ اپنا دراز
تہمتن نے جہڑکا ہوا اوسکا دست — خروشندہ ہوکے جوں شیر مست
یہ بولا کہ ہے کونسا نامور — جو لیجا کے کہینچے مجھے دار پر
سمجھتا نہیں کون کا تیس ہے — مرے آگے کیا چیز پہر طوس ہے
مجھے جز خداوند یزداں پاک — نہیں ہے کسی کا ذرا خوف و باک
مخاطب ہوا پہر سوئے شہریار — یہ تندی سے بولا یل نامدار
ہو گرم مانند شعلہ تو اب — که بیفائدہ ہے شہا یہ غضب
تو سہراب کو کہینچ اب دار پر — بد اندیش کو خستہ و خوار کر
تبہ کاری کی تو نے اب اختیار — تو شاہی کے لائق نہیں زینہار
کروں آتش خشم کو تیز گر — تو خس سے بھی کمتر ہے پہر تاجور
دلیران دگر دنکش و نامجو — یہ کہتے تہے مجھسے بصد آرزو
که سر پر رکہوا اپنے تاج شہی — که ہو ملک ایراں میں فرماندہی
ولیکن نہ اقبال میں نے کیا — که جز بندگی کچھ ارادہ نہ تہا
پذیرا جو کرتا میں تاج شہی — پہونچتی نہ تجھ تک کلاہ مہی
ہے میری سزا تو نے جو کچھ کہا — بجا ہے روا تو نے جو کچھ کہا
یہ کہکر وہیں رخش پر ہو سوار — روان سوئے زابل ہوا نامدار
جو آزردہ ہو کر گیا پہلواں — تو بیدل ہوئے ہو وہیں پیر و جواں
یہ احوال گودرز سے پہر کہا — وہ سنکر حضور شہنشہ گیا
اوسنے کہا یوں شاہ کاؤس کو — کہو کیا کیا اے شہ نامجو
جو رستم کو آزردہ خاطر کیا — یہ زنہار تجھکو مناسب نہ تہا
پشیماں ہوا شاہ گیتی ستاں — لگا کہنے گودرز سے یوں کہ ہاں
توقف نہ کر اب شتابی سے جا — دلاسا تو کر کے تہمتن کو لا
ہوا اوسسے گودرز وہیں رواں — تہمتن سے جاکر کیا پہر بیاں
یہ ظاہر ہے اور تجھکو معلوم ہے — کہ عاجز ہے دانش سے کاؤس کے
تغیر اوسکو اے پہلواں کچہ نہیں — جو آئے زباں پہ کہے بس وہیں
پشیماں ہوا خود بخود بادشاہ — سر اونکے عہد ہو عذر خواہ
تو ہوویگا آزردہ شہ سے اگر — تبہ ہونگے ایرانیاں سربسر
کہے ہے یہی گرد ہر ایک یاں — کہ سہراب ہے وہ دلاور جواں
کوئی پہلواں جسکے ہمسر نہیں — کوئی گرد اوس سے قوی تر نہیں
خدا کے لئے اے یل نامور — تو ایرانیوں پر ذرا رحم کر
کہ پشت و پناہ دلیراں ہے تو — نگہدار اقلیم ایراں ہے تو
سمند عزیمت کی پہیر اب عناں — تو ہرگز نجا سوئے زابلستاں
دگر نہ ہوں گردان ایراں دلیر — دلیری کریں آپکے مانند شیر
زباں پر ہو لوگوں کے پہر یہ سخن — کہ اک طفل سے رستم پیلتن
یہاں تک ہراساں پریشاں ہوا — کہ بے جنگ یاں سے گریزاں ہوا
یہ سنکر وہیں رستم پہلواں — پہر آیا حضور شہ خسرواں
اوٹہا تخت سے شاہ تعظیم کو — کہا پہر کہ اے رستم نامجو
یہ تندی و گرمی ہی میری سرشت — نہیں چہوٹتی مجھسے یہ خو زشت
بلایا تجھے اسلئے میں نے یاں — کہ ہوں چارہ جو تجھسے اے پہلواں
ترا دیر آنا ہوا ناگوار — ہوا تند پہر تجھپہ بے اختیار
ہوا تو جو آزردہ اے شیر دل — تو پہر میں پشیماں ہوا اور خجل
ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ — کہ بندہ ہوں تیرا سدا بادشاہ
جو کچہ حکم ہووے سو لاؤں بجا — شہنشہ نے ارشاد تب یہ کیا
کریں آج ترتیب بزم طرب — بسر ہم کریں عیش و عشرت میں شب
سحر یاں سے لیکر سپاہ گراں — سوئے دشمن کینہ جو ہوں رواں

رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بہ عزم جنگ با سہراب

ورخشاں ہوا جبکہ مہر منیر
توتھا کاؤس سلطان آفاق گیر
دلیران ایران کو کر کے طلب
یہ بولا کہ تابع ہو رستم کے اب

پل پیلتن با سپاہ گراں
ہوا سنکے سہراب وانسے رواں
چھپا گرد لشکر سے رخسار روز
نہاں ہو گیا مہر گیتی فروز

جو پہونچا وہ نزدیک حصن متین
تو لشکر ہوا واں قامت گزین
گیا پھر وہاں شاہ کاؤس بھی
گئے گیو گودرز و طوس بھی

جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ
تو دیکھا کہ ہے بیکراں یہ سپاہ
یہ ہومان سے کہنے لگا دیکھ تو
کہ ہے کسقدر لشکر جنگجو

جو یہ کثرت فوج آئی نظر
تو ہومان کے ہوش اوڑ گئے بسر
یہ سہراب بولا ہراساں نہو
کروں قتل کدم میں سب فوج کو

کھچا پھر سراپردہ پیش حصار
بفرمان سہراب عالی تبار
گیا اوس سراپردہ میں رات کو
خبر کے لئے رستم نامجو

نظر سے وہ مردم گئے ہو کے نہاں
لگا کرنے دریافت احوال واں
جو دیکھا تو سہراب ہے تخت پر
حبیب و راست ہیں اسکے سب نامور

مہیا ہے بزم نشاط و طرب
خوشی سے مئی لال پیتے ہیں سب
کوئی بزم میں زندہ تھا پہلوان
بڑی اوسپہ اوسکی نظر ناگہاں

اوٹھا اور آکر وہیں پردہ بردہ
لگا پوچھنے یوں کہ ہے کون تو
تہمتن نے اک مشت مارا جو سخت
تو کشتہ ہوا زندہ خفتہ بخت

گیا واں سے پھر رستم نامجو
اور اک شخص ناگاہ آیا ادھر
جو دیکھا تو افتادہ ہے اک جواں
کہ ہرگز نہیں اوسکے قالب میں جاں

کوئی دیکھنے کو جو لایا چراغ
تو زندہ کا واں کشتہ پایا چراغ
یہ سہراب لوگوں سے کہنے لگا
کوئی جاکے جاسوس کاؤس کا

نمود اپنی دکھلا گیا اب یہاں
خبر لیگیا آن کر بیگماں
عوض زندہ کا صبحدم جاکے یوں
کروں ایک لشکر کو میں غرق خوں

نہ چھوڑوں سحر زندہ کاؤس کو
ملاؤں تہ خاک خوں طوس کو
زبان پر تھا سہراب کے یہ سخن
ادھر شام سے رستم پیلتن

یہ کہتا تھا اے بادشاہ جہاں
کروں کیا میں سہراب کا اب بیاں
جوان و قوی ہیکل و زورمند
قد اوسکا ہے مانند نخل بلند

تکلف نہیں اوسمیں کچھ نہ نہاں
لعینہ ہے ہمشکل سام سوار
یہ چاہے ہے اب چرخ فیروزہ رنگ
پدر اور پسر میں بہم ہو وے جنگ

سنی اور دیکھی ہیبت رزم و بزم
پر اب سنئے سہراب و رستم کی رزم

داستان جستن سہراب نشان رستم از ہجیر ہومان و بارمان و نیافتن سراغ

سر چرخ مہ جب نقاب سے نے
کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے
جب آراستہ اپنا لشکر کیا
یہ ہومان سے اور بارمان سے کہا

کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو
کرو اپنی آراستہ فوج کو
ہجیر دلاور کو کر کے طلب
کہا گر کہے راست تو مجھسے اب

تو بخشوں رہائی تجھے بند سے
وہ بولا دلیل اوس تنومند سے
دروغ آگے مردم کے ہے بیفروغ
بھلا کسلئے کوئی بولے دروغ

ہجیر اور سہراب پل بھر وہیں
گئے دونوں بالائے حصن حصین
یہ سہراب کہنے لگا اے ہجیر
پلنگ سراپردہ گردوں نظیر

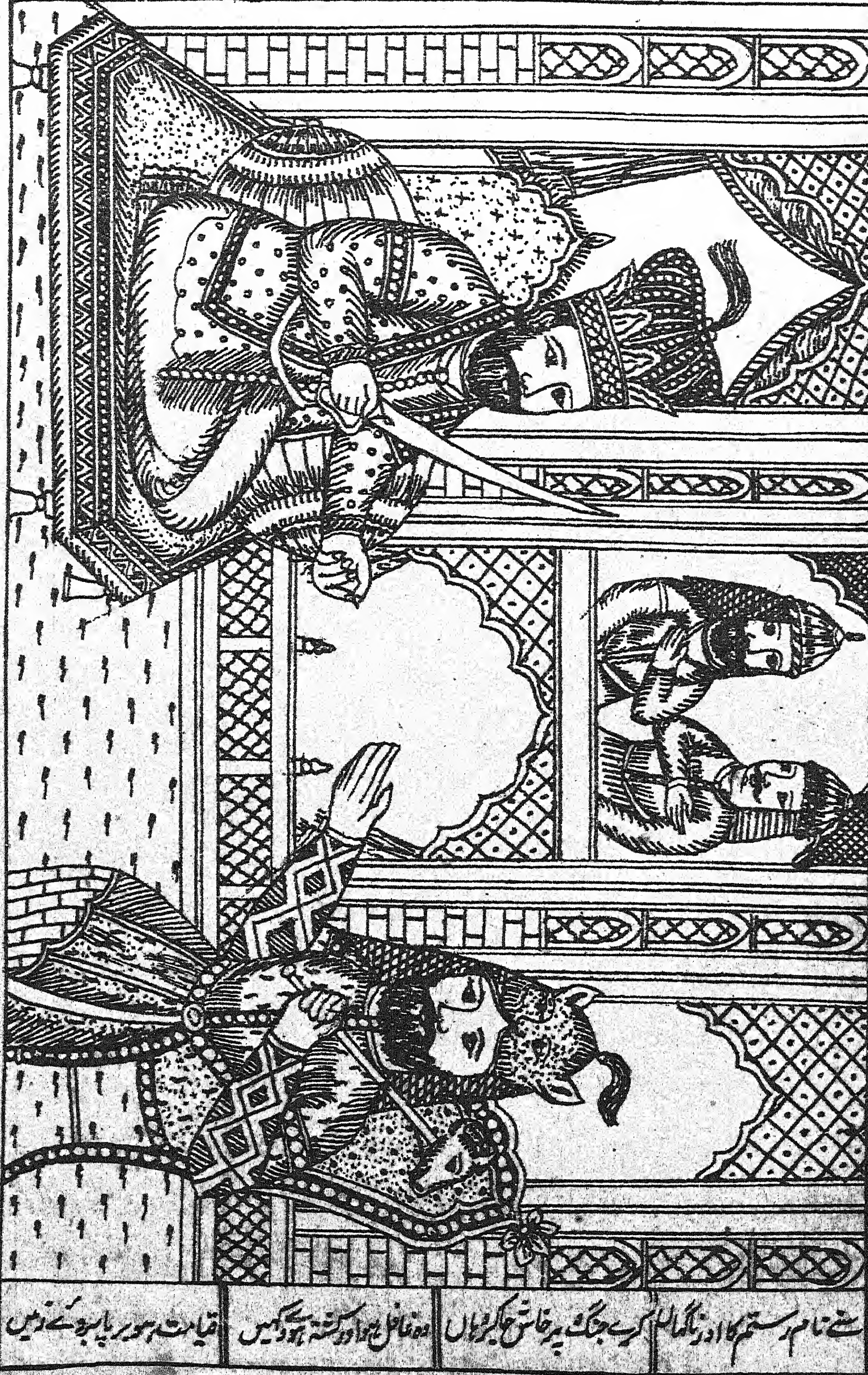
یہ کسکا ہے جلدی بتا مجھکو تو
کہ ہاتھی ہیں جسکے بہت روبرو
وہ بولا کہ اے گرد با عز و جاہ
یہ ہے شاہ کاؤس کی بارگاہ

سوراست کسکا ہے خیمہ بتا
وہ بولا کہ یہ خیمہ ہے طوس کا
کہا پھر سراپردہ لالہ رنگ
یہ کسکا ہے مجھکو بتا بیدرنگ

وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما
خداوند ہے خیمہ سرخ کا
کہا پھر یہ سہراب نے نوجواں
سراپردہ سبز کسکا ہے واں

کھڑا ہے جہاں کا دیبانی درفش — کہ ہے یکقلم سرخ و زرد و بنفش — سو اوسکے چوں تخت کاؤس کے — دکھا اک سراپردہ میں تخت ہے

اگرچہ تھا واقف دلاور ہجیر — کہ ہے خیمۂ رستم شیر گیر — ولے دلمیں اندیشہ اوسنے کیا — مبادا کہیں ترک جنگ آزما



سنے نام رستم کا اور ناگہاں — کرے جنگ پر خاش جاکر یہاں — وہ غافل ہوا اور کشتہ ہووے کہیں — قیامت ہو برپا سبو ئے زمیں

یہی مصلحت ہے کہ اب زینہار
نہ بتلاؤں نام یل نامدار

کہا یوں کہ خاقان چین نے یہاں
سپہ لیکے بھیجا ہے اک پہلواں

کہ ہو یاور شاہ کاؤس کے
یہ اوسکا سراپردہ سبز ہے

وہ بولا کہ اوس گرد کا نام کیا
کہا نام اوس کا نہیں جانتا

کہا دلمیں اوسنے کہ ماں نے وہاں
بتایا تہا رستم کا جو کچھہ نشاں

وہ سب دیکھتا ہوں یہ ہے عجب
کہ ظاہر کیا اوسنے کچھہ اضطراب

کہا پہر ذرا غور سے کر نگاہ
کہ کس نامور کی یہ ہے بارگاہ

یہی اوسنے سہراب سے پہر کہا
کہ خیمہ ہے یہ چین کے گرد کا

کہا پہر یہ سہراب نے ہے کہاں
سراپردۂ رستم پہلواں

یہ سنکر دیا اوسنے پاسخ نہیں
کہ وہ زابلستان سے آیا نہیں

کہا پہر یہ اوسنے رہ لطف سے
کہ بتلا نشان تہمتن مجہے

تو ہو قید سے تا کہ جلدی رہا
کروں تجہہ پہ صرف لطف و عطا

جواب اوسنے اوسکو دیا پہر وہی
جو پہلے کہا تہا کہا پہر وہی

ہوا پہر وہ تند اور کہا اے ہجیر
نہیں یہ تری بات کچہہ دلپذیر

اگر جان کی خیر چاہے ہے تو
تو کہہ بات راست اب مرد ہو

تہمتن کا خیمہ بہی ہوگا مگر
تو زنہار اب مجہسے پنہاں نکر

کروں ورنہ تن سے ترا سر جدا
کروں قید ہستی سے تجہکو رہا

کیا اوسنے پہر اوس سے انکار صاف
وہ لایا زباں پر یہ گفتار صاف

کہ کیا ہے یہ تندی و قہر و غضب
عبث ہے مرے ساتہہ یہ کینہ اب

تہمتن کی مجہکو خبر کچہہ نہیں
تو کہینچے ہے کسواسطے تیغ کیں

یہی جی میں ہے تو بہانہ ہے کیا
مرے تن سے کر شوق سے سر جدا

یہ کہکر لگا کہنے پہر یوں ہجیر
کہ رستم ہے مرد شجاع و دلیر

تن اوسکا ہے مثل تناور درخت
زبردست جیسے توانا و سخت

ہزبران و دیوان و پیل و پلنگ
مقابل نہو اوسکے ہنگام جنگ

کہا سنکے سہراب نے اے جواں
کہاں تونے دیکہے ہیں جنگ آوراں

جہانمیں ہیں ایسے خداوند زور
کہ رستم کو سمجہیں ہیں مانند مور

ہوا غرہ وہ یل نوجواں
کہ رستم کا ہرگز نہ پایا نشاں

بلندی سے اوسنے فرود آنکر
زرہ اور جوشن کیا زیب بر

لیا نیزہ و گرز و تیغ و خدنگ
شتاباں ہوا آکے سو میدان جنگ

جدہر قلب میں شاہ کاؤس تہا
ادہر جاکے سہراب نے یوں کہا

عوض زندہ کے رات کہائی قسم
کروں کشتہ کاؤس کو صبحدم

سواران ایران کو میدان میں
نہ تیغ کہینچی نہیں کی آن میں

اگر پاس نام اور عزت ہی ہے
تو آکر مقابل ہو کاؤس کے

سوا اسکے ہووے جسے عزم جنگ
نبرد آزما مجہسے ہو بیدرنگ

یہ کہکر لگا کہینچے انتظار
کہ آتا ہے اب کونسا نامدار

ولیکن نہ نکلا کوئی نامور
کہ تہا دلمیں ہر اک کے خوف و خطر

کوئی جب نہ اوسکا ہوا ہم نبرد
ہوا تب غضبناک وہ شیر مرد

کہ شاہوں کو غیرت ذرا چاہئے
نہ جنگ آوروں سے ڈرا چاہیئے

چوراتا ہے دل رزم سے جو شہا
تو کیوں نام کاؤس اپنا رکہا

یہ آوازہ کاؤس نے دی وہیں
کہ اے نامداران ایران زمیں

کوئی جلد رستم سے جاکر کہو
کہ یارا نہیں ہے کسی گرد کو

جو اوس گرد سے جاکے ہو کینہ جو
ہراساں و خایف ہیں یکسر سپاہ

دواں طوس پیش تہمتن گیا
تہمتن سے یہ ماجرا سب کہا

کیا تہا یہ رستم نے اوسدم قرار
کہ پہلے کرونگا نہ میں کارزار

کوئی اور جاکر سوے رزمگاہ
بد اندیش سے ہو کوئی کینہ خواہ

مبادا جو سب پہلواں ہوں زبوں
تو پہر میں نبرد آزما اوس سے ہوں

ولے طوس نے جب کیا یہ بیاں
تو ناچار پہر رستم پہلواں

پہنکر زرہ رخش پر ہو سوار
گیا سوے میدان بے کارزار

یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم
ستیزندہ ہوں چلکے یکسر بہم

کہا یوں تہمتن نے اچہا چلو
گئے جبکہ یکسو وہ پیکار جو

تو سہراب نے یوں کہا ایجواں | نہیں ہے کسیکو یہ تاب و تواں
یہ سنکر وہیں رستم نامدار | لگا کہنے اے کودک خام کار
وہ میں ہوں کہ لاوریں نامجو | کہ دیو سپید و سیہ کار کو
وہ کہنے لگا سنکے یہ داستاں | کہ شاید تو ہے رستم پہلواں
یہ سنکر اوسے یاس افزوں ہوئی | بہم جنگ پھر زیر گردوں ہوئی
ہوا زخم کوئی نہ واں کارگر | وہ نیزے شکستہ ہوئے سربسر
بہم ضرب پر ضرب تھی بسکہ تیغ | شکستہ ہوئی آخر کار تیغ
کہ حیران رہا دیکھ چرخ کبود | ہوئے آخرش کج سراسر عمود
عرق میں ہوا تر سراپا بدن | ہوئے خشک یکدست کام و دہن
ذرا راست کرنے لگے اپنا دم | ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم
نہ زنہار دیکھا جہا میں بشر | نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر
بہم دونوں لیکر کمان و خدنگ | دلیران جنگی لگے کرنے جنگ
پکڑ کر کمر ہمدگر بعد ازاں | لگے زور کرنے وہ دونوں جواں
تو دیتا جبل کو زمیں سے ہلا | ولیکن نہ سہراب زیں سے ہلا
یہ ہنسکر لگا کہنے سہراب پھر | کہ ہے جنگ کی تجھ میں کچھ تاب پیر
تو رکھ جمع خاطر کہ وقت پگاہ | ترے ساتھ پھر آکے ہوں رزمخواہ
تہمتن ادھر کھینچکر تیغ کیں | شتاباں ہوا سوے ترکان چیں
یہ رستم کے پھر دلمیں آیا وہیں | مبادا کہ سہراب از روے کیں
شتابی سے تکاور کی موڑی عناں | کہا آکے سہراب سے پھر کہ ہاں
ذرا صبر کر شب کو آج ایجواں | سحر تو ہے اور میرا گرز گراں
اوسے بھی نتھی رزم کی تاب و تب | گیا اپنے لشکر میں سہراب پھر
تہمتن کو شہ نے کیا پھر طلب | جب آیا تو پوچھا وہ احوال سبب
تن اوسکا ہوا آہن سے بھی سخت تر | موثر نہیں جسپہ تیغ و تبر
تسلی اوسے دیکے شہ نے کہا | کریگا ظفریاب تجھکو خدا
کہ سہراب ہر چند ہے خردسال | ملے اسکو ہے زور و قوت کمال

جو مجھسے مقابل ہو میدان میں | کروں گا تجھے قتل اک آن میں
نہ کر سختی اب پختہ کاروں سے تو | نہ جنگ آوروں سے ہو پرخاش تو
کیا کشتہ اکدم میں ہنگام جنگ | نہ جانبر ہوئے مجھسے شیر و پلنگ
وہ بولا کہ زنہار رستم نہیں | میں اوسکا ہوں اک چاکر کمتریں
ہوئے لیکے نیزہ ستیزہ کناں | لگی چلنے باہم سناں پر سناں
دلیروں نے پھر کھینچکر تیغ تیز | کیا گرم بازار کین و ستیز
لیا ہاتھ میں پھر عمود گراں | لڑے اسقدر ہر دو جنگ آوراں
ہوئی پارہ پارہ زرہ یکقلم | رہا پھر نہ زنہار گھوڑوں میں دم
جداگانہ پھر دونوں استادہ ہو | وہ سہراب اور رستم نامجو
تہمتن بھی دل میں یہ کہنے لگا | کہ اس قدرت و قوت و زور کا
پھر اسنتے میں سہراب نے یوں کہا | کہ تیر و کماں سے ہو جنگ آزما
ہوئے دم میں ترکش تہی سربسر | ہوا پر نہ اک تیر بھی کارگر
کیا پہلے رستم نے زور اسقدر | کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر
کیا زور اوسنے بھی ہر چند پر | نہ لیکن ہلا رستم نامور
تہمتن یہ بولا ہوا دن تمام | قریب آگیا ایجواں وقت شام
وہ سہراب پھر لیکے گرز گراں | سوے لشکر شاہ آیا دواں
کہوں کیا کہ اکدن میں یاں اور واں | ہزاروں ہوئے قتل پیر و جواں
کہیں شاہ سے جاکے ہو رزمجو | وہ غیرت سے ضائع کرے آبرو
تو جنگ دلیراں سے واقف نہیں | عبث ہے یہ بیباکی و بغض و کیں
ہوا اسکے گر اب ہے خواہان جنگ | تو پھر ہو مقابل سے بیدرنگ
وہاں سنکے وہ سہراب جب دم گیا | سراپردہ میں اپنے رستم گیا
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال | بڑا ہی دلاور ہے یہ خردسال
اثر اوسپہ کرتا نہیں زینہار | ہر از زور بازو و دم کارزار
شہنشہ سے رخصت ہوا پیلتن | زوارہ سے جاکر کہا یہ سخن
خدا جانے کیا پیش آوے سحر | زہے بخت گر ہمقریں ہو ظفر

میادا اگر کشتہ ہوں تیرے زخم ۔ تو مہر رزم کا اوس سے کیجیو نہ عزم
تو ماں باپ سے جا کے کہیو یہی ۔ ہوا وہ جو کچھ چاہیے تقدیر تھی
زوارہ سے جب کہہ چکا یہ سخن ۔ لگا کرنے گریہ یل پیلتن
تو بدخواہ پر کر مجھے فتحیاب ۔ بداندیش مغلوب ہووے شتاب
یہ ہومان سے بولا کہ اے نیکمرد ۔ عجب پہلوان ہے مرا ہم نبرد
وہ پاتا ہوں میں سر اسر نشاں ۔ مری ماں نے جو کچھ کیا تھا بیاں
یہ سہراب کو اوسنے پاسخ دیا ۔ کہ رستم کو ہوں خوب پہچانتا
ولیکن یہ رستم نہیں زینہار ۔ یقیں جان تو اے یل نامدار

سوئے زال لشکر کو بھیج آئیو ۔ خیال اوس کا دلمیں نہ کچھ لائیو
عبث زاری و آہ و سوز و بکا ۔ بھلا چارہ کیا جبکہ آوے قضا
کہا کر کے زاری کہ ای کردگار ۔ ترے ہوں کرم کا میں امیدوار
ادہر پیلتن کا یہ احوال تھا ۔ ادہر جا کے سہراب جنگ آزما
قوی بازو و سخت چنگال ہے ۔ بعینہ وہ رستم کی تمثال ہے
گماں ہے مجھے یہ مرا ہے پدر ۔ جہاں پہلواں رستم نامور
تہمتن کے ہمشکل ہی یہ جواں ۔ تگاور کی صورت بھی ہے رخش ساں
وہ سمجھا کہ یہ راست گفتار ہے ۔ ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہے

جنگ رستم و سہراب بروز دوم و زیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تاباں جو پرتو فگن ۔ تو سہراب اور رستم پیلتن
ہوئے نرم سہراب کا دل ہوا ۔ سوئے الفت و مہر مائل ہوا
مصمم کیا تو نے اب دلمیں کیا ۔ ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
بہم محفل آرا ہو مے نوش ہوں ۔ بجنگ نے و مے طرب کوش ہوں
تو کیسو ہوتا اور کوئی جواں ۔ یہاں آنکر یہ ستیزہ کناں
نشانی جو کچھ چاہیے ہے عیاں ۔ ولے نام تیرا ہے مجھسے نہاں
تو شاید کہ ہے زال زر کا پسر ۔ یل پیلتن رستم نامور
کہے تھا یہ دلمیں یل پیلتن ۔ نہیں طفل کا اعتبار سخن
بہت میں نے دیکھا فراز و نشیب ۔ نکر مجھسے گفتار مکر و فریب
جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرم کیں ۔ تو ناچار سہراب بولا وہیں
نہیں چاہتا تھا یہ کہ تجسا جواں ۔ مرے ہاتھ سے کشتہ ہووے یہاں
کیا زور رستم نے واں حد سے بیش ۔ گیا آگے سہراب کے کچھ نہ پیش
جو کھینچا پکڑ کر کمر بند کو ۔ تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو
گرا خاک پر جب یل نامور ۔ تو سہراب بیٹھا وہیں سینہ پر
کیا حیلہ رستم نے اوس وقت واں ۔ لگا کہنے سہراب سے اے جواں

پہنکر زرہ رخش پر ہو سوار ۔ گئے سوئے میداں پے کارزار
تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو ۔ کہا دوہیں ہنسکر کہ اے تندخو
یہ بہتر ہے ہم تم نہ ہوں رزمخواہ ۔ کریں راستی اور شام و پگاہ
کریں عہد و پیماں محکم بہم ۔ پشیماں ہو اب کینہ خواہی سے ہم
مرے دلمیں پیدا ہوئی تیری مہر ۔ نہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر
کسی نے بتایا نہیں زینہار ۔ تو کر نام کو اپنے اب آشکار
سر صلح ہر چند تھا وہ جواں ۔ پر ایمن نہ تھا رستم پہلواں
یہ پاسخ دیا پھر کہ سن اے جواں ۔ نہیں میں بھی کودک تو گر ہے جواں
کمر باندھ پشت ہیوں سے اوتر ۔ کہ سرگرم کشتی ہوں اب ہمدگر
تو مائل ہوا سوئے کشتی اگر ۔ تو ہاں میں بھی کشتی کو حاضر ہوں پر
یہ کہکر وہ دونوں یل نامدار ۔ لگے کرنے کشتی کے فن آشکار
ہوا وہ خروشندہ چوں پیل مست ۔ کیا زور سے اوسنے رستم کو پست
زمیں سے بہم پشت رستم ہوئی ۔ خرابی تہ چرخ پر جسم ہوئی
لیا کھینچ پھر خنجر آبگوں ۔ یہ چاہا کہ اوسکو کرے غرق خوں
یہاں تھے یہ آئیں نہیں زینہار ۔ کرے زیر جسکو کوئی ایکبار

تو سر کو کرے اوسکے تن سے جدا
مگر بار دیگر ہو زور آزما

اوسے قوت و زور سے لاوے زیر
کرے شوق سے قتل پہر وہ دلیر

یہ سنکر وہ اسکے اوٹھا سینے سے
غرض ہاتھہ اوٹھایا وہیں کینے سے

گیا پہر وہ سہراب فرخ نہاد
طرف اپنے لشکر کے خندان و شاد

کہا جبکہ ہومان سے یہ ماجرا
کہا اوسنے افسوس اور یوں کہا

کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ
رہا ہو گیا ہاتھہ سے تیرے آہ

ندیکھا تھا لگا ہے فراز و نشیب
تو اک طفل تھا تونے کھایا فریب

تہ دام آیا تہا شیر ژیاں
دیا چہوڑ تونے کیا قہر یاں

ہوئی بیوقوفی یہ تجھسے کمال
رہائی تری اوس سے اب ہے محال

یل نوجواں نے کہا کیا ہے غم
کرونگا اوسے زیر پہر صبحدم

گیا جبکہ رستم سوئے خیمہ گاہ
رہا شکوہ زاری کناں تا پگاہ

دعا اوسنے مانگی کہ اب یا خدا
وہی زور دے مجکو پہلے جو تھا

اوسے ابتدا میں تہا زور اسقدر
زمیں چاک ہوتی تھی ہر گام پر

وہ عاجز بہت وقت رفتار تھا
زمیں پر خرام اوسکو دشوار تھا

ہوا تھا تب اسبات کا خواستگار
کہ کچھہ زور کم ہووے اے کردگار

ہوئی تھی مناجات اوسکی قبول
مراد اوسکی وہ ہو گئی تھی قبول

غرض کرکے شب زاری و انکسار
ہوا زور پیشین کا وہ خواستگار

خدا نے پذیرا کی اوسکی دعا
وہی زور اوسکو کیا پہر عطا

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروز دگر و نوحہ نمودن رستم در ماتمش

سہراب دیکھکر قوت زور و تن
ہوا شادمان پہلوان زمن

سپاس عنایات پروردگار
بجالاکے اور رخش پر ہو سوار

گیا شاد و خرم سوئے رزمگاہ
ہوا جاکے سہراب سے کینہ خواہ

یہ سہراب نخوت سے کہنے لگا
کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا

تو پہر آج آیا سوئے کارزار
عزیز اپنی شاید نہیں جان زار

تہمتن یہ بولا کہ جبتک ہے جاں
ترے ساتھہ ہونگا ستیزہ کناں

وہ کرنے لگے پہر درشتی بہم
ہوئے مائل زور و کشتی بہم

بہم خوب زور آزمائی ہوئی
نہ سہراب کو پہر رہائی ہوئی

پکڑکر کمربند سہراب کا
زمیں سے لیا پیلتن نے اوٹھا

پٹک کر زمیں سے اوسے پہر دہیں
سر سینہ بیٹھا وہ از روئے کیں

تو سوچا کہ یہ گرد زور آزما
جو پہر اوٹھ کھڑا ہو تعجب ہے کیا

غرض کہینچکر خنجر آبدار
کیا سینہ و دل کو اوسکے فگار

وہ خستہ جگر کہینچکر ایک آہ
یہ بولا کہ تہے بخت میرے سیاہ

یہاں میں جو آیا تو یہ تھی مراد
کہ دیدار سے باپ کے ہونگیں شاد

تمنائے دل کچھہ نہ حاصل ہوئی
بملک عدم جان واصل ہوئی

جو دریا میں اب ہووے مسکن گزیں
و یا جا کے بالائے چرخ بریں

مرا باپ تجھکو نچھوڑیگا ہاں
کریگا ہلاک آن کر ایجواں

کہا نام کیا اوسنے تب یوں کہا
کہ ہے نام رستم مرے باپ کا

جب اوس خستہ تن سے سنا یہ سخن
تو غمگیں ہوا رستم پیلتن

پڑا ہو کے بیہوش بس خاک پر
جب آیا ذرا ہوش تب نالہ کر

لگا کہنے اوس سے بگریہ کناں
ترے پاس رستم کا کیا ہے نشاں

کہ میں ہی سیہ بخت رستم ہوں آہ
جہاں جسکی آنکھوں میں ہووے سیاہ

یہ سہراب نے سنکے پاسخ دیا
کہ صد حیف اے گرد گردنکشا

بہت گرم الفت مرا دل ہوا
ملے تو اودہر کچھہ نہ مائل ہوا

نشانی تو دیکھہ اب ذرا کرکے وا
کہ مہرہ ہے بازو پہ میرے بندھا

نہیں زخم سے اب ہے طاقت مجھے
جو کھولوں زرہ اور دکھاؤں تجھے

وہ مہرہ جو دیکھا زرہ کرکے وا
تو رستم نے پہر شور و نالہ کیا

یہ بولا کہ ایجان من بیگناہ
تو کشتہ ہوا ہاتھہ سے میرے آہ



پسر کو کسی نے بھی مارا نہیں
یہی مصلحت ہے کہ ہو نفس ہلاک
تڑپتا تھا سہراب بسمل ادھر
تو سمجھے یہی دل میں پیر و جوان
گئی یہ خبر پیش شاہ جہان
سوئے رزمگہ جاکے لاؤ خبر
جو سہراب سے ہووے پھر گیند وا

نہیں یہ ہوا جو رہا ہر گز کہیں
کروں اپنے سینے کو خنجر سے چاک
ادھر رستم گرد تھا نوحہ گر
کہ کشتہ ہوا رستم پہلواں
کہ رستم سے خالی ہوا اب جہاں
مبادا ہوا کشتہ رستم اگر
نہیں تاب کھتی یہ ہرگز سپاہ

نچھوڑیگا زنہار مجھکو یہ غم
یہ سہراب بولا کہ کیا فائدہ
جو دیکھا کہ رخش یل نامدار
وہیں اڑ گئے یکقلم سب کے ہوش
کیا حکم شہ نے کہ یکبارگی
تو کیجاوے تدبیر کچھ اور یاں
سواران لشکر گئے جا ادھر

رہیگا گرفتار رنج و الم
نہیں چارہ زنہار پیش قضا
کھڑا ہے بہت دیر سے بے سوار
اوٹھا ایک لشکر میں شور و خروش
ادھر جاؤ دوڑا کے اب بارگی
کہ ایسا نہیں کوئی اب پہلواں
تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر

کرے ہے فغاں اور بیتاب ہے
اوٹھا کر سر رستم نامور
ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم
یہ کہکر وہیں کھینچ خنجر لیا
زواره نے پاره گریباں کیا
جگر پر میرے زخم کاری لگا
ہجیر سیہ بخت سے بارہا
مقابل مرے جبکہ رستم ہوا
کوئی کیا کرے کس کا ہے اختیار
یہ احوال سنکر ہوئے نوحہ گر
یہ سہراب دلخستہ نے پھر کہا
بحل تمکو میں نے کیا اپنا خوں
نہو جا کے تمکو نسے پھر کینہ خواہ
اگر زنده رہتا تو ہر ایک پر
جگر خستہ نے جو کہ اوسدم کہا
جو ہے خاص تر نوشدارو دلا
لگا کہنے سنکر یہ شاہ جہاں
برائے پیر مرد خجستہ صفات
کیا سرکشی سے نہ پاس ادب
سوا اسکے سہراب کی گفتگو
کہے تہا وہ مردم سے ہر دم یہی
سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
تہمتن یہ سنکر ہوا دردمند
کہ سہراب کا کام آخر ہوا
فغاں کرکے کہتا تہا یہ دمبدم

ترڑپتا پڑا واں بہی سہراب ہے
لگے پوچہنے سب کہ کیا ہے خبر
رہیگا قیامت تلک یاد غم
کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا
غم و درد سے شور و افغاں کیا
نہیں کچھ بہر دسا ہے اب زیست کا
جو پوچہا تو پوشیدہ اوسنے کہا
تو پرسان حال وس سے ہر دم ہوا
نہیں چارہ تقدیر سے زینہار
زواره ادہر اور رستم ادہر
کسیکو نہیں اس جہاں میں بقا
ولے التماس ایک رکہتا یہ ہوں
نہ کہنچے سے سو ملک توران سپاہ
مراعات کرتا میں شام و سحر
تہمتن نے یکسر پذیرا کیا
مگر اوس سے چارہ ہو سہراب کا
مہیا ہے وہ نوشدارو یہاں
کچھ ہے یاد رستم کی اوس روز بات
رہ و رسم دی ہاتھ سے اپنے سب
سنی خوب تونے وہ وقف ہے تو
کہ رستم کو دوں تخت و تاج شہی
گیا پہر وہ پیش یل پیلتن
گیا آپ پیش شہ ارجمند
نشاں مٹگیا نام آخر ہوا
مرے ہاتہ دونو جب آئیں کرنے قلم

یہ جانا کہ زخمی ہیں دونوں جواں
زره پاره اور چاک کر پیرہن
مرے رو وہ سر پر پڑے ہائے خاک
پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہاتھ
کہا پہر یہ سہراب سے کیا ہے حال
یل پیلتن کے سراپا نشاں
مجھے نام رستم بتایا نہیں
رکہا اوسنے بہی نام اپنا نہاں
پسر کی اجل باپ کے ہاتھ تہی
لگے کوٹنے سینہ و سر یہاں
نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو
کہ زنہار اب رستم ارجمند
کہ مولد مرا ملک توران ہے
پدر بعد میرے مدارا کرے
کہا پہر یہ رستم نے گودرز کو
وہیں آ گئے پیش شہ نامدار
کہ جس سے ہو سہراب پہر تندرست
کہ کیا کیا مجھے ناملایم کہا
سخنہائے دشوار کہکر گیا
سمجھ اپنے دل میں کہ فہمیدہ ہے
جب ایسے دلاور ہوں دو پہلواں
کہا یوں کہ خوب ہے بد شہریار
محل میں تہا اوسدم شہ نامجو
ہوا سنکے رستم پیادہ رواں
جگر گوشہ کو اپنے پہر سجوا

لگا زخم کاری ہے ہو ناتواں
لگا کہنے یوں رستم پیلتن
پسر کو کیا میں نے ناحق ہلاک
لگے رونے گردان فرخ صفات
وہ بولا کہ ہے درد مجھکو کمال
مری ماں نے مجھسے کئے تھے عیاں
رکہا ہائے غافل جتایا نہیں
کیا میرے آگے نہ ہرگز بیاں
ازل سے یہ ٹہری ہوئی بات تہی
کیا دیدۂ تر سے دریا رواں
ذرا صبر کو دل میں اب راہ دو
نہ پہونچا دے لشکر کو میرے گزند
مری جائے بازی وہ میدان ہے
تلطف مدام آشکارا کرے
کہ جا کر حضور شہ تاجور
ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار
توانا و زور آور و چاق و چست
زباں پر جو آیا وہ اوسدم کہا
اوسے قید کوئی نہ یاں کرسکا
جہاں میں تو مرد جہاندیدہ ہے
رہے پہر یہ اورنگ افسر کہاں
بیاں کیا کروں تجھسے ہے آشکار
برآمد ہوا جبکہ پہونچی خبر
گیا نعش پر اوسکی زاری کناں
جہاں میں بہلا قتل کسنے کیا

سنے جبکہ ماں اوسکی تب کیا کیے / جو کچھ وہ سونہ بیجا کیے
غرض رکھکے تابوت میں نعش کو / گیا سوئے خیمہ یل نامجو

وہ اسباب اور خیمہ تھا جسقدر / جلاکر کیا خاک پھر سربسر
ہوئے اوسکے ماتم میں پیر و جواں / خروشاں و گریاں و نالہ کناں

گیا شاہ کاؤس رستم کے پاس / جو دیکھا تو وہ ہے بہت بیحواس
کہا سخت ماتم ہے اور قہر درد / ولے کچھ نہیں چارہ اے نیکمرد

ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر / کوئی دیر جاوے کوئی زودتر
سمجھ اب تو دانا و ہشیار ہے / شکیبائی و صبر درکار ہے

کیا عرض رستم نے اے تاجدار / ہوا سو ہوا کچھ نہیں اختیار
ولے یہ وصیت ہے سہراب کی / کہ ترکوں پہ کیجو نہ لشکرکشی

یہی عرض کرتا ہوں اے شہریار / یہ لطف و کرم کا ہوں امیدوار
کہ ہومان کی حرمت رکھو تم نگاہ / نہووے پراگندہ اوسکی سپاہ

کرو رخصت اوسکو بعز و وقار / یہ سنکر لگا کہنے وہ شہریار
ہوا اب جو تجھکو یہ رنج و الم / تو میرے بھی دلکو ہوا درد و غم

پذیرا کیا میں سنے تیرا سخن / مجھے پاس خاطر ہے اے پیلتن
کریں مجھسے گو ترک اب سرکشی / کروں نہیں نہ زنہار لشکرکشی

زوارہ سے رستم نے پھر یوں کہا / کہ جیحوں تلک ساتھ ہومان کے جا
زوارہ گیا ساتھ جب بیخطر / گیا اب جیحوں سے ہومان گذر

معاودت کاؤس بایران و رفتن رستم با تابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سوئے تخت گاہ / روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ
یل نامور رستم پہلواں / گیا ہوکے رخصت سوئے سیستاں

غرض لیکے تابوت سہراب کا / پراگندہ دل شہر میں جب گیا
سپہ لیکے ہمراہ زال ہونچا وہاں / ہوا ساتھ تابوت کے وہ رواں

خروشاں و گریاں گئے گھر تلک / قیامت تھی برپا بزیر فلک
وہ رودابہ رستم کی ماں اسقدر / ہوئی دیکھ تابوت کو نوحہ گر

کہ برپا وہاں شور محشر ہوا / غضب ایک روئے زمیں پر ہوا
کیا دفن پھر نعش کو زیر خاک / دل پیر و برنا ہوا دردناک

گئی جب یہ سوئے سمنگاں خبر / تو تہمینہ کو غم ہوا اسقدر
کہ آتش وہیں کرکے افروختہ / گری آگ میں یا دل سوختہ

لیا کھینچ مردم نے پھر دوڑ کر / ولیکن چلے سربسر موئے سر
تن نازنیں بھی ہوا داغ داغ / جہاں اوسکی نظروں میں تھا بیچراغ

لگی باپ سے کہنے اے نامجو / کیا قتل رستم نے سہراب کو
سوئے سیستاں کھینچ جلدی سپاہ / تہمتن سے چلکر تو ہو کینہ خواہ

کہا اوسنے اے دختر نازنیں / سپہ اپنی رستم کے ہمسر نہیں
دیا شاہ نے جب اوسے یہ جواب / تو پھر دلمیں کہا کر بہت پیچ و تاب

گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ / سوے سیستاں بادل کینہ خواہ
قریب آنکر اوسنے ایک پہلواں / روانہ کیا اور کہا یوں کہ ہاں

تہمتن سے جاکر تو کہہ یہ سخن / کہ تہمینہ آپہونچی اے پیلتن
وہ لائی ہی ساتھ اپنے فوج گراں / دلیران و گردان جنگ آوراں

رکھے ہی یہی دلمیں اب عزم جزم / کرے سر کو تیرے قلم وقت رزم
فرستادہ پیش تہمتن گیا / سنا تھا جو اوسنے وہ یکسر کہا

یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا / پشیماں بہت دل میں اپنے ہوا
وہیں ساتھ لے زال و رودابہ کو / گیا سوئے تہمینہ وہ نامجو

سراپردے میں اوسکے پہونچے یہ جب / نکل آئی تہمینہ پردے سے تب
بغلگیر دونوں ہوئے ہمدگر / کیا نوحہ سہراب کو یاد کر

کہا زال نے سوئے خانہ چلو / شبستاں کو رشک گلستاں کرو
لگی کہنے تہمینہ اے نیکمرد / مرے دلکو رستم سے پہونچا ہے درد

مرے آگے رستم کو لاؤ شتاب ۔ کیا جسنے یوں اپنے گھر کو خراب
میں پوچھوں یہ اوس سے کہ اے کینہ جو ۔ کیا کشتہ کیوں تونے فرزند کو
گیا پیش تہمینہ جب پہلواں ۔ تو کھینچ اوسنے پھر خنجر جانستاں
یہ چاہا کہ رستم کا چیرے شکم ۔ کرے غرق خوں اوسکو بیدرد ظلم
پکڑ ہاتھ اوسکا لیا زال نے ۔ یہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے
کہ تقدیر پر کچھ نہیں اختیار ۔ نہیں چارہ پیش قضا زینہار
عدم سے جو پھر نا ہو سہراب کا ۔ تو کر رستم و زال کا سر جدا
غرض خوب سمجھا کے وہ نامور ۔ گیا لیکے تہمینہ کو اپنے گھر

رفتن تہمینہ بہ سیستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدنش از رستم وبعد انقضائے مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہمینہ بغم و الم سہراب در یکسال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار ۔ ہم واں لگے رہنے لیل و نہار
ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر ۔ ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر
قوی بازو و گل رخ و لالہ فام ۔ تہمتن نے رکھا فرامرز نام
سپرد ایک دایہ کو وہ ہیں کیا ۔ لگا پرورش پانے وہ مہ لقا
وہ تہمینہ رہتی تھی غمگین مدام ۔ تصور رہتا سہراب کا صبح و شام
دل اوسکا تھا نالاں مژہ خونچکاں ۔ گئے آہ کرتی تھی گاہی فغاں
بس از مرگ سہراب وہ مہ جمال ۔ رہی زندہ با رنج و غم ایکسال
نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار ۔ وہ دے بیٹھی جان اپنی انجام کار
یہ قصہ تو میں کرچکا سب بیاں ۔ سیاوش کی آگے سنو داستاں

داستان تولد شدن ملکزادہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و برائے تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بیشۂ خرم و دلکشا ۔ کہ نزدیک دریائے جیحوں کے تھا
گئے ایکدن واں برائے شکار ۔ ہم طوس اور گیو جنگی سوار
پڑی ناگہاں ایک دختر نظر ۔ پری پیکر و مہوش و سیمبر
لباس اور زیور تھا شاہانہ سب ۔ کرشمہ ستم آن غمزہ غضب
یہ پوچھا جو انوں نے اے مہ لقا ۔ تو ہے کون تیری حقیقت ہے کیا
بت ماہ پیکر یہ کہنے لگی ۔ کہ دختر ہوں میں شاہ بلغار کی
کہ گرسیوز اوسکا جہاں میں ہے نام ۔ وہ نسل فریدوں سے ہے ذوالکرام
مجھے چاہتے تھے بہت تاجور ۔ ولیکن یہ چاہے تھا میرا پدر
کہ توران زمیں کا جو ہے بادشاہ ۔ پشنگ دلاور خداوند جاہ
مرا باندھے ساتھ اوسکے عقد نکاح ۔ نہ زنہار بھائی مجھے یہ صلاح
کہ بیٹا سنا زشت خو ہے پشنگ ۔ نہ کچھ زشت خو زشت رو ہے پشنگ
کیا مجھسے جب ذکر اسبات کا ۔ تو بس صاف انکار میں نے کیا
خفا ہوکے تب شہ نے مارا مجھے ۔ نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے
نکل گھر سے اور اسپ پر ہو سوار ۔ شتابی سے لی میں نے راہ فرار
گذر آب جیحوں سے آئی ادہر ۔ کیا اسپ پر ماندگی نے اثر
غرض جبکہ رفتار سے رہگیا ۔ تو پھر راہ میں چھوڑ اوسکو دیا
پیادہ ہوئی چند فرسنگ رواں ۔ ہوئی آکے اوس دشت میں تب نہاں
وہ دونوں جواں دیکھ پامال ہوئے ۔ خدنگ نگہ کے وہ گھایل ہوئے
ہوئے خواستگار بت سیمبر ۔ لگے کرنے پرخاش با ہمدگر
بہم آخر پرخاش پایا قرار ۔ کہ لے چلئے پیش شہ نامدار
جسے حکم دے خسرو نامجو ۔ وہ لے شوق سے اس پری چہرہ کو
گئے لیکے جب پیش کاؤس شاہ ۔ ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ

کسیکو نہ زنہار شہ نے دیا
پری چہرہ کو پاس اپنے رکھا

بندھا عقد باہم بآئین دیں
ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبیں

گئے نو مہینے جب اوس پر گذر
تو پیدا ہوا پور رشک قمر

نظر کرکے طالع پہ شہزادہ کے
منجم شہنشہ سے کہنے لگے

کہ اے شاہ اسکے پریشاں ہیں بخت
ہوا اسکے غمگیں خداوند تخت

سیاوش کہا نام شہزادہ کا
وہیں پرورش پھر وہ پانے لگا

ولیکن دل شاہ تھا پر ملال
تھا تربیت کا کچھ اوسکے خیال

کہیں ان دنوں رستم آیا وہاں
لگا کہنے اے خسرو خسرواں

اسے زابلستاں میں بھیجا وہیں
ہنرہائے شاہانہ سکھلا دیں

کیا شاہ نے وہیں اوسکو سپرد
غرض لیگیا زابلستاں میں گرد

ہنر پروراں کے حوالے کیا
ہوئے پھر وہ مصروف صبح و مسا

طریق ہنر و شکار و ادب
ہنرہائے شاہانہ سکھلا سب

سیاوش جہاں میں ہوا بے نظیر
ہنرمند و دانا شجاع و دلیر

سیاوش نے رستم کو پھر ایک روز
کہا یوں کہ اے رستم نیک روز

مجھے یہ تمنا ہے شام و سحر
کہ حاصل کروں پابوس پدر

یہ سنکر مہیا کر اسباب جاہ
زر و نعمت و اسپ و فیل و کلاہ

کیا عرض شہزادہ سے یوں کہ اب
رواں ہو جئے بانشاط و طرب

وہ بولا کہ تجھ بن نہیں جاؤنگا
تہمتن نے پھر پاس خاطر کیا

باریاب شدن سیاوش بحضور پدر بمعیت رستم و پیشواز رفتن سران سپاہ

گیا ساتھ شہزادہ کے آپ بھی
حضور شہنشاہ باصد خوشی

اوسے لیگئے پیشوا آکے سب
ہوا دیکھکر شہ قرین طرب

بہت لطف مصروف اوس پر کیا
سیاوش کی خاطر کو خوشتر کیا

ہنر پر جب اوسکے ہوئی آگہی
تو رستم کو بھی آفرین خوب کی

حضور اپنے پھر شہ نے تا ہفت سال
رکھا اوسکو مشغول کسب کمال

یہ دل چاہتا تھا پھر شہ دہر کا
کہ ملک اوسکو دے ماوراء النہر کا

بجاہ و حشم ہو کے یاں سے رواں
سیاوش کرے حکمرانی وہاں

کہ اتنے میں سودابہ مہ جبیں
جہاندار کی زوجہ اولیں

یہ کہنے لگی شاہ کاوس سے
کہ اے شاہ یہ آرزو ہے مجھے

سیاوش کو اک دختر خواندہ دوں
اوسے کتخدا ساتھ اسکے کروں

جہاندار بولا کہ بہتر ہے پر
سیاوش کو راضی کرے سیمبر

طلب اوسنے شہزادہ کو جب کیا
تو پھر شہ سے لیکر اجازت گیا

سیاوش پہ عاشق تھی وہ مہ جبیں
سیاوش گیا جب تو اوسنے وہیں

پکڑ تنگ آغوش میں شوق سے
لئے اوسکے بوسے کئی ذوق سے

ہوئی گرم مہر اوس سے جب وہ پری
وہ سمجھا کہ ہے الفت مادری

کئی دختر خواندہ زہرہ جبیں
کہ نسل سے بادشاہوں کے تھیں

اونہیں طلب کرکے باصد خوشی
سیاوش سے سودابہ کہنے لگی

ہوا موبدان سے یہ مجھکو عیاں
ترے تخم سے اک پسر ہو جواں

خداوند ہو تخت و دیہیم کا
شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا

یہ سنکر تمنا ہوئی یہ مجھے
کہ وہ میری دختر کے ہو بطن سے

یہ دختر جو حاضر ہیں تیرے حضور
کہیں حسن میں رشک غلمان و حور

تو انمیں سے کر ایک کو اب قبول
تمنائے دل تا کہ ہووے حصول

رہا سنکے خاموش وہ نامدار
نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار

کیا یہ بھی اندیشہ دلمیں وہیں
کہ ماں یہ حقیقی مری کچھ نہیں

یہ کیا ذکر جو حد شفقت کرے
تعجب نہیں گر عداوت کرے

سوا اسکے کہتے ہیں سب حیلہ ساز
عذر اوس سے بہتر ہے اور احتراز

وہ کہتی تھی ٹک کھول اپنی زباں
یہ دلتنگ و لب بستہ تھا غنچہ ساں

وہ سمجھی کبھی اسکو شرم و حجاب
جو دیتا نہیں بات کا کچھ جواب

کیا سب کو رخصت اکیلی بھی / سیاوش سے پھر یہ حکایت کہی
تو بر لا شتابی سے اب کام دل / کہ حاصل تجھے ہووے آرام دل
سپاہ جہاندار کاؤس کے / سراسر مرے تابع حکم ہے
جھکائے ہوئے سر کو وہ ماندہ / یہہ چاہی تہا اے وانسے راہ فرار
یہ سوچا ملکزادۂ نامور / کہ تندی و سختی کروں کچھ اگر
نہ دیکھا کوئی چارہ جز انعقاد / تو ناچار بولا وہ فرخ نہاد
ولیکن نہ کچھ اور کچھ آرزو / ادب ہے ترا مجھکو مادر ہے تو
کیا اُسکو رخصت بلطف طرب / کہا پھر کاؤس سے وقت شب
ہوا شاد و خرم شہ ذوالکرم / دیا اُسکو اسباب شادی تمام
زر و گوہر و نعمت بیکران / ترے واسطے شہ نے لائی یہان
یہ سب نعمت و دختر [illegible] / تجھے دونگی اب آنکھ مین سیاہ
کہا جا کے اُس شاہ رومی زمین / سیاوش مرے پاس آتا نہین
وہ لائی زبان پر تمنائے دوش / کہا کچھ نہیں عشق مین تیری ہوش
تو ہمخواب ہو مجھ سے دلشاد کر / مجھے بند سے غم کے آزاد کر
تو ہے بانوی شاہ کشورکشا / بھلا کسطرح مجھ سے ہو کچھ خطا
کیا شاہزادے نے انکار جب / وہ سودابہ فتنہ انگیز تب
سیاوش وہان سے شتابان ہوا / وہ دامن چھڑا کر گریزان ہوا
غرض فتنہ ایک اُس نے برپا کیا / کہ یکبارگی شور و غوغا کیا
خراشیدہ ناخن سے رخ کو کیا / پریشان کئے بال سر تا بپا
یہ سنکر گیا خسرو نامور / یہ احوال سودابہ کا دیکھ کر
کہ شاہا سیاوش نے یان آن کے / بگاڑا مجھے زور سر پنجہ سے
بدشواری اُس سے ہوئی مین رہا / مرا پاک عصیان سے دامن رہا
کہا یون کہ اب راز کر آشکار / نہ کہنا بجز راستی زینہار
تو بولی وہ سودابہ حیلہ گر / کہ باطل ہے گفتار یہ سربسر
معطر تھی پوشاک سودابہ کی / سیاوش کا جامہ تھا جسسے تہی

ہوئی منقضی مدت ہفت سال / کہ عاشق ہوئین تجھپہ اہل جمال
تجھے بعد کاؤس کشورستان / کروں گی مین فرمانروائے جہان
فریب و فسون ہر چند اُسکو دئے / لب آہ نہ شہزادے نے وا کئے
اوٹھا جب تو سودابہ نے بیدرنگ / لیا بوسہ پھر کھینچکر بر مین تنگ
میادا غضبناک ہو جائے یہ / بلا کوئی سر پر مرے لائے یہ
ہے عقد دختر جو تو نے کہا / یہ البتہ مین نے پذیرا کیا
سیاوش نے یہ بات جسدم کہی / تو سودابہ کی جمع خاطر ہوئی
کہ دختر کو میری پذیرا کیا / ملکزادہ نامور نے شہا
سیاوش کو اُسنے بروز دگر / یہ پیغام بھیجا کہ اے نامور
سوا اُسکے اسباب شادی جدا / تکلف سے مین نے مہیا کیا
نہ آیا وہ شہزادۂ کامگار / گئی پھر حضور شہ تاجدار
شہنشہ نے اُسکو تقید کیا / ملکزادہ ناچار پھر وان گیا
جو آئی پہ میرے ذرا کر نگاہ / نہ منہ موڑ زنہار اے رشک ماہ
یہ سن کر لگا کہنے وہ نامدار / توقع یہ مجھ سے نہ رکھ زینہار
یہ کہتا ہون مین تجھسے اب صاف صاف / کہ اس کام سے رکھ مجھے تو معاف
اوٹھی تخت سے ہو کے پر خشمگین / سیاوش کے دامن کو پکڑا وہین
لگی کہنے سودابہ کر کے فغان / بلا کیا ترے سر پہ لاتی ہون یان
کیا پارہ پارہ گریبان کو / کیا چاک اپنے دامان کو
کنیزین بھی اُسکے اشارے سے وان / لگین کرنے غوغا و شور و فغان
لگا پوچھنے کہ حقیقت ہے کیا / رہ مکر سے اوسنے ظاہر کیا
کیا یہ ارادہ کہ بیخوف و باک / کرے میرے داماں عصمت کو چاک
سنا جب یہ قصہ ہوا پر غضب / سیاوش کو شہ نے کیا پھر طلب
کیا اوسنے احوال سارا بیان / وہ راز تہمت کیا سب عیان
لگا سونگھنے اوسکے پیرخت کو / شہ نامور خسرو نامجو
ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین / کیا خوار اُس حیلہ گر کو وہین

اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ ۔ کرے سر کو اُسکے جدا بے دریغ
ولیکن یہ اندیشہ دل میں کیا ۔ کہ پر زور ہے باپ سودابہ کا
مبادا کہ پیدا کرے کچھ فساد ۔ خلل ملک مین لائے وہ بدنہاد
سوا اُسکے تھا مبتلا اُسکا شاہ ۔ کہ تھی حسن مین غیرت مہر و ماہ
شبستان مین اوسکے کوئی نازنین ۔ نہ تھی مثل سودابہ نازنین
بہت خرد تھے اُسکے فرزند بھی ۔ غرض اس لئے در گذر اُس سے کی
یہ سودابہ سے شاہ نے پھر کہا ۔ سیاوش کو دیکھا تو ہے بیخطا
تو خاموش ہو راز کو کر نہان ۔ نہ ہو خوار عالم مین کرکے فغان
نہ سمجھی وے لیکن وہ حیلہ ساز ۔ نہ آئی ذرا بیحیائی سے باز
یہی شہ سے کہتی تھی صبح و مسا ۔ سیاوش کو پہونچا عقوبت شہا
وے بات اُسکی شہ نابکار ۔ پذیرا نہ کرتا تھا کچھ زینہار
اسی فکر مین تھی وہ دائن ناک ۔ کسی حیلہ سے اُسکو کیجے ہلاک
ہوئی حاملہ گمان ایک تن ۔ ہوئی خوش وہ سنکر یہ ظالم سخن
لگی کہنے پھر اُس سے وہ کینہ جو ۔ کہ اس حمل کو کر دے اسقاط تو
خصوص اپنے کرکے طلب دو تر ۔ کیا شاد دیکے اوسے سیم و زر
کنیزو تم کو میری ہو اوسدم خبر ۔ کریں تاکہ غوغا وہ سب سر بسر
شہنشاہ کا وہیں ساتھ جب ۔ سیاوش کا تو بچہ نام تب
ہم خفتہ تھے اکدن دو آنکو ۔ وہ سودابہ اور خسرو نامجو
کنیزان یکایک خش و شان میں ۔ وہ سرگرم فریاد و افغاں ہوئین
ہوا سنکے بیدار فرمان روا ۔ یہ پوچھا کہ یہ شور و غوغا ہے کیا
کنیزوں نے کاوش سے یہ کہا ۔ فلانی حرم ہے جو تیری شہا
ہوئے اُس سے پیدا دو مردہ پسر ۔ کہا شہ نے لاؤ انہیں زود تر
وہ رکھہ طشت میں لیکنین بسترِ بیاہ ۔ لگا شاہ حیرت سے کرنے نگاہ
جب اُن سے پوچھا حقیقت کیا ۔ یہ کمبخت نے تب گذارش کیا
یہ بچے سیاوش کے ہیں تخم سے ۔ کہ بیخواب اوسنے کیا تھا مجھے
یہ سودابہ نے سنکے شہ سے کہا ۔ مری بات کا تجھکو باور نہ تھا
وے نقل دیکھا سیاوش کا اب ۔ کہ کیا کام اوسنے کیا ہے غضب
شہنشاہ خاموش حیران ہوا ۔ بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
وہیں اوسکے فی الفور یا ہر کیا ۔ طلب اہل تنجیم کو وان کیا
دکھائے وہ نہیں ہر دو مردہ پسر ۔ کہا اونکے طالع پہ کرکے نظر
یہ ظاہر کرو کسکے ہین تخم سے ۔ خبر راز پنہان سے اب دو مجھے
وہین طالع بخت کو دیکھ کر ۔ لگے غور کرنے وہ شام و سحر
کہا بعد یکھفتہ اے شہریار ۔ یہ تخم کیاں سے نہیں زینہار
کیا راز پنہان ناپاک زن ۔ عیاں سر بسر پیش شاہ زمن
جو اختر شناسوں نے ظاہر کیا ۔ تو سودابہ سے شہ نے جا کر کہا
وہ بولی کہ اے شاہ جوہر شناس ۔ تہمتن سے ڈرتے ہیں اختر شناس
نہیں راست گفتار یہ نہاں ۔ نہیں اُنکی کچھ بات پر اعتبار
سیاوش کو واجب ہے یونہی سزا ۔ سزاوار ہے قتل اہل خطا
رہا سن کے خاموش کاوس شاہ ۔ کہ بیچارہ شہزادہ تھا بیگناہ
بداندیش از بسکہ سودابہ تھی ۔ شہ نامور سے یہ کہنے لگی
حمایت تو کرتا ہے بیٹے کی اب ۔ ستم ہے ستم ہے غضب ہے غضب
کیا اور کرتا ہے مجھکو خراب ۔ یہ کہکر لیا زہر قاتل شتاب
کہا یوں کہ مرتی ہوں مین کھا کے زہر ۔ ہوا سنکے ناچار تب شاہ دہر
یہ ٹھہرا کہ شہزادۂ نامدار ۔ پڑے آگ کے درمیاں ایک بار
اگر ہے گنہگار جل جائے گا ۔ وگرنہ نہ ایذا ذرا پائے گا
ہوئی آتش افروختہ جب وہاں ۔ لگا کہنے تب شاہ سے وہ جوان
خطر کیا ہے اے شاہ فرخ خصال ۔ نہیں راستی کو ہے ہرگز زوال
خدا ہے نگہبان مرا ہر زمان ۔ کہ ہو واقف آشکار و نہاں
خداوند غفار کو یاد کر ۔ سیاوش گیا آگ میں بیخطر
نہ پہونچا اوسے کچھ ضرر زینہار ۔ سلامت وہ نکلا بانجام کار



سیاوش کو شہ نے بغل میں لیا | سر و چشم پر اوسکے بوسہ دیا
ولیکن شفاعت سیاوش نے کی | بہانہ ہی چاہتا تھا اوس کو بھی
ہوا سخت سودابہ پر خشمناک | کہا یون کہ کرتا ہون تجھکو ہلاک
سر جرم سے گذرا سب دل شاد | غرض و سپہ کی مرحمت کی نگاہ

داستان رفتن ملکزادہ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سودابہ از بسکہ بد کیش تھی | سیاوش کی ناحق بد اندیش تھی
ملکزادہ کے قتل کا قصد تھا | یہ تدبیر تھی اوسکی صبح و مسا

خطرناک ہوتا تھا وہ نام دار
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال
شتابی کہیں یان سے مجھکو نکال

یہ پہونچی خبر اُن دنون ناگمان
کہ توران سے آیا لشکر پہلوان
ادہر پھر ہوا عازم افراسیاب
یہ سنکر جہاندار عالیجناب

ہوا خشمناک اور کہنے لگا
کہ اے نامداران جنگ آزما
بد اندیش ترکان نخوت شعار
نہیں عہد و پیمان پر استوار

کبھی صلح جو ہون کبھی کینہ خواہ
یہ رکھتے ہین دل مین خیال تباہ
سپہ کھینچکر بلخ تک اب کی بار
کرون اونکو آوارہ قتل و خوار

سیاوش نے کاوس سے یہ کہا
کہ اے شاہ شاہان کشور کشا
مجھے بھیجئے سوئے افراسیاب
کرون جا کے اُسکو تباہ و خراب

کہا شہ نے تجھکو کہان ہے یہ تاب
جو ٹہرے ذرا پیش افراسیاب
زبردست ہے تجھسے وہ اے جوان
قوی جنگ ہین اُسکے سب پہلوان

یہ مقصود تھا اُسکو اس بات سے
کہ دو دو ہو اب خصم بد ذات سے
یہ بہتر ہے مین آپ لیکر سپاہ
بد اندیش سے جا کے ہوون نبرد خواہ

وہ بولا کہ اُس سے نہ کمتر ہون مین
ہنر اور قوت مین ہمسر نہین
یہ لشکر بھی اپنا ہے جنگ آزما
سدا فوج توران پہ غالب رہا

حضور شہنشاہ جوہر شناس
کیا پھر تہمتن نے یہ التماس
کہ ہمراہ شہزادہ نامدار
مجھے کیجئے رخصت اے شہریار

کرو آپ تکلیف ہرگز نہ اب
رہو یان با آرام عیش و طرب
ملکزادہ اور بندہ کافی ہین یان
پے جنگ ترکان نخوت نشان

اونہین الغرض دیکے سامان جنگ
روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ
وہ شہزادہ اور رستم نامور
دلیری سے پہونچا در بلخ پر

وہان پر جو تھا حکمران تازیان
سو آیا پے کینہ خواہی دوان
ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز
تو بس اُسنے لی وہ وہین راہ گریز

نہ ہرگز رہی طاقت کارزار
ہوا جبکہ محصور انجام کار
یہ سنکر سپہ بلخ پہونچا شتاب
سپہ لیکے داماد افراسیاب

دلاور تھا گرشیوز اُسکا تھا نام
ہوا دیکھکر تالیان شاد کام
بہم متفق ہوکے پھر بیدرنگ
ہوئے شاہزادے سے خواہان جنگ

رہا خوب دو روز تک کشت و خون
کیا فوج ایران نے اُنکو زبون
ہوئی رزم کی پھر نہ تاب و توان
تو ناچار گرشیوز و نامیان

گریزان ہو جیحون سے گذرا شتاب
گئے خستہ دل پیش افراسیاب
ہوا بلخ مین دخل شہزادہ کا
یہ شہزادہ نے پھر ارادہ کیا

کہ ہو کر روان بلخ سے پیشتر
گذر آب جیحون سے پا کر ظفر
سپہ دار توران سے ہو نبرد خواہ
کرے اُسکے لشکر کو یکسر تباہ

سران سپہ نے یہ اُس سے کہا
کہ جلدی کو مت کام فرما ذرا
تو لکھہ شاہ کو نامہ اے نامدار
وہ کچھ لکھے جو تجھے شہریار

سیاوش نے مرقوم نامہ کیا
لکھا یہ کہ اے شاہ کشور کشا
گیا حاکم بلخ کھا کر شکست
اور اپنا ہوا بلخ مین بندوبست

گذر جاؤن جیحون سے گر حکم ہو
سپہ دار توران سے ہو رزم جو
لکھا شاہ کاوس نے یہ جواب
کہ بدبخت بیکار افراسیاب

اگر وہ جیحون سے آیا ادہر
تو ہرگز اُدہر کا ارادہ نہ کر
سیاوش بفرمان شاہ جہان
ہوا بلخ مین پھر توقف کنان

آمدن گرشیوز داماد افراسیاب با ہدایہ نزد سیاوش بدرخواست صلح و آزردگی کاوس و طلب سیاوش

جہان تھا سپہدار توران وہان
گیا جب وہ گرشیوز و تازیان
گذارش کیا اوسنے احوال جنگ
یہ سنکر اوڑا اوسکے چہرے کا رنگ

گیا خود بخود شب وہ افراسیاب
تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب
ہوا ہول سے اُسکے گرم فغان
سنا جب تو گرشیوز آیا دوان

یہ پوچھا کہ اے مرد نامور — تجھے خواب میں اب پڑا کیا نظر
یہ کہنے لگا اُس سے افراسیاب — کہ اسوقت دیکھا ہے مینے خواب
نمایاں ہوا ابر میں ایک بار — ہوا رخ سے ایران کے اک سوار
کیا میرے لشکر کو اوسنے ہلاک — ملایا ہر اک کو تہ خون و خاک
جوان ایک تہا رشک خورشید و ماہ — وہ بیٹھا تہا نزدیک کاؤس شاہ
ہوا دلکو از بسکہ اُسوقت ڈر — خروشاں ہوا پہر میں آنکہہ مرد
نہ دلمیں ذرا خوف اندیشہ کر — میسر تجھے ہوگی فتح و ظفر
طلب و منود دانشوروں کو کیا — مفصل کہا ماجرا خواب کا
دے ایک نے عہد و پیمان لیا — سپہ دار توران سے ہر یوں کہا
وگرنہ خرابی پڑے ہے نظر — مبادا کہ ہو جائے نوع دگر
دوان پہر کیا شہ نے داماد کو — سو بادشہ زادہ نام جو
گیا جبکہ گرشیوز نام جو — سیاوش اوٹہا دوہیں تعظیم کو
سیاوش ہوا دیکہکر شادمان — پہر اک بزم آراستہ کی وہان
اُٹہا دوہیں داماد افراسیاب — ہوا جاکے سرگرم آرام و خواب
ہوا آشتی خواہ افراسیاب — تہمتن نے سنکر دیا یہ جواب
دلے نخت مکار ہے بدنہاد — نہیں اوسکے کچہہ قول پر اعتماد
جنہیں ہم کہیں سو دو آدمیں بیان — برسم گروگان یہیں جا دوان
ہمیں اسطرح صلح منظور ہے — وگرنہ رہ آشتی دور ہے
یہ احوال لکہہ اوسنے قاصد شتاب — روانہ کیا پیش افراسیاب
بخارا و خوارزم اور چاچ بہی — سمرقند و سنجاب کے تہے سبہی
تہمتن نے جنکا لیا نام تہا — رواں پیش شہزادہ اُنکو کیا
لکہا صلح کا شہ کو احوال سب — کئے تحفے توران کے ارسال سب
اوڑی مول سے اوسکا ہوش و حواس — بہت دلمیں اُسکے ہی خوف و ہراس
کہ تیرا اسعاد ان ہی پروردگار — ظفرمند ہوگا تو اے شہریار
حضور شہنشہ جو رستم گیا — کیا ماجرا سب بیان صلح کا

جو کیکاؤس گی تو خرد نشان ہوا — ہراسان ہوا دل پریشان ہوا
کہ اک دشت میں سینکڑوں سانپ ہیں — مری فوج بہی ہے وہاں اور وہیں
وہیں باد صرصر ہویدا ہوئی — پہر اُسمیں سے اک فوج پیدا ہوئی
پکڑ کر مجہے لے گئے مردمان — شہنشاہ کاؤس بہی تہا جہاں
اوٹہا وہیں اور کہینچکر اپنی تیغ — کیا چاک پہلو مرا بیدریغ
لگا کہنے داماد افراسیاب — کہ برعکس ہوتی ہے تعبیر خواب
یہ تعبیر اُسکی نہ آئی پسند — گیا دل سے ہرگز نہ خوف گزند
ہوئے سنکے خاموش دانشوران — کہ تہا دلمیں ہر اک کے خوف جان
کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو — سیاوش سے اے شاہ ہو صلح جو
پسند آئی گفتار اختر شناس — عطا کی اوسے نعمت بیقیاس
فقط نامہ اُسکے حوالے نہ تہا — تحایف بہی انواع وہ لے گیا
وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا — پئے آشتی اُس نے کی التجا
ہوئی محفل آرا بعیش و طرب — گئی الغرض جب کہ نصف شب
سیاوش نے رستم سے پہر یہ کہا — کہ اے پہلوان مصلحت اب ہے کیا
کہ بدخواہ عاجز ہوا اجبال — کی آشتی کا تب اوسنے سوال
فرستادہ کو دیجئے یہ جواب — کہ گردان خویشان افراسیاب
تعلق ہی ایران کے جو کچہہ کہو — کہ اُس سے بہی اب دست بردار ہو
سحر جبکہ گرشیوز آیا وہاں — کیا اُسنے مرکوز خاطر عیان
کیا شاہ توران نے سب کچہہ قبول — ہوئی آرزو دلکی سب حصول
عزیزان و خویشان فرخ نہاد — دلیران و گردان و عالی نژاد
ہوا شاد شہزادہ نامدار — تہمتن کو بہیجا سوئے شہریار
سنی تہی خبر شاہ نے بیشتر — کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر
سوا اُسکے اخترشناسوں نے بہی — کہا شاہ کاؤس سے تہا یہی
تبہ ہوگی افواج افراسیاب — وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب
لگا کہنے تب بادشاہ جہان — نہیں صلح منظور اے پہلوان

یہ پھر رستم پہلوان نے کہا ۔ کہ ہے جنگ سے صلح بہتر شہا
کہا شہ نے تم صلح کرتے ہو گر ۔ تو میں ور کو بھیجتا ہوں ادھر

تہمتن نے آزردہ ہو کر کہا ۔ کہ حاضر رہونگا میں یا خسروا
روانہ کیا طوس کو پھر شتاب ۔ جہاندار نے سوئے افراسیاب

کہا کچھ تامل توقف و درنگ ۔ نہ کیجو ذرا ہو جیو گرم جنگ
سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا ۔ کہ تورانیوں کو یہاں لیکے آ

آزردہ شدن بادشاہزادہ سیاوش از کیکاؤس و رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن او بہ تعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بہ شاہزادہ سیاوش

پڑھا شہ کا نامہ سیاوش عجب ۔ ہوا دل پریشان و آزردہ تب
سران سپہ کو بلا کر کہا ۔ کہو سوچکر مصلحت اب ہے کیا

دیا سب نے پاسخ کہ بہتر ہے یہ ۔ کہ لاؤ بجا حکم کاؤس کے
وہ بولا کہ خویشان افراسیاب ۔ جو واں جاویں تو شاہ عالیجناب

کرے قتل ہر ایک کو بے یقین ۔ کہ دل میں بھرا اسکے ہے بغض و کین
مرے عہد و پیمان کا پھر اعتبار ۔ نہ کوئی کریگا یہاں زینہار

سوا اسکے سودابہ ہے کینہ جو ۔ مری دشمن جان ہے وہ زشتخو
خدا جانے کیا ظالم نابکار ۔ مرے سر پہ لا دے بلا ایکبار

نظر آوے جب یہ گزند و ضرر ۔ تو پھر جاؤں کیونکر حضور پدر
یہ دل میں ہے یاں چھوڑ کر سب سپاہ ۔ سپہدار توران کی اب لوں پناہ

یہ سنکر بہت ہوگئے اندوہگین ۔ یہ گودرز و بہرام بولے وہیں
نہیں مصلحت یہ قرین صواب ۔ کہ بدخواہ تیرا ہے افراسیاب

سمجھ اے ملکزادۂ نامجو ۔ کہ ہرگز نہیں اعتماد عدو
دیا شاہزادے نے پھر یہ جواب ۔ کرے گر مجھے قتل افراسیاب

تو بہتر ہے اس سے کہ لیل و نہار ۔ رہوں میں حضور پدر خوار و زار
یہ کہکر وہیں ایک نامہ لکھا ۔ سوئے شاہ توران روانہ کیا

لکھا یوں کہ اے خسرو نامور ۔ مرا باپ راضی نہیں صلح پر
عوض میری بھیجا ادھر طوس کو ۔ کہ ہو تم سے اب آنکے رزمجو

مرا عہد و پیمان ہے استوار ۔ اگر سر بھی جاوے تو ہاں زینہار
نہ پھیروں میں پھر عہد و پیمان سے گاہ ۔ رکھوں راہ و رسم و مروت نگاہ

غرض کچھ نہیں شاہ کاؤس سے ۔ نہیں ہے مجھے کام کچھ طوس سے
یہ ہے قصد اب زیر چرخ برین ۔ کہیں دور جا کر ہوں مسکن گزین

نہ پہونچے جہاں ہاتھ کاؤس کا ۔ رہوں امن سے واں میں صبح و مسا
بتادے مجھے کوئی ایسا مکان ۔ کہ جا کر کروں میں اقامت وہاں

تمہارے عزیزان و خویشان کو اب ۔ کیا میں نے رخصت بعیش و طرب
کیا پڑھکے حیرت میں افراسیاب ۔ لکھا اوسنے نامہ کا پھر یہ جواب

کہ مجھکو سمجھ عہد و پیمان میں چست ۔ ترے ساتھ ہے صلح میری درست
دلے وہ ہی کینہ ہے کاؤس سے ۔ وہی جنگ پر خاص ہی طوس سے

کہاں طوس کو تاب اے نیکمرد ۔ کہ ہو آنکے مجھ سے اب ہم نبرد
جو منظور رکھکر تو پاس وفا ۔ ہوا میری خاطر پدر سے جدا

تو میں نے کیا تجھکو اپنا پسر ۔ محبت کروں میں بطور پدر
کروں میں بلکہ فرمانبری روز و شب ۔ تو آ شوق سے یاں بفرط طرب

تو جو چاہے تجھکو وہ اقلیم دوں ۔ زر و گنج و اورنگ و دیہیم دوں
تجھے بعد کاؤس بیداد گر ۔ کروں ملک ایران کا تاجور

یہ نامہ پڑھا شاہزادے نے جب ۔ ہوا اسقدر غم سے آزاد تب
وہیں عزم توران مصمم کیا ۔ اور اک نامہ کاؤس کو یہ لکھا

کروں عرض کیا ہے یہ تجھ پر عیان ۔ کہ پہلے تو اے شاہ کشورستان
کیا متہم مجھکو سودابہ نے ۔ کیا پر غضب مجھکو سودابہ نے

یہ چاہا کہ مجھکو کرے تو ہلاک   خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
گیا آخر آتش میں یہ خاکسار   ولیکن بالطاف پروردگار
سپہ دار توران کو عاجز کیا   زر و افسر و ملک اُس سے لیا
عوض مہر کے تو ہوا خشمگین   توقع مجھے تجھہ سے اب کچھہ نہین
جو تھا سرنوشت اپنی وہ ہو گیا   مٹے کب لکھا کلک تقدیر کا
طلب کر کے بولا وہ خورشید جاہ   کہ یہ کشور ملک بلخ و سپاہ
یہ کہکر ملک زادۂ نامدار   روانہ ہوا لیکے نہ صد سوار
یہ نزدیک تر شہر کے جب گیا   خوشی سے وہ آیا وہین پیشوا
کیا یکسر آراستہ شہر کو   بآئین دلخواہ و طرز نکو
سیاوش سے بولا یہ افراسیاب   تجھے دیکھکر مین ہوا کامیاب
سپہ دار نے پھر بآئین نیک   کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
تواضع مدارا و تعظیم کی   برسم پسندیدہ تکریم کی
تو ہے نور پور رشید کیقباد   جہاں گرد و دانا و فرخ نہاد
میسر تفاخر کا سامان ہوا   کہ تجھسا ملکزادہ مہمان ہوا
جھکا کر ادب سے سر انکسار   ہوا وہ پرستندۂ شہریار
کوئی نامدار اک ہان ویسہ تھا   سیاوش سے اک روز اُسنے کہا
بہت تجھہ سے ہے مہربان شاہ   وہ فور محبت ہے شام و پگاہ
تو ہو کتخدا اے ملکزادہ اب   بسر کر بعیش و طرب روز و شب
کہ ہستی سے جب جائے سوئے عدم   تو ہو شاہ ایران بجاہ و حشم
جو ویسہ نے شہزادہ سے یون کہا   تو اوسنے خوشی سے پذیرا کیا
اُسے ویسہ نے با دل پر صفا   کیا ساتھہ شہزادہ کے کتخدا
لگا رہنے ساتھہ اُسکے دختر شاد   نکرتا تھا کاوس کو گاہ ہے یاد
فرنگیش ہی دخت افراسیاب   کہ چمکا نہ جسکے حضور آفتاب
سیاوش یہ بولا کہ اب کیا کیا   دگر بار ساتھہ اُسکے ہون کتخدا
طلب کرکے پیر موبد خاص شاہ   لگا کہنے اُس سے یہ خورشید جاہ

ستارہ شناسون نے جو کچھہ کہا   وہ زنہار تو نے نہ باور کیا
سلامت رہا کچھہ نہ پہونچا ضرر   کیا بلخ کو فتح یان آن کر
بخوبی بیان آشتی ہے بہم   ہوئے تو نہ راضی ہوا ہے ستم
ہوا سخت ناچار و مجبور آہ   سو خانہ خصم لیتا ہون راہ
وہ نامہ سوئے خسرو نامجو   روان کرکے چلا جب تو بہرام کو
تہم اب حوالے ہو طوس کے جب   تو کر دیجو اُسکے تفویض سب
وہ دریائے جیحون سے گذرا شتاب   گیا الغرض سوئے افراسیاب
ادہر شاہ اور شاہزادہ اُدہر   پیادہ ہوئے دور سے دیکھکر
در شہر سے تا در شہریار   ہوا اسپ شہزادہ کے زرنثار
کیا تو نے توران کو گلستان   ہوئی تیرے آنے سے رونق یہان
دف و بربط و شاہد و جام مے   مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شے
ملکزادہ کا پھر ہوا مدح خوان   کہ تجھہ سے مفخر ہو تو اے جوان
نکو روی و خوش خلق و پاکیزہ خو   حقایق شنو عاقل و راستگو
سنی جب یہ گفتار لطف و کرم   ہوا شاد شہزادۂ جم حشم
غرض روز و شب پیش گیتی پناہ   فزون تھا سیاوش کا اعزاز و جاہ
کہ تو ہے دل و جان افراسیاب   ہوا جب سے مہمان افراسیاب
یہی ہے اب سے مقرون راحت قرین   کہ اس شہر مین ہو کے مسکن گزین
بفضل خدا بعد کاوس شاہ   تو ہی وارث تخت تاج و کلاہ
یہان آکے ہی نزدیک ایران زمین   نہ زنہار جا روز و شب بالیقین
جریرہ کی تھی دختر گلعذار   کہ گل چہرہ تھا نام رشک بہار
جو دیکھا رخ دلبر سیمبر   ہوا خوش ملکزادۂ نامور
کسی نے سیاوش سے پھر یہ کہا   کہ ساتھہ اور کے کیون ہوا کتخدا
تو ہوتا گر اُس دخت کا خواستگار   تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار
یہ ہے رسم شاہان عالی وقار   کہ زن چاہیے شوق سے تین چار
کہ مصروف ہے خسرو نامور   مری پرورش مین شتابید

عجب کیا جو دی اپنی دختر مجھے / کہ ہے سب سے رتبہ تو برتر مجھے
کہا جا کے موبد نے سلطان کے پاس / پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
حضور سیاوش پھر آیا وہین / وہ مژدہ خوشی سے سنایا وہین
ہوا شاد شہزادۂ ناموَر / کہا جا کے گلچہر سے یون کہ گر
تری ہو اجازت تو اے دلربا / فرنگیش کے ساتھ ہون کتخدا
دیا سنکے گلچہر نے یہ جواب / کہ راضی ہوئین گلچہر اب شتاب
یہ بہتر ہے ہمکو بھی اے نامجو / کہ تو شاہ توران کا داماد ہو
بسان کنیزان لیلی نہار / فرنگیش کی ہوئین خدمتگزار
یہ کہکر خوشی سے وہ گلرو شتاب / سوے خانۂ شاہ افراسیاب
گئی لیکے اسباب شادی تمام / فرنگیش کی مان ہوئی شادکام
ہوئی جا کے گلچہر خدمت کنان / ہوا اُس سے پھر ایک شادان وہان
پھر اپنی طرف سے بھی اسباب سب / بصد شادمانی و عیش و طرب
فرنگیش کی مان نے سونپا اوسے / ہوا خیرخواہ دختر کا سمجھا اوسے
رہا سات دن جشن شاہانہ وان / بصد حشمت و جاہ و توقیر و شان
کیا کتخدا رسم و آئین سے / فرنگیش کو ساتھ شہزادہ کے
در و لعل و اسپان و فیلان و زر / جہیز اوسکو وان سے ملا اسقدر
کہ جسکا نہین ہو سکے یان بیان / سوا اسکے ہو کہ بہت شادمان
دیا شہ نے اوسکو دیار ختن / کیا لطف سے شہریار ختن
سنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر / کہ وہ بادشہزادۂ ناموَر
گیا رنج سے سوے افراسیاب / ہوا شاہ کے دل کو اک اضطراب
ہوا یہ پسر کی جدائی کا درد / کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد
خفا ہو کے شہ سے سوے سیستان / روانہ ہوا رستم پہلوان
سپہ دار توران سے پرخاش کا / ارادہ جو کاؤس کے دل مین تھا
رکھا شہ نے موقوف از طوس کو / لکھا یون کہ پھر آ تو اے نامجو

رفتن شاہزادہ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا در روانہ شدن طرف دریائے گنگ و طیار نمودن قلعہ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرسیوز داماد افراسیاب و ورغلانیدنش افراسیاب را و کشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب

سیاوش ملکزادۂ نامجو / مرخص سپہ دار توران سے ہو
فرنگیش کو لیکے با فر و شان / گیا سوے شہر ختن شادمان
ہوا جبکہ رونق فزائے ختن / نہ ہرگز خوش آئی ہوائے ختن
تعین کئے مردمان جابجا / کہ ہو وے جہان خوب آب و ہوا
خبر دو کہ مسکن گزین جا کہ ہون / بآرام عیش و طرب وان رہون
لب گنگ اک جا دلچسپ تھی / ملکزادہ کو آ کے دی آگہی
کہ ہے اک مکان مثل باغ جنان / ملکزادہ نے کی سکونت وہان
بنایا وہان ایک حصن حصین / حضور اوسکی تھا پست چرخ برین
بنائے درون حصار بلند / مکان ہائے دلچسپ و خاطرپسند
ہر اک جا تھی انواع نقش و نگار / بصد رنگ وان جلوہ گر تھی بہار
کیومرث و جمشید فرخ نہاد / فریدون منوچہر اور کیقباد
سپہ دار کاؤس عالیجناب / پشنگ و سہیدا و افراسیاب
نریمان و ہم رستم و سام و زال / یہ کھینچے تھے گردان ماضی کے حال
لکھی سبکی صورت بخوبی عیان / بنا ہر مکان غیرت گلستان
سنی شاہ توران نے جو یہ خبر / تو بھیجے وہان وہ اہل ہنر

سوا اُسکے بھیجا بہت مال گنج
سیاوش ملکزادہ اسواسطے
سپہ دار توران ہوا شادکام
حضور سیاوش روانہ کیا
سیاوش سے رکھتا تھا وہ بغض کین
وے کینہ سینے مین پوشیدہ تھا
بہت ساتھہ اوسکے مدارا کیا
تو پھر دل مین اُسکے ہوئی اور کد
تو ظاہر کیا یون کہ ای تاجدار
دماغ اُسکا نخوت سی یکسر بھرا
اطاعت سی تیری نہیں اوسکو کام
سمجھا ہے باطل کہ افراسیاب
لگا کہنے یون شاہ توران زمین
مناسب ہے یہ اور بہتر یہ ہے
کہ دیکھا سیاوش نے توران دیار
یہی ہے مصلحت اے شہ ارجمند
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
سیاوش کو نامہ دیا جائے جب
یہ سنکر گرشیوز بد نہاد
فریب ایسے سی اسطرح دو ہین کیا
وہ خاموش ہا پھر یہ پاسخ دیا
سیاوش کو اوسنے دیا یہ جواب
نہیں چاہتا زیر چرخ بلند
نہیں ہے گمان یہ مجھے زینہار
کیا کسطرح اُسکو شہ نے ہلاک

حضور ملکزادہ بیدرد و رنج
گیا چھوڑ تھا باپ کے گھر اوسے
رکھا پھر خوشی سی فرود اُسکا نام
تحایف بہت بھیجے اوس کے سوا
یہ چاہتا تھا کمبخت بیداد دین
نیط پھر تھا مداح شہزادے کا
نہ آیا وہ درتک وے بیٹھا
زیادہ ہوا اور کین وحسد
سیاوش سے غافل ہنوز نہار
نگی میری تعظیم اوسنے ذرا
یہی سوچتا ہے وہ ہر صبح وشام
سمجھہ اور کہا بس وہین بیجا ہے
کردن اُسکو ضایع تو لازم نہیں
کہ بھیجون اسے اوپیش کاؤس کے
سب احوال یان کا ہوا اُسکا
کہ نہ کہئے سیاوش کو اب کرے بند
کہ پیش سیاوش تو پھر جا شتاب
کہا پڑھکے اوسنے یہ باصد طرب
یہ سوچا کہ گر یہ گرامی نژاد
یہ شہزادہ نامور سے کہا
قسم دیکے شہزادے نے پھر کہا
کہ ہے بدگمان شاہ افراسیاب
کہ پہونچے تری جانکو کچھ گزند
کہ مجھپر کرے کچھ ستم شہریار
خدا نخواستہ ہرگز کیا خوف وباک

پری چہرہ گلشہر رشک چمن
ہوا ان دنون اُس سے پیدا پسر
وہین طفل کے ہاتھہ کو زعفران
گیا لیکے گرشیوز نامدار
کہ شہزادہ رہے نہ اس شان سے
گیا تہنیت نامہ وہ لیکے جب
بزرگی وخوردی کا ہو آداب ان
وہ رخصت ہو نامہ کا لیکے جواب
نہیں وہ سیاوش جو تھا پیشتر
فراہم بہت کی اب اُسنے سپاہ
کرے ملک توران مین یہ افساد
وہین اپنے دل مین یہ لایا خیال
پناہ جو کوئی لاوے اپنے حضور
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
یقین ہے کہ رستم کو لاوے یہان
بہانہ سے اُسکو طلب کیجئے
دلاسا اُسے دیکے اب لا یہان
کہ پیش شہنشاہ والا جناب
روانہ ہو پہونچے شتابی وہان
کہ جانا مناسب نہیں اب یہان
زبان تک سخن کو ذرا لائیے
تو ہے اک ملکزادہ باتمیز
سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا
یہ سنکر وہ بدکار کہنے لگا
فراہم کیا تونے لشکر جیان

کہ تھی حاملہ وقت عزم ختن
کہ تھا حسن مین رشک شمس وقمر
لگا وہ پنجہ کا اُسکے نشان
بحکم سپہدار توران دیار
نکلجاوے اقلیم توران سے
ہوا شاہزادہ قرین طرب
نہ لایا بجا وہ شریا نشان
گیا یان سے جب پیش افراسیاب
بیان کیا کرون اُسکا مین مکروفر
وہ رکھے ہے دل مین خیال تباہ
خبردار اے شاہ والا تبار
کہ شہزادگی یان سے دیجے نکال
دغا ساتھہ اُس کے ہے دانش کو
تو کمبخت نے پھر دیا یہ جواب
کرے ملک تسخیر سب بیگمان
نہ تاخیر کو راہ اب دیجیے
غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان
سر وچشم سے چلیے نگامین شتاب
تو باطل مری بات ہو بیگمان
وہ بولا کہ کیا واسطے کر بیان
حقیقت ہے کیا مجھسے فرمائیے
مری جان سے اور دل سے عزیز
کہ سلطان نے داماد مجھکو کیا
کہ اغریرث اُسکا برادر جو تھا
شہنشاہ توران ہوا بدگمان

اراده یه اُسنے مصمم کیا
وه بولا که هون مین سرِ راستی
نه کر جهل اب تو هی گر هوشیار
یهی مصلحت هی که اب جاؤن وهان
غرض رفته رفته یه پایا قرار
کہ اے نامور بادشاه جهان
ذرا بهی خفا هو تو باچشم تر
حضور شهنشاه توران دیار
ذلیل اوسنے مجهکو کیا هائے سخت
کها یون که هرگز نجاؤن وهان
گیا اسطرف شاه بیکر سپاه
هوئی راست نزدیک اُسکے تمام
فرنگیش یه سنکے گریان هوئی
کها اُسنے چل تو بهی اے دلربا
مجهے چهوڑ کر یان روانه تو هو
روانه هوا اور کها یه سخن
یه سنکر خبر شاه افراسیاب
هوئے سر بسر قتل ایرانیان
شجاع و دلیر و قوی هے یه مرد
یهی مصلحت هی که یکسر سپاه
بهلا قتل یان کس نے تجهکو کیے
تو پهر قتل کا حکم شه نے دیا
روان هوکے پهر وه سوئے افراسیاب
فرنگیش آئی حضور پدر
که ایران سو آکے ای بادشاه

که کهینچے تجهے زیر چرخ جفا
غلط شاه سی هی گمان بدی
دهن مین بلا کے نه جا زینهار
بجا لاؤن فرمان شاه جهان
کہ هان لکهنے عذر آنیکا لکهیا
یهی آرزو هی که حاضر هون آن
قدمبوسی حاصل کرون آنکر
جو پهونچا تو بولا که ای شهریار
که یعنی بیٹهایا مجهے زیر تخت
جو چاهے کرے بادشه بیگمان
کہ تا شاهزاده سی هو کینه خواه
لگا کهنے شهزادهٔ ذوالکرام
کمال اُسکی خاطر پریشان هوئی
فرنگیش نے تب یه پاسخ دیا
سلامت تو لیجا غرض جان کو
کہ پیدا پسر گر هوا ای سمتن
مقابل سیاوش کے پهونچا شتاب
رها ایک تن بهی نه زنده وهان
دلیری و مردانگی مین هے فرد
کرے تیر کا اُس کو آماج گاه
اگر زنده اسکو پکڑ لیجیے
تو یون پهلوان پیل سم نے کها
مکان پر سیاوش کے آیا شتاب
پراگنده گیسو و خسته جگر
سیاوش تیری پاس لایا پناه

کیا جنسے یه راز تجهه سی عیان
لگا کهنے گرسیوز بدنهاد
سیاوش نے سو سو طرح سے کها
ولے اُسنے هر بات کو رد کیا
فریب عدو وان هوا کارگر
ولیکن فرنگیش بخود رہے
وه گرسیوز مدبر و کینه جو
سیاوش ملکزاده مغرور ہے
نه هرگز پڑها نامه کو ایکبار
سنی شاه توران نے یه بات جب
سیاوش نے جسدم سنی یه خبر
که جاتا هین گر پیش افراسیاب
سیاوش سے بولی که ای نامدار
که اب پنجماهه حمل مجهه کو ہے
سواران جنگ آزما یکهزار
تو کیخسرو اُس طفل کا رکهیو نام
هوا بس وهین گرم بازار جنگ
سیاوش کو بی اسپ آخر کیا
سیاوش کے نزدیک جو جائیگا
سپه نے کیا رحم اور یون کها
هجوم آخرش لاکے مرد دلیر
که شهزاده کے قتل مین زینهار
هوا دیکهکر حیران وه سادہ مکان
خروشان و گریان وه تن چاک چاک
کیا قصد کیون اُسکی اب قتل کا

ولے دل مین اب تو رکهیو نهان
که اے نامدار گرامی نژاد
که وسواس هرگز نهین هے روا
که تها دشمن جان وه شهزاده کا
لکها نامه شهزاده نے زود تر
تو ناچار بنده یه مجبور رہے
روانه هوا وان سے لے نامه کو
دماغ اُسکا اب غش سے دور ہے
نه میرا سخن کچهه سنا زینهار
هوئی مشتعل آتش قهر تب
تو گفتار گرسیوز حیله گر
تو بیشک مجهے قتل کرتا شتاب
گریزان هوا اب سوئے ایران دیار
گرفتگی مین کیونکر بهلا راه طے
لئے وان سی ساتهه اور نامدار
اوسے دیکهکر پهیو تو شاه کام
هوا کارخنجر یه تیغ و خدنگ
سپهدار توران نے پهر یون کها
تو بس جان کو اپنی نے آئیگا
سیاوش هے اے نامور بیخطا
سیاوش کو بس لے گیا کر اسیر
نهین چاهیے جلدی ای شهریار
کہ ہے یکقلم غیرت گلستان
لگی کهنے یون با دل دردناک
ستم بے خطا پر دکها کیون روا



نہ کر خستہ و خوار مجھکو تو یان
برائے خدا بخش اسکی تو جان

کہ دنیا کا ہرگز نہیں اعتبار
نہ دم کا بھروسا ہی کچھ زینہار

سمجھ بات کو اور مت کر تمام
کہ نفرین کرے خلق تجھپر مدام

ابھی رستم و زال بھی زندہ ہیں
سر تخت قایم ہے کاؤس کے

ہوئی گرچہ زاری کنان سخت شاہ
دلے بر سرِ رحم آیا نہ شاہ

نہ خاطر میں لایا ذرا اسکی بات
اوٹھایا نہ خون سیاوش سے ہاتھ

فرنگیس آخر ہوئی نا امید
ہوئی اب شب تیرہ روز سفید

حضور سیاوش گئی ماہرو
کہ دیدار آخر کی تھی آرزو

یہ کہنے لگی ہوکے زاری کناں
کہ آیا وطن چھوڑکے تو یہاں

رکھا شہ نے تجھکو بسان پسر
اوسے تو نے سمجھا بجائے پدر

خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا
جواب عہد و پیمان سے پھر گیا

ترے خون پر ہائے باندھی کمر
خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر

مجھے باپ سے یہ نہیں تھی اُمید
غرض دوسرے روز اک پہلوان
گیا ساتھ اُسکے وہ گریہ کنان
دلیر و جوانمرد جویائے نام
گیا سر کو آویختہ پھر شتاب
کہ پر سیاوشان اُس گیا کا تمام
سپہ دار توران کو وہ دردمند
شتابی فرنگیش کو باندھ کر
جو حاضر تھے اُس بزم میں [illegible]
گیا سنکے پیران ویسہ شتاب
کہ مردی سے یہ بات بس دور ہے
فرنگیش خواہان افسر نہیں
کہا شاہ نے یون کہ لیجا اسی
جو شہ نے کہا سو پذیرا کیا
ہوا فتنہ انگیز از روے کین

اگر غم سے مین لرزان ہون مانند بید
بحکم سپہ دار آیا دبان
سیاوش ہوا پھر مناجات خوان
کہ لے دشمنوں سے مرا انتقام
بحکم سپہ دار افراسیاب
اُٹھا تاہی سود اُس سے عالم تمام
لگی کرنے نفرین بہ بانگ بلند
تو کر ضرب و شلاق و آب اسقاط
ہو ہر دل میں نفرین کنان سر بسر
کہ تہا دایہ شاہ افراسیاب
کہین بھی نہ ہرگز یہ دستور ہے
طلبگار اورنگ پر زر نہیں
تری واسطے میں نے بخشا اسے
فرنگیش کو اپنے گھر لے گیا
سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہیں

خدا تیری مشکل کو آسان کرے
سیاوش کو میدان مین وہ لیگیا
کہ پیدا کرے داور داد گر
پھر ایک طشت قاتل نے لاکر کہا
روان خون اُسکا زمین پر کیا
فرنگیش گریان و نالہ کنان
وہ گرشیوز اُسوقت خنجر بجان
کہ گر جائے اُسکا حمل بیگمان
نہ طاقت رکھی تہا کوئی نابجہ
یہ بولا کہ اے سرور انجمن
جو کوئی کرے مخت پر یہ ستم
شہنشہ کو ہے پاس خاطر اگر
ولے اس سے پیدا ہو جسدم پسر
ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز
پشیمان ہوا خسرو نامدار

دل بزرگان ہراسان کرے
سیاوش پہ دن پیل سم کا جلا
مرے تخم سے ایک فرخ پسر
کیا تن سے شہزادہ کا سر جدا
ہوئی خون سے [illegible]
سیاوش کے مشہد پہ آئی وہان
سپہ دار اُس سے یہ بولا وہان
نہ تخم سیاوش کا رہوے نشان
کہ مانع ہوا اس امر سے شاہ کو
روا رکھ نہ ایذا پہ بیچارہ زن
کرے خلق نفرین او سے مدام
تو بھیجے فرنگیش کو میرے گھر
تو لانا مرے پاس اُسے نامور
کہ بدبخت گرشیوز کینہ ساز
گیا شہ کی نظروں سے وہ نابکار

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیش بیچاری خستہ جگر
رکھا نام کیخسرو اُس طفل کا
نہ لایا غرض پیش افراسیاب
لئے اک شمع شخص آیا وہان
کہ بیدار ہو خواب سے زود تر
ہوا خوف پیدا جو دیکھا یہ خواب
کہ ہے آج مجھکو ہو پیدا ہوا
لگا کہنے وہ اے شہ نامجو

رہا تہی بآرام پیران کے گھر
پھر اندیشہ پیران نے دل میں کیا
بیابان میں کودک کو بھیجا تب
سیاوش جو نہال اُسکے جوان
شقاوت یہ ایام کے کر نظر
اوٹھا کا بیٹا شاہ افراسیاب
فرنگیش سے پور پیدا ہوا
بیابان میں بھنکوا دیا طفل کو

جو نو ماہ گذرے تو پھر ایک پور
کہ لیجاؤں گر پیش شاہ جہان
ادھر خواب میں شاہ توران کو شب
لئے ہاتھ میں تیغ الماس کار
شب جشن ہی اور روز طرب
طلب شہ نے پیران کو دن میں کیا
کیا اوسنے اقرار تب یون کہا
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب

تولد ہوا حسن میں رشک حور
تو ضایع کرے طفل کو بیگمان
نظر آئی یہ واردات عجب
یہ کہتا ہے وہ سرور نامدار
کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب
جو حاضر ہوا وہ تو اُس سے کہا
کہ اُس طفل کو اب مرے پاس لا
کہ یان کیون نہ لایا یہ جوا[illegible]

ہوا خوف و اندیشہ اُسدم مجھے | کہ ضایع کرے تو مبادا اُسے
ہوا ایک تو ظلم یہ تجھ سے آہ | سیاوش کو کشتہ کیا بیگناہ
اور اب دوسرے ناحق اس طفل کو | کرے قتل گر اے شہ نامجو
تو ایسا نہو پھر کہ آوے بلا | تو ہووے گرفتار قہر خدا
غرض اس نظر سے مین لایا نہین | اوسے لا کے تجھکو دکھایا نہین
تری بہتری چاہون شام و پگاہ | کہ ہو نہین تیرا بندہ خیرخواہ
سیاوش کو جیسے کیا تھا ہلاک | سہے تھا دل تاجور خوفناک
وہ دیکھے تھا خواب پریشان مدام | پراگندہ خاطر تھا ہر صبح و شام
سنی بات پیران ویسہ کی جب | رہا وہ سیہ وار خاموش تب
نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا | تو پوچھا پھر اُس طفل کا ماجرا
وہ پروردہ ہو کر بیابان مین جب | ہوا اٹھ برس کا بالطاف رب
تو پیران ویسہ نے بھیجے وہان | ہنرمند دانا و کار آگہان
کرین تربیت تا کہ شام و صبح | سکھائے اوسے الغرض سب ہنر
وہ پیران تھا شہ کا مختار کار | لگا ایک دن کہنے اے شہریار
ولیکن یہ پہونچی خبر اب مجھے | کہ اُس دشت سے ایک چوپان آئے
خوشی سے اوٹھا لیگیا اپنے گھر | کیا اوسکو پروردہ مثل پسر
مگر لوگ کہتے ہین دیوانہ ہے | شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہے
یہ پیران سے بولا افراسیاب | کہ دیکھوں مین اُسکو بلا کر شتاب
وہین بیش کیخسرو ذوالکرام | یہ پیران ویسہ نے بھیجا پیام
کہ دیوانہ ہے گر تو یان آئیو | زبان پر پریشان سخن لائیو
غرض بے گئے دشت سے مردمان | اوسے بالباس شہانی وہان
کیا تاجور کو سلام اوسنے جب | ہوا کچھ بظاہر وہ شرمندہ تب
لگا پوچھنے اُس سے کچھ شہریار | وہ پاسخ لگا دینے دیوانہ وار
کہا شہ نے کچھ طفل نے کچھ کہا | سوال اور تھا اور تھا او جواب اور تھا
سنی گفتگو طفل کی اوسنے جب | شہ اہرمن سنکر لگا کہنے تب
کہ یہ طفل دیوانہ ہے بیگمان | یہ بولا وہ پیران ویسہ کہ ہان
جو کوئی بیابان مین پروردہ ہو | نہ کو دل ہو کوئی آشنا مجھو
کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ وار | نہیں ہے کسی کام کا زینہار
نہیں کچھ بد و نیک کا اس کو ڈر | نہیں کینہ جوئی کا ہرگز خطر
جو چاہو تو لیجائے اس طفل کو | فرنگیش کے اب حوالے کرو
سیاوش کا جو ساختہ ہی مکان | عیان ہے سراسر سیاوش نشان
یہ کہدو کہ مسکن گزین جا کے ہو | رکھے پاس اپنے یہ فرزند کو
سنی جب یہ گفتار افراسیاب | تو پیران ویسہ نے اُسکو شتاب
حوالے کیا پس فرنگیش کے | کیا گھر سے پیران نے رخصت اسے
فرنگیش جادم کر پہونچی وہان | تو ویران پایا وہ شہر و مکان
ملکزادے کے مشہد پاک پر | جو دیکھا تو روئیدہ ہے اک شجر
فرنگیش و کیخسرو دو مہ جبین | ہوئے تھے اسکی سایہ مین مسکن گزین

خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاؤس

از کشتہ شدن شہزادۂ والاتبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گراں برائے انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کاؤس نے یہ خبر | کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر
ہوا اسکے دلگیر و اندوہگین | کسی کو روانہ کیا پھر وہین

کہ رستم کو زابل سے آئے یہان
سیاوش کا اُس کو ہوا ہے الم
گیا اس سبب سے وہ یانسو نکل
وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر
یہ بدکیش ہے سخت بیداد گر
کیا قتل وان اُسنے سودابہ کو
کرون قصد اب سوئے افراسیاب
دلیران و گردان ایران دیار
وہ پہونچے جو سرحد میں توران کی
وے وقت پیکار کے وہ جوان
عزیز دل شاہ افراسیاب
گہ رزم سرخہ کو کرکے اسیر
لیا طوس نے خنجر تیز جب
تصدق میں شہزادے کی روح کے
کرے ہی یہ الحاح و زاری بیان
نہ ہرگز کرون رحم اے پہلوان
وہین پیر سرخہ رو سیاہ
گئی جب خبر پیش افراسیاب
غرض لے کے پھر لشکر بیحساب
دو لشکر مقابل ہوئے جب دوان
کرون جاکے بن ہاتھ ...
تو مین مملکت نصف بخشون تجھے
اگر ساتھ اُسکے کرون کارزار
یقین ہے کہ یہ پہلوان دلیر
عنایت کیا اور کہا یون کہ ہان

یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان
کہ قاصر ہے جسکے بیان سے قلم
گیا طیش سے یعنی سوئے اجل
تو اسکا بھلا کیون ہے فرمان پذیر
کرون تن سے اُسکے جدا جلد سر
یہ بولا فرامرز شہ نامجو
قیامت کرون جاکے برپا شتاب
گئے ہمرہ رستم نامدار
مقابل ہوا ایک گردن کشے
ہوا قید ہستی سے آزاد وان
پے جنگ و پیکار آیا شتاب
حضور پدر لے گیا وہ دلیر
یہ کہنے لگا طوس سے سرخہ تب
مجھے بخش اور درگذر خون سے
کہے تو اسے جان سے دوستان
کرون قتل ترک کو پاؤن جہان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
کیا گریہ اوسنے مثال سحاب
روانہ ہوا شاہ افراسیاب
ہوا گرد سے تیرہ تابان جہان
کرون غرق خون اُسکا تب ...
اور اک تیر سے جسمین دل ...
تو جانبر نہ پیل سم زینہار
کرے وقت پیکار رستم کو زیر
تہمتن سے کر جا کے جنگ ای جوان

روانہ ہو زابل سے آیا شتاب
یہ بولا کہ تھا اے شہ نامدار
کہا شہ نے سودابہ کمبخت ہے
جو کوئی کہ ہو سرور انجمن
رہا سنکے خاموش شاہ جہان
تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازان
یہ کہکر وہیں با سپاہ گران
صغیر و کبیر اور پیر و جوان
کہ اُس گرد کا نام آیا دھما
یہ جب شاہ توران کو پہونچی خبر
فرامرز پور تہمتن وہیں
کہا طوس سے اُسنے اے نامور
کہ تھا شاہزادہ کا میں دستیار
سر رحم آیا وہ طوس ...
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم
شتاب اوسکے تن سے تو کر سر جدا
شہنشہ نے دروازہ پر قلعہ کے
غرض اُس ستم گر کو تھا وہ پسر
شتابی سے پہونچا پے کارزار
برادر جو پیران کا تھا پیل سم
کہا شاہ نے یون کہ گر تشنہ ہو
یہ پیران نے سنکر گذارش کیا
کہا شاہ نے پیل سم ہی جوان
براق اپنے پھر پیلسم کو تمام
وہین پیلسم سوئے میدان گیا

حضور جہاندار کیوان جناب
اوسے خوف سودابہ نابکار
مزاج ملنگ اُس سے اب تخت ہے
یہ لازم نہیں ہے جو محکوم زن
گیا پھر شبستان میں وہ پہلوان
کہ اے شاہ شاہنشہان جہان
روان سوئے توران ہوا پہلوان
سبھی تشنہ خون تورانیان
وہ یعنی کہ حاکم تھا پنجاب کا
تو شہزادہ اک سرخہ نامور
مقابل ہوا اوسکے از دہی کین
کہ قتل سیاوش اوسے قتل کر
بہت اسکے غم سے ہوا اشکبار
یہ بولا کہ اے رستم شیر گیر
جہاندار کشور کی قسم
یہ سنکر اُسے ذبح اوسنے کیا
کیا اُسکو آویختہ کینے سے
ہوا اُسکے غم سے بہت نوحہ گر
سوئے پہلوانان ایران دیار
وہ بولا کہ اے شاہ کیوان علم
ترے ہاتھ سے رستم نامجو
کہ رستم ہے گرد نبرد آزما
دلیر و قوی بازو و پہلوان
تو بھیجے اور اک توسن تیزگام
یہ گردان و دلیران سے اُس نے کہا

کہ وہ رستم پیلتن ہی کہان
یہ بولا کہ اک ترک سی آن کر
خروشان ہوا تنے مین جو پیل مست
ہوا گیو جنگی یہ جب وقت تنگ
پر اُس ترک نے کھینچکر تیغ کین
یہ بولا تو کرتا ہی جسکو طلب
تہمتن سے کہنے لگا پیل سم
تہمتن یہ بولا کہ زیر فلک
یہ کہکر ہوا ترک سی گرم کین
کہا دل مین رستم نے ایسا تو
کمر بند مین پیل سم کے وہین
سر خاک بدخواہ کو ڈال کر
اسے بخش اب دخت و تاج و سریر
سیاوش کی جان پر وہ کی ہی جفا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
کہا اے نامداران توران دیار
سپہ دار نے پھر مکرر کہا
اوے جبکہ رستم نے مانند کاہ
ہمارا ہوا اب قتل منظور گر
وے ہم سے ہو گا نہ یہ تنہا
کیا آپ ناچار پھر قصد جنگ
تو اب مجھ سے ہو آکے ہم نبرد
یہ کہکر گیا سوئے میدان شتاب
سپہ دار نے نیزہ اک آن کر
یہ چاہے تھا پر رستم ارجمند

جسے لوگ کہتے ہین شیر ژیان
نہ ہرگز لڑے رستم نامور
ہوا گرم کین ترک چالاک و چست
مدد کو فرامرز تب بیدرنگ
کیا کینہ خواہوں کو زخمی وہین
وہ رستم بھی آیا خبردار اب
یہ ہے شرط مردی کہ تم اور ہم
نچاہی کبھی مین نے ہرگز کمک
اور اس ترک کے تیغ ماری وہین
نہ تر کون سی دیکھا کبھی زینہار
کیا بند نیزے کو از روی کین
خروشان ہوا رستم نامور
کہ یہ مصلحت ہی بہت دلپذیر
اب اوروں سے تو کیا کریگا وفا
کہ یکسر سپہ کا زبون حال ہوا
کہو کون سا آج جنگی سوار
سران سپہ نے نہ پاسخ دیا
اوٹھا زین سی پھینکا سو قلب گاہ
تو پھیریگا کوئی نہ زنہار سر
جو اُس اژدہے سے کرین کارزار
گیا سوئے میدان غرض بیدرنگ
یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
مقابل ہوا آکے افراسیاب
جھپٹا اسپر رستم نامور
کمر بند مین کر کے نیزے کو بند

یہ سنکر وہین گیو جنگی سوار
یہ کہکر وہین گیو نے بیدریغ
کمر مین کیا گیو کے نیزہ بند
کیا کر کے تیغ سرافشان علم
ہوئے جبکہ زخمی فرامرز و گیو
یہ سنکر وہین عطف کر کے عنان
کرین جنگ میدان مین اور زینہار
کہا پھر یہ دونون سے پھر جاؤ تم
شکستہ ہوئی لگ کے بس جوب دیر
یہ ترک اوسی چالاک دست
اوٹھا کر اسے زین سے جون برگ کاہ
کہا یون کہ اے شاہ توران دیار
با امید دخت و زر و ملک و گنج
یہ کہکر نجھائے دشوار و سخت
سر چرخ روز دگر آفتاب
مقابل تہمتن کے ہوویگا وان
کہ تنہا پیل سم ایک پیل نامدار
کسے تاب پھر کون ایسا ہی مرد
یہان ہاتھ سے اپنے ہر ایک کو
کہا پہلوانون نے جب یہ سخن
کہا شاہ نے وان بہ بانگ بلند
کہا جا کے یون شاہ توران نے اب
ہوئی بارش تیر پہلے وہان
تو جا پہونچی حرم گزک سنان
زمین سے سپہ دار کو لے اٹھا

گیا سوئے میدان بے کارزار
یہ چاہا کہ کھینچے اوسے زیر تیغ
کہ زین سے جدا ہو پیل ارجمند
کیا نیزے کو پیلسم کے قلم
تو پہونچا تہمتن بھی کر کے غریو
وہ آیا سوئے رستم پہلوان
نہ ٹہرین یہان اب یہ دونون سوار
توقف نہ اب میان لاؤ تم
ہوا پیچھے پر درد رستم کا سر
توانا و پر زور جون پیل مست
گیا جانب قلب توران سپاہ
یہ ہی پہلوان با شکوہ و وقار
یلان کو تو کرتا ہی پامال رنج
پھر اونسے وہ گرد فیروز بخت
جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
رہے سنکے خاموش سب پہلوان
توانا و پر زور جنگی سوار
کرے جو تہمتن سے جا کر نبرد
تو کر قتل اے خسرو نامجو
تو غمگین ہوا سرور انجمن
کہا اے پہلوان رستم ارجمند
سیاوش کا کینہ بالطاف رب
لگی چلنے باہم سنان بعد ازان
رہا خیر سے لیک جسم جوان
دہن پاک جانب سے ہو جان گیا

تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب
لگا بر سر اسپ افراسیاب
یہ بیتابی اُس سے ہوئی اسپ کو
کہ بس گر پڑا وہ شہ نامجو

غرض ترک نے رخش کو زود و تیم
دلیری سے مارا جو گرز آن کم
ہوا رخش اُس گرز سے دردمند
رہا لیک قایم یل ارجمند

لگی ہاتھہ فرصت تو افراسیاب
سوار اور گھوڑے پہ ہوکر شتاب
گریزان ہوا چھوڑ میدان کو
بچا لیگیا اپنی وہ جان کو

دلیری سے پھر رستم پہلوان
ہوا اسکے ہومان جو حملہ کنان
تو ہومان نے لی اُنسے راہ فرار
گیا اُسکے دنبال وہ نامدار

وہیں لشکر رستم نامور
تہمتن کے شامل ہوا آن کر
نہ تورانیون مین رہی تاب جنگ
فراری ہوئے سر بسر بیدرنگ

سہ فرسنگ پیچھون انبوہائے دمان
گئی فوج ایران تعاقب کنان
غرض اسطرح ترک کشتے ہوئے
کہ کشتوں کے تا چرخ پشتے ہوئے

ہوئی فوج رستم ظفریاب جب
ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
کہ شہزادہ کیخسرو نام جو
پڑے ہاتھہ رستم کے ایسا نہو

روانہ کئے بس وہین مردمان
کہ تا شاہزادے کو لے آوین یہان
گئے لوگ وہ اُسکو لائے شتاب
حضور سپہدار افراسیاب

وہ آیا تو پیران سے شہ نے کہا
کہان رکھئے اُسنے یہ پاسخ دیا
کہ رکھہ اُسکو دریائے چین کے اودھر
کہ ہرگز نہیں ہے وہان کچھہ خطر

دیا بھیج شہزادے کو پھر وہان
کہ تا کوئی اُسکا نپاوے نشان
سپہدار توران کو کرکے تباہ
تہمتن ہوا ملک توران کا شاہ

بہت ملک تسخیر اوسنے کیا
بہت گنج اور تخت و افسر لیا
سران سپہ کے لگا ہاتھہ زر
تونگر ہوئی وہ سپہ سربسر

کیا قتل ترکون کو پس جا بجا
نہ اک ترک ثانی جز رعیت رہا
جو لیتا کوئی نام افراسیاب
تو رستم اوسے قتل کرتا شتاب

تہمتن بصد فر و جاہ و جلال
رہا ملک توران مین ہفت سال
روانہ کیا لشکر بےحساب
بدنبال سلطان افراسیاب

تہمتن نے پھر قصد ایران کیا
طلب کرکے تب گیو کو یوں کہا
کہ اے گیو اب لاکے کر جستجو
تو کیخسرو نام بردار کو

غرض گیو کو کرکے رخصت گیا
فرامرز کو ملک کرکے سپرد
ہوا سوئے ایران وہان سے روان
شگفتہ دل و خرم و شادمان

زر و مال و اسپان با زین زر
غلامان ترک اور گنج گہر
گیا لیکے جب پیش کاؤس شاہ
بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

رفتن گیو بتلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ و معاودت طرف ایران و جنگ با گلباد و پیران

یل نامور گیو جنگی سوار
بفرمودۂ رستم نامدار
شتابی سے شبدیز پر کر کے زین
روانہ ہوا سوئے دریائے چین

کسی کو نہ ساتھہ اپنے وہ لیگیا
فقط آپ تنہا یا کہ شبدیز تھا
ہر اک جا سے لیتا ہوا راہبر
ہوا جا وہ ہمپا یل نامور

ہر اک سے تھا پرسان ترکی زبان
نشان ملکزادہ جم نشان
نشان اُسکا کوئی بتاتا نہ تھا
مکان اُسکا ہرگز وہ پاتا نہ تھا

ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان
کرے قتل تھا دشت کے درمیان
نہ پہونچاوے تا کوئی بجا کر کہین
خبر پیش سالار توران زمین

روان ہوگیا گیو جب بعد ازان
یہ گودرز نے خواب دیکھا یہان
کہ مسکن کا اپنے بتاتا ہے نام
ملکزادہ کیخسرو ذوالکرام

جو دیکھا تو پیر اوسنے وقت سحر
روانہ کئے چند مردم ادہر
کہ تا گیو کے جاکے ہوں رہنما
رہین ساتھہ اب اُسکے صبح و مسا

بتادین اونسے اُس جزیرہ کا نام
جہان ہے وہ شہزادہ ذوالکلام
نشان بان ہوے زیر چرخ برین
ولیکن ملا گیو اونکو کہین

اور ہتا تا ہوا محنت و رنج درد
نہ خواب اوسکو تہا اور نہ آرام تہا
کہین خسرو نامور کا نشان
خیال آگیا دل مین یہ ایکبار
کیا گیو نے رنج پھر اختیار
لگے پوچھنے گیو سے ایجوان
کیا راہ کو گم شکار افگنان
کیا گیو سے یہ انہون نے بیان
سنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد
کئی دن سے جو گیو بیخواب تہا
اوسے خواب مین الغرض چھوڑ کر
کیا تہا جو دریافت اونے اودہر
گل تازہ کا طرہ سر پر ہی ایک
کہا اپنے دل مین اوسے دیکھکر
مگر ہے سیاوش کا فرزند تو
کہ ہے گیو گودرز کا تو پسر
لگا کہنے پھر وہ یل نیک خو
مرے باپ کا ایک ایوان ہے
ہم رستم و طوس و گودرز یان
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
پر اک اور بھی عرض ہے خسروا
مقرر سیہ ہوتا تہا اک نشان
سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا
یہ دیکھا تو شادان ہوا پہلوان
کیا اوسکو گہوڑے پہ اپنے سوار

شب و روز تہا گیو صحرا نورد
بیابان نوردی سے ناکام تہا
نپایا تو عاجز ہوا پہلوان
کہ پھر چلئے اب سوئے ایران زمین
رکہا سر سوئے وادی کوہسار
تو سرگشتہ کیون ہو اکیلا یہان
بیابان مین آگیا ناگہان
کہ پیران کے ہین ہم فرستادگان
ہوا اونکے ہمراہ جادہ نورد
اوسے خواب وان رات کو آگیا
وہان سے وہ غایب ہوئے سربسر
روانہ ہوا گیو وقت سحر
کہ دست پر اوسکے ساغر ہے ایک
کہ شاید ہے وہ خسرو نامور
جہاندار کیخسرو نام جو
یہ سنکر وہین پشت زین سے اوترا
کہ اے بادشہ زادۂ نامجو
کہ خوبی سے رشک گلستان ہے
جو آوین تو پہچان لون بیگمان
نشان کیانی ہے تجہسے عیان
کہ بازو کو اپنے ذرا کیجئے وا
سر بازوے خسروان کیان
وہین اپنا بازو برہنہ کیا
ادب سے ہوا وہ وہین سجدہ کنان
جلو مین ہوا گیو فرخ تبار

خورش گور تہی پوشش بہی چرم گور
گیا گیو دریائے چین سے گذر
لگا کہنے افسوس کرکے کمال
ولے محرمی نے اجازت ندی
دو چار آگے جاکر ہوئی چند کس
بہ تنگی زبان گیو نے یون کہا
ولے یہ کہو یان تمہارا گذر
خبر لینے خسرو کی جاتے ہین ہم
نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام
ہوئی گیو سے کچھہ وہ اندیشہ مند
وہ جاتا تو اونکو نپایا وہان
پھر اک چشمے پر جا کے پہونچا وہان
عیان ہے جبین سے شکوہ شہی
وہین گیو نے اوسکو کرکے سلام
یہ سنکر کہا اوس جوان نے مین ہون
دیا گیو نے اپنے سر کو جہکا
مجھے تو نے پہچان کیونکر لیا
کہنچی صورت پہلوانان تمام
ولے کسطرح تو نے جانا مجھے
تری شان سے یہ ہوا آشکار
نشان کیان تا پدیدار ہو
کہ تہا یعنی ارش کی و کیقباد
برہنہ ہوا جبکہ بازو سے شاہ
سپہدار ایران و توران کا
تحسین طرب وانسے ہوکر روان

بجائے نمک تہا وہان آب شور
نہ مقصد کا یہ ہاتھہ آیا گہر
گئی رایگان محنت ہفت سال
حیا نے بہی زنہار رخصت ندی
یکایک ہوئے آنکہ ہمنفس
مجھے شوق ہے بیشتر صید کا
کدہر سے ہوا جاوگے تم کدہر
فلانی جگہہ ہے وہ فرخ شیم
تو پیچا کیا رہروان نے مقام
کہ ایسا سنا اوس سے پہونچے گزند
ولے خسرو نامور کا نشان
یہ دیکھا کہ بیٹھا ہے اک نوجوان
نمایان ہے یکدست فرہی
گذارش کیا یون کہ اے ذوالکرام
کہ اے پہلوان مجھکو ہے یہ یقین
ادب سے زمین بوس حاصل کیا
تب اوس نوجوان نے یہ پاسخ دیا
بتایا مجھے مان نے ہر ایک کا نام
ہوا نام معلوم کیونکر تجھے
کہ ہے تو ہی کیخسرو نامدار
تسلی گزین خاطر زار ہو
دلیل درستی و نسل نژاد
نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
بیان ماجرا اوسکے آگے کیا
جہان تہی فرنگیس اوسکی وہان

فرستادہ پیران کے اوس خیمہ پر
گئے جب تو پائی اونہون نے خبر

ہوئے سب نہ مقصد پہ وہ کامیاب
تو پس پھر گئے سوئے پیران شتاب

غرض گیو و خسرو قرین طرب
گئے جب فرنگیش کے پاس شب

مبادا کہین مردمان حسود
خبر پا کے پہونچین یہان مثل دود

وہان ہین اور اک گرد بہزاد نام
بہت دلپسند اور ہے تیز گام

یہ سنکر گیا گیو جنگی جوان
بسوی چراگاہ اسپان دوان

سوار اوسپہ ہوکر وہان سے تبہی
فرنگیش و کیخسرو و گیو بہی

یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب
کہ ضامن تہا وہ پیش افراسیاب

سہ صد لیکے ساتہہ اپنے مردان کار
گیا کرکے ملغر شقاوت شعار

ادہے دیکہکر گیو جنگی سوار
ہوا آکے آمادۂ کارزار

سنی تہی یہ اختر شناسون سے بات
کہ ہو دیگا کیخسرو خوش صفات

رہیگا یہ محفوظ آفات سے
غرض جمع خاطر تہی اسبات سے

ہر اک سمت گہوڑیکو دوڑاے تہا
نہ ترکون کو خاطر مین کچہ لاتا تہا

پہر اگیو جنگی بہ فتح و ظفر
گیا پیش کیخسرو نامور

کہا گیو سے شاہزادی نے یون
کیا تو نے بیدار مجہکو نہ کیون

عدو سے شہا تیرے اقبال کی
مخالف کی سب فوج پامال کی

ہوئے راہ پیرا وہان سے روان
وہ کہایا جو کچہہ ہاتہہ آیا وہان

کہا گیو کا جاکے احوال جنگ
ملامت کی اوسنے اوسی بیدرنگ

وہ گلباد کہتا تہا یہ بار بار
نہین سام و رستم سے کم وہ سوار

سپہ لیکے توران سے پہر بکران
ہوا آپ پیران ویسہ روان

سپہدار پیران کینہ پژوہ
کہ ہر روز جاتا تہا یکصد گروہ

ہراول تہا اوسکا دلاور پشن
قوی جست گردنکش و پیلتن

نمایان ہوا دور سے جب علم
تو سوچی فرنگیش فرخ شیم

جگایا وہین خسرو و گیو کو
ہوئے جبکہ بیدار وہ نامجو

ستیزندہ افواج توران سے ہون
تن خیل ترکان کو اون غرق خون

کہ اک گرد اقلیم توران کا
یہان سے ملکزادہ کو لیگیا

فرستادہ گودرز کے پہر وہین
گئے پہر کہین گیو پایا نہین

وہ بولے کہ تاخیر کیجے نہ یان
ابہی ہوجیے سوئے ایران روان

یہان سے ہے نزدیک اک مرغزار
کہ اسپان سلطان توران دیار

سیاوش کو گلے کا ہے اک سمند
اوسے جاکے لائی یل ارجمند

وہین کرکے لایا اسیر کمند
نہ تہا وہ اسپ اور بہی اک سمند

روانہ ہوئے سوئے ایران دیار
ہوئی ساتہہ تائید پروردگار

روانہ کیا اوسنے گلباد کو
بدنبال کیخسرو نامجو

اودہر خواب مین تہا وہ بیدار بخت
کہ پہونچا اودہر وہ نگونسار بخت

پکڑ گرز اور کہینچکر تیغ تیز
بیابان مین برپا کی اک رستخیز

جہان تاجور بادشاہ عظیم
بتائید فضل خدائے کریم

وہ گرد و لاور یل شیرزاد
کہ رکہتا تہا اس قول پر اعتماد

جو سیدہ مین مغلوب ترکان ہوئے
سراسیمہ یکسر گریزان ہوئے

کیا جنگ کا ماجرا سب بیان
ہوا سنکے خسرو تاسف کنان

وہ بولا نہ تہا یہ گوارا مجہے
کہ بیچین کرتا جگا کر تجہے

ہوا شاد وان خسرو پاک دین
کہا مرحبا صد ہزار آفرین

گیا جبکہ گلباد پیران کے پاس
عیان اوسکے چہرے سے تہا سہم و یاس

کہ اک پہلوان ہے بایین فر و شان
گریزان ہوئے تین سو پہلوان

ولیکن نہ پیران کو تہا کچہ یقین
ہوا سنکے یہ ماجرا خشمگین

فرنگیش رشک مہ و آفتاب
نہ رکہتی تہی زنہار ملغر کی تاب

تفحص کنان جاکے پہونچا وہان
ملکزادہ منزل گزین تہا جہان

وہ کیخسرو و گیو سوتے تہے وان
کہ پہونچے وہان جاکے تورانیان

وہ پیران ویسہ اب آیا ادہر
نہین تاکہ لیجائے پابند کر

تو کہنے لگا خسرو نامدار
کہ اے پہلوان مین بہی تو ابہی ہار

وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
تو ہے نوجوان بلکہ ہے خردسال

ابھی تو نے پیکار دیکھی نہین — مبادا کچھ آسیب پہونچے کہین
مری تن مین ہے جب تلک جان زار — یہ فشایان نہین تو کری کارزار

کہا پھر یہ خسرو نے ای شیر مرد — کرونگا مدد تیری وقت نبرد
ادہر تو ہے تنہا ادہر کینہ خواہ — رکے ہے بہت ساتھ اپنی سپاہ

یہ سنکر دیا گیو نے یہ جواب — کہ اے تاجدار ثریا جناب
تہمتن کے مانند ہین ز کین — مدد وقت پیکار جاہی نہین

نہ رستم سے زنہار کمتر ہو نہین — ہنر اور قوت مین یکسر ہو نہین
بہت اوسنے ہان آزمایا مجھے — برابر غرض اپنے پایا مجھے

اور اپنی مجھے دختر مہ جمال — تہمتن ز دی ہو کہ شادان کمال
لگا کہنے پھر گیو ز خندہ دخو — کہ رکھہ جمع خاطر تو اے نامجو

مرا خالق مہر و مہ یار ہے — اور اقبال شاہی مددگار ہے
بلندی پر آکر تماشہ تو دیکھ — سر جنگ کرتا ہون کیا کیا تو دیکھ

یہ کہکر وہین گیو جنگی سوار — گیا سوے میدان پیکار زار
ادہر سے پشن لیکے نیزہ بڑہا — ہوا گیو یل سے وہ جنگ آزما

پشن سے لگا کہنے وہ پہلوان — کہ تو کون ہے تک بتا ای جوان
دیا پاسخ اوسنے کہ ہو نہین پشن — سرافراز گردان یل پیلتن

تو ہی گیو آیا ہے ایران سے — چھوڑا لیچلا شہ کو توران سے
یہ وزدی تو کرکے کہان جائیگا — یہان سے تو جانے نہین پائیگا

یہ کہکر اوٹھایا جو گرز گران — تو لایا سپر سر پہ وہ پہلوان
لگی ضرب گرز گران اسقدر — روان خون ہوا برتن و سر

نہ ہرگز ہلا گیو مرد دلیر — رہا پشت توسن پہ قایم وہ شیر
سپر چھوڑ کر لیکے نیزہ وہین — جو مارا دلاور نے از روی کین

تو جوشن سے کر کے پشن کے گذر — ہوئی کالبد پر سنان کارگر
ہوا غرق خونمین سراپا بدن — ہوئی بس تہ خاک جاے پشن

وہ پیران ویسہ پھر آیا وہین — لگا گیو سے کہنے از روی کین
کہ تو نے مری فوج کو دی شکست — کیا سربلند و نکو یکدست پست

ولیکن خبردار اب ای جوان — کہ مین آن پہونچا بگرز گران
ترے سر پہ لاتا ہون کیا کیا بلا — تہ خاک دیتا ہون تجھکو ملا

زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن — عوض اوسکے پہناؤن تجھکو کفن
دیا اوس جوانمرد نے یہ جواب — وہی ہو نہین آ ترک خانہ خراب

کہ مین ہر دو زن کو تری جیتے جی — پکڑ لیگیا تہارہ کین سے
تری تاب کیا ہے جو میدان مین تو — مرے ساتھ ہو آن کے جنگجو

جہان مین بجز رستم شیر مرد — نہین ہے کوئی بھی مرا ہم نبرد
تہمتن کو دیکھا ہے تو نے وہان — کہ تنہا گئے یازدہ پہلوان

کیا کشتہ و خستہ گردان کے — ہزارون سوار ان کو توران کے
اور اب فوج کو تیری میدان مین — تہ تیغ کھینچون مین اکدن مین

کوئی زندہ اس فوج مین جو رہے — تو پھر کیو مت مرد میدان مجھے
گرفتار کرکے پہرا ہے نا بکار — تجھے لیچلون سوئے ایران دیار

وہان سے مین پھر آؤن یا کرو فر — جہاندار خسرو کو لیگیا ادہر
نہ توران رہے پھر نہ افراسیاب — کرون ملک توران کو یکسر خراب

یہ گفتار جنگی یل نامور — ہوا سکے پیران کے دلپر خطر
ہوا نا امید اپنی وہ جان سے — لگا کہنے اوس مرد میدان سے

کہ جا در گذر تجھسے اب مینے کی — رہائی تجھے ہاتھ سے اپنے دی
یہ بولا کہ تو نے تو چھوڑا مجھے — ولیکن کب مین چھوڑتا ہون تجھے

یہ کہکر وہین گیو جنگی جوان — ہوا اوسکی بدخواہ حملہ کنان
وہ پیران گریزان ہوا بیدرنگ — کہ دیکھی نہ زنہار یاری جنگ

وہین پھر دلاور نے پھینکی کمند — ہوئی جاکے گردن پیران کی بند
ہوئے ترک اوس وقت حملہ کنان — لگے چلنے وان تیغ و تیر و سنان

وے اوس جوان کو ذرا سہم — کوئی زخم ہوتا نہ تہا کارگر
یہ دیکھو دلیسہ کی گردن بند — کہ اک ہاتھ سے کھینچتا تہا کمند

اور اک ہاتھ سے اوسکے پر دم وہان
چپے راست تھی ضرب گرز گران
وہ پیران کو لایا وہان کھینچکر
جہان تہا ملکزادہ نامور

کمند اوسکے دی ہاتھ مین وہ جوان
گیا پھر پے جنگ تورانیان
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
ہوئے جا وہ ہیبائے دشت فرار

ظفریاب ہو زیر چرخ بلند
گیا پیش خسرو بدل ارجمند
کیا عرض اے خسرو نامجو
کرون قتل پیران بدکیش کو

بصد عجز پیران زاری کنان
وہ لایا تہا عذر خطا بر زبان
ز روی عنایات و شفقت و دین
لگا کہنے یون خسرو پاک دین

کہ اے گیو یہ ترک ہے وو سپہدار
مخالف ہمارا نہین زینہار
فرنگیش نے بہی کہا یون کہ ہان
یہ اپنا نکوخواہ ہے بیگمان

رکہا اوسنے خسرو کو چہپا انکے گہر
بد اندیش سے تا نہ پہونچے ضرر
بخوبی وہان بہیجکر دایہ کو
کیا پرورش اس گرانمایہ کو

شب و روز حاضر تھے خدمتگذار
بے خدمت خسرو نامدار
رہا ہمکو پیران نے خون سے کیا
شرائط نکوئی کی لایا بجا

وگرنہ ہمین شاہ توران زمین
کیا چاہیے تہا قتل اندوگین
تو ہرگز نہ رکہہ خون اوسکا روا
کہ یہ ہے سزاوار لطف و عطا

اگر بعد نیکی کے اے پہلوان
ہوئی اک خطا اس سے سرزد یہان
تو ہرگز شمارا اس خطا کا نہین
کچہہ اسکی طرف سے نہ رکہہ دل مین کین

غرض اسکی جان بخشئے اب خسروا
نکیجے تو لطف و کرم سے جدا
گذارش پہر اوس پہلوان نے کیا
یہ کہائی ہے مینے قسم خسروا

کہ گلگون کرون اوسکی خون سے زمین
لگا کہنے پہر خسرو پاک دین
کہ اک ہاتھ خنجر پہ گستاخ کر
تو اب کان مین اوسکے سوراخ کر

جو ٹپکے ذرا تیرے خنجر سے خون
تو پہر بیگمان ہو زمین لالہ گون
رہا کر اوسے بند سے بعد ازان
کہ تا ہووے یہ سوئے توران روان

غرض گیو نے اسطرح سے کیا
کہ جسطرح خسرو نے فرمان دیا
روان ہوکے پیران بصد پیچ و تاب
وہان سے گیا پیش افراسیاب

حقیقت جو کچہہ تہی سو یکسر کہی
ہوئی شاہ توران کو جب آگہی
تو غم سے ہوئین اوسکی آنکہین پر آب
لگا کرنے افسوس افراسیاب

کئے مرد مان سوئے جیحون روان
کیا حکم یون پر گذربان کہ ہان
کہ اس شکل کے ایکدن مرد دو
جہان پہر جاوین تم قتل اونکو کرو

سپہدار توران بہی پہر بعد ازان
ہوا آپ پہر فوج لیکر روان
ہوا گرم ملغز شہ کینہ جو
کہ جانے نہ دے خسرو و گیو کو

وہ چلتا تہا ہر روز سہ صد گروہ
لیے ساتھ تورانیوں کا گروہ
ولے ہر زمان فضل لطف خدا
نگہدار تہا خسرو و گیو کا

گئے رفتہ رفتہ وہ جب گہاٹ پر
تو جیحون بطغیانی آیا نظر
گیا گیو وہین گذربان کے پاس
گذربان لگا کرنے گفتار پاس

کہا یون سند ہے ترے پاس گر
تو کشتی مین جا شوق سے بیٹہکر
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
سند گم ہوئی راہ مین ناگہان

گذربان نے پاسخ دیا یہ کہ خیر
ملیگی نہ کشتی سند کے بغیر
مگر تم یہ اسپ سیہ مجہکو دو
گذر پہر یہان سے بخوبی کرو

کہا گیو نے تب کہ ای نوجوان
ہمارا خداوندزادہ ہے یہان
نہ دیگا یہ گہوڑا تجہے زینہار
ہمارا نہین اسپہ کچہہ اختیار

گذربان نے پہر یون کہا ای عزیز
حوالے مرے کیجیے یہ کنیز
یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان
کہ اوسکی ہے یہ مادر مہربان

کہا یہ گذربان نے پہر گیو سے
کہ دو تاج زر اس سے لیکے مجہے
پہر اوس سے یہ اوس پہلوان نے کہا
نہ دیگا یہ افسر کہ ہے بے بہا

سوا اسکے یہ ہے نشانی جدا
نہ اسکے لیے کیجیے زینہار کد
وہ بولا کہ اپنی زرہ دے مجہے
یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا تجہے

ولے اور چندین زرہ لیجیے
نہ ہٹ اس زرہ کیلیے کیجیے
گذربان یہ کہنے لگا ای عزیز
طلب کی ہین پانچ جو یہ چار چیز

گران میں سے دو گے نہ تم ایک بھی
تو یاں سے نہ ہوگا گذارا کبھی
لگا گیو پھر کہنے سنتے ہو وہاں
کہ لازم تھی ہر گز نہ گرمی وہاں

ولیکن گذربان رہا تند سخت
لگا کہنے تب گیو فیروز بخت
کہ ناچار دریا میں آتے ہیں ہم
گذر یاں سے پا آب جاتے ہیں ہم

وہ سمجھا کہ بیہودہ گفتار ہے
کسیکی نہیں تاب زنہار ہے
جو اس رن دریا میں جاوے گذر
کہ ہے جس میں مرغابیوں کا خطر

پھر آہستہ خسرو سے وہ پہلوان
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
توقف نہیں یاں مناسب ہے اب
کہ ترکوں کا یلغار ہے باغضب

مبادا کہیں شاہ افراسیاب
یہاں کر کے یلغار پہونچے شتاب
فریدون کو لایا تھا یاں کاوہ جب
وہ جیحون سے گذرا تھا پا آب تب

پھر آخر ہوا بادشاہ عظیم
فریدون بفضل خدای کریم
لگا در کو اب دے کے تو دریا میں ڈال
کہ بفضل خدا سے مبارک ہے فال

سنی گیو سے جب یہ خسرو نے بات
تو غیرت میں آیا وہ فرخ صفات
کیا اس نے جیحون میں گھوڑا رواں
فرنگیس اور گیو بھی بعد ازاں

گذر کر گئے دانسے پا آب بس
کہ اقبال تھا ہمدم و ہمنفس
گذربان تعجب میں تھے سر بسر
ہوے لوگ حیرت زدہ دیکھ کر

پھر اتنے میں پہونچا وہاں شاہ بھی
کنارے پہ جیحون کے افراسیاب
فرنگیس کیخسرو و گیو کو
جو دیکھا شتابان ہوا کینہ جو

تو وہ ہیں گذربان سے کشتی منگا
اوترنے کا شہ نے ارادہ کیا
لگا کہنے ہومان کہ ای بادشاہ
ترے ساتھ آئی بہت کم سپاہ

تو ہر گز نہ بچا یاں سے دریا کے پار
کہ ہے فوج ایرانیان بیشمار
نگہبان تھے ملک توران کا
نکر قصد اقلیم ایران کا

غرض پھر گیا شاہ توران وہیں
بصد رنج و غم سوئے توران زمین
فرنگیس و کیخسرو و گیو جب
قلمرو میں ایران کے آئے تب

ہوئے بیشتر پھر وہاں سے رواں
بجالائے وہ شکر یزدان زبان
کسان و زمیندار کر کے طلب
رقم کر کے اک نامہ باطرب

روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
ہوا شاد پھر وہ کیوان کلاہ
وہیں طوس و گرگین و گودرز کو
کہا جا کے تم پیشوائی کرو

گئے پیشوا سر سے نام آوران
گئے اور بھی ساتھ والا اساس
جہاندار نے بانشاط و خوشی
شتابی سے آرایش شہر کی

جب آیا وہ کیخسرو نامدار
ہوا دیکھ کر چشم تر شہریار
اوتر تخت سے پھر بغل میں لیا
سر و چشم پر پاؤں کے بوسہ دیا

وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز
اور ہے حضور شہ سرفراز
طلب کر کے پھر ایک اورنگ زر
لگا کہنے خسرو سے یہ تاجور

کہ اس تخت پر بیٹھ ای کامگار
وہ بیٹھا تو شادان ہوا تاجدار
نہ تنہا ہوا خوش شہ بے نظیر
ہوئے شاد و خرم امیر و وزیر

کمر بستن ایرانیان باطاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار و انحراف طوس از کیخسرو و اغوا نمودن فریبرز پسر شاہ کاؤس را و مہیا شدن سامان جنگ فیما بین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاؤس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برائے جنگ قلعہ ؤژہمن و

تباہ شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن شاہ کیخسرو

دلیران و گردان والا سران
یہ خسرو کہ پور پسر ہے مرا
ہوئے وہین خسرو کے فرمان پذیر
کہ تو شاہ کاؤس کا ہے پسر
بہت اوسنے اعزاز و اکرام کر
کیا جشن گودرز نے اپنے گھر
بزرگان ایران گئے سب وہان
یہ کہنے لگا گیو سے ایجوان
نہ خسرو کے آگے مین سر جھکون
تو اے گیو یان اوسکو لایا عبث
دلاور جوان و قوی جنگ ہے
یہ گفتار سن گیو فرخندہ خو
ثناخوان ستا ہر چند وہ پہلوان
کیا طوس کا ماجرا سب بیان
یہ کہکر گیا اسپ پر ہو سوار
پسر اور نبیرہ تھے ہشتاد و ہست
رکھے ساتھ تہا کاویانی درفش
جو ہو گرم بازار پیکاریان
ہیم دیکھکر جنگجوئی شتاب
خبر شاہ کاؤس کو بھیجیے
جو پہونچا یہ فرمان جہاندار کا
سنا سب نے اب اور یہی صلاح
کیا طوس نے عرض یون پیش شاہ

وہ جتنے تھے گردن فراز و یلان
جگر گوشہ نور بصر ہے مرا
سو اطوس کے سب صغیر و کبیر
سزاوار دیہیم و اورنگ زر
خوشی سی دیا طوس کو گنج و زر
رکھا اک مرصع وہان تخت زر
بفرمان کاؤس شاہ جہان
تو اے طوس کو جا کے آسمان
نہ اوس جنگلی کی اطاعت کرون
یہ سچ اوسکی خاطر اوٹھایا عبث
سزاوار دیہیم و اورنگ ہے
یہ بولا کہ کیخسرو نامجو
وے طوس ہر دم تھا نفرین کنان
غضبناک سنکر ہوا پہلوان
سو طوس جنگی پے کارزار
غرض اس حشم سے گیا سوے دشت
کہ تھا فتح کی وہ نشانی درفش
تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان
کرے قصد ایران کا افراسیاب
کہے شاہ جو کچھ وہ سن لیجیے
کہ اے گرد گودرز جنگ آزما
کہ تو اور طوس آوی یا بے سلاح
کہ ہون جا کرو بندہ بارگاہ

یہ اوس سے لگا کہنے وہ شہریار
تم اسکی اطاعت کرو اختیار
تھی سعنر و بیعقل جو طوس تھا
اطاعت جو خسرو کی کیجیے حضور
سر چرخ خورشید رخشندہ جب
سر تخت کیخسرو نامدار
وے طوس بیعقل بیدین و داو
گیا گیو جب طوس بولا یہ تب
وہ ہے عقل و ہوش و خرد سے تہی
فریبرز فرزند کاؤس کا
کرون اب مین اوسکی پرستندگی
بتدبیر و فرزانگی فرد ہے
غرض ہوگے آشفتہ و خشمگین
بزرگون سے گودرز کہنے لگا
دلیران جو باشوکت و جاہ تھے
گیا طوس بھی سامنے بیدرنگ
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
ہیں کچھ بھی ہرگز نہو فایدا
پیام اوسنے بھیجا یہ گودرز کو
جو پہونچی شہ نامور کو خبر
سپہ کھینچی اب کسلیے طوس یہ
گئے طوس گودرز یان سے بہم
جو شہ سیر شاہی سے آئے وہان

کہ اے نامداران ایران و یار
خوشی سے بحکم شہ نامدار
فریبرز سے جاکے کہنے لگا
کرو نہین تو ہے عقل و دانش سے دور
ہوا جلوہ گر دو سہ روز تب
ہوا رونق افزا بجاہ و وقار
نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد
کری ہے تمسخر ترا باپ اب
نہین ہے سزاوار تاج شہی
رکھے ہے دلیری و فہم و ذکا
بجا لاؤن رسم و رہ بندگی
دلیر و شجاع و قوی مرد ہے
حضور پدر گیو آیا وہین
مٹاؤن جہان سے نشان طوس کا
وہ سب دو ہزار اوسکے ہمراہ تھے
سواران جنگی لیے بیدرنگ
لگا کہنے تب طوس زرین کلاہ
مگر شاہ توران کا ہو مدعا
کہ پیکار موقوف یکدم رکھو
کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس پر
خرابی پہ کیون تو نے باندھی کمر
حضور جہاندار کیوان علم
فریبرز ہو بادشاہ جہان

کہ ہے پور شاہ خلایق پناہ
وہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ

نبیرے کو شاہی حضور پدر
نہین پہونچے زنہار ای نامور

یہ سنکر وہ گودرز کہنے لگا
سیاوش جیسین پور تھا شاہ کا

ہوا کشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ
مناسب یہی ہے کہ کاؤس شاہ

کرے روح کو اب سیاوش کی شاد
ندی ہاتہہ سے رسم و آئین بودا

کری یعنی خسرو کو اب بادشاہ
کہ ہے وہ سزاوار تاج و کلاہ

بسان فریدون فرخ خصال
لگا ور کو دریائے جیحون مین ڈال

دلیرانہ آیا وہ عالی تبار
کیا کچھ نہ خوف و خطر زینہار

فریبرز کو ہے یہ طاقت کہان
کہان یہ دلیری یہ جرات کہان

دلیران بحکم شہ دادگر
ہوئے تابع خسرو نامور

تو کیون جبل کا کار فرما ہوا
مگر تجھکو اے طوس سودا ہوا

یہ سچ ہے کہ نوذر کا ہے پور تو
تو دیوانہ ہے اور وہ تھا فتنہ جو

کہا طوس نے یون کہ اے شور بخت
تو کہتا ہے کیا اب سخنہای سخت

ہوا مجھسے گستاخ یون بے غضب
مگر آپ کو یون گیا بھول اب

ترا باپ تھا مفلس و ناتوان
غریب ایک آہنگر اصفہان

نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ
نہ زنہار تھا صاحب عز و جاہ

ہماری جو کی بندگی اختیار
ہوا اب وہ سردار عالی تبار

دیا وہین گودرز نے یہ جواب
کہ خاموش ہے اے طوس خانہ خراب

تو سن گوش جان سے کہ کچھ زینہار
نہین مجھکو آہنگری سے ہے عار

کہ خوبی بشر کی ہے مردانگی
ہنرمندی و خلق و فرزانگی

مرا باپ تھا کاوہ نیک مرد
ستور ہین یکتا دلیری مین فرد

کیا عہد ضحاک کا اوسنے چاک
نہ لایا ذرا دل مین کچھ خوف و باک

فروزندہ کاویانی درفش
وہ کاوہ ہے اے طوس زرین کفش

کہ جبکا نبیرہ مین ہون جنگی سوار
مرا تیر و نیزہ ہے جوشن گذار

یہ طاقت کہان اور تری تاب کیا
جو ہو ساتھ میرے تو جنگ آزما

کہا طوس نے ای سرافراز پیر
یہ گفتار تیری نہین دلپذیر

اگر تو ہے مرد شجاع و دلیر
تو مین ہون شجاعت کے بیشہ کا شیر

گران کوہ سا گر ترا گرز ہے
مری تیغ بھی آب البرز ہے

کرے تیر جوشن سے تیرا گذر
سنان میری توڑے جبل کا جگر

ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت
لگا کہنے تب شاہ فیروز بخت

کہ ناحق سہم کینہ آور نہو
نہ بولو زیادہ بس اب چپ رہو

یہ گودرز بولا کہ کیجیے طلب
فریبرز و خسرو کو پاس اپنے اب

جسے دیکھیے لایق سروری
سزاوار شایستہ برتری

ولیعہد شاہا اوسے کیجیے
بلندی و جاہ و حشم دیجیے

لگا کہنے شاہنشہ نامجو
کہ دونون ہین یکسان میرے روبرو

کرو ہین جو رتبہ بلند ایک کا
تو پھر دوسرا مجھسے ہووے خفا

مین اب اور کرتا ہون تدبیر نیک
کہ خوشنود و راضی ہو جس سے ہر ایک

یہ کہکر کیا شہ نے اونکو طلب
وہ جب آئے وان یہ کہا اونسے تب

بلند ایک دژ بہمن مین ہے دلیل
سر کوہ نزدیک دریائے نیل

نکلتی ہے آتش وہان سے مدام
اور اوس قلعہ مین دیو کا ہے مقام

کرے فتح جو ہو مبارک وہین
اوسے بادشاہی ایران زمین

یہ کی جبکہ گفتار کاؤس نے
کہا تب یہ گودرز او طوس نے

کہ اور اس سے تدبیر بہتر نہین
یہ سنکر فریبرز بولا وہین

مجھے بیلے ای بادشاہ حکم ہو
کہ جا کر کرون فتح اوس قلعہ کو

فریبرز کو شہ نے رخصت کیا
سپہ لیکے طوس اوسکو ہمراہ گیا

وہ پہونچے جو نزدیک حصن متین
تو دیکھی زمین سر بسر آتشین

ہوا ہر دم ہوتی تھی آتش فشان
ہوئے سوختہ وان بہت پہلوان

کیا بند یک ہفتہ گرد حصار
تردد کیا خوب لیل و نہار

ولیکن دو دژ نہ آیا نظر
ہوئی فوج جنگی تبہ سر بسر

فریبرز اور طوس ہو تفتہ جان
پھر آئے حضور شہ خسروان

شہنشہ نے بعد اوسکے با کرو فر
بتا خواب مین اسم اعظم دیا
لگا کہنے یون پہلوان سے کہ ہان
جو کچھ اوسکو خسرو نے فرمان دیا
بلند اک ہوئی بانگ و سدم اوہان
کہ یکبارگی تیر باران کرد
نمایان ہوئی روشنی بعد دم
ہوا قلعہ تسخیر با گنج و زر
پھر اک سال کے بعد خسرو گیا
کیا فتح اوس قلعہ کو بھی وہین
سپہر خلافت کا نیر ہے تو

کیا دو وہین خسرو کو رخصت اودہر
خدا نے غرض رحم اوسپر کیا
سر نیزہ اب باندہکر اک جوان
دہی گیو جنگی نے اوسدم کیا
کہ جسطرح سے رعد کا ہو فغان
توقف کو اب راہ ہرگز نہ دو
ہوئی دفع وان تیرگی یکقلم
ہوئی ہمقرین آکے فتح و ظفر
حضور شہنشاہ کشور کشا
بفضل خدا سے جہان آفرین
سزاوار اورنگ و افسر ہے تو

سپاہ گران لیکے پہونچے وہ جب
ہوا جبکہ سپہدار وہ نامجو
تو رکہا اوسکو دیوار پر قلعہ کی
وہ کاغذ رکہا جبکہ دیوار پر
شکستہ ہوا جیسے جادو سخت
لگی ہونے پھر بارش تیر وان
و در در نمایان ہوا تب وہین
بنا ایک خسرو نے گنبد کیا
وہان سے سپہدار عالیجناب
ہوا شاہ کاؤس بس دیکہکر
جہاندار کاؤس فیروز بخت

کسی نے ملکزادہ کو وقت شب
رقم کرکے کاغذ یہ اوس اسم کو
کرتا کار مشکل ہو آسان ابہی
ہوا ظاہر اک ابر تاریک تر
لگا کہنے تب خسرو نیک بخت
ہزارون ہوئے دیو تسخیر وان
گیا قلعے مین خسرو پاک دین
کر رخصت سے وہ ہمسر چرخ تہا
گیا جانب ملک افراسیاب
لگا کہنے اے خسرو نامور
جو سمجہا کہ زیبا ہے خسرو کو تخت

بر تخت نشاندن کاؤس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بر توران

بٹہایا جہاندار نے تخت پر
یہ فرمادیا جبکہ کاؤس نے
سپہدار کیخسرو خوش نہاد
یل نامور رستم و زال زر
جو نزدیک پہونچے تو با صد طرب
کہا یون سیاوش کا تو دایہ ہے
بہم ملکے دونون ہوئے اشکبار
ہوا زال سے پھر بغلگیر شاہ
گئے پیش کاؤس روز دگر
وزیر و امیران و شہزادگان
یہ بولا کہ کین پدر جب تلک
نہ مسرور مین تخت و افسر سے ہون

رکہا سر پہ خسرو کے دیہیم زر
تو وو وہین فریبرز اور طوس نے
ہمیشہ تہا مصروف انصاف وداد
ہوئے شاد و خرم یہ سنکر خبر
گئے پیشوائی کو سردار سب
ہمارا بزرگ اور گرانمایہ ہے
یہ کہنے لگا رستم نامدار
لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ
بہم خسرو و رستم و زال زر
گئے سب بزرگان ایران وہان
نہ لون شاہ توران سے مین جب تلک
نہ شادان زر و گنج و گوہر سے ہون

کیا حکم پھر یہ کہ سب نامدار
اطاعت سے خسرو کی پھیرا نہ سر
بہت اوس سے راضی تہا لشکر تمام
وہین بادل خرم و شادمان
جب آیا قرین رستم نامدار
مددگار میرا ہو شام و سحر
کہ ہون مین ترا بندہ کمترین
تہمتن نے خسرو کو تحفے دیے
کیا شاہ نے جشن وان اوریک
ملک ہے یہ کیخسرو تاجور
نہین مجہکو زنہار آرام و خواب
یہ پھر زال و رستم سے شہ نے کہا

اطاعت کرین اسکی لیل و نہار
لگے چاکری کرنے شام و سحر
رعیت تہی آسودہ و شادکام
ہوئے سیستان سے ادہر کو روان
اوٹہا تخت سے خسرو نامدار
کہ لون جاکے ترکون سے خون پدر
تو ہے شاہ شاہان روے زمین
بہت پیشکش لعل و گوہر کیے
با آئین فرخندہ طور نیک
کہ تہا جسکو مطلوب کین پدر
نہ ہرگز مجہکو قرار و شتاب
کہ اے پہلوانان کشور کشا

کروگے مدد اور سنگی تم وقت جنگ — یہ رستم نے پاسخ دیا بیدرنگ
شہا بیشتر ملک افراسیاب — کیا میں نے جاکر تباہ و خراب
اور اب یہ سپہدار عالی گہر — خدیو جہان خسرو نامور
کرے قصد تسخیر توران کا جب — کرون کو تبھی جانفشانی عجب
فریبرز و گودرز اور طوس گیو — یہ جتنے تھے گردان گیہان خدیو
شہنشہ نے ہر ایک سے یون کہا — کہو تم تمہارا ارادہ ہے کیا
یہ سنکر لگا کہنے ہر پہلوان — کہ حاضر ہیں ہم جانفشانی کو ہان
دیا الغرض اوسکو لشکر تمام — بتایا دلیرون کو خسرو کا نام

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و یلان نامدار بعزم جنگ افراسیاب والی توران

جو سالار ایران نے از رو کین — کیا قصد تسخیر توران زمین
کیا وہ وہیں ترتیب سب فوج کو — بائین دلچسپ و طرز نکو
فریبرز کو با صد و دہ جوان — کہ تھے اقربا اوسکے پہلوان
کیا شہ نے سرکردۂ فوج پیش — گیا ساتھ وہ طوس فرخندہ کیش
جوانمرد گودرز عالی وقار — یل نامور گیو جنگی سوار
نبیرہ پسر اسکے ہفتاد و ہشت — جو رنگین کرین خون سے دشمن کے دشت
مقرر ہوے جانب دست راست — بحکم شہنشاہ جوہر شناس
وہ گستہم بہالی کہ جو تھا طوس کا — اوسے دست چپ کو مقرر کیا
جو میلاد کے تھے نبیرہ پسر — ہوے ساتھ گستہم کے سربسر
نژاد پشنگ دلاور سے ہان — نبرد آزما سی و سہ پہلوان
نژاد نوابہ دلاور سے بھی — پچاسی جوان بانشاط و خوشی
صد و ہفت تن تخم گولاد کی — کہ یکدست با قوت و زور تھی
کنارہ کے تھے یکصد و پنج تن — نہایت قوی زور اور صف شکن
مقرر ہوے قلب میں یک قلم — بفرمان کاؤس انجم حشم
وہ بیژن کہ فرزند تھا گیو کا — اوسے شاہ کاؤس نے یون کہا
کہ اے پہلوان بیژن جنگجو — نہونا جدا گاہ خسرو سے تو
یہ تھے جسقدر نامور پہلوان — ہر اک ساتھ رکھتا تھا فوج گران
غرض ہوکے رخصت شہنشاہ سے — وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے
سوی ملک توران روانہ ہوا — معین و مساعی زمانہ ہوا
تہمتن بھی لیکر سپاہ گران — گیا ہمرہ خسرو کامران

روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران شاہ گیتی ستان و رفتن طوس براہ کلات و خرم و کشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن گلشہر متولد شدہ بود و شبخون زدن پیران ویسہ بر لشکر ظفر پیکر طوس و معاتب شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین — گیا جبکہ نزدیک توران زمین
فریبرز سے تب یہ کہنے لگا — سو دست چپ لیکے گرز وغا
رفاقت میں اب تیری آیا جو — مقرر کیا گیو گودرز کو
تو کرتا ہے سر اک ملک یکسر خراب — پہونچ تا سر تخت افراسیاب
ولیکن سیاوش کا ہے اک پسر — فرود جوانمرد فرخ سیر
کلات و خرم میں ہے مسکن گزین — بنایا ہے اک اونے حصن حصین

وہان وخل مت کیجیو زینہار
یہ سمجہا کے طوس و فریبرز کو
فریبرز مرد شجاع و دلیر
گیا متصل لشکر طوس جب
نکل قلعہ سے وہ وہین نامور
یہ کہہ جاکے اوس سے کہ پرخاش و کین
یہ گفتار سن ریو وون ہی گیا
ہوا ریو کے ساتہہ سرگرم جنگ
پسر کو وہین اوسنے بہیجا ادہر
گیا طوس پہر آپ ہوکر سوار
شتابی سے بس چڑہ گیا کوہ پر
فرود دلاور کا خالو وہ تہا
گریزان ہوا وانسے وہ پہلوان
جو شبدیز پر طوس کے وقت جنگ
لگا اسپ پر گیو کے ایک تیر
کہا گیو نے یہ کہ آگے نہ جا
یہ کہکر شتابان ہوا وہ دلیر
ولیکن نہ بیدل ہوا زینہار
فرود دلاور نے از روی کین
جہان تہا سوار دلاور فرود
گیا قلعہ مین ہوکے زخمی جوان
نہ آئی تجہے شرم کچہہ زینہار
ہوا اسکے پہینکے بہت خارہ سنگ
لگا کہنے یون طوس کہا کر قسم
پہ بہیرو گلبہرہ کو وقت شب

کہ میرا برادر ہے وہ نامدار
یہی بات کہہ گیو گودرز کو
روان سوئے صحرا ہوا مثل شیر
یہ سمجہا فرود جوانمرد تب
ہوا سد رہ طوس کا آنکر
ترے ساتہہ زنہار جنگ و جدل
جو پیغام تہا سو مفصل کہا
کیا ریو کو کشتہ وان بیدرنگ
کہ لائے فرود دلاور کا سر
سپہ لیکے یکسر ہے کارزار
گیا وان سے پہر قلعہ مین دوڑ کر
سوار دلیر و هنر آزما
گیا بہاگ کر قلعہ کے درمیان
فرودِ دلاور نے مارا خدنگ
پیادہ ہوا پہلوان دلیر
یہ بیژن نے اوس وقت پایا خدنگ
پہراتے مین آیا او دہر جو تیر
پکارا یہ او سند م کہ ای نامدار
خدنگ ایک پہر اور مارا وہین
یہ بیژن بہی پہونچا وہان مثل دود
لگا کہنے تب بیژن پہلوان
دریغ اے جوانمرد جنگی سوار
ہوا خستہ بیژن بمیدان جنگ
کہ حملہ کنان ہوکے تا صبحگاہ
یہ آیا نظر خواب یعنی کہ اب

خبردار کوئی نہ جاوے ادہر
روانہ ہوا خسرو کا مکان
ولے طوس سوی کلات و جرم
کہ یان پہر پرخاش آیا ہے طوس
یہ سنکر کہا طوس نے زریو کو
تو ہٹ سر راہ سے ای جوان
نہ ہرگز کیا اوسنے کچہہ اعتبار
غرض ریو وا ماندہ تہا طوس کا
پسر طوس کا بہی ہوا کشتہ وان
ولیکن مقابل نہ آیا فرود
لیا طوس نے گہیر اوس قلعہ کو
کیا طوس نے آخر اوسکو زبون
نکل قلعہ سے پہر فرود دلیر
جو کشتہ ہوا باد پا طوس کا
پسر گیو کا بیژن پہلوان
کہ جبتک نہ اوسکو کرون غرق خون
کیا کشتہ اوس تیر نے اسپ کو
تو یک لحظہ تاخیر کر اور درنگ
گیا پہلوان کی سپر سے گذر
دلیری سے نیزہ کو جولان دیا
کہ اک تن پیادہ سے بہاگا شتاب
مقابل پہر آیا نہ کوئی جوان
پس کوہ جب مہر روشن گیا
کرون فتح اس قلعہ کو بیگمان
لگی آگ اس قلعہ مین ناگہان

کرے اور ہر جانب سے لشکر گذر
سوار است باریستم نامدار
شتابان ہوا با فراوان حشم
لعزم وغا فوج لایا ہے طوس
کہ پیش فرود اب شتابان تو جا
کہ ہو پیشتر یان سی لشکر روان
نہ آیا سر آشتی زینہار
کیا طوس نے اوسکے غم سے بکا
یہ سنکر ہوا طوس گریہ کنان
نہ پیکار کی تاب لایا فرود
ہوا آکے تنخواہ تب رزم جو
ہوئی فوج تنخواہ کی غرق خون
مقابل ہوا طوس کی مثل شیر
گیا پہر وہین گیو بہر وغا
گیا سامنے کرکے گہوڑا دوان
قسم ہے کہ ہرگز نہ یان سے پہرون
پیادہ ہوا بیژن جنگ جو
کہ ہے ساتہہ تیری تمنای جنگ
ہوا بند جوشن مین تیر آن کر
فرود دلاور کو زخمی کیا
اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
گیا قلعہ سے تیر باران وہان
سو خیمہ تب وان سے بیژن گیا
نہ چہوڑون کسی کو بہی زندہ وہان
ہوئی سر بسر سوختہ مردمان

ہوئی خواب سے جبکہ بیدار تب ۔ پسر سے کہا قصۂ خواب شب
لگا کہنے گلشہر سے یون فرود ۔ کہ ہرگز مجھے زیر چرخ کبود
نہین غم کچھ اے مادر مہربان ۔ کرے آخر سبکو فنا بیگمان
اگر مین بھی کشتہ ہون مثل پدر ۔ تو کیا چارہ پیش قضا و قدر
ہوا جلوہ گر مہر تابان جب ۔ سپہ لیکے طوس جوانمرد تب
ہوا حملہ آور بسوے حصار ۔ دلیری لگے کرنے مردان کار
در و در شکستہ ہوا پھر وہین ۔ گئے دوڑ مین سب کھینچ کر تیغ کین
پکڑ نیزہ اوس دم فرود دلیر ۔ ہوا رزم جو آکے مانند شیر
دلیرانہ پھر بیژن جنگجو ۔ ہوا اوس جوانمرد کے روبرو
فرود دلاور نے از روے کین ۔ رہا الغ کیا زخم اوس پر وہین
اثر کچھ نہ جوشن مین ہرگز کیا ۔ گیا ٹوٹ نیزہ بحکم خدا
دگر بار یہ چاہے تہا وہ جوان ۔ کہ بیژن کو لے زیر گرز گران
ولیکن کمین گاہ سے بید تیغ ۔ رہام دلاور نے ماری جو تیغ
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود ۔ فغان اک اوٹھا زیر چرخ کبود
کہ اے واے افسوس شیر پسر ۔ جوانی مین کشتہ ہوا یہ پسر
غرض اوسکی مان دوڑتی آئی ادہر ۔ ہوئی اوسکے ماتم مین نالہ کنان
پہر اپنا شکم کرکے خنجر سے چاک ۔ کیا آپ کو اوسنے وہین ہلاک
وہان آکے بہرام نے طوس کو ۔ کہا کرکے نفرین کہ اے تندخو
یہ پہونچی خبر جاے خسرو کو جب ۔ خدا جانے کیا تجہپہ آوے غضب
ہوا طوس کو زیر چرخ کبود ۔ فراوان غم بہر درد فرود
وہان سے بصد شوکت و کر و فر ۔ کیا طوس نے کوچ پہر پیشتر
پہر اک راہ مین در آیا حصار ۔ جوان ایک پلاسان تہان نامدار
نکلکر پلاسان ہوا گرم کین ۔ کیا کشتہ بیژن نے اوسکو وہین
روان وانسے لشکر ہوا پیشتر ۔ یہ سالار توران نے سنکر خبر
نژادہ کو بہیجا براے نبرد ۔ پکارا وہ آوے جو ہو کوئی مرد
گیا سامنے بیژن پہلوان ۔ ہوا کار منجر بہ تیغ و سنان
پہر اک گرز بیژن نے مارا کہ بس ۔ رہی جنگ کی پہر نہ اوسکو ہوس
نژادہ گرا اسپ سے ہو جدا ۔ پریشان ہوا مغز بدخواہ کا
یہ چاہے تہا بیژن کہ پہینکے کمند ۔ کرے تا کہ بدخواہ کو اوس سے بند
کہ اتنے مین گہوڑونکو کرکے دوان ۔ سواران تورانی آئے وہان
نژادہ کو وانسے اوٹھا لے گئے ۔ لگا ور پہ اوسکو بٹہا لے گئے
ولیکن نہ پہر جنگ کی لائے تاب ۔ گئے بہاگ کر پیش افراسیاب
ہوا وان سے پیران ویسہ روان ۔ پے جنگ پرخاش ایرانیان
سواران و ترکان لیکے چہل ہزار ۔ ہنر آزمایان و مردان کار
سوے کاسہ رود آئے تورانیان ۔ کہ لشکر تہا ایرانیان کا وہان
خطر گیو سے بسکہ پیران کو تہا ۔ تو ناچار بس قصد شبخون کیا
غرض مست و مدہوش غافل تہے سب ۔ دلیران ایران زمین وقت شب
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان ۔ ہزارون کئے قتل ایرانیان
خطرناک بیدل ہوا سب سپاہ ۔ روانہ ہوا طوس پہر صبحگاہ
فریبرز کے آگے شامل ہوا ۔ فریبرز کا پر الم دل ہوا
گیا نامۂ خسرو نامور ۔ بنام فریبرز عالی گہر
لکہا تہا کہ ہے طوس تقصیروار ۔ نہ لایا بجا حکم وہ نابکار
بسوے کلات و خرم یہ گیا ۔ مرے بہائی کو قتل ناحق کیا
غرض طوس کو قید کر بہیجیو ۔ خطا کی سزا اوسکو اب دیجیو
بفرمان کیخسرو نامور ۔ فریبرز نے طوس کو باندہ کر
کہا سخت دشنام دے بیشمار ۔ کیا انجمن مین ذلیل اور خوار
رکہا اوسکو زندان مین شام و پگاہ ۔ ہوا آپ سالار یکسر سپاہ
لکہا پہر یہ پیران کو نامہ کہ ہان ۔ کہ شبخون نہین کار جنگ آوران
اگر ہے جوانمرد تو بیدرنگ ۔ دلیرون کے آسامنے بہر جنگ
فریبرز کا جب کہ نامہ پڑہا ۔ تو پیران نے اوسکو یہ پاسخ دیا

کرینگے بہم بعد یک ماہ جنگ | مہیا ہر یان گرز تیر و خدنگ | غرض جب گیا اک مہینہ گذر | دو لشکر مقابل ہوئے آنکر

جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران و شکست خوردہ آمدن نزد کیخسرو در توران

غرض جب گیا ایک مہینہ گذر | دو لشکر مقابل ہوئے آنکر | اور ہر نامداران ایران زمین | اودہر لشکر ترک جو آئے کین

صف آرا ہوئے آنکر ہر دو سو | دلیران جنگ آور و کینہ جو | ہوئی آتش جنگ افروختہ | ہوا خانۂ آشتی سوختہ

سپاہ دو لگے چاہنے کینہ خواہ | ہوئی گرم پیکار یکسر سپاہ | گئے گیو بیژن جو میدان مین | تو برپا ہوا حشر اک آن مین

ہوا اسطرف گیو ناوک فگن | ہزاروں ہی کشتہ ہوئے پیلتن | نبرد آزما بیژن پہلوان | جدہر کو گیا لیکے تیغ و سنان

ہوئے قتل ترکان اودہر بیشمار | بیابان ہوا خون سے لالہ زار | ولے اور جانب سے تورانیان | جہان تھا فریبرز آگے وہان

ہوئے حملہ آور سوئے قلبگاہ | گیا آکے ایرانیون کو تباہ | دلیران ہوئے کشتہ ہنگام جنگ | فریبرز پیدان ہوا وقت جنگ

ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ | گیا دون ہی میدان سے بالائے کوہ | ہٹا جائے تھا وان سے گودرز ہی | اگر گودرز کی فوج مغلوب تھی

ولیکن وہین گیو مرد دلیر | لگا کہنے یون آکے سرافراز پیر | تو ہے صاحب گرز تیر و خدنگ | جہانمین بہت تو نہ دیکھی ہو جنگ

نہ ٹھہریگا پیران کے گر روبرو | رہیگی بہلا خاک پھر آبرو | تماشا مرا دیکہ وقت وغا | یہ پیران نہ لیسے تو ہی چیر کیا

اگر کوہ ہووے تو کندہ کرون | سر سربلندان فگندہ کرون | کرون قتل لشکر کو اک آن مین | نہ چھوڑونگین اک ترک میدان مین

پہراتے مین گستہم آیا وہان | ہوئے متفق آکے جنگی جوان | یہ گودرز و گستہم جنگی بہم | لگے کہنے میدان مین کہا کہ ہم

کہ مرجائیے کرکے اب کارزار | نہ منہ موڑئے جنگ سے زینہار | قدم الغرض کرکے محکم وہان | ہوئے گرم پیکار جنگ آوران

یہ بیژن سے گودرز کہنے لگا | کہ تو اب فریبرز کے پاس جا | یہ کہلا اوسے بھیجا یہان آپکو | درفش اپنا یان بھیج آ نا مجو

یہ بیژن نے جب جا کے اوس سے کہا | فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا | بہلا کسطرح سے مین آؤن وہان | کہ غالب ہین اسوقت تورانیان

مناسب نہین ہے یہ آنا مرا | کہ بھجواؤن اپنا درفش اب اوسے ہم | فریبرز نے یہ کہا اوس سے جب | ہوا جنگجو بیژن پر غضب

علمدار کو قتل کرکے وہان | علم لیکے آیا وہ جنگی جوان | کرون کیا بیان ماجرا ستیز | کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز

سر و حلق گردان جنگ آزما | نثار دم خنجر و تیغ تھا | روان خون تھا مانند دریا کے | سر پہلوانان تھے مثل حباب

جوان نسل کاؤس گستہم کے | بہت وقت پیکار مارے گئے | رہا زندہ گودرز با ہفت تن | ہوئے کشتہ ہفتاد شمشیر زن

وہ خویشان پیران افراسیاب | ہزار و دو صد مرد والا صفات | ہوئے کشتہ میدان مین وقت جنگ | زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ

سوا اوسکے ترکان ایرانیان | ہوئے کشتہ جتنے کرون کیا بیان | رہی لیک توران کی غالب سپاہ | ہوئی فوج ایران سراسر تباہ

گئے خیمہ ترکان گئے شاد دل | ہوئے بند سو غم کے آزاد دل | ہوا اسکے خوش شاہ افراسیاب | زر و گنج عنایات شاہی شتاب

پے سروران خلعت پر گہر | برائے سپہ شاہ نے گنج و زر | روانہ کیا اور یہ نامہ لکھا | جزا نام تجھے کیا مرحبا

پر اس فتح پر صرف قانع نہو
شب و روز تم کامرانی کرو
جہان مین ترکھون نشان نہ رہے
غرض جبکہ لشکر ہوا پائمال
ہوا شہ کو تہنا نہ لشکر کا غم
کئی دن تلک اوسنے ماتم رکھا
شکیب و صبوری تو کر اختیار
چھڑایا وہین قید سے طوس کو
تہمتن نے وہین بند پر اکیا
طاؤن مین اوسکو تہ خاک تہن
تو کی عرض رستم نے ای بادشاہ
بھر آویگا لے فوج افراسیاب

ذرا دلین اپنے یہ تم سوچ لو
بعیش و طرب زندگانی کرو
باقبال شاہنشہ نامدار
فریبرز تب بادل پر ملال
ہوا اور اوسکو برادر کا غم
شب و روز آنکھونکو پرنم رکھا
کہ چارہ قضا سے نہین زینہار
لگا کہنے پہر خسرو نامجو
وے طوس خسرو سے کہنے لگا
تلافی تقصیر ثابت کرون
سزاوار چتر و سرپر و کلاہ
تو مین ہونگا ہم رزم اوسکا شتاب

کہ کیخسرو و رستم پہلوان
خوشی سے یہ پیران نے پاسخ دیا
اودہر ترک خونخوار خوشا دکام
شتابی روان ہوئے پہونچا دہان
کہا یون کہ شل پدر بیگناہ
بزرگان ایران رستم بہم
یہ کہہ سوگ سے پہر اوٹھایا آہ
کہ اے رستم پہلوان جہان ستان
کہ مجھکو اجازت ہو پہر اوکی باب
یہ سنکر سو ئے رستم پیلتن
اجازت ہو کافی ہے طوس دلیر
یہ سن طوس کو اور رخصت کیا

اودہر لیکے آوینگے فوج گران
کہ خسرو کا اور رستم گرد کا
اودہر اہل ایران تھے غمگین تمام
کہ کیخسرو نامور تہا جہان
فرود دلاور ہوا کشتہ آہ
لگے اور کہا اے ثریا علم
یہ بزم مسرت اٹھایا ادہے
پے جنگ پیران خانہ خراب
کرون جا کے پیران سے تا کارزار
لگا دیکھنے سرور انجمن
کریگا یہ پیران ویسہ کو زیر
دیا حکم گودرز کو تو بھی جا

باردگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بہ سحر سازی ساحر وزبون شدن ایرانیان وقید شدن در قلعہ

سپہ لیکے پہر طوس جنگی جوان
بہم پہر دو لشکر ہوئے گرم جنگ
جدا ہو کے لشکر سے اپنے گیا
کہا و وہین گودرز نے طوس کو
گیا گیو دوڑا کے شبدیز کو
نہ کوئی ہوا کامران زینہار
وہان ساحر اک شخص پر زور تہا
وہان جادو ایسا تو کر اے جوان
یہ سنکر سر قلعہ کو ہسار

ہوا سوی پیران و ویسہ روان
رہی سات دن جنگ گرز و سنان
کیا ہم نبردان کے سر کو جدا
توقف ذرا کر تو اے نامجو
ہوا ساتھ ہومان کے پیکارجو
گئے پہر سوئے لشکر انجام کار
کہ بازور تہا نام اوس شخص کا
کہ ہو بارش برف و باران یہان
وہ ساحر ہوا جا کے مشغول کار

گیا کر کے یلغار نزدیک جب
ہوا آٹھوان روز جب آشکار
بہت گرد ایران ہوئے کشتہ جب
کہا گیو سے پہر کہ اے شیر مرد
گئے گرز تہا گاہ تیغ و سنان
دلیران نے پہر تیر باران کئے
لگا کہنے پیران کہ اب زود تر
وے کچھ نہ ترکون کو پہونچا گزند
ہوا ابر تیرہ نمایان وہین

مقابل ہوا آکے پیران بہی تب
تو میدان مین ہومان دلاور ہوا
کیا طوس نے قصد پیکار تب
تو ہومان سے اب جا کے ہو ہم نبرد
لڑے خوب باہم وہ دونون جوان
بہت پہلوان اونکی بیجان کئے
یہان سے تو جا قلعہ کوہ پر
تبہ ہوئین ایرانیان سربسر
ہوئی بارش برف باران وہین

نہ گرتا تھا اک قطرہ بھی ایسطرف ۔ برستی تھی لشکر مین ایران کے برف
سہر اک جوش سرسے تھا کانپتا ۔ ہوئے سب کے بیکار وان دست و پا

پھر اتنے مین پیران ہومان عوان ۔ ہوئے حملہ آور بہ فوج گران
بہت قتل ایرانیون کو کیا ۔ ضرر برف سے کچھ نہ پہونچا ذرا

ہر اک جا تھی برف اور جاڑا تھا فزون ۔ سواران ایران پڑے تھے نگون
بصد زاری و عجز پیر و جوان ۔ لگے مانگنے یہ دعا ہر زمان

الٰہی تو کر فضل و احسان شتاب ۔ کہ تا دور ہون برف و باران شتاب
قرین اجابت ہوئی یہ دعا ۔ کرم حق نے بیچارگان پر کیا

کوئی شخص غیب سے مرد فرخ سیر ۔ رہا مر دلاور کو آیا نظر
کہ انگشت سے وہ خجستہ شعار ۔ کرے ہے اشارہ سوئے کوہسار

یہ دیکھا تو گودرز سے وہین اوتر ۔ پیادہ گیا قلعہ کوہ پر
وہ ساحر تھا از بسکہ مشغول کار ۔ نتھی کچھ خبر اوسکو وان زینہار

ہوا نحر دنے جاکے اندر کمین ۔ پس پشت ہاتھ اوسکے باندھے وہین
کہا پھر یہ اوس سے کہ ہان زود تر ۔ تو اس برف و باران کو اب دور کر

ہوا قید جسدم وہ خانہ خراب ۔ ہوئی دور وہ برف باری شتاب
اوتر کوہ سے پھر گیا پیش طوس ۔ اوسے قتل لاکر کیا پیش طوس

ہوا ان تمام اور دونون سپاہ ۔ گئے رزمگہ سے سوی خیمہ گاہ
پھر آیا سحر ہو گئے پیران سوار ۔ ہوا آکے آمادۂ کارزار

ولے تھی نہ تاب اقامت یہان ۔ کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان
زبون ہو کے ناچار سوئے عقب ۔ وہ لڑتے ہوئے ہٹتے آئے تھے سب

غرض با دل پر غم و اضطراب ۔ گئے سوی کوہ ہمایون شتاب
حصار ایک تھا کوہ پر استوار ۔ کیا زخمی و خستہ نے وان قرار

سر دامن کوہ طوس دلیر ۔ ہوا لیکے لشکر کو آرام گیر
وہان آئے ترکان پیکار جو ۔ کیا آکے محصور وان طوس کو

یہ پیران سے ہومان نے اوسدم کہا ۔ کہ محصور کرنے سے کیا فایدا
سر راہ مسدود سب کیجئے ۔ جلد پھر جا وہین جانے او دو دیجئے

پسند آئی اوسکو یہ گفتگو ۔ کہ تھا پر سر کینہ و کینہ جو
بہت قلعہ مین غلہ و آب تھا ۔ مہیا تھا سامان ہر اک قسم کا

خوشی سے دلیران ایران دیار ۔ اوسے صرف کرتی تھی لیل و نہار
بد اندیش سے با سنان و خدنگ ۔ دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

رسیدن رستم پہلوان در قلعہ ہمایون باستمداد و استعانت طوس و آمدن کاموس و شنگل دو پہلوان و خاقان چین بالشکر بیکران باعانت پیران و جنگ بارستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر ۔ کہ محصور ہے طوس والا گہر
تہمتن کو کر کے طلب یون کہا ۔ کہ یار ہو تو جا کے اب طوس کا

یہ سنکر وہین رستم پہلوان ۔ ہوا سوئے کوہ ہمایون روان
گیا کر کے یلغار نزدیک جب ۔ ہوا خرم و شادمان طوس تب

یہ گودرز سے طوس کہنے لگا ۔ کہ آیا تہمتن تو جا پیشوا
شتابی سے اوس نے بہ فرط خوشی ۔ تہمتن سے جاکر ملاقات کی

جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان ۔ کہا پھر کہ اے پہلوان جہان
تو ایرانیون کا ہے پشت پناہ ۔ یہان تو نہایت ہوئے ہم تباہ

وہ بولا کہ خاطر کو اب شاد رکھ ۔ غم و فکر سے دلکو آزاد رکھ
پھر آئے ہم سوئے دژ پہلوان ۔ در دژ تلک طوس جنگی جوان

تہمتن کے لینے کو آیا وہیں   ملا جب تو یہ عذر لایا وہین
بہت اوسکی رستم نے دلجوئی کی   گئے قلعہ مین پہر بصد خوشی
یلان سرافراز ایران و یار   یہ بولے کہ اے رستم نامدار
ہر اک کی تسلی تہمتن نے کی   ہوئی اوسکے آنیسے سبکو خوشی
لکہا اوسنے تہا شاہ توران کو   کہ کر کے زبون فوج ایران کو
کہ کوہ ہمایون یہ ہے وہ حصار   نہین تاب جنگ انمیں تہی زینہار
سپہدار توران نے دو پہلوان   کیے سوے کوہ ہمایون روان
سرافراز گردان چین و ختن   توانا و پیل افگن و پیلتن
روانہ تو کر اور بہی کچہ سپاہ   کرے تا کہ ایرانیون کو تباہ
نہ تنہا گئی فوج ترکان چین   روانہ ہوا آپ خاقان چین
شتابی سے پیران کے شامل ہوے   پے جنگ پر خاقن مائل ہوے
وہان پیش کاوس پیران گیا   ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
یہ کہنے لگا ہو کے وہ گرم و تند   کہ آگے مری تیغ اوسکی ہو کند
تو بس لاؤن رستم کا دم ناک مین   ملاؤن مین سب رستمی خاک مین
یہ گفتار سنکر ہوا شاد دل   ہوا بند سے غمکی آزاد دل
تو ہو یان نگہدار تورانیان   تو ہے اب مددگار یاری رسان
تو ہو قلب مین با سپاہ گران   رہے تا قوی پشت جنگ آزمان
یہ سنکر ہوا وہ قرین طرب   گیا اپنے ڈیرے مین ہنگام شب
اودہر آئے پیران و خاقان بہم   ادہر رستم و طوس انجم حشم
خروشان ہوئی کرنای ترکی وہان   ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
ولے یاد دونون ہی خدا کو کیا   ذرا دی نہ اندیشہ کو دلمین جا
کہ تہا اشکبوس اور لادر کا نام   دلیر و جوانمرد مشہور عام
لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہان   نہ لیکن ہوئی کارگر کچہ سنان
ہوئی کارگر گرز کی بہی نہ ضرب   پہر اوس مرد جنگی نے ہنگام حرب
ولے اسقدر گرز کاری لگا   کہ توڑی سپر سر کو زخمی کیا

رہا مین حفاظت کو وژ کی یہان   نہ تک آسکا پیشتر اب جوان
تہمتن سر تخت بیٹہا وہان   یمین و یسار اوسکے سب پہلوان
ہوئی زندگی تیری آنیسے یان   وگرنہ نہ تہی ہمکو امید جان
خبر لاؤن پیران کے لشکر کی اب   کرون مین بیان آکے احوال سب
کیا مینے محصور آکے بادشاہ   پر اک ترک مین آکے اونہون نے پناہ
جو فوج اور بہیجو تو اونکو شتاب   کرون مین ہلاک و اسیر و خراب
جوانمرد کاموس و شنگل دلیر   دلیر ویکے بہیجے کے غرندہ شیر
سوا اسکے خاقان چین کو لکہا   کہ پیران کی امداد کو خسروا
بہم بسکہ دونون مین اخلاص تہا   گیا پاس خاقان کے اخلاص کا
تہمتن سے پہلے یہ پہونچی وہان   کہ تورانیان خیمہ زن تہے جہان
غرض آکے جب رستم پہلوان   ہوا شامل فوج ایرانیان
کہ رستم ہے ایسا سوار دلیر   مقابل نہین جسکے غرندہ شیر
تو کرتا ہے تعریف کیون اسقدر   مرے سامنے آوے میدان مین گر
جو میدان مین جاؤن مین دوڑ اہیون   کرون دشت کو سر بسر بحر خون
گیا پہر وہین پیش خاقان چین   کہا اوسنے ایشاہ روے زمین
سحر کرکے مین گرم بازار جنگ   کرون قافیہ فوج ایران کا تنگ
لگا کہنے پیران سے خاقان چین   پئے رزم یکدل مین ترکان چین
ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر   دلیرون نے کینہ پہ باندہی کمر
ہوئے لشکر آرا بقصد وغا   گیا تا فلک پر فغان بوق کا
وہ انبوہ لشکر جب آیا نظر   گیا سوچ مین رستم نامور
نکل خیل ترکان سے اک کینہ خواہ   شتابان ہوا سوئے ناوردگاہ
گیا یان سے رہام جنگی سوار   ہوا جا کے آمادۂ کارزار
جوانمرد جنگی نے از روے کین   سر ترک پر گرز مارا وہین
اوٹہا گرز مارا جو بالاے سر   تو اوسوقت رہام نے لی سپر
کیا جبکہ گرز گران نے ستوہ   گیا وہان سے رہام پہر سوے کوہ

جو زخمی ہو رو بام پہ پھر گیا
تو اوس ترک نے یہ ارادہ کیا

طرف اپنے لشکر کی موڑ کے عنان
کہ اتنے مین وان رستم پہلوان

ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
لگا کہنے اوس ترک سے یون دلیر

کھڑا رہ کہ پہونچا ترا ہم نبرد
مقابل ہو پھر کر اگر تو ہے مرد

پھر اشکبوشِ نبرد آزما
سو پیلتن تیر باران کیا

ولے اتنی تہی دہشت پیلتن
کہ لرزندہ تہا دست ناوک فگن

تو اک تیر بر سر ہوا کارگر
کمان لیکے رستم نے پھر زور تر

رہا پھر جب سوی دشمن کیا
سو مہر نے تب کہا مرحبا

ہوا اوسکے سینے پہ کیا کارگر
کیا تیر نے پشت سے بہی گذر

ہوا اشکبوس الغرض وان ہلاک
ملا جسم اوسکا تہ خون و خاک

جو دیکھا کہ ہے برق خونبار یہ
ہوا اشکبوس حیرت زدہ دیکھکر

یہ بولا کہ جون رستم پیلتن
نہ دیکھا کوئی ہمنے ناوک فگن

تو اے گرو پیران کے تہا درشت
کہ رستم ہے مرد توانا و چست

نہین اپنے لشکر مین کوئی بھی تن
کہ رستم سے میدان مین ہو نبرد

خطر سے نہ آیا کوئی نامور
مقابل تہمتن کے باکروفر

نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ
گئے پھر دو لشکر سو خیمہ گاہ

کیا رات کو سب نے آرام خواب
سحرگاہ نکلا جو پھر آفتاب

تو میدان مین گردان پکار
صف آرا ہوئے آنکر پھر دو سپہ

لگا کہنے لشکر سے خاقان چین
کہ اے نامداران ترکان چین

کہو کونسا آج جنگ آزما
عوض اشکبوس جوانمرد کا

تہمتن سے لیتا ہے ازروی کین
کہا سنکے کاموس نے پھر وہین

کہ رستم سے کرتا ہون مین جا کے جنگ
یہ کہکر شتابان ہوا بہر جنگ

کیا اسپ کو اوسنے میدان روان
دلیرانہ جا کر پکارا کہ ہان

شتابان ہو اے رستم نامدار
مرے ساتھ کر آنکے کارزار

تہمتن کا شاگرد الوای یل
کہ ہے جنگ اوسکو پڑی تہی کہان

دلیرانہ آیا سوی رزمگاہ
ہوا آکے کاموس سے کینہ خواہ

کیا ترک نے جبکہ نیزہ روان
تو الوای جنگی نے دی اپنی جان

روان کرکے میدان مین تب رخش کو
ہوا نعرہ زن رستم نامجو

لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان
مجھے مت سمجھ اشکبوس بیجان

ڈرو نہین نہ ہرگز ترے شور سے
کرون آج تجھکو زبون زور سے

وہ بولا کہ جب صید آوے نظر
تو کیونکر نہ غرندہ ہو شیر نر

دلیری سے کاموس نے پھر کمند
رہائی سے تو رستم ارجمند

تہمتن شتابی جو دا سر گیا
ہوا اوس سے وابستہ سر رخش کا

پکڑ لی تہمتن نے پھر وہ کمند
ہوئی رخش کے سر مین جو آ بند

کیا زور کاموس رستم نے جب
شکستہ ہوئی درمیان سے وہ جب

ہوا بلکہ کاموس زین سے جدا
ولے اوسنے پھر یہ ارادہ کیا

کہ شبدیز پر اپنے ہو کر سوار
کرو ہمین تہمتن سے پھر کارزار

تہمتن نے پھر جلد پھینکی کمند
کیا مثل نخچیر اوسے پای بند

ہوا اوسکا گھوڑا وہان سے فرار
لیا فوج خاقان مین اوسنے قرار

ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر
کشان لیگیا رستم شیرگیر

کیا قتل کاموس کو پھر وہین
سواران ایران نے ازروی کین

کوئی لشکر ترک سے اک سوار
ہوا پھر نہ آمادہ کارزار

سنو آگے خاقان و رستم کی جنگ
ذرا دیکھو دور زمانہ کا رنگ

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک
تو پیران ویسہ ہوا سہمناک

لگا کہنے خاقان سے ای تاجور
سپہ اپنی بیدل ہوئی سر بسر

یہ بہتر ہے عطف عنان کیجیے
کرون صلح اوسکو اسیر کمند
تہمتن کے سینے کو ہنگام جنگ
تو بخشون تجھے سیم و زر بیشمار
پکارا کہ اے رستم سرفراز
کرون مثل کاموس تجھکو ہلاک
جو دیکھا کہ ہے تیر جوشن گذار
علم کرکے شمشیر کو بعد ازان
سیو پھکر تہمتن نے یکبار گی
یہ پھرتا تھا تیغ برہنہ بکف
ولے بعد بر آگی ہومان دہان
وہ کہتا تھا وقت دم واپسین
نہ کرتے سیاوش کو گر تم ہلاک
وہ بولا کہ اے رستم ذی شعور
یہ سنکر وہین پیش پیران گیا
وہ پہلے گیا پیش خاقان چین
اوسے منع خاقان چین نے کیا
کہا سنکے ہومان نے اے شاہ چین
جو صحرا و دریا مین ہو گرم جنگ
نہ وہ رزم ساز اوسے افراسیاب
دگر بار ہومان بعجز و نیاز
بہت چاپلوسی جو پیران نے کی
ہوا رستم گرد کا مدح خوان
بہت کی ہے پیران نے پر بندگی
یہ سنکر لگا کہنے تب پیلتن

سو خانہ لشکر روان کیجیے
تو بیدل ہنوا ہی یل ارجمند
کرو مین سحر گہ نشان خدنگ
بہت دون تجھے گوہر شاہوار
مرے ساتھ ہو آنکر رزم ساز
زمین کو کرون جسم سے تیرے پاک
سپر سر پہ لایا وہین نامدار
تہمتن ہوا سوے جنگش عنان
جو کھینچی پکڑ کر دم بارگی
بسان ہژبر ژیان ہر طرف
لگا کہنے رستم سے وہ ایجوان
کہ ہونا نہ ترکون سے اب گرم کین
تو ہوتا مرا سینہ کینہ سی پاک
کسی طرح کین سیاوش ہو دور
یہ ہومان نے پیران سے جا کر کہا
کہا یون کہ ای شاہ ترکان چین
خردمند ہومان سے پھر یون کہا
تہمتن سے پیکار لازم نہین
مقابل ہنو اوسکے شیر و پلنگ
کہ البرز ہے نام سے جسکے آب
لگا کہنے یون اے شہ سرفراز
تو جانیکی دی شہ نے پروانگی
کہا اوس سے پیران نے یون بعد ازان
فراوان ہے میرا حق بندگی
کرو خالی نہین صدق سے یہ سخن

رہین تاب پیکار رستم نہین
بہادر تھے مین اک گرد جنگش نام
لگا کہنے خاقان کہ ای جنگجو
غرض جنگش گرد روز دگر
گیا رستم گرد خندان کنان
جوانمرد جنگش لیکر کمان
ولیکن سپر سے گذر بید رنگ
وہ ہیبت سے اوسکی گریزان ہوا
تو جنگش ہوا پشت زین سے جدا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
نہ زنہار ترکان کو برباد کر
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
سیاوش تھا سہراب سے بھی عزیز
لگا کہنے رستم کہ پیران یہان
تہمتن نے تجھکو کیا ہے طلب
بلاتا ہے اب رستم پہلوان
تو کیون پیش رستم گیا تھا مگر
کہان تاب ہے لشکر و شاہ کو
تہمتن ہے شیر افگن و پیلتن
یہ سنکر ہوا تند خاقان چین
سخن پہلے رستم کا سن لیجیے
گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
کہ کیخسرو ہے نامبردار کا
رہا تخت سے بیٹے اوسکو کیا
ولیکن وہ ورد یہ ہوا ہے نا بجا

کہا سنکے خاقان نے کچھ غم نہین
یہ کہتے لگا اے شہ ذو الکرام
کرے قتل رستم کو میدان مین تو
دلیرانہ میدان مین آن کر
کہا تجھکو لائی ہے سہراب سو یان
گیا تیر سوی تہمتن روان
ہوا بند جوشن مین آکر خدنگ
عقب اوسکے رستم شتابان ہوا
اوسے قتل رستم نے دم مین کیا
سوی جنگ ہرگز نہ مائل ہوا
وصیت تو سہراب کی یاد کر
سمجھ اس سخن کو جو کچھ ہے لکھا
بجا ہے جو ہون تم سے گرم ستیز
اگر آوے تو راز دل ہو عیان
تو جا پاس اوسکے کہ ہے تیرا اب
جو ہووے اجازت تو جاؤن وہان
ترے دل مین ہے اوسکے خوف و خطر
کہ ہو ساتھ رستم کے پیکار جو
سوار جہانگیر و لشکر شکن
گیا دوڑ ہومان گجروان سے وہین
جو کچھ پھر ہو گفتگو سو خوب کیجیے
بہت دل مین اندیشہ کرتا ہوا
یہ مخلص بھی ہے بندۂ باوفا
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
اسیر بلا اس سبب سے ہے تو

کہا پھر یہ پیران نے ای نامدار
تو کر صلح سو توف کر عزم جنگ
کیا تجھکو اسواسطے یان طلب
حوالے کرے سیر افراسیاب
جو خسرو کرے صر کو اوسکے جدا
وے پاس خاطر سے تیرا فنجو
سنا جبکہ احوال خاقان نے جب
کیا عرض شنگل نے ای شہریار
یقین ہے کہ کوئی نہیں کینہ جو
یہ سنکر خوشی سے لگا کہنے شاہ
وہ بیٹھا تھا خاموش تہی عقل زن
گیا سوی میدان ہوا نعرہ زن
کمر مین مخالف کے اندر وکین
وہ اوٹھکر پیادہ گریزان ہوا
سلامت وہان سے اوسے لیگیا
دلیری مین یکتا ہے وہ شیر مرد
عبث تہی وہ مجلس مین لاف و گزاف
شہ چین نے شنگل کو انجام کار
ہوے گرد رستم کے یکسر سوار
گئے پھر دلیران پیکار جو
ہوے ان کے انبوہ سے بیباک
یہ کیونکر کسو مین یہ یکتا ہتی
ہوا اسادہ وا ما دکھا دس کی
مقابل ہوا آ کے پھر کا کال
دہن سے نکلتا تہا رستم کف

کرون ہو یان مین اب تجھے بھلا ستم گر
نکر اسقدر فوج توران کو تنگ
مری بات سن گوش دل سے تو آج
زر و مال بہی دے مجھے بیحساب
تو خالی ہو کینے سے دل شاہ کا
بنہ پیرانکی صلح تھی ورنہ دور
لگا کہنے گروان چین یہ سبب
نہین صلح منظور یان زینہار
کریگا زبون رستم گرد کو
کہ بہتر ہے پھر جنگ کیجے نگاہ
کہ مجلس کا اسوقت تھا اور رنگ
پکارا کہ اے رستم پیلتن
کیا جب رستم نے نیزہ وہین
سو لشکر چین شتابان ہوا
یہ شنگل نے خاقان سے جاکر کہا
نہین کوئی اوسکا یہان ہم نبرد
یہ ظاہر ہوا یا وہ گوہر تو صاف
سواران جنگی نے شمشیر زن
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
ادہر سے بہی رستم کی امداد کو
گرز کوشش جد بیخوف باک
قیامت وہان ایک بیدار تہا
تہمتن سے آکر نبرد آزما
مگر اس سے غافل کیا نوال
کہ کوشتے صد ہا گیا جسطرف

کہ فرمانبری سے نہ پھیرو نہین سر
وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد
جو یہ آرزو ہے بہم صلح ہو
کہ کیخسرو نامور کے حضور
تو یہ جانتا ہے ترے شاہ سے
تہمتن سے رخصت ہو پیران گیا
کہ اے نامداران کہو تم شتاب
بلا سے ہوے کشتہ دو چار گرد
جو یہ بات شنگل سے کہنے لگی
وے دلین پیران کے تہا پیچ و تاب
غرض شنگل گرد روز دگر
رکہون ہو نہ تنہا تجھے تن بجنگ
اوٹھا کر گرایا اوسے خاک پر
ہوا اوسکے دنبال رستم روان
کہ رستم کے آگے نہین سب گرد پست
یہ سنکر ہوا شاہ چین پر غضب
وہ بولا مگر ساتھ ہو کر سپاہ
دگر بار شنگل بقصد دغا
ولیکن نہ رستم کو تہا کچھ بھی غم
دلیرون سے کہنے لگا پہلوان
بگرز گران اب ستیزہ کرو
پیاپے تہی یون ضرب گرز گران
خرد و شان ہوا لیکے گرز گران
لگا گرز جو ایک بالای سر
وہ شنگل کہ تہا گرد جنگ آزما

رہون تابع حکم شام و سحر
تری بات کا ہے مجھے اعتماد
تو گر شیوہ مفسد و ہر کو
روانہ کرون پہر ہو پرخاش و شر
نہین صلح منظور ہرگز مجھے
یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا
تہمتن کی یہ بات کا کیا جواب
بفضل خدایان ہین بسیار گرد
تو سب نامدارون نے نا ایک کی
نہ دیتا تہا اسبات کا کچھ جواب
دلیرانہ ہوکر سوار اسپ پر
گیا سنکے وہ گرد پولاد جنگ
کیا چاہتا تہا قلم اوس کا سر
وے آنکر لشکر چینیان
بجا ہے اوسے کہئے گر پیل مست
لگا کہنے یون کیا ہوا تجھکو اب
تو پھر جا رستم سے ہو لینا کینہ خواہ
سو وہ زنگے لے لشکر گیا
بیک تیغ وہ نیزہ کرتا قلم
کہ اس جنگ کے یان نہین کچھ بیان
ستمگیان ریزہ ریزہ کرو
کہ جسطرح سے تیک آہنگران
کہ پیادہ نے ذی سلاحی جان
تو بس ہوکے بیدم گرا خاک پر
تہمتن کے ہاتھون سے مارا گیا

تہمتن کو ہر بسکہ تھا جوش کین
ہوا حملہ آور سوئے شاہ چین

جہان پہلوان رستم کینہ خواہ
گیا جبکہ نزدیک قلب سپاہ

سواران چین بسکہ کشتہ ہوئے
جو صحرا میں کشتوں کے پشتے ہوئے

پیام اوسنے بھیجا کہ اے نامور
نہو گرم پیکار بس صلح کر

تو پیل سفید اور وسیم و زر
مرصع وہ اورنگ گنج و گہر

غضبناک سنکر ہوا شاہ چین
سپہ سے یہ بولا کہ از روئے کین

ہوئی بارش تیر ہر چند پر
تہمتن کا ہر گام تھا پیشتر

گرا خاک پر فیل سے شاہ چین
لیا باندہ ایرانیوں نے وہین

غرض لشکر چین گریزان ہوا
سو کشور چین شتابان ہوا

نہیں ایک تیرے پہ یہ دور چرخ
ہمیشہ سے مشہور ہے جور چرخ

نہ پیل و نہ اورنگ زرکار تھا
شہ چین پیادہ گرفتار تھا

یہ بولا کہ ترکوں کو جانے نہ دو
یورش کرکے ہر چار سو گھیر لو

سواران ایرانیان یک ہزار
گئے ہمرہ رستم نامدار

ہوئی فوج خاقان حملہ کنان
قیامت ہوئی ایک برپا وہان

جو رستم کی دیکھی دلیری و شان
تو خاقان چین کو ہوا خوف جان

یہ سنکر لگا کہنے وہ نامجو
جو خاقان کو ہے صلح کی آرزو

بیان بھیجیہ دیکے یہ تمام
سزاوار کیخسرو ذو الکرام

گرہ تیر باران سو پہلوان
دلیرانہ ہو گرم پیکار یان

پہنچکر جو رستم نے پھینکی کمند
تو خاقان کے سر میں ہوئی پائے بند

زرہ کوب سے دم ہوئی اسقدر
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر

شہ چین کا اسباب زروان جو تھا
سواران ایران نے غارت کیا

زمانے کا ہر دم ہے رنگ دگر
کبھی شام ہوا اور کبھی ہے سحر

اوسے طوس کے پاس لایا کشان
دلیر ان کے ہمراہ رستم پہلوان

ولیکن جو نزدیک تھا وقت شام
ہوا جا کے آسودہ لشکر تمام

گریزان ہوئے شب کو تورانیان
نہ ہر گز رہا وان کسی کا نشان

روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برائے جنگ افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلہ رستم و ظفر یافتن رستم پہلوان و بہ فتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم بحضور کیخسرو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
تو کوئی نہ ترکوں کا دیکھا سوار

سواران ترکان کو فرصت ملی
بیابان سے بے رنج و غم راہ لی

یہ کہکر کیا مال مغرور تہ کو
روان پیش کیخسرو نامجو

گیا لیکے اوس مادگر کے حضور
فرامرز رستم کا فرخندہ پور

فرامرز کو خلعت و زر دیا
اوسے سورۂ لطف و احسان کیا

پے طوس و گودرز و گیو و درم
کہا نک میں لون پہلوان تم

روانہ ہوا سوئے افراسیاب
تہمتن کرے تاکہ اوسکو خراب

کہ لشکر نے یکدست کہائی شکست
کیا سر بلندوں کو رستم نے پست

سپہ سے لگا کہنے رستم کہ واہ
شمیمن شب ہوا میں آیا نگاہ

سلامت گئی حیف تورانیان
رہے خواب غفلت میں ایرانیان

وہ پیل سفید اور وہ تخت و تاج
فراوان زر و گوہر و گنج و تاج

ہوا شاد کیخسرو نامدار
شگفتہ ہوا دل برنگ بہار

تہمتن کو بھی خلعت پر گہر
زر و سی عنایات با گنج و زر

وہ بخشے گردان جنگ آزما
ہر اک کے لیے خلعت و زر دیا

حضور سپہدار توران دیار
گیا جا کے پیران نے یون آشکار

شہ چین کو میدان رزم و نبرد
پکڑ لیگیا رستم شیر مرد

ہوا پر الم سنکے افراسیاب | بہت دلکو اوسکے ہوا اضطراب
لگے کہنے مردان جنگ آزما | کلک چین سو ناحق طلب کی شفا
کرین رستم گرد سے جاکے جنگ | ملا دین اوسے خاک مین بیدرنگ
بہت جنگ مین آزمایا اوسے | کسی نے ذرا بھی نپایا اوسے
غرض قتل بدخواہ دشوار ہے | نہین سہل یہ کام زنہار ہے
ختن کا سپہدار پولادوند | دلیر و نبرد آزما زورمند
سہم شاہ توران و پولادوند | سو لشکر رستم ارجمند
تہمتن بھی ہر روز تنہا نبرد | توقف نکرتا تہا وہ شیر مرد
وہ رستم سے آکر ہوا کینہ خواہ | عدم کی وسے اوسنے لی بہی راہ
سپہدار توران کے جب متصل | ہوا خیمہ زن رستم شیر دل
جو شب گذرے اور سحر آشکار | کرون جاکے رستم سے مین کارزار
مبارز طلب آن کر جب کیا | پے جنگ تب گیو جنگی گیا
یہ چاہا کہ لیجائے کہینچکر | کہ اتنے مین یہ حال کی کی نظر
ہوا شاہ کا بند بازو و سر | ولیکن کیا شہ نے زور اسقدر
ہوا سو گردان جنگی دوان | کیا اوسنے زخمی و بیشن ازان
جو ملے انہین زخمی ہوئے سب تن | تو گودرز با خاطر پر محن
ہوئے ہاتہ سے زخمی بیژن پسر | شتابی سے تو جاکے امداد کر
کمند آکے رستم نے کی جب رہا | تو شاہ ختن نے نجا سر لیا
گیا اور مارا جو اوس گرز کو | تو رنجیدہ ہوا رستم نامجو
ولے درد سے تہی نہ تاب اسقدر | رہا جو کرے زخم بدخواہ پر
وہ طاقت ہے بخشی اوسے جنگجون | کرون تا کہ بدخواہ کو بے زبون
نہ جنبش پہ لیکن اثر کچھ ہوا | یہ شاہ ختن دل مین کہنے لگا
ولے کہا کے یہ ضرب گرز گران | نہ ہرگز ہلا زین سے پہلوان
پڑا لیوا اس گرد کے جسم پر | ذرا بہی نہ ہرگز ہوئی کارگر
تہمتن نے سنکر پذیرا کیا | ولیکن یہ اوسوقت اوسکو گمان

کیا نامدارونکو اوسنے طلب | کہا یون کہ ہان مصلحت کیا ہے اب
نہ سمجھا کہ مین مرد میدان اگر | ذرا حکم ہووے تو اب زودتر
وہ بولا کہ رستم ہے لشکر شکن | توانا و زور آور و پیلتن
خدنگ و سنان گرز و تیغ و تبر | بدن پر نہ اوسکے ہو کچھ کارگر
پہر اک نامہ شاہ ختن کو لکہا | طلب پہر امداد اوسکو کیا
ختن سے روان ہوکے پہونچا شتاب | ہوا شاد شاہ افراسیاب
شتابان ہوکے باسپاہ گران | دلیران و گردان و جنگی جوان
کہین راہ مین ایک آیا حصار | کہ وان گرد کا نہ تہا قلعہ دار
وہ حصن متین فتح جسدم ہوا | روان پیشتر وان سے رستم ہوا
تو سالار توران سے پولادوند | لگا کہنے یون اے شہ ارجمند
غرض وہ سحر رو بروقت لگاہ | دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
رہا کرکے شاہ ختن نے کمند | کیا پہلوان گیو کے سر کو بند
رہام اور بیژن نے جاکر کمند | رہا کی سوے شاہ پولادوند
کہ دو مین گئین ٹوٹ دونون کمند | علم کرکے پہر تیغ پولادوند
پہونچکر بیک ضرب شمشیر کین | کیا خستہ پس گیو کو بہی وہین
گیا پیش رستم وہ نالان کنان | کہا یون کہ اے پہلوان جہان
یہ سنکر گیا رخش پر ہو سوار | سو رزمگہ رستم نامدار
جو ڈالی گئی پہلوان کی کمند | تو گرز گران لیکے پولادوند
ہوا خون روان سر سے پولادوند | رہا زین پہ قایم یل ارجمند
خدا سے تہمتن نے کی التجا | کہ عاجز ہے اب رحم کر یا خدا
پہر اتنے مین بدخواہ سے اونکہ | روان تیغ کی گرد کے کتف پر
کہ افسوس اے دل یہ وہ گرز ہے | کہ لرزان سدا جس سے البرز ہے
مری تیغ بران تہی خارا شگاف | دو پارہ کرے سنگ و آہن کو صاف
پہر اوسنے کیا پس کشتی وہان | تہمتن سے کی خواہش
کہ افراسیاب دلاور کہان | طلب کیجیے تا کہ اے پہلوان

کرے آکے پیمان و عہد استوار کہ بہیجے مدد کو نہ کوئی سوار
غرض اس سخن سے یہ تہا مدعا کہ رستم نے دم راست اپنا کیا
سپہدار توران گیا پہر وہان تہمتن نے اوس سے کیا یون بیان
شہا عہد و پیمان یہ باہم اگر کہ ہٹ جائے لشکر عقب سر بسر
رہے فاصلہ نیم فرسنگ کا مدد کو نہ پہونچے کوئی دوسرا
پذیرا کیا شاہ نے یہ سخن پہر آہستہ آکر شہ پیلتن
لگا کہنے شاہ ختن سے کہ ہان زمین پر گرے جبکہ یہ پہلوان
جگر چاک اوسکا وہین کہینچیو توقف کو تم راہ مت دیجیو
رہا ہاتہ سے تیرے گر ہوئیگا تو پہر کام دشوار تر ہوویگا
گیا لیکے افراسیاب دلیر فرود آئے گہوڑے سے دونون وہ شیر
ہوئے دونون مصروف کشتی بہم لگے کرنے ہر دم درشتی بہم
کیا زور رستم نے انجام کار کہ دشمن نہ قایم رہا زینہار
اوٹہا کر جو ٹپکا اوسے خاک پر تو بیدم ہوا وہ شہ کینہ ور
ولے دم چرایا بد اندیش نے کیا مکر بدخواہ بدکیش نے
یہ سمجہا وہین رستم ارجمند کہ بس مرگیا شاہ پولادوند
گیا یہ سوے رخش تا ہو سوار گریزان ہوا اوٹہکے وہ شہریار
کہا جاکے ایشاہ افراسیاب نہین زینہار آدمی کی یہ تاب
کہ ہو رستم گرد سے ہم نبرد حضور اوسکے ہے کوہ البرز گرد
رہائی مجہے اوس سے سوجہی تہی کب ہوا مکر و حیلہ سے جانبر مین اب
عقب اوسکے پہونچا جو گرد دلیر تو گردان توران نے برسائے تیر
تہمتن کی بہی فوج پہونچی وہین ہوا گرم بازار پرخاش و کین
لگا کہنے لشکر سے پولادوند کہ تخت زر و گنج و نام بلند
یہان سے ہمین کچہ بہی حاصل نہین بہلا کسلئے ہو جئے گرم کین
چلو پہر سوے دیار ختن یہ کہکر گیا شہریار ختن
لگا کہنے پیران سے شاہنشہا سپہ لیکے شاہ ختن اوٹہ گیا
ہوئی اس سبب سے یہ بیدل سپاہ نہین سوے پیکار مایل سپاہ
مناسب نہین ہے توقف یہان سو خانہ بس ہو گئے اب روان
غرض شب کو وان سے بصد اضطراب گریزان ہوا شاہ افراسیاب
لگا ہاتہ رستم کے پہر مال و گنج مبدل ہوا ساتہ راحت کے رنج
تہمتن نے ہر اک کو باصد طرب کیا ملک توران کو تقسیم سب
بفتح و ظفر لیکے پہر مال و زر گیا پیش کیخسرو نامور
ہوا شاد کیخسرو نامجو دیا گنج و زر رستم گرد کو
سوا اسکے سب مال اسغر تو بہی تہمتن کو بخشا بصد خوشی
گیا بیژن و گیو کو پہر طلب رہ توران سے آئی سپہ لیکے سب
کہون قصہ اب اور با آب و رنگ سنا اون مین اکوان و رستم کی جنگ

جنگ رستم با دیو اکوان و کشتہ شدن او از دست رستم

ہوا جشن آراستہ ایک روز سر تخت خسرو تہا جلوہ فروز
امیران گردان ایران دیار حضور اوسکے حاضر تہے سب نامدار
کہا ایک چوپان نے وان آن کر کہ گلے مین اسپان کے اک گورخر
کہین دامن دشت سے آگیا کئی اسپ کو اوسنے ضایع کیا
یہ کہنے لگا خسرو پیل زور نہین زور مین ہمسر اسپ گور
تعجب ہے حیرت کا ہے یہ مقام کہ آکر کیا گورخر نے یہ کام
یہ سنکر وہین موبدان کہن لگے کہنے یون پیش شاہ زمن
کہ ہے ایک اکوان دیو لعین سر چشمہ صحرا مین مسکن گزین
ہوا دشت مین آشکارا آن کر وہی دیو ہے صورت گورخر
سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا تہمتن سے خسرو نے تب یون کہا
کہ اے پہلوان رستم پیلتن ترا کام ہے کشتن اہرمن
نہین اور کو تاب یہ زینہار یہ تکلیف بہی تو ہی کر اختیار
وہین لیکے گرز و کمند و سنان تہمتن ہوا سوی صحرا روان

سو گورخر جا کے پھینکی کمند ۔ وہ غائب ہوا کچھ نہ پہونچا گزند
کیا چاہے تھا زخم اوسپر رہا ۔ نظر سے وہ پوشیدہ پھر ہو گیا
غرض اسطرح سے وہ دیو پلید ۔ گہے تھا نمایان گہے ناپدید
بروز چہارم سوار دلیر ۔ ہوا اور صحرا مین آرام گیر
زمین کو شتابی بریدہ کیا ۔ اوٹھا کر تہمتن کو بس لیگیا
کہ دریا مین پھینکون کہ کوہ پر ۔ جو ہو خواہش دل بیان مجھسے کر
کہا دیو سے پھینکدے کوہ پر ۔ کہ تا استخوان ریزہ ہون سربسر
گرا جبکہ دریا مین تب بیدرنگ ۔ سوے رستم گرد دوڑے نہنگ
زروے دلیری علم کر کے تیغ ۔ لگا قتل کرنے اونہین بیدریغ
شناور تھا یکدست سے پہلوان ۔ بدست دگر تھا ستیزہ کنان
سلاح و لباس اپنا کر خشک وان ۔ ہوا پھر سوے دیو اکوان روان
جوانمرد کا رخش چرتا تھا وان ۔ ہوا پھر سوار اوسپہ وہ پہلوان
سپہدار توران کا گلہ بان ۔ نہین اپنے گلہ کو لایا وہان
خبر پا کے چوپان افراسیاب ۔ سوے رستم گرد آیا شتاب
یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے ۔ نبرد آزمائی مرا کام ہے
بھلا کسلیے تم مقابل ہوئے ۔ عبث سوے پیکار مایل ہوئے
یہ مردانگی دیکھ حیران ہوئے ۔ وہ ناچار یکسر گریزان ہوئے
دلے تھا وہ منزل بمنزل روان ۔ کہ تا کون کی پہونچے سینا کہان
گیا کر کے یلغار پھر بے سرو ۔ مقابل ہوا اوسکے وہ شیر جرو
کیے کشتہ پھر گرز سے بیدرنگ ۔ چہل نامداران ہنگام جنگ
وہ سرکردہ فوج توران دیار ۔ ہوا جا وہ فرماے دشت غرار
طرف سے تھا خسرو کے اک نامدار ۔ گیا پیش اوسکے وہ جنگی سوار
روانہ لبوے بیابان ہوا ۔ پے جنگ اکوان شتابان ہوا
کہا دیو کے سوگند گر تو ہے ہو ۔ تو آ اے دیو آ سامنے کر غریو
دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو ۔ لگا کہنے رستم سے کر کے غریو

پھر اکدم مین پیدا ہوا وہ لعین ۔ یہ دوڑا وہین کھینچکر تیغ کین
یہ سمجھا تہمتن یل پیل زور ۔ کہ ہے بیگمان دیو اکوان یہ گور
رہا تین دن بھی تہمتن خراب ۔ نہ آرام تھا نکو نے شب کو خواب
گیا خواب مین جبکہ وہ پہلوان ۔ تو پھر آ کے دیو اکوان نے وان
ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن ۔ لگا کہنے تب اوس سے یون اہرمن
سمجھتا تھا یہ رستم شیر گیر ۔ کہ برعکس ہے کار دیو شریر
اوسے دیو ناپاک نے پھر وہین ۔ دیا پھینک دریا مین اندر کہین
جوانمرد وہ سوقت لایا پناہ ۔ سو آفرینندہ مہر و ماہ
یل پیلتن خوب تیراک تھا ۔ دلیر و جوانمرد و بیباک تھا
بعون و عنایات لطف خدا ۔ کنارے پہ پہونچا وہ جنگ آزما
یہ اوس چشمہ پر رفتہ رفتہ گیا ۔ کہ گھوڑون کا یعنی چراگاہ تھا
جو چوپان تھا خسرو کی سرکار کا ۔ وہان اوسنے گھوڑے کو رکھا نہ تھا
روان لیکے گلہ ہوا پیلتن ۔ سو خسرو خسروان زمن
اوسے دیکھکر رستم نامور ۔ خروشندہ وان ہو کے جون شیر نر
تمھارا ابھی ہے شاہ افراسیاب ۔ کیا مین نے اوسکو تباہ و خراب
یہ کہکر وہین کھینچکر تیغ تیز ۔ کیا قتل کتنون کو وقت ستیز
تہمتن ہوا پھر روان پیشتر ۔ نگہبان تھا گلے کا شام و سحر
خبر پا کے رستم کی اک نامدار ۔ سپہ لیکے اور پیل جنگی ہزار
کیے کشتہ گردان بہت تیر سے ۔ کیا قتل کتنون کو شمشیر سے
سوارون کو یکدست کر کے تباہ ۔ لیے گرد نے چار پیل سیاہ
بفتح و ظفر رستم پہلوان ۔ ہوا جبکہ پھر وہان سے روان
وہ گلہ بھی اور چار پیل بلند ۔ سپرد اوسکے کر کے یل ارجمند
پہونچکر سر چشمہ وہ پہلوان ۔ خروشان ہوا مثل شیر ژیان
نہین کار مردان پیکار جو ۔ کہ آزار دین خواب مین مرد کو
کہ جنگ نہنگان سے ہو کر رہا ۔ پھر آیا یہان تو براے دغا

یہ سنکر تہمتن نے ڈالی کمند
جدا دیو کے جسم سے کرکے سر
جو دیکھا سر دیو حیران ہوا
پھر اک جشن ترتیب شہ نے کیا
رہی بزم عشرت وہان چند روز
سرے دلمین تہی آرزوے وطن
دو منزل گیا اوسکے ہمراہ شاہ
کہون کیا کہ ہے یہ عجب داستان

کمر کو کیا دیوا کوان کے بند
شتابی سے فتراک سے باندھکر
تہمتن کا خسرو ثنا خوان ہوا
مہیا تہا اسباب عیش کمال
رہا دور جام مے دلفروز
مجھے کیجیے رخصت لسوے وطن
تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ

بیک ضرب گرز گران پھر وہان
روان ہوکے پھر پیش خسرو گیا
طلب کرکے پھر سیم و زر بیشمار
ہوے مائل عیش شام و سحر
کیا عرض رستم نے یون بعد ازان
تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا
اب آگے بیان رزم بیژن کرون

پریشان کیا مغز دیو لعین
شہنشہ نے اعزاز اوسکا کیا
کیا رستم پہلوان پر نثار
بہم خسرو و رستم نامور
کہ اے خسرو خسروان جہان
بہت مال و رسن گنج اوسکو دیا
کہون قصہ کو تازگی سے لکھون
کہ سننے سے ہو خشک جسکے روان

رفتن بیژن پسر گیو طرف ارمان

برائے جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن در مرغزاری و فریفتہ شدن منیژہ دخت افراسیاب بر جمال بیژن پہلوان و ہمراہ بردنش بہ شبستان خود و خبر یافتن افراسیاب ازین ماجرا و قید کردن در چاہ تاریک و رہا کردن رستم از بند و رفتن سوئے ایران

کہین آکے ارمانیان ایکدن
کہ ارمان مین خسرو سرفراز
ستم سے گرازون کے ہم آگئے یان
او ٹہا بیژن پور گیو دلیر
وہ نے گیو بولا کہ اے شہریار
یہ کہکر وہین رستم پہلوان
گرازون کی بیشے مین پہونچے وہ جب
نہ زنہار گرگین مددگار تہا
وہین کہینچکر خنجر آبگون
گرازان خونخوار کو قتل کر
بفتح و ظفر خرم و شادمان

حضور جہاندار گیتی فروز
تعدی کنان ہین ہزارون گراز
نظر کر بحال ستمدیدگان
شہ شیر صولت سے بولا وہ شیر
یہ کار آزمودہ نہین زینہار
ہوا شاہ سے ہوکے رخصت روان
گرازان مقابل ہوئے آکے سب
فقط وہ جوان کرم پیکار تہا
دلاور نے اوسکو کیا غرق خون
کیا دشت کو بحر خون سر بسر
رہا جاکے پہر دشت مین پہلوان

لبان غریبان و بیچارگان
نہ چھوڑین زراعت نہ برگ شجر
یہ خسرو نے سنکر نظر کی یہین
مجھے حکم ہو اے شہ نامجو
یہ سنکر لگا کہنے گرد دلیر
ولے اوسکے ہمراہ گرگین گیا
گرازون سے بیژن ہوا ہم نبرد
گراز ایک آیا سوی پہلوان
غرض اسطرح سے بگڑ کر خدنگ
لگادی وہان آگ بیچارہ
کئی روز مشغول عشرت رہا

لگے کرنے فریاد و شور و فغان
ستاتے ہین مردم کو شام و سحر
سوی پہلوانان ایران زمین
کرون قتل خوکان خونخوار کو
جوان ہون ولیکن بتدبیر پیر
بحکم جہاندار کشور کشا
لگا کرنے شیری یل تیر مرد
کہ پارہ کیا جوشن پرنیان
ہزارون کے کشتے ہنگام جنگ
چلے سب گرازان بیکار جو
پہر اک روز گرگین نے اوس سے کہا

کریان دخت ہے ایک رشک بتان
وہ ہر سال آتی ہے توران زمین کو
کہ صحرا مین ہے اندنون نازنین
سنا وصف جب ماہ رخسار کا
کہ بیٹھی ہوئی ہے یہ ناز و ادا
مہیا ہے وان بادہ و چنگ و دف
ہوا پہلوان عاشق دلستان
کہ کوئی نہین آسکے ہی یہان
منیژہ نے دایہ سے پھر یہ کہا
شتابان ہوئی دایہ خوش خصال
پے جنگ خوکان مین آیا ادہر
مجھے شوق دیدار لایا یہان
کیا اور بہی اوسکو امیدوار
یہ سنکر گئی دایہ باصد طرب
گئی دایہ پھر پیش بیژن دوان
لگا کہنے گرگین مین ٹھیرو یہان
یہ جانا کہ وان بیژن پہلوان
دہن مین لیکے بیژن کے شبدیز کو
کیا پھر عجب ہے وان ہمکنار
ہوئی بادہ پیما بفرط طرب
ہوا مستی بادہ کا جبکہ جوش
نہفتہ گیا قصر مین رات کو
بہت دلمین اپنے پشیمان ہوا
پڑھے ہے عجب گرگین نے صد ہا فسون
منیژہ نے کی جمع خاطر کمال

ہر اک رنگ کے گل شگفتہ تھے وان
لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو
پے سیر اوسجا اٹھا ست گزین
ہوا دل سے مشتاق دیدار کا
لیے ساتھ اپنے کئی دلربا
گل و سرو و مینا و جام و سرود
ہوئی دلستان عاشق پہلوان
عجب ہے کہ یہ بیشہ اور یہ جوان
کہ تو اس جوان تک ذرا پاس جا
ہوئی جاکے بیژن سے پرسان حال
کیا فعل مین نے اونہین سر بسر
بقصد و تمنا مین آیا یہان
کہا پھر یہ تدبیر کر ایک بار
کہی دلستان سے حقیقت یہ سب
لگی کہنے اوس سے کہ ای پہلوان
تری پاسبانی کو آئے تو جوان
اسیر بلا ہو وینگا بے گمان
روان ہوکے ایران ہوا کینہ جو
منیژہ نے بیژن کو بے انتہا
رہی عیش سے وان روز و شب
رہا کچھ نہ زنہار بیژن کو ہوش
رکھا سب سے پوشیدہ اسباب کو
نہایت دل اوسکا پریشان ہوا
سوئی راہ بدرہ ہوا رہنمان
کہا یون کہ دلکو نرکھو پر ملال

منیژہ ہے اک دخت افراسیاب
یہ گرگین نے قصہ کیا جب بیان
ہر اک نے منیژہ کی تعریف کی
جو پہونچا وہان بیژن نامجو
کنیزان رہین پیراہن نازنین
گیا بیژن گرد جب متصل
لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب
چلا آیا اسطرح سے بے خطر
شتاب اس سے احوال دریافت کر
یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان
سنا مین نے یہ دخت ہے خوبرو
یہ کہکر اوسے دی وہ انگشتری
کہ دیکھون منیژہ کی پاس آنکر
منیژہ یہ بولی کہ لاؤ اوسے
منیژہ سے تجھکو کیا ہی طلب
ہر اک طرح تھا گرچہ گرگین برا
گیا جب ادہر بیژن نامدار
گیا جبکہ بیژن تو وہ نازنین
ہوا جب آغوش آرام دل
بروز چہارم ہوا بےخبر
عماری زرین مین پھر ڈال کر
ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار
لگا کہنے اے کردگار جہان
اسیر بلا اوسنے مجھکو کیا
جوانون کو در پیش ہو رزمگاہ

نہین روکش اوسکے مہ آفتاب
لگے کہنے تب وان کے باشندگان
بیان حسن کی اوسکی توصیف کی
تو یہ دور سے اوسکو آیا نظر
ستارے ہون جون گرد ماہ مبین
ہوا شیفتہ تب منیژہ کا دل
کہ ہے اسقدر خوف افراسیاب
نہ ہرگز کیا اسنے کچھ بھی حذر
کہ یہ آن پہونچا ہے کیونکر ادہر
مرا نام ہے بیژن پہلوان
ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو
جسے دیکھ حیرت مین ہو جو پری
تماشای رخسار رشک قمر
مرے پاس لاکر بٹھاؤ اوسے
گیا ساتھ اوسکو وہ باصد طرب
وہ کینہ آور تھا مانند گرگ
نہ بد کیش ٹھہرا وہان زینہار
گئی سوئی خرگاہ او لشکرو مین
میسر ہوا سر بسر کام دل
گیا خواب مین بیژن نامور
منیژہ اوسے لیگئی اپنے گھر
گرفتار حیرت ہوا نامدار
تو ہے عالم آشکار و نہان
عوض اوس سے لی یارب اسباب کا
کبھی شادی و عشرت رزمگاہ

فدا ہون میں اور تجھپہ قربان ہون
رضا جو تری با دل و جان ہون
مرے گھر کو اپنا ہی تو خانہ جان
مرا جان مجھکو نہ بیگانہ جان

اگر شاہ توران سے ہووے ضرر
تو جان ہو مری ترے آگے سپر
تو اب شوق سے نوش کر جام مے
کہ ہرگز نہیں جائے اندیشہ ہے

یہ کہکر لگے پینے باہم شراب
ہوئے دولت وصل سے کامیاب
شب و روز رہنے لگے ہمکنار
نہ تھا کار جز عیش وان زینہار

نہ تھا دخل نامحرمون کو وہان
کسی پر نہ یہ راز تھا کچھ عیان
کئی سال گذری بعیش و سرور
قرین عیش و عشرت غم و رنج دور

پھری گردش چرخ انجام کار
کہ یکسان نہیں دور روزگار
خبردار دربان ہوا ناگہان
ہوا اوسکو اندیشہ خوف جان

گیا دوڑ ہی دربان خانہ خراب
کیا عرض یون پیش افراسیاب
کہ شاہا گیا ننگ ناموس مفت
منیژہ کا اک ایرانی ہی جفت

ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین
فراخان سالار کو بس وہین
بلا کر کہا مصلحت اب ہے کیا
فراخان نے یہ عرض شہ سے کیا

شنیدہ کا ہرگز نہیں اعتبار
کوئی جا کے وان دیکھلے ایکبار
اگر کاخ میں غیر کو بار ہے
تو پھر اس میں کیا جائے تکرار ہے

وہ ہے لایق قید بند گران
عقوبت ہی اوسپر روا بیگمان
سخن شاہ نے سن کے سالار کا
یہ گرشیوز کینہ جو سے کہا

کہ بھیجا سواران بیکار جو
تو محصور کر جا کے اب کاخ کو
شبستان میں بھیجے کسیکو اگر
تو لے آ کشان یان اسی باندھکر

یہ سنکر جو گرشیوز کینہ خواہ
گیا تا در کاخ لیکر سپاہ
سنی بانگ قانون چنگ و رباب
لیا گھیر اک طرف سے شتاب

در کاخ مسدود آیا نظر
شکستہ کیا در کو پھر زود تر
گیا اندرون محل کینہ خواہ
گیا پھر ادہر تھی جدھر رشک ماہ

جو دیکھا ہو چکر در خانہ پر
تو ایک مرد بیگانہ آیا نظر
منیژہ ہے اور وہ جوان ہمکنار
بہم بیٹھا بانہیں بادہ خوار

نہ چنگ و دف و رود تنہا ہی وان
سہ صد حور چہرہ پرستندگان
یہ دیکھا تو گرشیوز کینہ خو
ہوا نعرہ زن یون کہ ہے کون تو

شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہے
یہان اسطرح سے تو گستاخ ہے
ہوا اسکے بیژن کو تب اضطراب
لگا کہنے کہا کر وہیں پیچ و تاب

کہ یان ہو نہ توسن نگہ کو خدنگ
کرون کسطرح ساتھ دشمن کے جنگ
ہوا بخت برگشتہ انجام کار
نہ ہرگز موافق رہا زینہار

نہیں کوئی اسدم مددگار ہے
جہان آفرین بس مددگار ہے
یہ کہکر وہین لے کے نام خدا
لیا کھینچ خنجر جو موزے میں تھا

دلیرانہ آیا در خیمہ پر
خروشان ہوا آکے جون شیر نر
کہ بیژن ہون میں پور گیو دلیر
شجاعت کے بیشے کا اک نرہ شیر

مقابل ہو میرے جو کوئی جوان
تو کہو دے سر اپنا وہین رایگان
میں اس خنجر تیز سے اب کرون
بہت نامدارون کو بس غرق خون

تو نیکی کرے مجھسے گر ایکبار
چلون ساتھ تیرے سوے شہریار
روا شاہ رکھے نہ مجھپر ستم
شفاعت کرے تو مری کہا قسم

جو دیکھا کہ بیژن دلیر و جوان
کرے کشتہ لشکر کو اب بیگمان
گرفتار کرنا ہے دشوار تر
کہ مرنے پہ اب اسنے باندہی کمر

کیا ساتھ بیژن کے عہد استوار
لیا اوسنے وہ خنجر آبدار
ہوا ہاتھ سے جبکہ خنجر جدا
گرفتار بیژن کو اوسدم کیا

اوسے لیگیا سوئے افراسیاب
کشان سر برہنہ بحال خراب
نہو طالع نیک یاور اگر
تو ہرگز نہ کچھ کام آوے ہنر

کیا وہ گرفتار جب پیش تخت
کہا شاہ توران نے اے نیکبخت
ترا کیونکر توران میں آنا ہوا
سیستان کسطرح جانا ہوا

لگا کہنے بیژن کہ اے تاجور
بجنگ گرازان میں آیا ادہر
لگا کرنے صید افگنی بعد جنگ
خوشی سے تہ چرخ فیروزہ رنگ

مرا یار گم ہو گیا ناگہان سو نشت آیا تفحص کنان
ہو خفتہ پھر مین بزیر درخت ہوا خفتہ گویا مرا ہای بخت
یکایک ہوا اک پری کا گذر اوڑا لے گئی مجھکو وان آنکر
نمودار پھر فوج توران ہوئی عمارت اک اوسمین نمایان ہوئی
پری نے یہو بجکر غضب یہ کیا کہ مجھکو عماری مین بٹھلا دیا
عماری مین بیٹھی جو تھی نازنین پڑھا او نپر افسون پری نے وہین
اثر سے فسونکے وہین بے خطر پھر لیر وہ مجھے لے گئی اپنے گہر
نہین اسمین زینہار میرا گناہ نہ آلودہ عصیان سے ہون شک ماہ
نہین تھی پری بخت برگشتہ تھا کہ جنسے کیا یون اسیر بلا
لگا کہنے پھر شاہ توران دیار کہ اے بخت برگشتہ روزگار
تو وہ ہی کہ با گرز و تیغ و خدنگ گرا اسپ سے تا تہا میدان جنگ
اور اب دست بستہ شال تنان یہ گفتار مستانہ کرتا ہی یان
نہیں راست تیرا سخن زینہار تو جانبر نہوویگا انجام کار
سنی جب یہ گفتار افراسیاب دیا بیژن پہلوان نے جواب
مرا بستہ کرنا کچہ آسان نہتا وے تیرے وا یاوے کی دغا
تو اک توسن و گرز اب دے مجھے کہ دکہلاؤن اپنی دلیری تجھے
دلیران و ترکان و جنگی سوار مقابل مرے گر تھا اک ہزار
تماشا تو پھر دیکھہ میدان مین کرون قتل سبکو مین ایک آن مین
رہے زندہ ترکو نسے گر اک سوار تو مت کہہ مجھے بیژن نامدار
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب یہ کر شیوہ کینہ جوے شتاب
لگا کسنے کھینچ اسکو اب دار پر نگون بخت کو تو نگونسار کر
اوسے لیگیا وہ سپہ دار جب کیا خلق نے آکے انبوہ تب
برادر نہ تہا نے کوئی یار تہا خدا لیکن اسکا مددگار تہا
سنو کارسازی کا حق کے بیان کہ پیران ادہر آ گیا ناگہان
یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا یہ پیران ویسہ نے سنکر کہا
کہ یار و نہ جلدی کو یان راہ دو ہلاک اس جوان کو ابہی مت کرو
یہ کہکر وہ سردار والا خطاب شتابی گیا پیش افراسیاب
ہوا ایستادہ با ادب کے دہان کہا شہ نے آ بیٹھہ ای پہلوان
نہ بیٹہا تو شہ نے یہ ہنسکر کہا گزارش تو کر اب ہی کیا مدعا
اگر گنج مطلوب ہو دون تجھے اگر تاج چاہے تو بخشون تجھے
جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم تو بولا کہ اے شاہ عالی همم
نہ کر بیژن نامور کو ہلاک ذرا دلمین کر خوف یزدان پاک
کئی بار دی پیشتر مین نے پند نہ شنوا ہوا جب شہ ارجمند
ہوا کام سے دست بردار تب دل پر ہے مین کہتا ہون اے شاہ اب
کہ کین سیاوش کو تازہ نہ کر درخت بلا کو نہ کر بارور
سیاوش کو جو قتل تو نے کیا تو پھر کیا اوٹہا بہلا فایدہ
کہا شہ نے زندہ اگر چہوڑ دون تو دنیا مین رسوا و بدنام ہون
کیا سنکے پیران نے پہر یون بیان کہ رکہیے گرفتار بند گران
یہ سنکر وہ جو دو سپہدار سے کہا شاہ نے اپنے داماد سے
کہ کر چاہ تاریک مین اسکو بند ہر اک طرح سے اسکو پہونچا گزند
اور اک دیو اکوان سے سنگ گران بیابان مین پہینکا جو تہا بیجوان
دہن پر تو رکہہ چاہ کے او وہ سنگ نہ زنہار اس بات مین کر درنگ
منیژہ کو بہی یہان سے لیجایئے نگونسار نیچے مین لٹکایئے
بفرمودہ شاہ افراسیاب سنا جب تو اس کینہ جو نے شتاب
کیا قید بیژن کو لیجا کے وان کوئین کے رکہا منہ پہ سنگ گران
منیژہ کی مان دوڑی آئی شتاب کیا عرض یون پیش افراسیاب
کہ دختر پہ ایذا نہ رکہئے روا گزند اسکو پہونچا ہی مت تہا
شفاعت ہوئی گو عقوبت سے بہ کیا شہ نے دختر کو گہر سے بدر
سبب سے محبت کے اور چاہ کے رہی جا کے نزدیک وس چاہ کے
گدائی وہ کرتی تہی ہر صبح و شام جو کچہ ہاتہ آتا تہا اسکو طعام

وه روزن سی بیژن کو پهونچاتی تهی
کچه اک روشنی آپ هی کهاتی تهی

ستوکار سازی جان آفرین
که گرگین گیا سوی ایران زمین

کهان هے بتا بیژن پهلوان
یه راز نهان سربسر کر عیان

جو پهونچے تو اک بیشه آیا نظر
پڑے جابجا تهو بریده شجر

ملای گرازان ته خون و خاک
کیا دشت کو همنے خوکان سے پاک

بیابان میں اک گور آیا نظر
پسندیده و خرم و خوب تر

سوی بیژن آیا وه مانند پیل
خروشان و جوشنده جون رود نیل

ولیکن هوا گور وان سے روان
عقب اوسکے تها بیژن پهلوان

نه زنهار بیژن کا پایا نشان
نه دیکهی کهیں صورت پهلوان

هوا ان مراتب سے اندوهگین
کئی دن هوا وان اقامت گزین

یه سن کر سخن بائے بے اعتبار
هوا گیو بے اختیار اشکبار

یه چاها که گرگین بدکیش کا
کرے خنجر تیز سے سر جدا

اسے پیش کیخسرو نامدار
تو جا لیگئے اے پور فرخ شعار

که تو لیگیا تها مرے پور کو
کهان گم کیا تونے اے کینه جو

کرے هے تو اب کر کی گفتگو
ملاؤں تری ہی خاک میں آبرو

شتابی سے پهر تیغ کین کهینچکر
کروں میں جدا جسم سی تیرے سر

دو صد تازیانے لگائے انهیں
کیا خسته گرگین کو از روی کین

کیا گیو لیکر اسے پیش شاه
بچشم پر آب و دل کینه خواه

مرا بائے تها ایک نور نظر
که وه کشته تها جس سے شام و سحر

کرے هے یه گفتار مکر و فریب
که سنکر اوڑا بس قرار و شکیب

پهونچ داد کو میری اے شهریار
که گرگین نے مجهکو کیا سوگوار

که گرگین نے مجهسے بیان کیا کیا
سنا تها جو اسنے وه شه سے کها

شهنشه نے گرگین کو دیں گالیاں
کیا پهر گرفتار بند گران

نظر کرکے وه طالع وقت پر
لگے کهنے پیش شه نامور

یه سنکر کها شه نے پهر گیو کو
کرو جمع خاطر تو اے نامجو

جهان آفرین داور و دادرس
هوا آخر کار فریادرس

کها گیو و گودرز سے جا کے سب
لگا پوچهنے گیو گرگین سے تب

یه گرگین نے پانچ مریا گیو کو
که نزدیک ارمان هی آتا جو

گرازان خونخوار آتے تهین
هوئے اون سے هم گرم پیکار و کین

هوئے وان سے پهر سوی ایران روان
طرب ساز و شادان و صید افگنان

طرف اسکے دوڑا که شبدیز کو
شتابان هوا بیژن نام جو

شتابی سے بیژن نے ڈالی کمند
کرے گور کے سر کو تا وہیں بند

نظر سے هوا گور و بیژن نهان
شتابان هوا میں تفحص کنان

ولے توسن بیژن نامدار
جو دیکهوں تو صحرا میں هے بے سوار

غرض باغم و درد آیا یهان
یه توسن جو پایا سو لایا یهان

یه سمجها که بیشک هوا وه جوان
گرفتار رنج و بلا ناگهان

کها لیک گودرز نے بهر ہیں
که مت کهینچ اسپر تو اب تیغ کین

وهیں گیو پر باد دل و درد مند
یه گرگین سے بولا با بانگ بلند

کیا تونے مجهکو تباه و خراب
گیا چشم و دل سے مرے صبر و خواب

تجهے لیچلوں پیش خسرو ابهی
اوسے اس حقیقت سے دون آگهی

پکڑ بال گرگین کے پهر بعد ازان
اوسے پیچهے وان سے گردنکشان

هوا نیلگوں سر بسر جسم زار
هوا بس وه بیهوش انجام کار

کیا عرض اے شاه گیتی پناه
مرے سر په آئی یکایک بلا

اوسے کرکے گم آپ آیا یهان
یه گرگین بدکیش نکبت نشان

بجز توسن بیژن پهلوان
نهیں اور بیژن کا هرگز نشان

یه سنکر هوا شاه اندوهگین
لگا گیو سے کهنے خسرو وهین

پهر احوال گرگین سے پوچها تمام
وه بیهوده کرنے لگا وان کلام

کیا شه نے پهر موبدانکو طلب
کها دیکهو احوال بیژن کا اب

که توران میں هے زنده وه پهلوان
ولے هے گرفتار بند گران

هو ملک توران میں پیچون بپا
وهاں جاکے ترکوں سے هوں کینه جو

چھڑا لاؤں بیژن کو اب بند سے
کہ اختر شناسوں کی گفتار کا
نشان یاوین اُسکا تو فہو المراد
تو نوروز کا کیجیو انتظار
ہوا گیو شادان یہ سن کر سخن
یہ کہکر گیا پہلوان اپنے گھر
ہوئے ہر طرف وہ تفحص کنان
گیا گیو باخاطر پر الم
طلب کرکے پھر جام گیتی نما
بہت غور سے تھا نظارہ کنان
سو کشور گرگسار ان نگاہ
اور اک دخت اُسکی ہو خدمتگذار
مگر چاہ میں قید اور خستہ ہے
وہ بولا کہ اے خسرو نامجو
تہمتن ہے جو پیل افگن و شیر جنگ
ہوا گیو لے نامۂ شہریار
زابل پہنچا اور آنکھوں میں نم
کہ آرام سے اب وطن میں ہوں
ولے بیژن نامور کا یہ حال
مرا بیژن پہلوان پور ہے
یہ کہکر پچنگ وے دلفروز
جو نزدیک پہونچا یل نامدار
وہ رخت و جواہر مہیا کیا
ہوا رستم گرد کا مدح خوان
پے بیژن پور گیو دلیر

ملاؤں تجھے تیرے فرزند سے
اوسے کچھ بھی زنہار باور نہ تھا
خبر دین یہیں آنکر شاد شاد
کہ جب آوے نوروز فصل بہار
دعا دی کہ اے سرور انجمن
وہیں پھر سواران پرخاش پر
ولیکن نہیں کچھ نہ پایا نشان
دل زار بیتاب اور چشم نم
لگا دیکھنے شاہ کشور کشا
سو ہفت کشور شہ خسروان
پڑی جب تو کیا دیکھتا ہو وہ شاہ
کہ نسل کیان سے ہو وہ گلعذار
سلاسل سے بس دست و پابستہ ہے
شتابی سے پروانگی مجھکو ہو
نبیگانہ کام اُس سے بس بیدرنگ
شتابان سوے رستم نامدار
فغان کھینچتا تھا بصد درد و غم
یہاں سے نہ زنہار جنبش کروں
ہوا سنکے اے گیو غمگین کمال
مرا دیدۂ زار کا نور ہے
رہے محفل آرا ہم تا سہ روز
تو دو ہیں بحکم شہ کامدار
وہاں تخت زر ایک برپا کیا
کہا تو ہے پشت و پناہ کیان
گوارا تو کر رنج اے نرہ شیر

یہ کہتا تو تھا خسرو پاک دین
کہا شاہ نے پھر کہ اے نامدار
مبادا نہووے اگر آگہی
نظارہ کروں جام گیتی نما
جہانمیں تو رہ جب تلک ہے جہان
روانہ کئے گیو نے چارسو
جو نوروز فرخ ہوا جلوہ گر
جو خسرو نے دیکھا وہ ہے بیقرار
ستارے جو ہیں سات افلاک پر
نشان بیژن نامور کا کہیں
کہ بیژن کنوئیں میں نگونسار ہے
کیا شہ نے پھر گیو سے یہ بیان
نہ اندیشہ کر رکھ خدا پر نظر
کہ جا کر چھڑا لاؤں بیژن کو یان
مرا نامہ لے جا تو سیستان
اوسے جاکے نامہ دیا شاہ کا
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
بہت میں نے کھینچے ہیں رنج و محن
ترے در سے میں جگر خستہ ہوں
تو رکھ جمع خاطر نکر اضطراب
بروز چہارم بسامان و ساز
گئے اُسکے لانیکو سب پہلوان
بٹھایا تہمتن کو اُس تخت پر
مددگار گردان ایران دیار
کہ تیرے سوا ہے یل نامدار

ولے گیو کو تھا نہ ہرگز یقین
پے جستجو بھیج ہر سو سوار
تو مت کیجیو صبر سے دل تہی
کہ دریافت احوال ہو گرد کا
بصد حشمت و دولت و فروشان
کریں جاکے بیژن کی وہ جستجو
تو پہنچے پیش کیخسرو نامور
پریشان دل مضطر و اشکبار
لگے تھے وہ اُس جام میں ہر بسر
پدیدار ہوتا تھا ہرگز نہیں
بصد رنج و خواری گرفتار ہے
ترا پور زندہ ہے اے پہلوان
کہ آوے یہ رہا ہوکے تیرا پسر
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
کہ تا آوے یان رستم پہلوان
سب احوال بیژن مفصل کہا
کہ اے گیو میرا ارادہ یہ تھا
نہیں چاہتا دل کہ چھوڑوں وطن
پے کار بیژن کمربستہ ہوں
کہ لاؤں باکے اُسکو شتاب
روانہ ہوا رستم سرفراز
وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان
وہ بیٹھا تو کیخسرو نامور
بخصم افگنی تو ہے پیل و نہار
نہیں چارہ گر یان کوئی زنہار

زمین بوس ہو کر وہ جنگ آزما
دعا و ثنا کر کے کہنے لگا
کہ اے شاہ شاہان روئے زمین
ترا ہوں میں یکسر چاکر کمترین

اگر سامنے آوے تیر و سنان
ترے حکم سے میں نہ موڑوں سنان
یہیں اس کام پر چست بندہ ہوں میں
چھڑا لاؤں بیژن کو اب زود و گم

لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
یلان قوی جنگ جتنے ہیں یان
اور جیسے ساتھ لیجا جنہیں چاہیے تو
روان لیکے ہوویں لشکر جنگجو

تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور
سپاہ گران لیکے جاؤں اگر
تو ایسا نہ ہو کہ وہ پیچ و تاب
کرے قتل بیژن کو افراسیاب

نشایان ہے اب مثل بازارگان
کروں جا کے تدبیر ایسی وہان
کہ آسان ہو یہ کار مشکل شتاب
ملے دست افسوس افراسیاب

یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان
مہیا کیا رخت سوداگران
جو تھا رہگذر کا سامان ہوا
تو رستم دوان سوئے توران ہوا

گرانمایہ ہشت اور ہم بادپا
وہ اشتر ہیں اور کچھ ہر بے بہا
پر از جامہائے سہ صد شتر
متاع گرانمایہ پاکیزہ تر

شترہا پر از پرنیان و حریر
تحایف ہر اقلیم کے بے نظیر
ہمراہ اشتر القصہ ہمراہ تھے
پر از تحفہ خوب و دلخواہ تھے

یلان ہمرہ آنہا ایک ہزار
گئے ہمرہ رستم نامدار
وہ پہنے ہوئے جامۂ رہروان
بنے سربسر صورت ساربان

تہمتن نے جب قصد توران کیا
یہ گرگین ز دو سوء تہ اوس سے کہا
رہا کرکے اے گرد فرخندہ خو
مجھے لے چل اب اپنے ہمراہ تو

تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا
کہ صادر ہوئی تجھ سے ایسی خطا
کہ لینا خطا ہے اب اے تیرہ بخت
ترا نام پیش خداوند تخت

کیا یہ سخن گرد نے جب بیان
ہوئے پا بہ گرگین کے زاری کنان
کیا عرض رستم نے بہر لاجرم
حضور شہنشاہ کیوان علم

کہ گرگین کو اب نہ رہا کیجئے
مرے ساتھ رخصت اسے دیجئے
یہ رستم کو خسرو نے پاسخ دیا
کہ یہ عہد پہلے ہی دل میں کیا

کہ بیژن رہا ہو کے آوے ادہر
تو جانبخشی اُسکی بھی ہو زود تر
کروں ورنہ گرگین کو بیشک ہلاک
ملاؤں تن اُسکا تہ خون و خاک

ہوا خاص اسباب کا پہلوان
ہوا ساتھ رستم کے گرگین روان
ولیکن ہوئے قید اُس کے پسر
بحکم شہنشہ بجائے پدر

تہمتن بغرض مثل بازارگان
جہانکا ارادہ تہا ہونچا وہان
کوئی شہر پیران ویسہ کا تہا
مقام اور جگہ پیل تن نے کیا

ولیکن ہوا رستم شاد بہر
اقامت گزین جا کے بیرون شہر
ہوا دل کو جب میل نخچیر کا
سوئے دشت اک روز پیران گیا

جو رستم نے دیکھا تو آیا شتاب
حضور اُسکے کچھ تحفہ لایا شتاب
وہ اسپ گرانمایہ اک جام زر
کہ اُس جام میں بیبہا تھے گہر

کئے پیش کش اور کیا عجز وان
نہایت ہی پیران ہوا شادمان
ولیکن نہ جانا یہ کچھ زینہار
کہ یہ شخص ہے رستم نامدار

لگا پوچھنے اے خجستہ جوان
تو ہے کون آیا کہاں سے یہاں
یہ پیران کو رستم نے پاسخ دیا
کہ بازارگان ہوں میں ایران کا

رکھوں ہوں میں اکسر و انجمن
متاع گرانمایہ و دل پسند
ہوا آکے وارد ترے شہر میں
کہ تو صاحب داد ہے دہر میں

وہ بولا کہ تو شہر میں جا کے رہ
مرے پاس اب شوق سوداگرہ
نہیں مال کا تجھ سے تیمار کچھ
کسی کو نہیں تجھ سے بیکار کچھ

ہوئے جبکہ آگاہ پیر و جوان
کہ ایران سے آیا ہے اک کاروان
تب آئے حضور رستم نامور
خریدار و پیادہ و اسپ و گہر

ہوا گرم بازار سوداگری
ہر اک جنس کچھ تو وہان مشتری
منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر
ہوئی تب شتابان وہ زرّیں کمر

سو رستم گرد آئی دوان
دو دیدہ گہربار نالہ کنان
کہا یوں کہ اے مرد عالی گہر
تجھے کچھ بہی گودرزیان کی خبر

خبر بیژن نامور کی کہیں
وہی نوجوان گیو کا پور ہے
نہیں مجکو دربار میں شہ کے بار
نہیں گیو گودرز سے آگہی
لگی کہنے یون کھینچ کر ایک آہ
کہ بیچارہ ہون اور ستم دیدہ ہون
سر رحم سے پھر تہمتن وہیں
بیان کر کہ تو کون ہی کیا ہی نام
منیژہ میں ہون دخت افراسیاب
پھرون ہون میں در بدر بیحال تباہ
وہ اک چارہ تاریک میں قید ہے
کنوئیں کے دہن پر ہی سنگ گران
تو پہونچا سکیگی اوسی کچھہ طعام
کہ لیجا تو یہ مرغ بریان و نان
وہ خاتم جو رستم کے تہی نام کی
کہ پہرہ روز و شب کھینچتا تہا تو وہ
منیژہ یہ بولی کہ میں نے کیا
وہ بولی کہ ای گل رخ لالہ فام
طعام اوس نے تیرے لیے یہ دیا
یہ پوچھا اوس سے ای مرد زور آزما
شتابان ہوئی دلسے وہ دلربا
گئی نصف شب الغرض جب گزر
دہن پر کنوئیں کے دہرا تہا جو سنگ
کنوئیں میں جو تہا وہ گرفتار بلا
وہ زنجیر توڑی وہیں سر بسر

نہ پہونچی مگر سوے ایران زمین
پڑا قید میں بخت مجبور ہی
کسی سے بھی واقف نہیں زینہار
نہ کر مغز میرا تو ناحق تہی
کہ بیچارگی پر مری کر نگاہ
پریشان و دلریش و رنجیدہ ہون
یہ بولا کہ زیر سپہر برین
ہوا زرد کیون عارض لالہ فام
گیا گردش آسمان نے خراب
لکہا تہا قضا نے یہی سر پہ آہ
ستمدیدہ چرخ پر کید ہے
کیا تنگ کا ماجرا سب بیان
وہ پہونچا دے تہی جس طرح سے طعام
رکہی اوسمیں اپنی انگوٹہی نشان
یکایک جو ہاتھ اوس جوان کے لگی
سبب کیا جو اس دم کیا قاہ قاہ
ترے عشق میں مال و جانکو فدا
کہان سی تو یہ آج لائی طعام
سنا جستہ بیژن نے تب یون کہا
تو بیژن کو کیونکر کرے گا رہا
تہمتن سے پیغام بیژن کہا
تہمتن نے اوسوقت باندہی کمر
دیا پہینک اوسکو اٹہا بیدرنگ
نکالا اوسے ڈالکر پہر کمند
لگا کہنے بیژن سے پہر نامور

کہ اب تک کوئی ہوا چارہ گر
ہوا پر غضب رستم نامجو
کہ ہون میں تو اک مرد بازرگان
منیژہ لگی رونے پھر زار زار
نہیں چاہئے سرد مہری تجھے
یہ آئین ایران سے ہے دور تر
پڑا تجھپہ یکبارگی کیا غضب
منیژہ لگی کہنے کر کے فغان
محبت سی بیژن کی ای نامور
کہون کیا میں احوال بیژن کا اب
بندہے اوسکے زنجیر میں دست و پا
دلا سا بہت دیکے وہ پیلتن
وہ طور اوس نے رستم سے ظاہر کیا
منیژہ نے جا کر دیا جب طعام
کیا قہقہہ دیکھہ انگشتری
وہ بولا رکہے راز کو گر نہان
دے اب تلک بھی تو ہی بدگمان
کیا منیژہ نے اوس سے بیان
یقین ہی کہ رستم ہی وہ کاروان
کہے تجھ سے جو کچھ تو وہ کیجیو
یہ کہکر بفرمان رستم وہان
لیے ہفت گردان جنگ آزما
پڑا سنگ جا کر سیہ دشت چین
گرفتار زنجیر پایا اوسے
کہ کھینچے بہت تو نے رنج و تعب

کسی نے نہ بیچارہ کی لی خبر
کہا روبرو سے مرے دور ہو
نہ سردار ہون میں نہ کچھ پہلوان
ہوئی دیدۂ زار سے اشکبار
نہ کر دور شاہ روبرو سے مجھے
کہ بیچارگان کی نہ پوچھیں خبر
ہوئی جو گرفتار رنج و تعب
کہ روئین حال اپنا میں اب کیا بیان
پڑی ہی افسر و تخت سے دور تر
پڑا نا گمان اوسکے سر پر غضب
فغان دل سے کھینچے ہی صبح و مسا
لگا کہنے اوس سے کہ ای گلبدن
یہ سنکر تہمتن نے اوس سے کہا
ہوا بیژن پہلوان شادکام
لگی کہنے وہ مین وہ رشک پری
تو آگے ترے میں کہون مہربان
بڑا حیف ہی تجھہ سے ای پہلوان
کہ آیا ہی ایران سے اک کاروان
رہائی کو میری اب آیا یہان
تغافل کو تو زرا مت دیجیو
رہی وہ پری پیکر دلستان
سر چاہ پر وہ دلاور گیا
ہلی اوسکے صدمہ سے توران زمین
نکلنے سے تنہا ہی لگایا اوسے
منیژہ کو تو لیکے جا یان سے اب

کرون ایک شبخون یہی دم صواب — بسوئے شبستان افراسیاب
کہ تا اُسکو معلوم ہو یہ سخن — کہ آکر یہاں رستم پیل تن

اسیری سے بیژن کو کرکے رہا — دلیرانہ ساتھ اپنے اب لیگیا
وگرنہ کہیں گے یہ تورانیاں — کہ نامرد تھا رستم پہلوان

جو مانند زندان یہاں آنکر — شبا شب ہوا خوف سے رہ سپر
لگا کہنے یوں بیژن نامدار — نجاؤں تجھے چھوڑ کر زینہار

چلوں ساتھ تیرے میں اے شیر مرد — کروں جل کے تورانیاں سے نبرد
کیا منع ہرچند رستم نے پر — گیا ساتھ رستم کے وہ نامور

غرض رستم و بیژن پہلوان — سوئے قلعہ با ہفت جنگ آوران
زرہ دی دلیری نشاں ہوئے — مقابل وہاں پاسباں ہوئے

کیا پاسبانوں کو یکسر ہلاک — گئے قلعہ میں پھر وہ بیخوف و باک
سپہ ساتھ اونکے بھی گرم کین — ولیکن ہوئی کشتہ یکسر وہیں

ہوا پھر روان رستم نامدار — سو خانہ شاہ توران دیار
یہ آواز دی جاکے دہلیز پر — کہ سن لے تو اے شاہ بیدادگر

کنوئیں میں جو بیژن گرفتار تھا — ہوا بند سے آج بارے رہا
ذرا سوچ دل میں کہ جو اسقدر — روا کون رکھتا ہے داماد پر

تلافی کو بیژن کی آیا میں یہاں — مرا نام ہے رستم پہلوان
یہ آواز سن کر بصد اضطراب — گریزاں ہوا شاہ افراسیاب

پہونچکر تہمتن نے از روئے کین — سر تخت اک گرز مارا وہیں
پھر اک تا زمین پڑ چہرہ کو — پھر اداں سے لیکر یل نامجو

ہر اک گرد اک اُن مہ جمال — شبستان سے لیکر گیا خوش کمال
سوا اسکے کتنی پہ پہرگان — گئیں آپ ہمراہ ایرانیان

یلان نے کیا جاکے آرام خواب — ولیکن دم صبح افراسیاب
سپہ لیکے آیا پے کارزار — ہوا سنکے رستم بھی دوں ہی سوار

ہزاروں سکے ہمراہ تھے پہلوان — نبرد آزمایان جنگ آوران
مبارز لگا کرنے رستم طلب — کہ ہو ہم نبرد آکے کوئی اب

مقابل نہ آیا کوئی زینہار — تہمتن نے کھینچا بہت انتظار
کہا پھر کہ اے شاہ افراسیاب — اگرچہ تری فوج ہے بیحساب

ولے ساتھ میرے نہیں تاب جنگ — مگر کچھ نہیں ہے تجھے عار ننگ
کئی بار دیکھا ہے تو نے مجھے — کری میں نے تنہا ہزیمت تجھے

دلیری و مردی و جرات مری — بہت آزمائی سپہ نے تری
زبوں سخت ہیں مجھ سے سب سروار — تو آیا عبث یاں پے کارزار

ہوا سنکے شرمندہ افراسیاب — سواروں سے بولا یہ کرکے عتاب
کہ اے نامداران توران زمین — یہ ہے رزمگہ جائے عشرت نہیں

دلیرانہ تم گرم پیکار ہو — کہ یہ بیژن و رستم جنگ جو
نہ جانبر ہوں میدان سے زینہار — نہ ایران کا زندہ رہے اک سوار

سنی جب سپاہ نے گفتار شاہ — ہوئے حملہ آور سوئے رزمگاہ
سواران توران ایرانیاں — ہوئے گرم پیکار آکر وہاں

تہمتن نے لیکر وہیں گرز و تیغ — کئے قتل ترکان بہت بیدریغ
ہوئے کشتہ تورانیاں بیشتر — رہے غالب ایرانیاں سر بسر

ہوا جب نہ میداں میں کچھ کامیاب — گیا سوئے چیں واں سے افراسیاب
گیا اُسکے دنبال رستم دواں — دو فرسنگ مانند شیر ژیاں

کئے کشتہ و خستہ صدہا ہزار — پھر آیا بفتح و ظفر نامدار
زر و مال و اسباب افراسیاب — گیا لیکے پھر سوئے ایران شتاب

سنا جبکہ یہ مژدہ دل نواز — ہوا شاد کیخسرو سرفراز
کئے پیشوا نامداران تمام — ہوئے دیکھکر اُسکو شاد کام

گیا جب کہ نزدیک درگاہ شاہ — تو آکر جہاندار گیتی پناہ
تہمتن کو با صد خوشی لیگئے — ثنا خوان ہوا رستم کردگار

دعا و ثنا کی تہمتن نے بھی — شہنشہ کی لایا بجا بندگی
منیژہ بھی اور بیژن پہلوان — گئے جب حضور شہ خسروان

ہوا شاد کیخسرو پاک دین
ہوئے گیو و گودرز بھی خوش وہیں
ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم
لگے رہنے مسرور و خرم بہم

ہوئی ختم بیژن کی اب داستان
سنو قصۂ برزوئے پہلوان

جنگ کردن برزو با رستم و رسیدن افراسیاب در ایران و رفتن کیخسرو بمقابله او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب و باز رفتن به طرف توران

جو ناکام ہوکر بصد اضطراب
سوئے چین گیا شاہ افراسیاب
تو آیا نظر راہ میں اک جوان
تنومند مانند پیل دمان

کہا اے بادشہ ہوں میں دہقان پسر
نہیں جانتا لیک نام پدر
سنا ہے یہ ماں سے کہ اک روز یاں
کہیں اک سوار آگیا ناگہاں

ہوا آن کے وہ طلبگار آب
پلایا اسے پانی اسنے شتاب
ہوئی اسکے دلمیں غالب ہوس
جوان نے کیا اسکو ہمخواب بس

روانہ ہوا یاں سے پھر وہ سوار
بحکم خدا یہ ہوئی بار دار
خدا جانے تھا کون وہ پہلوان
نہیں اسکا معلوم نام و نشان

جو پیدا ہوا میں تو شاہنشہا
مرا نام مادر نے برزو رکھا
جو دیکھا اوسے شاہ نے پیلتن
رواں ساتھ اسکے کیا یہ سخن

مرا ایک دشمن ہے رستم بنام
دلیری و مردی میں مشہور عام
مجھے تخت اسنے عاجز کیا
پراگندہ خاطر ہوں صبح و مسا

اگر یہ نہووے تو جرأت نہیں
کہ ہو گرم کیں فتح ایران زمین
الم آج ہے یہی مجھکو ہنگام جنگ
تہمتن ترے ہاتھ سے ہووے تنگ

سنا جب یہ برزو نے تب یوں کہا
کہ افسوس صد حیف شاہنشہا
تو اک گرد سے ہے زبوں اسقدر
ترے ہاتھ سے دلمیں ہے خوف و خطر

لگا کہنے سالار عالی وقار
وہ یکتن ہے مانند یکصد ہزار
توانائی اسکی بیاں کیا کروں
بجا ہے اگر کوہ آہن کہوں

نہ اوس پر ہو گرز دستاں کارگر
نہ ہرگز کرے تیغ و ناوک اثر
یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان
کیا شاہ سے اوسنے پھر یوں بیان

کہ میدان میں جب وہ ستیزہ کرے
تو صد کوہ آہن کو ریزہ کرے
سپہ تیری اور تو بھی نامرد ہے
کہ دل میں تہمتن سے پر درد ہے

نہیں ہو اگر رزم کی مجھکو تاب
رکھا نام کیوں شاہ افراسیاب
نہیں مجھکو شایاں ہے تاج شہی
نہیں مجھکو زیبا کلاہ مہی

یہ سنکر ہوا منفعل بادشاہ
ہوا اس سے خواہان امداد شاہ
کہا یوں کہ گر کشتہ ہوا جوان
ترے ہاتھ سے رستم پہلوان

تو دوں تجھکو میں خطۂ چین
کروں تجھکو سالار اقلیم چین
قسم کھا کے برزو نے پیش شاہ
کہا یوں کہ اے شاہ خورشید جاہ

شہ چین کو اور شاہ ایران کو
کروں بند میں تیغ کے پیکار جو
لگا کہیں اب آگ ایران میں
کروں خون و ویران زابلستان

ہوا شاد یہ سن کے افراسیاب
سو خانہ برزو کو لایا شتاب
سرا پردہ و فیل و اسپان زین
دو صد نازنینان با چین جبین

زر و افسر و گنج و لشکر دیا
سرافراز برزو کو شہ نے کیا
ہوا شاد برزو بھی گردن فراز
جہاں میں ہوا الغرض بے نیاز

دے اسکی ماں کو دی آبادی و باغ
کیا آکے برزو سے مادر نے بیان
کہ یہ دولت و جاہ ہے جیکا وبال
اوسے تھا جاہ و دولت کا بھی خیال

تہمتن سے عہدہ برائی نہیں
تجھے تاب جنگ آزمائی نہیں
وہ قاتل ہے دیوان خونخوار کا
نہ کر قصد تو اس سے پیکار کا

گئی بار دی شہ کو اُسنے شکست — کیا نامداران توران کو پست
وہ بولا کہ رستم سے ہون زورمند — مرے آگے ہے پست ہین بلند
تو ہے کودن محض اور بے ہنر — نہ کھو مفت جان عزیز اے پسر
نہ لیکن ذرا لایق کار تھے — موافق نہ برزو کے زنہار تھے
طلب کرکے مردان صاحب ہنر — یہ بولا کہ برزو کو اب زود تر
اٹھارہ جوانان زور آزما — لگے کرنے تعلیم صبح و مسا
بہ نیرد سے سرپنجۂ نامجو — زبون روز کرتا تھا اوستاد کو
جو اُستاد ہین میرے ہر دو یلان — کہے تو وہ نہیں باندہ لاؤن یہان
کہ ہے راستی کا کچھ اس مین فروغ — یہ گفتار ہے یا سراپا دروغ
درشت و تنومند چست و دلیر — حضور اُسکے اک پشہ ہے پیل و شیر
ہوا شاد یہ سن کے افراسیاب — دیا گنج برزو کو بے حساب
کہ ہون مین شتابی یہان سے روان — سوے خسرو و رستم پہلوان
ہوا شادمان شاہ توران دیار — طلب کرکے پھر تخت گوہر نگار
کہا نامدارون سے پھر یونکہ اب — کرو اسکی فرمانبری روز و شب
ہوا شہ سے رخصت یل شیر مرد — بہت لیکے سامان جنگ و نبرد
عقب تیرے مین بھی بصد فروشان — پہونچتا ہون لیکر سپاہ گران
گئے ہمرہ برزوے نامدار — سواران جنگی لیے دہ ہزار
گئی سوے ایران یہ جس دم خبر — تو بولا یہ کیخسرو نامور
تعجب کہ اب وہ بھی ایرانیان — برائے وغا سوے ایران روان
کیا شہ نے رخصت بصد فروشان — روانہ ہوئے سوے ہر دو نام آوران
عقب اُنکے شہ بھی بصد کر و فر — جہاندار کیخسرو نامور
ہوئی اک شب و روز جنگ کلان — کہ جسکا نہیں ہو سکے کچھ بیان
فریبرز اور طوس میدان مین — جو آئے مقابل تو اک آن مین
ہوا شادمان شاہ توران دیار — ہوا غم زدہ خسرو نامدار
ہوا پر غضب رستم پہلوان — لگا کہنے اے خسرو خسروان

تو اُن نامدارون کے ہمسر نہین — دلیری مین اُن سے فزون تر نہین
دیا پاسخ اُس نے کہ وہ شیرزاد — ہنر پہلوانی کے رکھتا ہے یاد
یہ سنکر گیا پیش افراسیاب — سلاح و سلب کے لایا شتاب
نے اور تیار انجام کار — مہیا کیے بعد ازان شہریار
ہنر پہلوانی سکھلاؤ سب — کرو کوشش و جہد ہر روز و شب
بعلم و ہنر وہ یگانہ ہوا — سر سروران زمانہ ہوا
غرض برزوی پہلوان ایک روز — لگا کہنے اے شاہ گیتی فروز
سنی شاہ توران نے یہ بات جب — لگا پوچھنے پہلوانون سے تب
وہ بولے شہا برزوے پیلتن — نہین آدمی ایک ہے اہرمن
شب و روز برزو کو ہی میل رزم — غرض رزم کو وہ سمجھتا ہے بزم
لگا کہنے برزو کہ اے بادشاہ — مرے ساتھ کیجے تعین سپاہ
نہ خسرو رہے اور نہ رستم بجا — کرون تجھکو ایران کا فرمانروا
یہ بولا کہ اے برزوے نیکبخت — تو با صد طرب بیٹھہ بالائے تخت
وہ بیٹھا جو بالائے زرین سریر — تو یکسر ہوئے گرد فرمان پذیر
یہ بولا سپہدار توران دیار — کہ رہتا شب و روز تو ہوشیار
وہ سردار جنگ آور و ذوالکرام — کہ ہومان تھا اور بارمان جسکا نام
شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان — سپہدار با لشکر بیکران
کہ گردان ایران جو کرتے تھے عزم — نہوتی تھی ترکونکو پھر تاب رزم
فریبرز اور طوس کو پھر شتاب — پے جنگ گردان افراسیاب
سواران جنگی و مردان کار — گئے ساتھ اُنکے وہ دو دو ہزار
فریبرز اور طوس کی فوج جب — گئی سامنے فوج برزو کے تب
ہوئی فوج ایرانکو آخر شکست — سواران ایران ہوئے چیرہ دست
اوٹھا زین سے برزو و تیغ لیکیا — یہ بند گران اوسکو بستہ کیا
طلب رستم نامور کو کیا — یہ احوال خسرو نے اُس سے کہا
تو رکھہ جمع خاطر کہ جاؤن شتاب — سوے پہلوانان افراسیاب

فریبرز اور طوس کو کر رہا
گئی نصف شب تھی کہ پہنچا وہان
سر تخت زرین ہی افراسیاب
فریبرز اور طوس بھی پیش تخت
اسیرون کو پہرے کے مردمان
اوٹھا ایک کو اپنی پہر پشت پر

ترے پاس لاؤن بفضل خدا
اسیران بند بلا تھے جہان
خوشی سے پئے ہی پیالی شراب
کھڑے ہین بند ہو دست بازو ہی سخت
کہ منظور تھا جنکا رکھنا جہان
شتابان ہوا رستم نامور

یہ کہکر گیا رستم جنگجو
یہ سمجھا کہ برزو کی خرگاہ ہے
چپ و راست با خاطر شادمان
یہ کہتا ہی انکو وہ کمبخت شاہ
نگہبان جو غافل ہوا تب وہین
اوٹھا دوسرے کو وہ گستہم یل

دے لیگیا ساتھہ گستہم کو
جو دیکھا تو بیٹھا وہان شاہ ہے
نشستہ ہین پیران برزو وہان
کہ دن قتل مثل سیاوش بگاہ
تہمتن نے کھینچا نہ تیغ کین
سراپردہ سے وہ ہین آیا نکل



وہ بند گران زور سے سر بسر
شکستہ کئے یکطرف بیٹھ کر

سراپردہ مین شاہ توران کے
یہ چرچا ہوا کوئی گرد آن کے

کہ وہ گرگ ہوگا تہمتن مگر
اسیرون کو جو لے گیا آن کر

کہ لیکر سپہ جا سوئے رزمگاہ
وہیں آن کر برزو کینہ خواہ

سنا جبکہ خسرو نے شور و فغان
کہا تب کہ اے رستم پہلوان

نظر کرکے برزو کی ترکیب کے
قرین تجربہ ہوا جنگ جہ

ترے سر کو توڑون ابھی گرز سے
سمجھیو نہ کم مجھکو البرز سے

بجا ہے کہ سیکھو نہیں تجھسے ہنر
مرے ساتھ مت تند ہو اسقدر

یہ کہکر وہیں ہاتھ میں لی کمان
خدنگ ایک ڈالا سوئے پہلوان

پیاپے ہوئی بارش تیر پر
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر

بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی
آئی قیامت تھی یا حرب تھی

کیا زور اتنا پکڑ کر کمر
کہ ٹوٹا وہ دال کمر سر بسر

تہمتن نے جانا بڑا ایک کوہ
ہوا ضرب سے گرز کی بس ستوہ

ولے از رہ عقل و فہم و ذکا
تہمتن نے کچھ طرح دا اپ کیا

تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا
تعجب ہے اے گرد جنگ آزما

ترے دست و سر کو نہ کچھ کیا
یہ سنکر تہمتن نے اُس سے کہا

یہ برزو نے اندیشہ دل میں کیا
مبادا کہ یہ گرد زور آزما

پرانے مین آخر ہوا اور تب
لگا کہنے برزو سے رستم کو اب

بہم جب پذیرا ہوا یہ سخن
تو پھر برزو و رستم پیلتن

جو برزو گیا پیش افراسیاب
تو بولا کہ اے شاہ عالیجناب

مقابل ہوا مجھسے آج آن کر
کہ تھا سنگ فولاد سی سخت تر

نہیں دسکو بیکار سے خوف و بیم
مرادل ہے اس پہلوان سے دو نیم

یہ گفتار کرتا تھا برزو و ہر
کہ جسکا بیان اب ہوا سربسر

مرے ہاتھ کو آج ہوئی شکست
نہ ہر گرز رہا زور بازو درست

نہیں اور آتا نظر کوئی مرد
کہ ہو برزو گرد کا ہم نبرد

غرض با دل خرم و شادمان
گئے پیش خسرو وہ نام آوران

وہ بندی جو تھے یان ادھر نہیں لیگیا
سپہ دار سن کر یہ کہنے لگا

دم صبح کہا کر بہت پیچ و تاب
لگا کہنے برزو سے افراسیاب

[illegible]
[illegible] رستم جب سامنے میرے آ

تو برزو سے اب جاکے ہو گرم جنگ
یہ سنکر گیا پیش بیدرنگ

نعرہ زن جا کے مانند شیر
کہ جائے تہمتن مین آیا دلیر

لگا کہنے برزو کہ اے پہلوان
تو ہے پیر پیری مین ہون جوان

اگر تو ہے آتش تو مین بھی ہون آب
نہیں آب کے آگے آتش کو تاب

تہمتن نے ایک تیر مارا وہیں
ہوئے اسطرح دیر تک گرم کین

بہم پھر ہوئے لیکے گرز گران
نبرد آزما ہر دو جنگ آوران

ہوئے گرز پر خم مثال کمان
ہوا ایسا کشتی ادہر نہیں جدا ان

طرح شیر غرندہ کے کرکے شور
پھر اک گرز برزو نے مارا بزور

ہوا دست بے کار ٹوٹی سپر
ہوا پر الم رستم نامور

نہ برزو پہ ہرگز ہوا آشکار
کہ خستہ ہوا دست جنگی سوار

کہ لگتا مرا گرز کا کوہ پر
تو بس ریزہ کرتا اُسے سربسر

مجھے رنج کیا ہو ترے گرز سے
کہ ہون سخت تر کوہ البرز سے

رہا اب کرے زخم گرز گران
خطا ہے اگر بیٹھے غافل یہان

ہوئے اسپ عاجز ہوا وقت جنگ
رکھو روز فردا پہ موقوف جنگ

گئے رزمگہ سے سو خیمہ گاہ
ہوئی رات کے آسودہ یکسر سپاہ

تہمتن یہ زور برا سے تھا
وہ سے طرح اک گرد زور آزما

تن سخت پر اُسکے ہنگام جنگ
ہوا کارگر کچھ نہ زور خدنگ

نہیں مجھکو معلوم یہ زینہار
ملے خاک مین کون انجام کار

ادھر پیش خسرو جو رستم گیا
تو با چشم تر اُس سے کہنے لگا

مجھے سخت برزو نے عاجز کیا
نہیں مجھکو مقدور پیکار کا

فرامرز میرا دلاور پسر
یہان اے جہاندار ہوتا اگر

تو برزو سے لڑتا بہ تیغ وسنان
ولیکن وہ ہی سوی ہندوستان

روانہ کرون سوئے ہندوستان
بلاؤن فرامرز کو اب یہان

یہ سنکر نہ کچھ سنہ پاسخ دیا
تہمتن کو بس وہین رخصت کیا

جو تابان ہو خورشید وقت پگاہ
تو برزو سے مین جا کے ہون رزمخواہ

نہین مجھکو زنہار کچھ خوف جان
نہ میدان سے موڑونمین ہرگز عنان

ہمارے ہی قالب مین جبتک ہے جان
سوی جنگ کیون شاہ لاوے عنان

مقابل ہون با تیغ و گرز و خدنگ
کرون غرق خون مین اسے بیدرنگ

سوا اسکے جتنے ہین گردن فراز
دلیرانہ ساتھ اُسکے ہون رزم ساز

دگرگون ہو رنگ زمانہ اگر
تو جو دل مین آوے کرے نامور

وے رستم گرد جنگ آزما
سرا پردہ مین جبکہ اپنے گیا

عماری تو اسوقت تیار کر
کہ ہون صبحدم مین شتابان اُدہر

بلاؤن مین ان جا کے سیمرغ کو
شتابی ہون سیمرغ سے چارہ جو

دلیران ایران یہ سن کر خبر
دوان پیش رستم گئے سربسر

نہ ٹہرے یہان گر تو ای پہلوان
تو قائم رہے پھر نہ کوئی جوان

تہمتن نے پھر با دل دردمند
کہا یون کہ زیر سپہر بلند

مجھے صبح میدان مین آن کر
کرے جب طلب برزوے کینہ ور

ہوا زخم کاری سے بیکار مین
سو خانہ جاتا ہون ناچار مین

پہ رستے مین پہونچی خبر یہ وہان
کہ آیا فرامرز جنگی جوان

بغل مین لیا پیلتن نے وہین
دیئے بوسے بالائے چشم و جبین

تو پہونچی مجھے راہ مین یہ خبر
کہ برزو پہ لیکے آیا ادہر

فرامرز نے جب سنا یہ سخن
لگا کہنے تب رستم پیل تن

دم صبح پھر برزوے کینہ ور
پکارا سوئے رزمگہ آن کر

فرامرز سے رستم پیلتن
یہ بولا کہ اے مرد لشکر شکن

پھر برزو سے کہنا کہ ہو نہین وہ مرد
ہوا تھا جو کل تجھ سے گرم نبرد

جو دیکھا تو گرگین ہے وان گرم جنگ
ولے دور سے ڈالتا ہے خدنگ

وہ جیپال ہندی سے ہو گرم جنگ
یہ دل مین ہی اک گرد کو بیدرنگ

نہ پہونچے فرامرز یان جبتلک
بہم جنگ موقوف ہو تب تلک

گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو
لگا کہنے یون خسرو نامجو

سنان سے کرون سفتہ اسکا جگر
ملاؤن تہ خاک خون سر بسر

کہا سنکے گودرز نے یہ سخن
کہ اے خسرو خسروان زمن

مبارک ہے شہ کو شب و روز بزم
کہ حاضر مین بندہ پے جنگ و رزم

کرے جنگ برزو سے گیو دلیر
ستیزندہ بیژن ہو مانند شیر

یقین ہے کہ گردان خواہان کین
کرین جا کے برزو بزیر زمین

کہا شہ نے گودرز سے اسطرح
کہ مین نے کیا اب بیان جسطرح

زوارہ سے بولا کہ آبھائی جان
ارادہ ہے میرا سوئے سیستان

پہونچکر وہان زال زر سے ملون
سر دوست کا اپنے درمان کرون

زوارہ نے سب سے کیا یون بیان
کہ ہے عزم رستم سوی سیستان

لگا کہنے ہر اک اے پیلتن
ترے ہی سبب سے ہی یہ انجمن

ذرا یان سے جنبش نہ کر زینہار
یہان رکھہ تو پائے ثبات استوار

بسر ہو گیا بس مرا وقت جنگ
فلک نے کیا مجھکو اب جان سے تنگ

کرون جنگ کیا دست بشکستہ سے
نہ ہے کام کیا زخمی و خستہ سے

یہ سنکر لگے رونے سب نامدار
تہمتن بھی اُسدم ہوا اشکبار

ہوا دور دل سے الم سربسر
ہوا شاد رستم ادسے دیکھ کر

فرامرز بولا کہ اے پہلوان
ہوا مین جو ہندوستان سے روان

یہ سنکر وہان سے ہوا مین دوان
غرض کرکے یلغار پہونچا وہان

تو آرام کر جا سوئے خیمہ گاہ
کہ تا دور ہو سربسر رنج راہ

کہ آئے مرے سامنے کوئی مرد
گیا سنکے گرگین برائے نبرد

فرا سربسر لیکے ساز و یراق
تو جا سوئے میدان بر اشتیاق

دیا اب نشان جنگ برزوہ کا
سوار الغرض رخش پر ہو گیا

فرامرز پھر پیش خسرو گیا
خوشی سے زمین بوس حاصل کیا

کہا شاہ نے یون فرامرز کو
شتابی تو برزو سے ہو جنگ جو

مبادا کہ گرگین ہو کشتہ وہان
یہ سنکر نشان ہوا پہلوان

روان کرکے توسن پل زورمند
یہ برزو سے بولا بآہنگ بلند

نہیں ہم نبرد اے جوان یہ سوار
تو اب آنکر مجھ سے کر کارزار

فرامرز تھا بسکہ چون فیل و شیر
درشت و تنومند چست و دلیر

ہوا سست برزو اُسے دیکھکر
ولیکن یہ بولا کہ اے کینہ ور

سو جنگ آیا تو با صد طرب
مگر سیر ہے جان سے اپنی تو اب

فرامرز بولا کہ اے کینہ خواہ
دلیرون کو ہے رزمگہ بزم گاہ

ترے ساتھ مین کرکے کل کارزار
گیا جب ہوا راز بادہ خوار

کیا تجھکو با عیش و عشرت سحر
مجھے اُس خوشی کا ہوا ابتک اثر

سنی اُسکی برزو نے آواز جب
لگا کہنے جی مین کہ ہے یہ غضب

کہ اسپ براق و لباس جوان
وہی ہے جو دیروز تھا بیگمان

ولیکن جو دیکھو نہین کرکے غور
تو پاتا ہون آواز و ترکیب اور

نہیں گرد دیروزہ ہے یہ مگر
تو بولا وہین برزو کینہ ور

ہوا کشتہ یا خستہ شاید وہ مرد
کہ دیروز تھا جو مرا ہم نبرد

وہ ہرگز نہیں تو وہی تیر ہے
مقرر اُسیکا ہو یہ سب لباس

فرامرز بولا کہ دیوانہ ہے
تمیز و خرد سے تو بیگانہ ہے

وہی ہون کہ تجھکو کیا تھا زبون
کرونگا غرض آج مین غرق خون

یہ کہکر دیے سب نشان نبرد
یہ سنکر ہوا غرق حیرت وہ مرد

لگا کہنے پہر یون فرامرز کو
ترا نام کیا ہے پل نام جو

وہ بولا کہ ہون رستم پہلوان
مقابل نہین میرے شیر ژیان

مرا کام فیل افگنی ہے مدام
بجز جنگ شیران نہین وردکام

سنا جسکا نام پل ارجمند
تو برزو ہوا سخت اندیشہ مند

فرامرز نے لیکے گرز گران
کیا سخت برزو کو تاجنگ وہان

پیاپے جو کی ضرب بالاے سر
تو ہرگز نہ فرصت ملی اسقدر

کہ برزو کو دے زخم او سپر رہا
حفاظت مین اپنی وہ مصروف تھا

ہوئی ریزہ ریزہ جو اُسکی سپر
پریشان ہوا زخم سے مغز سر

زمین پر گرا برزوے زورمند
فرامرز نے پہر رہا کی کمند

اُسے کشتہ کرنا نہ دشوار تھا
ولے یہ نہ منظور زنہار تھا

یہ چاہا کہ لیجائے کرکے اسیر
حضور خداوند تاج و سریر

ہوا اگرچہ برزو اسیر کمند
وے شاہ توران ہوا دردمند

سوارون سے بولا یہ افراسیاب
دلیرانہ ہو حملہ آور شتاب

ہوئے حملہ آور جو تورانیان
تو پہونچے اُدہر سے بھی ایرانیان

سنو زور دست پل ارجمند
کہ اک دست سے کہینچتا تھا کمند

بدست دگر گرز کوبان تہاون
چپ و راست چون سیل آہنگران

بہراتے مین پہونچے بجانب باد
سو رزمگہ رستم شیر زاد

تہمتن نے اندیشہ دل مین کیا
کہ برزو مبادا کہیں ہو رہا

رہا کر دہین دست چپ سے کمند
کیا اوس نے برزو کی گردن کو بند

سوارون نے جہد فراوان کیا
بہت زور جو زور نے بھی دان کیا

بہت سخت زور آزمائی ہوئی
نہ برزو کو لیکن رہائی ہوئی

کہ پیچے مین وہ شیر کے تھا اسیر
کہ دونون تھے پیل افگن و شیر گیر

زوارہ نے دو بین فرامرز کو
کہا یون کہ اے گرد پیکار جو

کمند اب مجھے دیکھے ہو گرم جنگ
تو کر قافیہ جا کی ترکون پہ تنگ

کمند اُسکو دیکر وہ مرد دلیر
ہوا گرم پیکار مانند شیر

ہوا دشت مین اسقدر کشت و خون
کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون

غرض مہر تابان ہوا جب نہان
گئے تب سوئے خیمہ جنگ آوران

بہنگام شب نزد افراسیاب
کہا جاکے پیران نے شاہ با شتاب

تو اب یا نسیے ملکے توران کی راہ
یہ سنکر روانہ ہوئی سب سپاہ

ہوا شاد کیخسرو نامور
لگی تہنیت دینے فتح و ظفر

بے قتل برزو ہوا حکم شاہ
ہوئے پہلوان رستم نیک خواہ

ہوا پیش خسرو شفاعت کنان
سرخون سے گذرا وہ شاہ جہان
لگا کہنے رستم سے پھر شہریار
کہ برزو کو لیجا تو اے نامدار

سو خانہ رستم اُسے لیگیا
فرامرز سے پھر یہ کہنے لگا
کہ لیجا اسے سوی زابلستان
وہ برزو کو لیکر ہوا پس روان

رہا بند سے پھر نہ اکدم کیا
گرفتار زنجیر اُس کو رکھا

خبر یافتن شہرو مادر برزو از گرفتاری برزو و آمدن در ایران برائے رہائی برزو و اظہار کردنش از رستم کہ برزو نبیرۂ تست

جو برزو کی ماں نے سنی یہ خبر
تو ایران میں آئی وہ خستہ جگر
اُس آشفتہ خاطر کا شہرو تھا نام
پسر کی جدائی سے غمگین مدام

نہ برزو کو پایا جو ایران میں
تو وان سے گئی زابلستان میں
زن مضطرب خانۂ پیلتن
رہی تھی وہاں اُس نے مکر و فن

ملی مادر برزو سے نامور
کیا اُسکو راضی بہت دیکے زر
ہوئی نسبت خواہری پھر بہم
دو فور اُس محبت کا تھا دمبدم

یہ شہرو نے اُس سے کہا ایکروز
کہ اے مہربان خواہر دلفروز
تو پہونچا سکے پیش برزو اگر
تو بھیجوں طعام آج تیار کر

وہ بولی کہ لا خواہر نیکنام
دیا اُسنے دو ہیں پکا کر طعام
رکھی اوس نے انگشتری تھی نہان
کہ معلوم برزو کو ہووے نشان

وہ جب لیگئی پیش برزو طعام
ہوا دیکھ انگشتری شادکام
لگا کہنے بھیجی ہے کسنے یہ چیز
وہ بولی کہ اے مرد صاحب تمیز

زن نیکبخت آئی اک چین سے
یہ سنکر لگا کہنے برزو اُسے
یہ ہی میری ماں ہو نہیں اُسکا پسر
تجھے دوست اپنا یقین جان کر

کیا جسنے یہ راز پنہان عیان
ولیکن تو سینے میں کیجو نہان
دوسرے دن طعام ایک سوہان تو لا
بریدہ کرون تاکہ زنجیر پا

تو پھر لا سکے رہوار تازی سمند
بہنگام شب زیر کاخ بلند
مرا کھینچ آن کر انتظار
کہ ہونگا روانہ میں ہوکر سوار

پھر آئی وہ زن وانسے با صد طرب
کہا آکے شہرو سے احوال سب
بہت مال شہرو نے لاکر دیا
بہت اُسکو ممنون احسان کیا

گئی لیکے سوہن وہ برزو کے پاس
نہ لائی ذرا دل میں بیم و ہراس
سہ شنبہ نیز بھی سکو لائی وہان
کہ برزو نے اُسکو کہا تھا جہان

جب آیا وہاں برزوے نامدار
تو اسپان رہوار پر ہو سوار
وہ شہرو وہ زن اور برزو وہین
شتابان ہوئے سوی توران زمین

سوی راہ بیرہ ہوئے رہسپر
کہ کم تھا اُدہر مردمان کا گذر
ملا راہ میں رستم نامور
پڑی جبکہ برزو پہ اُس کی نظر

لگے کرنے اُس دشت میں کارزار
ہم برزو و رستم نامدار
کئے زخم باہم رہا بیشتر
نہ لیکن ہوا ایک بھی کارگر

رکھی جنگ موقوف انجام کار
لگا کہنے برزو سے وہ نامدار
کہ کیونکر ہوا بند سے تو رہا
سب احوال برزو نے اُس سے کہا

زن مطربہ نے بہ پہلوان
وہ بولی گنہگار ہوں بیگمان
جو کچھ جی میں آوے سو دیجے سزا
کہ مجھ پہ ہے ہرگز نہ ایذا روا

پھر اُس وقت آکر رستم نیکنام
گرسنہ ہوں کچھ مجھکو دیجے طعام
پذیرا کیا گرد نے یہ سخن
گیا ایک گوشہ میں پھر پیلتن

کیا طلب اُس نے دستار خوان
یہ بولے تہمتن سے ہمراہیان
مبادا جو برزو روان ہو شتاب
تو خسرو کو کیا دیجیگا جواب

تہمتن یہ بولا کہ میں کیا کرون
نہیں مجھ سے ہوتا ہی برزو زبون
ملا کر دہین زہر بھیجا طعام
ہوئے پیش برزو جو پہونچا طعام

تو شہرو نے اُسکو نہ کھانے دیا
نہ زنہار اپنی زبان پہ رکھا
زن مطرب خوبرو بدسیر
ہوئی کھا کے ہمدم عدم رہ سپر

ہوا خشمگین برزوے نامدار | لگا کہنے اے رستم باوقار
ہوا تجھ سے جو کام سر زنہان | نہین ہے سزاوار نام آوران
سفید اب محاسن ہوئی تیری سب | نہین شرم لیکن تجھے ہی غضب
ہوا شرمگین رستم نامور | خجالت سی ہر گز اوٹھایا نہ سر
نہ ہر گز دیا کچھ جواب سخن | لگا کہنے برزو کہ ای پیلتن
اگر مرد تو ہے تو اوٹھ کر نبرد | یہ سنکر اوٹھا رستم شیر مرد
دلیرانہ دونون یل سرفراز | ہوئے لیکے گرز گران رزمساز
بپا ہے ہوئی گرز باہم روان | ہوئے سست بازوے جنگ آوران
بہت جہد گرچہ کیا وقت کار | نہ لیکن گرا زین سے کوئی سوار
ہوا میل کشتی او نہین پہلوان | فرود آئے گھوڑے سے وہ پہلوان
دوال لجام سمندان مین | کمر سے کیا بستہ از روے کین
لگے زور کرنے بجوش و خروش | بہنگام کشتی ہوئے سخت کوش
ہوئے پھر دو اسپان بہم رزمساز | شغال دلیران گردن فراز
تہمتن کے تو پہلے وقت ستیز | روان جب کیا زخم دندان تیز
تو برزو کا بہاگا وہین بادپا | وہ برزو کو بھی کھینچکر لے چلا
یہ تھی خواہش برزوے رزمساز | کہ چھوڑے ذرا رستم سرفراز
کردن تا کہ بام اسپ کو زود تر | ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر
زمین پر گرا برزو انجام کار | شتابی سے پھر رستم نامدار
چڑھا اوسکے سینے پہ تا بیدریغ | کرے اوسکے سر کو جدا کھینچ تیغ
وہین مادر برزوی پہلوان | لگی کہنے رستم سے کرکے فغان
کہ سہراب کا یہ جوان ہے پسر | نبیرہ یہ تیرا ہے اے نامور
تو برزو کو مت قتل کر زینہار | ذرا دل مین کر خوف پروردگار
وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن | یہ بولی کہ اے رستم پیلتن
گرا تھا یہ خاتم زرناب کی | نشانی ہین رکھتی ہون سہراب کی
یہ کہہ کر نکالی وہ انگشتری | نگین فروزندہ چون مشتری
ہوا دیکھکر شاد وہ نامجو | بغل مین لیا برزو گرد کو
گرایا اون پر از سر انکسار | بصد خوشی برزوی نامدار
پھر آئے بہم با دل شادمان | روان ہوکے دانسوے سیستان
کیا ایک بس پا تہمتن نے تخت | کہ بیٹھا دہان برزوے نیکبخت
ملایا او سے زال سے بعد ازان | ہوا دیکھکر زال بس شادمان
بصد شادمانی ہوا ہمکنار | کیا سر پہ اوسکے بہت زر نثار
مہیا کیا جشن عیش و طرب | نشاط و خوشی تھی وہان روز و شب

رسیدن سوسن خنیا گر در ایران کہ بجادو گری طاق بود و بہر کمک آمدن افراسیاب و شکست یافتن

گیا شاہ ایران جو کہا کر شکست | دلیران ایران ہوئے چیرہ دست
ہوا تہا جو میدان مین برزو اسیر | تو اس غم سے افراسیاب دلیر
شب و روز چون غنچہ دلگیر تہا | تحیر مین تمثال تصویر تہا
زن گلبدن ایک سوسن بنام | کہ رامشگری مین تہی مشہور عام
یہ بولی کہ مین اے شہ نامجو | نہیں صرف رامشگر و نغمہ گو
مجھے علم جادو گری بھی ہے یاد | زمانے مین اس فن کی ہون استاد
تہمتن کے آگے کہون شیر مست | نہین پیش جانا اگر زود رست
تو دیکھ اب تماشا مرے سحر کا | کرون تن سے رستم کے اب سر جدا
ملاؤن فرامرز کو خاک مین | دلیرو کا لاؤن مین دم ناک مین
پذیرا نہ کرتا تہا افراسیاب | ولیکن زن ساحرہ نے شتاب
فسونسازی اپنی دکھائی اوسے | طرف اس ارادے کے لائی اوسے
زر و مال و اسباب جو کچھ کہا | سپہدار توران نے اس کو دیا
وہ ہو شہ سے رخصت شتابان چلی | روانہ سوئے ملک ایران ہوئی
یل جنگی اک اوسکے ہمراہ گیا | کہ تہا پیلسم نام اس گرد کا

وہ جب ملک مین پہونچے ایران کے
مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام
مہیا تھی میوہ و چنگ و رود
ذرا ماجرا سنئے اک روز کا
دلیران ایران وان تھے تمام
بہم طوس و گودرز مین تھا عناد
لیا طوس نے خنجر از روے کین
رہام دلاور پہ غصہ ہوا
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
لگا کہنے گیو یل نام جو
مناسب ہے یہ مین بھی جاؤن وہان
تہمتن سے پھر گستہم نام جو
خطر پھر ہوا رستم گرد کو
تو ہوتے نہ دیکھو بہم کارزار
پسندیدہ ہے یہ کہ اب جاؤن مین
پھر آتا ہون اب سوے آغاز کار
یہ دیکھا کہ خیمہ ہے افراختہ
کہ خیمہ یہ کس کا ہے تب مرد وہان
گذرتا ہے جو کوئی اس راہ سے
او تراب سے با دل شادمان
لگا کہنے اُس سے کہ اے [illegible]
کہ تھا مرد سوداگر خوش سیر
جہان سے جوان لیگیا رخت جب
خطر سے مین اُسکے گریزان ہوا
جوان دلاور نے دل مین کہا

تو رستی مین سرحد زابلستان کے
سوسن کہلاتی تھی اُسکو طعام
شراب و کباب و رباب و سرود
کہ رستم کے گھر جشن شاہانہ تھا
مہیا سرود و مے و دور جام
لگے کرنے وان گفتگو و فساد
رہام دلاور نے اُٹھکر وہین
یہ پھر برزوے پہلوان سے کہا
کہ طوس دلاور کو لے تا جو
کہ گودرز اور طوس ہین تند خو
کہ دونون کو سمجھا کے لاؤن یہان
برادر تھا طوس دلاور کا جو
مبادا کہ ہون پہلوان کینہ جو
یہ سن کر گیا وہ یل نامدار
ملک زادہ کو ساتھ لے [illegible]
لکھون حال طوس یل نامدار
اور اک قلعہ محکم ہے تو خاستہ
لگے کہنے اُس سے کہ اے مرد مان
تو یہ اُسکو آئین دلخواہ سے
گیا وہین خرگاہ مین پہلوان
حقیقت تو اپنی ذرا کہہ بیان
رہون تھی مین آرام سے دو گھڑی
یہ چاہا سپہدار توران نے تب
سوے ملک ایران شتابان ہوئی
کہ خسرو کے لایق ہے یہ دلربا

بنائی سرا ایک اور قلعہ ایک
مراتب مسافر نوازی کے جب
مسافر نوازی نہ ہرگز تھی وان
وہان گرد گیو نزر جنگی سوار
تھی آراستہ محفل دلستان
زبان پر جو اُسوقت گفتار تھی
کف طوس سے کھینچ خنجر لیا
نہیں جانتا کیا تو رستم یلان
تو اب جا کے لے آشتائی یہان
مبادا کہ وان کھینچکر تیغ تیز
یہ لیکر گیا گیو زور آزما
روانہ ہوا لے اجازت اُدھر
فرامرز سے رستم پہلوان
لگا کہنے یون زال زر بعد ازان
سوار اسپ پر ہو کے مانند باد
روان ہوگئے پھر طوس بھی تا وہان
پکاتے ہین باورچیان وان طعام
زن ساحرہ آئی ہے توران سے ایک
کھلاتی ہے نقل و شراب و طعام
جو دیکھی تو بیٹھی ہے اک نازنین
وہ بولی کہ ہون مین زن نغمہ گو
بہت مال و زر اُس جوان نے دیا
کہ اپنی پرستار مجھکو کرے
ہے خسرو نام جو آتی یہان
اسے بھیجون پیش شاہ جہان

پسندیدہ خوب و دلچسپ و نیک
ادا کرتی تھی وہ زراہ طرب
کہ نیرنگسازی تھی وہ بیگمان
یل بیژن و طوس عالی تبار
قرین مسرت تھے پیر و جوان
سو نالایق و سخت دشوار تھی
وہان سے خفا ہو کے طوس اوٹھ گیا
کہ لازم ہے دلجوئی مہمان
ہوا اس کے گیو نزد فوراً روان
بہم ہو دین کینہ سے گرم ستیز
دلیے ہمرہ گیو بیژن گیا
کہ وان طوس تنہا ہی آئے نامور
یہ بولا کہ اب تو بھی جا اے جوان
کہ شہزادہ اپنا ہے طوس گران
روانہ ہوا زال فرخ نہاد
سرا تھی زن ساحرہ کی جہان
لگا پوچھنے وہ یل نیک نام
کہ رکھے ہے وہ خصلت خوب نیک
مہیا ہے یان بادہ و دور جام
صنوبر قد و گل رخ و مہ جبین
مرا ایک عاشق تھا مرد نکو
بہت مجھکو مسرور و شادان کیا
مرا مال نے خواہ مجھکو کرے
یہ ہون اُسکی خدمت مین تا جاودان
کہ حسن مجرا ہے میرا وہان

غرض بیٹھکر طوس عالیجناب
پکڑ طوس کو قلعہ مین لے گیا
جو آیا وہان بعدازان گستہم
جو پہونچا وہان دوسرے روز زال
نواب چل زر کے نشاط و سرور
پذیرا نہ اوسنے کیا یہ سخن
پہر اتنے مین بیٹھ بل نامور
مر کہے قلعہ مین اونکے پانچوں سخن
لگا کہنے اس قلعہ مین جلد جا
سیہ پہر زال زر نے امداد کیا
گیا گرز لیکر یل کینہ جو
بوقت دغا سوئے زابلستان
یہ بولے فرامرز سے بعدازان
کہا زال سے تو کنارے تو ہو
سر شام تک وان رہی کارزار
تہمتن نے بہیجا فرامرز کو
در قلعہ پر آن کر بعدازان
ہوئی بارش تیر وان ہمگر
ہوئے کہینچکر تیغ پہر رزم ساز
گیا جب سوی کوہ پہر منیر
ہوئی دور سے ایک گرد آشکار
کہ مین پیلسم سے کرون کارزار
ہوئے گرم کین رستم و پیلسم
ہوئی رستم و زال پہر بعدازان
چلے پیر زو و رستم و زال و زرہ

لگا ہاتھ سے پینے اوسکے شراب
پہر اتنے مین گودرز جنگ آزما
رکہا اوسنے پہر قید گہ مین قدم
ہوا مرد مان سے وہ پرسان حال
خداوند مہانسرا کے حضور
نہ ساتھ اوسکے ہرگز گیا بیلتن
کسی نے کہا کان مین آن کر
یہ سنکر مین وہ یل ارجمند
خبر وان کی دریافت کرکے ترلا
کہ دیکھو زن ساحرہ کو سزا
وہان جاکے توڑا در قلعہ کو
کسی کو کیا زال زر نے روان
کہ دروازے پر قلعہ کے ایجوان
تو مین پیلسم سے ہون پرخاش جو
ہوئی جنگ سو توف انجام کار
شتابی سوئے خسرو نامجو
ہوا نعرہ زن رستم پہلوان
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر
غرض شام تک ہر دو گرد نفراز
ہوئے تب یلان جاکے آرام گر
ہوا یہ پدیدار انجام کار
تو جا سوی سالار توران دیار
بسان ہزبران جنگی بہم
سوی لشکر شاہ توران روان
چلے پہر حملہ کرتے تھے پہلوان خبر نو

ہوا بیخود و مست و بیہوش جب
گیا بیٹھ سوسن تو وہ بہی وہان
ہوئی جاکے پہر گیو و بیژن بہی قید
گئی لوگ سوسن کے پہر پیش زال
می و میوہ و نغمہ و چنگ و نے
یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہے یہان
کہ یہ زن ہے مکار اے پہلوان
ہوا پر غضب اور اک شخص کو
گیا اور گہوڑون کو پہچان کر
گریزان ہوئی وانسے وہ حیلہ گر
مقابل ہوا زال کے پیلسم
کہ پہونچا دیے رستم کو جلدی خبر
دلیرانہ وہ گرد مین ہم نبرد
لگے کرنے پہر دو مین باہم نبرد
سحر برزو و رستم پہلوان
شتابان ہوا وہ یل نامور
کہ اے پیلسم آکے ہو گرم جنگ
ہوئی نیزہ بازی بہم بعدازان
رہے گرم پیکار مانند شیر
سحر پیلسم سے ہوا ہم نبرد
کہ آیا سپہ لے کے افراسیاب
پے جنگ برزو گیا پہر شتاب
تہمتن کے بس ہاتھ سے بیدرنگ
تر آگرد اونکے سواران ترک
تو ملتے تہے صدہا تہ خون و رنگ

کمینگاہ سے پیلسم آکے تب
ہوا قید مانند طوس جوان
نہ مہانسرا تہا وہ تہا دام کید
یہ بولے کہ اے مرد فرخ خصال
جو کچھ ہو مطلوب موجود ہے
کچہ افسوس سے خالی نہین یہ مکان
کنیز چار گرد اسکے غایب یہان
کہ تہا چاکر زال فرخندہ خو
حقیقت کہی اوسنے سب اسکو
گئی قلعہ مین بادل پر خطر
لگے چلنے گرز گران دمبدم
وہین پہر فرامرز پہونچا ادہر
یہ سنکر گیا وہین وہ شیر مرد
فرامرز اور پیلسم ہر دو مرد
شتابان ہو زابلی سے پہونچے وہان
کہ پہونچا دے جاکر یہ سبکو خبر
وہ پہونچا وہین لیکے گرز و خدنگ
لگی چلنے پہر ضرب گرز گران
نہ آیا وے اسپ سے کوئی زیر
دلیر و جوان برزوی شیر مرد
تہمتن یہ برزو سے بولا شتاب
سوے لشکر شاہ افراسیاب
ہوا پیلسم کشتہ ہنگام جنگ
لگے ڈالنے تیر گردان ترک
بہت ترک ہوئے تیر اے پیلسم کہا

یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
تو پھر قلعہ مین وہ زن حیلہ گر

گریزان ہو لشکر مین داخل ہوئی
رہائی اوسے غم سے حاصل ہوئی

پھر اتنے مین کیخسروی نامور
سپہ لیکے پہونچا الغصہ کروفر

جب آیا جہاندار فرخ نہاد
ہوئی برزو رستم و زال شاد

سواران ایران نروان آنکر
لیے گھیر ترکان وہان سربسر

برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ
سواران ترکان ہوئے سخت تنگ

ہوا بیدل اوسوقت افراسیاب
کہ تہی کین کو پیکار کی نہ تاب

وزشتی سے پیران ویسہ وہین
یہ بولا کہ ای شاہ توران زمین

کئی بار کھائی ہے تونے شکست
نہین پیش جاتا ہی کچھہ زوردست

ترا ملک برباد یکسر ہوا
نہ میرا سخن کچھہ موثر ہوا

مرا سیندہ وزن نے تجہے جو کہا
وہ افسوس تونے پذیرا کیا

گیا جان کو اپنی برباد ہائے
ہوئی عقل برگشتہ یکدست وائے

سپہدار نے سنکے پاسخ دیا
کہ ہونا تہا جو کچھہ ہوا چارہ کیا

وہ بولا نہین ہمکو تاب ستیز
مگر کیجیے ان سے جنگ گریز

لگا کہنے پیران سے ای شہریار
کہ اے مرد دانشور و ہوشیار

کہا خشک مین جنگ گریزان لرزان
یہ بہتر ہے میدان مین جان اپنی اودن

یہ کہکر روان کرکے گھوڑا شتاب
ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب

کہ ضایع ہو کسواسطے اب سپاہ
کرین خلق کو کس لیے ہم تباہ

مناسب ہے میدان مین آوی اگر
سپہدار کیخسرو نامور

مرے ساتھہ ہو آنکر رزمخواہ
خدا فتح دی جسکو ہو بادشاہ

یہ سنکر وہ شاہنشہ نامدار
اوترفیل سے اسپ پر ہو سوار

شتابان ہوا اسکو افراسیاب
وسلے نامداران آکر شتاب

پکڑکر عنان یون گذارش کیا
کہ اے شاہ شاہان کشور کشا

نہین مصلحت یہ جو میدان مین تو
سپہدار توران سے ہو جنگجو

پھر اتنے مین پہونچا تہمتن یہان
تہمتن سے شہ نے کیا یون بیان

کر لیتا ہون اب جاکے خون پدر
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور

کہ ہے وہ تنومند چالاک و چست
فنون و ہنر مین نہایت درست

کئی بار کی مین نے ساتھہ اوسکے جنگ
مقابل ہوا لیکے گرز و خدنگ

بہت جہد و کوشش ہو روز دغا
رہا غالب اوسپر بفضل خدا

وے کر سکا مین نہ اے بادشاہ
اوسے واسطے پابند میدان مین گکر

بعیاری آخر وہ زور آزما
رہا میرے پنجے سے ہوکر گیا

اگر اب وہ رکھتا ہے پھر عزم جنگ
تو میدان مین جاتا ہو نہین بیدرنگ

سوا اسکے موٹرین نہ ضعف نہ بیمار
فرامرز برزو سے جنگی سوار

یہ جنگی سواران ہین یان جبتلک
مناسب نہین شاہ کو تب تلک

کہ بار ار ہے کر سوی پیکار و کین
ہوئے سنکے خسرو بہت خشمگین

یہ بولا سیاوش کا ہو نہین پسر
دلیر و جوانمرد صاحب ہنر

نہ جانبر ہون ترکان جنگ آزما
ستو شیر پنجے سے میرے رہا

اگر کوہ آہن ہوا فراسیاب
کرون تیغ بران سے دریا ہی آب

یہ کہکر کیا شاہ نے دل مین عزم
کہ توسن کو کیجیے روان سوے رزم

تہمتن نے مضبوط پکڑی عنان
کیا عرض پھر ہوکے گریہ کنان

کہ پہلے مجھے قتل یان کیجیے
روان اسپ کو ابدازان کیجیے

ہوا تند رستم پہ شاہ جہان
پر اتنے مین برزو بہی آیا وہان

سر اپنا رکھا شاہ کے پاؤن پر
لگا کہنے خنجر وہین کھینچکر

کہ سر کو کرون اپنے تن سے جدا
مرا خون گردن پہ تیرے شہا

دلیران جنگی ہین یان جسقدر
دکہاتا ہے ہر ایک اپنا ہنر

نزار اب تماشا مرا دیکھہ تو
کہ ہون شاہ توران سے مین جنگجو

سرتن مین ہے جبتلک جان وار
نہ کر عزم پیکار تو زینہار

جو میدان مین ہوگا میرا تمام
تو مختار ہے اے شہ ذوالکرام

کیا عجز برزو نے جب اسقدر
ہوا نرم تب خسرو نامور

لگا کہنے تب خسرو پاکدین
کہ اے نامداران ایران زمین

حکایت ہی شیرین زبان یہ جوان ‌ سخنگوی خوش سیر و خوش بیان

لگا کہنے برزو سے یہ بادشاہ ‌ کہ سالار توران سے ہو کینہ خواہ

شتابان ہوا سوئے افراسیاب ‌ خروشندہ مانند دریائے آب

لگا کہنے برزو سے اے بدنہاد ‌ نہین ہے مگر تجھکو یہ بات یاد

سکھائے ہنر پہلوانی کے سب ‌ نہین شرم آتی ہے تجھکو غضب

کہان اب گیا خسرو نامدار ‌ آیا نہ اس دم پئے کارزار

مجھی سے تری جنگ سے عار و ننگ ‌ تو پھر جا یہان سے مگر عزم جنگ

یہ برزو نے اوسوقت پاسخ دیا ‌ کہ ہون گرچہ پروردہ تیرا شہا

سیاوش وہان لیگیا تھا پناہ ‌ اوسے قتل تو نے کیا بیگناہ

نمکخوار تیرا رہا جب تلک ‌ ادا حق نمک کا کیا تب تلک

ترے ساتھ کیونکر نہون رزم خواہ ‌ تو ہے دشمن خسرو دین پناہ

سپہدار افراسیاب دلیر ‌ خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر

کہا اک زخم سے تیرے اب زینہار ‌ رہیگا نہ میدان مین تو پایدار

کمان لیکے پھر شاہ نے بیدرنگ ‌ روان سوئے برزو کیا اک خدنگ

ولے وہ مین پہونچا وہ جنگی جوان ‌ کرے تار ہا زخم گرز گران

پڑی بیکار ہر ضرب گرز ‌ تو برزو نے موقوف کی ضرب گرز

ولے شست سے جو نکلتا تھا تیر ‌ سپر پر وہ لیتے تھے دونون دلیر

مقابل ہوا لیکے گرز گران ‌ یہ دیکھا تو ہومان نے آکر وہان

نہوگا تو عہدہ برا گرز سے ‌ کہ برزو نہین کم ہے البرز سے

کہ ہے دشمن تازہ یہ پہلوان ‌ کیا سنکے ہومان نے پھر بیان

مبادا اگر تجھکو پہونچے گزند ‌ خرابی ہو پھر اے شہ ارجمند

یہ لشکر کو شہ نے کہا پھر کہ اب ‌ دلیرانہ حملہ کنان ہوے سب

ہوے حملہ آور ہزارون سوار ‌ لیا گھیر برزو کو انجام کار

یہ احوال دیکھا تو آئے دوان ‌ فرامرز و رستم بفوج گران

یہ آواز شمشیر و گرز گران ‌ ہوا دشت بازار آہنگران

سری آتش خشم کی اوسنے سرد ‌ نبیرہ ہے رستم کا بیشک یہ مرد

بفرمان شاہنشہ نامدار ‌ وہین ہوگئے توسن پہ برزو سوار

جو برزو کو دیکھا کہ ہے کینہ خواہ ‌ تو سالار توران نے کھینچی اک آہ

کیا پرورش مینے کیونکر تجھے ‌ کیا نامدارون سے برتر تجھے

کہ اب یون دلیرانہ سیدھا نہین تو ‌ ہوا آنکر مجھسے پیکار جو

مگر شیر مردون سے وہ ڈر گیا ‌ ہوا غالب اوسکو خطر جان کا

کہ تا خسرو اب آکے ہو گرم رزم ‌ نہون خسروان یعنی جویائے بزم

ولیکن تو ہے شاہ بیدادگر ‌ ستمگار پیمان شکن حیلہ گر

روا قتل ہے تجھسے بدعہد کا ‌ کہ پیمان شکن سے ہے عدو خدا

اور اب ہون نمکخوار اوس شاہ کا ‌ کہ ہے ہفت کشور کا فرمانروا

یہ کہکر ہوا وہ دلاور دوان ‌ اٹھا گرز مانند پیل دمان

لگا کہنے چون پیل مستی نکر ‌ مرے آگے تو پیشدستی نہ کر

ہزار آدمین تجھسے اگر پہلوان ‌ کرون قتل اک دم مین سبکو یہان

گذر کر گیا اوسکے جوشن سے تیر ‌ ہوا خستہ پہلوے مرد دلیر

سپہدار توران ہنرمند تھا ‌ ہنر سے وہ ضربین بچانے لگا

ہوئی رزمجو لیکے تیر و کمان ‌ وہ شاہ دلاور وہ جنگی جوان

ہوا جبکہ ترکش تہی تب وہین ‌ دلیرانہ سالار توران وہین

کہا شاہ سے یون کہ اے زینہار ‌ نہ یہ قصد کر اے شہ نامدار

وہ بولا کہ اب ولیکن آئے گرم جو ‌ عزیزتر ہے خسرو سے برزو کا درد

کہ میدان مین گر کشتہ ہو یہ سوار ‌ تو نام آوری کچھ نہین زینہار

جو کچھ گرد ہومان نے ظاہر کیا ‌ وہی حرف پیران نے شہ سے کہا

کرو قتل بدخواہ کو یا اسیر ‌ رہائی نہ پاوے یہ گرد دلیر

بیابے کئے زخم اوسپر رہا ‌ ولے زین پہ قایم دلاور رہا

بہم گرم کین ہر دو لشکر ہوئے ‌ روان نیزہ و تیر و خنجر ہوئے

روان ہر طرف اسقدر خون ہوا ‌ کہ دریاے خون جلجلا مون ہوا

پھر اتنے مین کیخسرو شیر گیر شہ نامور شہسوار دلیر
نکل قلب سے مثل شیر ژیان گیا پھر امداد برزو وہان
جہاندار پہونچا جو برزو کے پاس تو یکدست ترکان ہے ہو بدحواس
گریزان ہوا وہین افراسیاب ہوا خسرو نامور فتحیاب
یہ چاہے تھا کیخسرو نامدار کہ دنبال سالار توران دیار
شتابان ہو پھر رستم پہلوان لگا کہنے اے بادشاہ جہان
یہ ہے آرزو و تمنائے دل کہ زابلستان یانسے ہے متصل
وہان آپ تشریف اب لیچلین سرافراز بندون کو اپنے کرین
ہوا پھر روان سوے زابلستان جہاندار خسرو بصد فر و شان
رہا جاکے یکہفتہ رستم کے گھر ہوا شادمان رستم نامور
کیا پیشکش مال و اسباب گنج تہمتن نے خسرو کو بیدرد و رنج
گذارش کیا پھر کہ اے بادشاہ ہوا چارہ صد سالہ یہ نیک خواہ
زروی عنایت ہو فرمان اگر تو مین چند مدت رہون اپنے گھر
فرامرز و برزو ہین پھر کامیاب یہ سنکر جہاندار گردون جناب
یہ بولا کہ اب شوق سے رہ یہان ولیکن تو بروقت آنا وہان
بلطف و کرم برزو گرد کو دیا شہ نے خو رہبری شاد ہو
کیا یون کہ ہان رکھیو آزرو دام تو ملک رعیت کو آباد شاد
فرامرز کو دے کے ہندوستان کیا خرم و خوشدل و شادمان
بجاہ و حشم پھر سوئے تختگاہ روانہ ہوا زابلستان سے شاہ
بصد خوبی و خرمی و بہی ہوا رونق افزائے کاخ شہی

فرستادن کیخسرو گودرز را جانب توران بجنگ افراسیاب و آمدن پیران و ہومان بافوج گران مقابل پہلوانان و کشتہ شدن پیران و ہومان شکست یافتن فوج توران و فتحیاب شدن گودرز

طلب کرکے گودرز کو ایک روز لگا کہنے کیخسرو نیک روز
کہ لیکر سپہ رستم نامدار سو ملک توران گیا چندبار
کیا نامداران توران کو پست پھرا شاہ توران کو دیکر شکست
اور اب ہے تری نوبت اے پہلوان سپاہ گران لیکے تو جا وہان
بداندیش نے کی ہے پھر جمع فوج پہونچکر شتابی سے مانند موج
پراگندہ کر یکسر انبوہ کو کہ تا فتنہ کشور مین برپا نہو
فرامرز سے یون کہا بعد ازان کہ تو جاکے اب سوے ہندوستان
تصرف مین لاتا ہوا ملک کو رہ ہند سے سوے چین آئیو
کہ توران مین گودرز جب پہونچے وہان بہم ہوکے ملحق دو فوج گران
بتدبیر شایستہ و دلپذیر سپہدار توران کو کیجو اسیر
سپہ لیکے گودرز جنگی سوار روانہ ہوا سوی توران دیار
یل بیژن و طوس و گیو جوان گئے اوسکے ہمراہ با فر و شان
سنی شاہ توران نے جب یہ خبر سپہ دیکے ہومان کو تب [illegible]
روان ہوکے گودرز جنگی گیا عقب اوسکے پیران ویسہ گیا
دو لشکر مقابل ہوئے آکے جب ہوا گرم بازار پیکار تب
گیا آپ ہومان سے گودرز نگاہ کہ گردان ایران سے ہو کینہ خواہ
مقابل ہوا بیژن نامدار ہوئے گرم پیکار دونون سوار
ہوا آخرکار ہومان ہلاک ملا ترک جنگی بہ خون و خاک
سواران ترکان پریشان ہوئے سو فوج پیران گریزان ہوئے
ہوا شاد گودرز جنگ آزما شہ نامور کو یہ اوسنے لکھا

کہ ہومان ذ آخر جو کی ہے جنگ
اب آتا ہے پیران بصد فروشان
جہاندار خسرو نے پہر اور فوج
اودہر گرد گودرز پیران اودہر
بہت جنگ واقع ہوئین نامور سا
کہ ایران و توران سے بہر ہو
گئی فوج توران بحال خراب
حضور سپہدار افراسیاب

تو میدان مین کشتہ ہوا بیدرنگ
لیے ساتہہ جنگی سپاہ گران
روان بہر امداد کی مثل موج
مقابل دو لشکر ہوئے آن کر
ہوا سخت باہم جدال و قتال
پہونچتا تہا وان لشکر بعید و

ہوئی فوج اوسکی تباہ و خراب
تہمتن اگر پہونچے امداد کو
کہا یہ تہمتن نے اے نامجو
ہوئے گرم پرخاش از روے کین
بہت قتل ہوتے تہے پر ہر دو سو
ہوا کشتہ پیران پہر انجام کار
میسر ہوئی فتح گودرز کو

دلیران غازی ہوئے فتحیاب
تو بہتر ہے اے خسرو نامجو
مددگار گودرز کا جا کے ہو
دلیران ایران و توران زمین
نہوتا تہا کم لشکر جنگ جو
ہوئے قتل وان اور بہی نامدار
ہوا شاد و خرم یل نامجو

باز لشکر کشیدن افراسیاب و رسیدن کیخسرو در توران و آمدن شیدہ پسر افراسیاب برسم رسالت و با خسرو تنہا درخواست جنگ کردن و کشتہ شدن از دست خسرو بعد ازان با ہر دو لشکر محاربہ عظیم بمیان آمدن و تباہ شدن و کشتہ شدن افراسیاب

سنی شاہ توران نے جب یہ خبر
یہ سمجہا سپہدار شوریدہ حال
دل زار سے کہینچکر آہ سرد
ہوا غم سے پیران کے مین سوگوار
مجہے کام دیبا و چین سے ہے کیا
غرض اپنی مجلس مین اس کام پہ
سنا مژدۂ نصرت فتح جب
سمرقند اور بخارا مین بہی
بٹہائے شہنشہ نے حاکم وہان
کیا شاہ توران نے پہر عزم جزم
جوانمرد شیدا کہ تہا پور شاہ
شتابان ہوا لیکے یکصد ہزار
خردمند شہزادہ لہراسپ تہا
اوسے شہ نے سالار لشکر کیا

کہ پیران و پیسہ یل نامور
کہ دولت کا میری اب آیا زوال
لگا کہنے یون شاہ با رنج و درد
خوش آتی نہین زندگی زینہار
زرہ اور جوشن ہے جائے قبا
قسم کہائی اور چست باندہی کمر
ہوا خسرو نامور شاد تب
تصرف کیا جا کے با صد خوشی
ہوا ملک مین حکم شہ کا روان
کہ خسرو سے بیجے دلیرانہ رزم
اوسے شاہ توران نے دیکر سپاہ
سواران شائستہ کارزار

ہوا کشتہ میدان مین روز نبرد
غمین دل ہوا چشم گریان ہوئی
کہ پیران ہمارا تہا پشت پناہ
نہین خواہش تاج داد رنگ ہے
نہ لون جبتلک شاہ ایران سے کین
مگر فوج کے جمع کرنے مین شاہ
گذر آب جیحون سے شاہ جہان
گئی اور بہی شہر توران کے
بجاہ و حشم خسرو کامیاب
بہت گنج رکہتا تہا افراسیاب
روانہ کیا سوے خسرو شتاب
شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر
شتابان ہوا آب بہی بعد ازان

ہوا شاہ کے دل کو تب سخت درد
بہت غم سے خاطر پریشان ہوئی
شہیدار سالار توران سپاہ
کلہ خود اور تخت بیرنگ ہے
مجہے خواب و آرام ہرگز نہین
ہوا دل سے مصروف شاہ سپاہ
خوشی سے ہوا سوے توران روان
ہوئے قبضے مین شاہ ایران کے
ہوا فوج پیشی سے ملحق شتاب
فراہم کیا لشکر بیحساب
عقب اوسکے پہر آپ افراسیاب
سپاہ گران تب روان کی ادہر
بے جنگ سالار تورانیان

تہمتن بھی زابل سے پہونچا وہین
اتالیق ہو جا کے اوسکا تو اب
اگر تھی تو میری طرف سے خطا
کیا پرورش اوسنے تجھکو نباہ کے
دلیران مرے شیر غرندہ ہین
یہ بہتر ہے اب آشتی ہو بہم
تو اقلیم توران سے جو سرزمین
دلیران و گردان توران ویا
رہی میری قالب مین جان جبتلک
کرے کشتہ شیدا نہین تو مجھے
جو روز وغا مین نے مارا تجھے
مری جنگ گر تجھے ہو خطر
اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ
یہ ہی جسقدر تجھکو یکدست دون
کہ لیجا تو اب پیش خسرو شتاب
جو قابو ملا کچھہ یہ نیرو سے بخت
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ہوا خندہ زن خسرو نامدار
ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال
کرون جبتلک مین یہ انکو ہلاک
تو لایا بجا داب رسم و نیاز
سنی جبکہ گفتار شیدا تمام
مکان اک بتایا پئے فرود
ہوا مہربان مجھپہ دشمن مرا
وہ بیرحم مطلق تبہ کار ہے

ہوا شاد وہان خسرو پاکدین
خبردار رہ اوس سے ہر روز و شب
وہ لے قتل پیران کو ناحق کیا
نہ آیا تجھے رحم زنہار رواے
پلنگان و شیران کے درندہ ہین
کہ تا خلق آسودہ ہو یک قلم
جو چاہے تجھے دو نہین بیرنج و کین
کرین چاکری تیری لیل و نہار
نہین عہد سے مین پھرون تا تلک
تو اقلیم توران مبارک تجھے
تو جان آفرین کی قسم ہے تجھے
کہ در رکھتا ہو نہین سخت زور و ہنر
تو گوشہ نشین ہو نہین پھر پیدار نگ
نہ پھر مین سر و کار ہرگز رکھون
دلیرانہ کیجو سوال و جواب
تو خسرو کو محفل مین بالائے تخت
دیا نامہ شیدا کو اوسنے شتاب
بجا لاکے پھر شکر پروردگار
ولیکن ہے سکار وہ بدخصال
نہ کین سیاوش سے سینہ ہو پاک
بٹھایا اوسے شہ نے با امتیاز
لگا کہنے تب خسرو ذوالکرام
گیا شیدا پھر سوئے جائے فرود
نہ دو ملک گوہر کرو سے عطا
ستمگار ہے مردم آزار ہے

لگا کہنے اے گرد فرخ خصال
دو لشکر مین جب فاصلہ کم رہا
نہ یہ جور شاہ اوسپہ ہرگز روا
خبردار مجھکو نہین کچھہ ہراس
ولیکن نہین چاہتا مین یہان
جو باہم ہو قول و قسم استوار
دُر و گنج و دیہیم و ادرنگ و زر
سوا اسکے دایم مرا ایک پور
اگر صلح تجھکو نہ منظور ہو
مرے پور ہون تیرے محکوم سب
کہ لہراسپ کو شاہ ایران کرین
تو میرے پسر سے کہ شیدا ہے نام
در و گوہر و تخت و تاج و کلاہ
ہوا نامۂ شاہ تیار جب
یہ کی عرض شیدا نے ای نامدار
کرون قتل مین کھینچکر تیغ کین
وہ لیکر روانہ ہوا بس اودہر
یہ بولا سپہدار افراسیاب
دغا اوسکے سینے مین لب پر سخن
غرض پور سالار توران دیار
دلیرانہ شیدا نے کھولی زبان
کہ مین آخر روز دونگا جواب
کیا نامدار و نکو شہ نے طلب
دلے اوسکی اس مہربانی پہ تھا
اوسے خواہش صلح تنہا نہین

سپہدار لہراسپ ہے خردسال
تو یہ شاہ توران نے نامہ لکھا
کہ پیران تھا وا یہ ترا خسروا
کہ ہے لشکر بیکران تیرے پاس
کہ ناحق ہو خونریزی مردمان
کہ پیمان شکستہ نہو زینہار
تری واسطے بھیجون اسے نامور
رہے تیری خدمت مین باصد سرور
تو ہو مجھسے تنہا مین پیکار جو
غلامی کرین تیری سر روز و شب
نہ زنہار وان دخل مین کچھہ کرون
ستیزہ نہ ہو ای شہ ذوالکرام
زر و نعمت و گنج و ملک و سپاہ
کہا شاہ توران نے شیدا سے تب
دل و جان سے ہو نہین تجھپہ نثار
کرین کشتہ گو مجھکو مردم وہین
شہ نامور کو یہ پہونچی خبر
نہ لایا ستیزی کی زنہار تاب
مرے دل مین ہے درد مانی کہین
جب آیا حضور شہ نامدار
پیام پدر وان کیا سب بیان
یہ کہکر کیا اوسکو رخصت شتاب
لگا کہنے اوس سے یہ خسرو کہ اب
کہ ہرگز نہین سینہ کینے سے پاک
یہ بھیجا پیام اوسنے از روئے کین

کہ مجھسے کرو یا کہ شیدا سے رزم
دگرنہ مدد کا کرے کوئی عزم

جو مین اوسکو رخصت نکرتا وہین
تو کرتا روان مجھپہ شمشیر کین

دلیران یہ بولے کہ افراسیاب
ضرور ہے ایشاہ گردون جناب

لکھا نامہ مکر تا بہ بیدرنگ
تو غیرت سے شیدا سے ہو گرم جنگ

کہ اک نامور نامدارون سے گر
ہوا کم تو ہرگز نہین کچھ خطر

تبہ ہوویں یکدست ایرانیان
قیامت ہو پھر ایک برپا یہان

کہا پھر یہ رستم نے اے تاجور
سحرگاہ شیدا کو رخصت تو کر

کہا شہ نے شیدا کو بروز دگر
کہ رخصت کیا تجھکو اے نامور

وہ بولا کہ ہے ولین یہ آرزو
کہ ایشاہ تو مجھسے ہو رزم جو

یہ گفتار سنکر ہوا شادکام
گیا شیدا پھر وان جہان تھا مقام

لکھا یون کہ اب آشتہ کینہ جو
رہا کچھ نہین درجہ گفتگو

جہان آفرین گر مرا یار ہے
اور اقبال و دولت مددگار ہے

تو ہے مثل شیر ژیان گرد و لیر
تو مین ہون ہزبر افگن و شیر گیر

ترے شیدا نے مجھسے چاہی نبرد
نہین مین ہون نامرد گر وہ ہے مرد

ہوا پاسخ نامہ تیار جب
کہا شاہ نے گرد قارن سے تب

ولیکن یہ شیدا سے کہنا ضرور
کہ اب باپ نے تیرا اے ذی شعور

وہین قارن گرد آیا وہان
کہا تھا جو شہ نے کیا وہ بیان

کہا سنکے شیدا نے اے ہوشیار
تو کل جائیو دیکھکر کارزار

مرے ساتھ آکر تو کیجو نبرد
مدد کو نہ پہونچے کوئی اور مرد

سحرگاہ شیدا دلاور سوار
جو میدان مین آیا پئے کارزار

لگا کہنے یون شیدا نامدار
مجھے میل کشتی ہے اے نامدار

کیا زور ہرچند شیدا نے پر
نہ ہرگز ہلا خسرو نامور

کیا چاک خنجر سے اوسکا جگر
ہوا غرق خون شیدۂ نامور

کرو پاک تن لیکے مشک و گلاب
فرشب گرد و قنبرہ بھی شتاب

جہاندار کا نامہ اوسکو دیا
زبانی یہ احوال ظاہر کیا

غرض سرخ شیدا کی تھین ہر دو چشم
نمایان تھا چہرے سے آثار خشم

یہ خسرو نے لشکر ارادہ کیا
کہ ہو ساتھ شیدا کے جنگ آزما

نہین مکر سے خالی اوسکا سخن
جفا پیشہ ہے مثل چرخ کہن

اگر ہووے میدان مین شیدا ہلاک
تو اوسکی بلا سے نہین اوسکو باک

مبادا جو خسرو کو پہونچے گزند
خرابی ہو پھر زیر چرخ بلند

نہ زنہار تو مثل آتش ہو تیز
نہ کر ساتھ شیدا کے ہرگز ستیز

عقب اوسکی نامہ کا لکھکر جواب
روان کیجیو سوے افراسیاب

کہا تو نے جو کچھ سو اوسکا جواب
عقب تیرے لاتا ہے قارن شتاب

کہا شہ نے اچھا تو اوج یہان
کرون تجھسے پیکار کل پہلوان

سپہدار توران کے پیغام کا
شہنشہ نے پاسخ مہیا کیا

تو دیتا ہے جو گنج توران دیار
نہین چاہیے کچھ مجھے زینہار

تو اورنگ و دیہیم و اقلیم و زر
جو زر کہتا ہے تو میرا ہے سر بسر

خدا کی قسم مین تجھے بیدرنگ
کرون کشتہ میدان مین ہنگام جنگ

سحر وہ ہے اور مین ہون اور تیغ تیز
کرون ساتھ اوسکے مین تنہا ستیز

کہ شیدا سے لیکر کسی شخص کو
سو شاہ توران شتابان تو ہو

نہ بھیجا تجھے یان یہی ہے پیام
یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام

سحر دیکھنا تو تماشہ ذرا
کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا

یہ پہونچا تو خسرو کو میرا پیام
کہ وقت سحر اے شہ ذوالکرام

لگا کہنے قارون کہ ہنگام جنگ
لڑے سے شہنشہ کو ہے عار و ننگ

تو کیخسرو نامور بھی وہین
گیا سامنے مثل شیر عرین

اور ادھر سے پھر وہ دونون دلیر
بہم گرم کشتی ہوئے مثل شیر

جہاندار نے اوسکو از روے کین
پکڑ کر گردن و پشت پٹکا وہین

کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازان
کہ شیدا کے اب تن کو [illegible]

روان ہوکے پھر قارن نامدار
گیا پیش سالار توران دیار

گئے وہ مین شیدا کے ہمراہیان
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان

سپہدار نے جب سنی یہ خبر ۔ کہ کشتہ ہوے شیدۂ نامور
جہان سے ہوا یکقلم ناامید ۔ سعادت نظر سے ہوئی ناپدید

نہ ہرگز لکھا نامہ کا کچھ جواب ۔ کیا گرد قارن کو رخصت شتاب
کیا دل مین ہرگز نہ صبر و قرار ۔ کمر چست باندہی پے کارزار

سوی شاہ ایران پھر افراسیاب ۔ روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب
ستیزندہ لشکر سے لشکر ہوا ۔ نمایان وہان روز محشر ہوا

بہت جد تورانیان نے کیا ۔ کہ دل مین بہر اکینہ شیدا کا تھا
لڑے ترک خونخوار دل کھولکر ۔ نہ ہرگز کیا جان کا کچھ خطر

ہوا بحر خون عرصۂ رزمگاہ ۔ ہوا لشکر ترک آخر تباہ
نہ میدان مین اگرچہ توران بچا ۔ جریدہ سپہدار توران رہا

یہ چاہا کہ دیکھے دلیران جان ۔ بزور اوسکی مردم نے موڑی عنان
گیا آخر کار افراسیاب ۔ سو ریگ آمو بحال خراب

مظفر ہوا خسرو نامجو ۔ لکھا مژدۂ فتح کاؤس کو

گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب را بپیش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران بایران

گیا ریگ آمو سے افراسیاب ۔ گریزان سوئے لشکر چین شتاب
وہان پر بھی خسرو تعاقب کنان ۔ شتابی سے پہونچا بفوج گران

بصد عجز خاقان نے بھیجا وہین ۔ زر و گوہر و گنج و تاج و نگین
فرستادہ یہ پیشکش لیکے جب ۔ گیا پیش خسرو بفرط طرب

کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر ۔ کرے شاہ توران کو چین سے بدر
تو بہتر ہے ورنہ وہ ہوگا تباہ ۔ رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ

فرستادہ پھر پیش خاقان گیا ۔ پیام شہنشہ مفصل کہا
یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر ۔ کیا شاہ توران کو وہین بدر

گیا چین سے پھر سوے مکران زمین ۔ عقب اوسکے پہونچا شہ پاکدین
وہان سے بھی لی راہ دشت غزار ۔ کہ تا اب اقامت نہ تھی زینہار

جہان جاکے تھا شاہ افراسیاب ۔ پہونچتا تھا وان خسرو کامیاب
نپائی کہین اوسنے جاے قرار ۔ کہ تھا سب کو خوف شہ نامدار

تلف فوج ترکان ہوئی سربسر ۔ گرفتار آے بہت نامور
نہ مسکن رہا شاہ توران کے پاس ۔ نہ ہمدم تھا کوئی بجز بیم و یاس

لگا پھرنے تنہا بصد اضطراب ۔ پریشان تنہا و بیخور و خواب
سو شہر بردع کوئی غار تھا ۔ کہ تاریک مثل شب تار تھا

رہا جاکے وان شاہ برگشتہ بخت ۔ نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت
ستم سے زمانہ کے ناشاد تھا ۔ شب و روز سرگرم فریاد تھا

فریدون کی تھا نسل سے اک عزیز ۔ ملکزادہ ہوم صاحب تمیز
سر دامن کوہ نزدیک غار ۔ اقامت گزین تھا وہ لیل و نہار

سنی شب کو آواز افراسیاب ۔ اوتر کوہ سے ہوم آیا شتاب
جدہر سے کہ آتی تھی پردرد صدا ۔ اودہر کو دیے کان اوسنے لگا

سنا یہ کہ کوئی بہ ترکی زبان ۔ یہ کہتا ہے با چشم تر ہر زمان
کہ اے شاہ توران وہ آئین چین ۔ کہان ہے ترا تخت و تاج و نگین

کہان وہ دلیری و جاہ و حشم ۔ فلک نے کیا تجھپہ جور و ستم
کہ تنہا بیابان مین آیا تو آہ ۔ سو غار تاریک لایا پناہ

یقین اوسنے جانا کہ افراسیاب ۔ کری ہے فغان با دو چشم پر آب
یہ تھا اوسکی بیداد سے دردمند ۔ کہ پہونچا تھا کچھ اوسکو اوس سے گزند

پے انتقام اوسنے باندہی کمر ۔ کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار ۔ تو آیا وہین ہوم نزدیک غار

پکارا کہ اے شاہ افراسیاب ۔ دعا تیری یکسر ہوئی مستجاب
خدا نے ترے پاس بھیجا مجھے ۔ کہ بر لاؤن مقصد کروں خوش تجھے

تو آنکلا تاریک سے باہر اب ۔ یہ سنکر وہ نکلا بصد طرب ۔ اُسے ہوم نے خوب بہی نکر ۔ لگایا بزور ایک مشت آہن کمر
ہوا وہ سراسیمہ برالم ۔ لگی ہونے کشتی وہان پہ بہم ۔ کیا شاہ توران نے گوز ریخت ۔ وے تہا گرفتار نیروی بخت
نہ ہرگز گیا پیش کچہہ زور دست ۔ کیا چرخ پر زور نے ہائے پست ۔ اُٹہا ہوم نے اسکو پٹکا وہیں ۔ کیا پہر گرفتار از روئے کین
زمانے کا ہرگز نہیں اعتبار ۔ کسیکا نہیں چرخ گردندہ یار ۔ کرے نامدار ونکو دم مین تباہ ۔ کرے سربلند ونکو یون پست آہ
تضرع کنان ہوکے بولا وہ یون ۔ مرے دست پا کو کیے بستہ کیون ۔ بہلا مجہہ سے کیا تجہکو پہونچا ضرر ۔ کہا ہوم نے تو ہے بیدادگر
جہاندار نوذر شہ نامدار ۔ سیاوش سپہ دار عالی تبار ۔ جوانمرد اغریرث پہلوان ۔ سوا انکے تہے اور شہزادگان
مرے سب بزرگان فرخ نہاد ۔ کہ تہے نامدار و فریدون نژاد ۔ او نہیں قتل تو نے کیا بیگناہ ۔ نہ آیا تجہے رحم زنہار آہ
ترے جور سے مین گریزان ہوا ۔ سوئے کوہ و صحرا شتابان ہوا ۔ دگر نہ مجہے بہی تو کرتا ہلاک ۔ کہ ہرگز خدا کا نہ تہا تجہکو باک
رہا آکے بالائے کوہ بلند ۔ کہ تا مجہکو پہونچے نہ تجہہ سے گزند ۔ دعائین یہ کرتا تہا مین صبحدم ۔ کہ برباد ہو تیرا جاہ و حشم
رہے کچہہ نہ تیرا نشان دہر مین ۔ کہ تا جا کے آباد ہوون شہر مین ۔ جو چاہون تہا مجہکو خدا نے دیا ۔ تجہے اب گرفتار میرا کیا
ذرا کر حقیقت تو اپنی عیان ۔ کہ کیونکر تبہ ہوکے آیا یہان ۔ بیان ماجرا اوسنے یکسر کیا ۔ نشان خسرو نامور کا دیا
شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو ۔ سوئے تاجور لیکے بدخواہ کو ۔ وہ بولا کہ تو مجہکو یان قتل کر ۔ نہ لیجا حضور شہ نامور
پذیرا نہ اوسنے کیا یہ سخن ۔ کشان لیگیا پیش شاہ زمن ۔ ہوا شاہ کیخسرو ارجمند ۔ کیا لطف سے ہوم کو سربلند
سر افراسیاب جفا پیشہ کار ۔ کیا تیغ بران سے شہ نے جدا ۔ ستمگار کرسیوز کینہ ور ۔ کہ تہا قید مین اُسکو بہی زود تر
کیا کشتہ خنجر آبدار ۔ ادا پہر کیا شکر پروردگار ۔ کہ تیری عنایت سے اے ذوالکرام ۔ لیا بدسگالون سے اب انتقام
جو تسخیر سب ملک توران کیا ۔ تو خسرو نے پہر قصد ایران کیا ۔ ہوا حکم یون رستم گرد کو ۔ کہ توران مین تو اے یل نامجو
عمل اپنا کر شوکت و شان سے ۔ بد اندیش ہون دور توران سے ۔ بفتح و ظفر پہر شہ پاک دین ۔ ہوا رونق افزای ایران زمین
جہاندار کاوس کشورکشا ۔ ز روئے مسرت گیا پیشوا ۔ خوشی سے بغلگیر باہم ہوئے ۔ برنگ گل تازہ خرم ہوئے
کہا یون بامداد لطف کریم ۔ میسر ہوئی ہم کو فتح عظیم ۔ مخالف سے خون سیاوش لیا ۔ ہوئی جمع خاطر بفضل خدا

رحلت نمودن کیکاوس از جہان فانی بملک جاودانی و بر تخت نشستن کیخسرو

جہان مین بجز ذات پروردگار ۔ نہیں ہے کسیکو بقا زینہار ۔ گدا ہووے یا بادشاہ و وزیر ۔ نہیں ہے کسیکو قضا سے گزیر
جہاندار کاوس انجم حشم ۔ شتابان ہوا سوئے ملک عدم ۔ چہل روز کیخسرو نامدار ۔ رہا غم سے کاوس کے سوگوار
سر تخت شاہنشہی بعد ازان ۔ ہوا متمکن خورشید جلوہ کنان ۔ کیا تازہ اورنگ پر جب جلوس ۔ تو حاصل ملک نے کیا پایہ بوس
ہوا ہفت اقلیم پر حکمران ۔ ہوا اسکی بخشش سے خرم جہان ۔ رعیت نوازی جہان پروری ۔ حقایق شناسی کرم گستری

ندی ہاتھ سے شاہ نے زینہار
پس از مرگ کاؤس تا ہفت سال
امور خلافت سے رکھا نہ کام
بزرگان ایران گئے پیش شاہ
کرو حق پرستی میں شبکو بسر
یہ ہے آرزو میری شام و سحر
دلیران و گردان ایران زمین
یہ سنکر وہ ایران میں آئے وہان
خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا
ہیں اُس مکان میں نہیں بادشاہ
شتابان ہوئے سوئے شاہ جہان
یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہان
کہا شہ نے یون کا ہی لان دلیر
غرض جہد و کوشش ہو ہر صبحدم
تو خیرات ہر روز و شب کیجیے
وہ بولا کہ مردم سے نفرت ہے اب
نصیحت ہوئی جب نہ کچھ کارگر
یہ ہے آرزو جی ہے یہ چاہتا
شہنشہ نے سنکر یہ پاسخ دیا
یہ سنکر وہ دونون ہوئے نامور
یہ زاری و فریاد سنکر وہین
نہیں چاہیے ہی اسقدر درد و رنج
یہ کہکر وہین خیمہ کے باہر گیا

رکھا عدل سے کام لیل و نہار
رہا حکمران شاہ فرخ خصال
کیا ہلکاروں کو مالک تمام
یہ بولے کہ اے خسرو دین پناہ
کرو کار دنیا بوقت سحر
کہ دارالشفا سے گزر ہین بشر
ہوئے سنکے دلگیر و اندوہگین
گئے بیٹھ وان جملہ نام آوران
کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا
نہیں اُسکو کچھ سروکار ہے
کیا آکے بیرون پردہ فغان
وہ بولے کہ اے بادشاہ جہان
ہوا ہین تو دنیا و دولت سے سیر
کہ تا جمع ہو زاد راہ عدم
فقیران مسکین کو زر دیجیے
سنی غیب سے یہ صدا ہین عجب
تو خاموش ہوئے رستم و زال اور
کہ زینہار ہون میں نہ تجھ سے جدا
کہ جاؤ گے یان سے میں جاؤنگا
برآمد ہوئے وان سے با چشم تر
بہ آمد ہوا خسرو پاک دین
کہ ہے زندگی یہ سرائے سپنج

میسر ہوئی خلق کو ایمنی
عبادت پہ مصروف پھر دل ہوا
ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار
نہ یکبار ہو تخت شاہی سے دور
لگا کہنے خسرو ہوا اب میں پیر
کرون سلطنت کا میں کیا کاروبار
طلب رستم و زال زر کو کیا
بیان نامدارون سے پھر یون کیا
مقرر کیا ہی جو اک مکان
ہو تم اس حقیقت سے آگاہ جب
شہنشہ نے آواز سنکر شتاب
تری سنکے غفلت ہوا ہمکو غم
تجھے قصد یزدان پرستی ہے اب
یہ پاسخ دیا پھر کہ اے بادشاہ
عبادت سے بہتر ہے شاہ جہان
کہ نزدیک تر آئے ایام مرگ
ولیکن یہ کہنے لگا زال گرد
تری ساتھ میں بھی ہون گوشہ نشین
کرون حق کو تفویض جان سطرح
او نہیں دیکھکر جملہ ایرانیان
ہر اک کی شہنشہ نے دلدہی
بھلا اب ہین شاہان پیشین کہان

ہوئے شہ کی دولت سے مردم غنی
لگے حق پرستی وہ مایل ہوا
عبادت میں مشغول لیل و نہار
کیا چاہیے سلطنت کے امور
نہیں کچھ تمنائے تاج و سریر
کہ پایا نہیں دل ادہر زینہار
مفصل یہ احوال اونکو لکھا
کہ اے پہلوانان کشور کشا
شب و روز رہتا ہے خسرو وہان
ہوا رستم و زال کو رنج تب
کیا اُس مکان میں و نہیں باریاب
وہان آئے ہم با دل پر الم
عبادت میں مشغول ہون روز و شب
جو ہی خواہش توشہ زاد راہ
تجھے ہی لازم سوئے مردمان
مہیا تو کر ساز ہنگام مرگ
کہ میں بھی ہون شاہا بہت سالخوردہ
کرون یاد ذکر جہان آفرین
ہوئی غیب سے شب ندا جسطرح
لگے کرنے فریاد و شور و فغان
کہا یون نہ غم سے کرو دل تہی
جہان وہ گئے ہم بھی جاوین وہان
شتابان ہے سوئے بیابان گیا

ترک کردن کیخسرو دولت دنیا را و تاج و تخت شاہی بلہراسپ سپردن و خود در یک چشمہ رفتن و از آنجا غایب شدن

جہاندار خسرو نے او زد گر — کئے جمع ایران کے سب نامور
فقیران مسکین جو تھے شہر مین — کیا انکو شہ نے غنی دہر مین
کیا شہ نے پھر ترک جاہ و حشم — رہا کچھ نہ دنیا و دولت کا غم
ہوا گرد گودرز اس کا وزیر — کہ تہا دانش آگاہ وہ مرد پیر
کیا ملک تقسیم پھر سر بسر — ہوا صاحب ملک پھر نامور
تمہارا ہی لہراسپ اب بادشاہ — اطاعت کرو اسکی شام و پگاہ
ہوئے یکسر آشفتہ ایرانیان — یہ گفتار لائے زبان پر کہ ہان
جو موجود ہی پور فرخندہ بخت — تو پہونچے نہ دامادکو تاج و تخت
کہ خسرو نے جسکو کیا بادشاہ — یہ لازم ہی ہمکو کہ شام و پگاہ
کہ گر خاک کو بھی کرے سرفراز — تو ہم سر جھکا دین زروئے نیاز
شجاع و کریم و خلایق نواز — سزاوار شاہی ہے وہ سرفراز
کیا ہے سمجھکر اوسے سرفراز — کہ ہے باذل و عادل و ہوشیار
پرستاری شاہ عالی تبار — دلیران و گردان کو بھی کی اختیار
مجھے خواب مین چشمہ آیا نظر — شتابندہ ہوتا ہون اب ادہر
جب آگے گیا خسرو نامجو — تو رخصت کیا رستم و زال کو
رہے بیژن و گیو گودرز بھی — وہ گستہم و طوس فریبرز بھی
سر چشمہ جبدم کہ خسرو گیا — تو وان غسل شاہ جہان نے کیا
سو خانہ کیا نیت روان ہوتا آب — کہ ہوگی بیان لا رشن سو آب
یہ کہکر گیا چشمہ آب مین — نشان پھر نہ شہ کا ملا خواب مین
پھرے وان سے ناچار گریہ کنان — فریبرز نے پھر کہا یون کہ ہان
مگر گرد گودرز فرخ سیر — روان اُس مکان سے ہوا پیشتر
نمایان ہوا ابر تاریک تر — ہوئی بارش ابر پھر اس قدر
فریبرز و گستہم و طوس جوان — ہل گیو اور بیژن پہلوان
تہ برف یکبارگی دب گئے — ہوئے جہان عدم سب گئے
تو پھر اوس نے بھیجا کسی کو ادہر — کہ لیجائے نام آوروں کی خبر

عطا کی ونہیں نعمت بیکران — ہر اک کو جہان مین کیا کامران
ہوا دو و دہش شاہ گیتی فروز — رہا دل سے مصروف تا ہفت روز
ہوا اسکے فارغ شہ نامجو — دیا تاج و اورنگ لہراسپ کو
کیا گیو کو شہ نے سالار فوج — کہ دیکھا اوسے لایق کار فوج
لگا کہنے پھر خسرو پاک دین — کہ اے سرفرازان ایران زمین
فریبرز سے بھی یہ شہ نے کہا — کہ فرمانبری تم بھی کیجو سدا
فریبرز ہے پور کاؤس کے — سپہ دار لہراسپ داماد ہے
سنی جب یہ گفتار ایرانیان — کیا یہ سخن زال نے تب بیان
کرین بندگی اسکی جو نیکگمان — یہ کہکر کیا پیش خسرو بیان
نماشہ نے جو کوئی ہو دادگر — خرد مند دانا و صاحب ہنر
یہ لہراسپ اولاد ہوشنگ ہے — جوانمرد با داد فرہنگ ہے
یہ تعریف لہراسپ فرخ نہاد — بزرگان ایران ہوئے سنکے شاد
لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو — کہ جا اب ہوئے شہر اے نامجو
وہان جا کے تو فکر مین جا مجو — یہ کہکر روانہ ہوا بس وہین
ہوئے وقت رخصت وگریہ کنان — ہوا پیشتر وان سے خسرو روان
نہ رخصت ہوئے آہ سے زینہار — گئے ہمرہ خسرو نامدار
کہا سب نے وقت جدائی ہی اب — خدا سے مجھے آشنائی ہے اب
چلی باد صرصر بہت تند و سخت — ہوئے بیخ سے کندہ یکسر درخت
ہوا جبکہ خسرو نہان ناپدید — تو سب نامداران ہوئے ناامید
توقف ذرا کر کہ کہا دین طعام — فرود آئے پھر نامداران تمام
طعام الغرض سب نے کہایا وہان — گئے خواب مین پھر وہ گردنکشان
کہ یکسر ہوا کوہ صحرا سفید — ہوا بلکہ روی زمین ناپدید
سوا انکے بھی اور وان نامور — گئے ہمرہ شاہ تھے جس قدر
انہین منتظر گرد گودرز تھا — نہ زنہار کوئی وہان جب گیا
وہ آیا تو کیا دیکھتا ہی وہان — کہ مردہ ہین سب پہلوان گران

یہ ہے رسم و آئین چرخ بلند
کہ گاہے مرے شاد گہ دردمند

کسیکو نہیں ہے جہاں میں قرار
پھری ہی سدا گردش روزگار

جلوس لہراسپ شاہ بر تخت شاہی

اب آتا ہوں میں سوئے لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہی جس کو تاج کلاہ

رکہا سر پہ لہراسپ نے تاج زر
سریر شہی پہ ہوا جلوہ گر

ندی ہاتھہ سے رسم کیخسروی
رکہا خلق کو خوش بصد نیکوئی

گیا بسکہ لطف و کرم عدل و داد
بزرگان ایران ہوئے شاد و شاد

جہاندار کے چار فرزند تھے
دلیر و شجاع و خرد مند تھے

ملکزادہ بیدا اسپ او اردشیر
ہنرمند و دانا شجاع و دلیر

یہ دونوں تھے دختر کیکاؤس کی
کہ لہراسپ کے ساتھہ منسوب تھی

دو فرزند تھے اور خاتون سے
خبردار آداب و قانون سے

ملکزادہ گشتاسپ مرد دلیر
دلاور جوان شاہزادہ وزیر

ولیکن تھا ہشیار ہر کار میں
جوانمرد گشتاسپ ہر جا میں

وہ تھا لایق تاج و فرماندہی
نمایاں تھی چہرے سے فر شہی

دلیر و زبردست مغرور تھا
دل شاہ سے اسلئے دور تھا

موافق نہ تھا شاہ سے زینہار
رکے تھا اُسے شاہ ناچار خوار

خفا ہوکے ایک روز مرد جوان
گریزان ہوا سوئے ہندوستان

زریر دلاور کو شہ نے کہا
کہ لیجا سواران جنگ آزما

تو گشتاسپ کو لا شتابی یہاں
شتابان ہوا پھر زریر جوان

جدہر کو شتابندہ گشتاسپ تھا
اُدہر کو تفحص کنان یہ گیا

ملا اُسکو گشتاسپ انجام کار
زریر اُس سے بولا کہ اے نامدار

سمند عزیمت کی پھیر عنان
یہاں سے ہو اب سوئے ایوان روان

لگا کہنے گشتاسپ اسے نامجو
نہیں میری پیش پدر آبرو

کرے ہے وہ توقیر کاؤسیان
نہیں مجھہ پہ اور مجھہ پہ کچھہ مہربان

ولیعہد اپنا کرے مجھہ کو گر
تو حاضر ہوں میں چل کے پیش پدر

وگرنہ کہیں میں نکل جاؤنگا
نہ زنہار پیش پدر آؤنگا

زریر دلاور نے پاسخ دیا
کہ ہوں میں کفیل آپکے کام کا

پھرے پھر وہاں سے وہ دونوں جوان
خوشی سے سوئے خانہ آئے دوان

سنی شہ نے گشتاسپ کی جب یہ بات
نہ ہرگز کیا اُس سے کچھہ التفات

جو آیا نظر شاہ نامہربان
تو ناچار گشتاسپ جنگی جوان

سوئے روم تنہا گریزان ہوا
شتابندہ طرف بیابان ہوا

زریر دلاور بفرمان شاہ
گیا اوسکے دنبال لیکر سپاہ

گیا دیر تک وہ تفحص کنان
ولیکن نپایا کہیں کچھہ نشان

سو خانہ ناکام آیا زریر
سوئے روم پہونچا وہ مرد دلیر

غریبانہ گوشہ میں کرکے قیام
لگا صرف اوقات کرنے مدام

متاع و زر و مال جب ہوچکا
تو پھر سوئے دیوان قیصر گیا

کہا میں دبیر و نویسندہ ہوں
یہاں چاکری کا میں جوئندہ ہوں

کہا اہل دفتر نے یوں اے جوان
نہیں ہے نویسندہ درکار یاں

کرے گر توقف تو پھر تیرے نام
مقرر کوئی رفتہ رفتہ ہو کام

وہ رکہتا نہ تہا قوت ایک روز کا
سوئے خانہ ساربانان گیا

بسان غریبان و بیچارگان
ارادہ کیا چاکری کا وہاں

وہیں مہتر ساربان نے طعام
کہلا کر کیا خرم و شاد کام

کہا پھر یہ گشتاسپ نے اے جوان
ہمیں ہی نہیں خواہش ساربان

ہوا جب گشتاسپ اُن کامیاب
گیا سوئے آہنگران پر شتاب

کہا جاکے اون سے میں مزدور ہوں
ہر اک کام میں خوب محنت کروں

کسی نے اوسے دو ہیں ٹہلا کو دان
حوالے کیا تیک آہنگران

بزور اوسنے مارا وہ اسطور تیک
کہ سندان شکستہ ہوئی اور تیک

غضبناک آہنگر اوس پر ہوا
کہ نقصان اوسکا سراسر ہوا

بہت دیکے دشنام اندوہگین
کیا دور دوکان سے اپنی کہیں

غرض وان سے گشتاسپ لا انکو گیا
کہلایا طعام اوسنے بیجا کیسیر
کہ نسل فریدون سے ہی یہ جوان
لگا کہنے یہ سرور ارجمند
یہ کہکر لگا رہنے دہقان کے گہر
یہی رسم تہی قیصر روم کی
فراہم وہان ہوتے تہے شاد و ناشاد
کتابون تہی ایک دختر شہریار
بلائے جوانان عالی گہر
اوسے خواب آیا تہا شبکو نظر
نصیبون نہین ہی اُس کے ایسا تخت
ندیکہا جوان کوئی اُس شکل کا
اوسے دخت نے دستہ گل دیا
وہ دہقان و گشتاسپ فرخ جوان
کہ مجلس مین قیصر کی آکر چلو
گئے الغرض وہ دونون جوان
لگی کہنے دایہ سے وہ ماہرو
اوسے دستہ گل حوالے کیا
خدا جانے کیا اسکا ہو ذات
کہا یون کہ رکہئے خدا پر نظر
لگا کہنے پہر قیصر نامجو
گئے پیش گشتاسپ فرخ خصال
یہ احوال سنکر گئے مردمان
کہا عرض پہر مردمان نے یہی
نہ ہرگز دیا اسنے کچہ دل قرار

سوئے دخت باچشم گریان گیا
لگا کہنے دہقان مرد دلیر
اقامت گزین ہو نہین تم یہ وان
تو اور مین ہون تجہ سی اک ہوشمند
وہان اوس نے کی ایک مدت بسر
کہ دختر شہ کشور روم کی
جوانان خوشروئے فرخ نہاد
ہوئی جبکہ بالغ بت گلعذار
ملکزادہ گان خجستہ سیر
کہ یکمرد خوشروے باکر و فر
ترا جفت ہوگا وہ فرخندہ بخت
کہ جسکا تصور کتابون کو تہا
سحرگاہ پہر یہ منادی کیا
کہ وہ بزم آراستہ تہی جہان
کہ شاید نصیب ہے اوس دخت کے
کہ وہ بزم آراستہ تہی جہان
کہ تہی اُس جوان کی مجہے جستجو
گئی پہر شبستان مین وہ دلربا
نہین ہمکو معلوم ذات و صفات
جو چاہے کرے داور دادگر
کرو خوب تحقیق اس بات کو
ہوئے جاکے اُس سے وہ پہر ہمزبان
کیا پیش قیصر مفصل بیان
عیان اوسکے رخ سے ہے فر شہی
کیا بلکہ دونون کو گہر سے بدر

گیا رحم دہقان نے یہ دیکہکر
کہ تو کون ہے کیا ہے تیری نژاد
کیا کار دہقانیان اختیار
کہ ہوشنگ کی نسل سے مین بہی ہون
پہری آخرش گردش روزگار
جو ہوتی تہی بالغ بصد لطف تب
جسے چاہتی دختر نازنین
شہ روم نے تب بصد انبساط
جو دیکہے کتابون نے سب ایکبار
غریبانہ آیا ترے شہر مین
شہ روم نے پہر بہی روز دگر
دگر بار پہر رات کو وقت خواب
کہ ہان جشن مین آج آوین سبہی
منادی کی دہقان نے سنکر صدا
کہ فرخ شاہد دولت آوے نظر
سو شاہ گشتاسپ فرخ سیر
یہ کہکر وہیں دختر دلستان
غضبناک سنکر ہوا بادشاہ
یہ چاہا کہ دختر کو کیجے ہلاک
مناسب نہیں عہد کا توڑنا
کہ یہ کون ہے ذات ہے اسکی کیا
وہ بولا کہ لہراسپ کا ہون پسر
نہ زنہار قیصر نے باور کیا
نہ کچہ عذر یان پیش پہر کر گیا
کتابون و گشتاسپ فرخ بہم

وہ گشتاسپ کو لیگیا اپنے گہر
یہ بولا وہ دہقان فرخ نہاد
نہیں کچہ غم گردش روزگار
ولے ہون ستمدیدۂ چرخ دون
ہوا یاور اقبال انجام کار
مہیا وہ کرتا تہا جشن طرب
اوسے شوہر اپنا وہ کرتی تہین
مہیا کیا ایک جشن نشاط
نہ آیا پسند اُسکو ایک نامدار
نہیں اوسکے رو کش کوئی دہر مین
دکہائے کتابون کو سب نامور
نظر اُسکو آیا وہ عالی جناب
مسافر بہی اور مردم شہر بہی
جوانمرد گشتاسپ بہی یون کہا
میسر ہوا پہر جمعیت کر و فر
پڑی جبکہ اُس نازنین کی نظر
ہوئی پیش گشتاسپ وہ بی روان
لگا کہنے یون کہینچ کر غم سے آہ
ولیکن امیرون نے بیخوف باک
نہیں خوب آئین سے منہ موڑنا
تفحص وہین مردمان نے کیا
خفا باپ سے ہو کے آیا ادہر
کہا قصہ دختر نے پہر خواب کا
بندہا عقد گشتاسپ سے دخت کا
لگے رہنے ویرانے مین لاجرم

گذر کرکے دریا سے گشتاسپ شاہ
شکار ایک گور خر کو یکگاہ

گذربان کو اک حصہ دیکر مدام
سو یہ خانہ لاتا تھا وہ ذوالکرام

غرض قوت ہر روز نخچیر تھا
پراگندہ خاطر تھا دل گیر تھا

وہ دختر شہ روم کی اور تھین
پریچہرہ خورشید رو مہ جبین

ہوئے وہ جوان اُنکے بھی خواستگار
کہ تھے اقربائے شہ نامدار

جوانون کا مرین واہرن نام تھا
یہ مرین سے بولا شہ ذوالکرام

کہ بیشے میں اک گرگ خونخوار ہے
رسانندۂ رنج و آزار ہے

کیا ملک کو اوس نے یکسر تباہ
گیا مین کئی بار لیکر سپاہ

ہوا اُس سے ہر گز نہ عہدہ برا
تلافی نہ کچھ کر سکا مین ذرا

کرے تو اُسے قتل گر اے جوان
تو دون تجھے دختر دلستان

گیا سن کے حیرت مین وہ ماجرا
کہ کیونکر کرون قتل اُس گرگ کو

گذربان نے اک روز اوس سے کہا
کہ گشتاسپ داماد سلطان کا

کہ تنہا دلیرانہ ہر صبحدم
سو دشت جاتا ہے بے رنج و غم

کرے ہے شکار اک گور کلان
دلیر و تنومند ہے وہ جوان

گر اُس سے تو خواہان امداد ہو
ملادے تہ خاک خون گرگ کو

ہوا شاد مرین یہ سن کر سخن
گیا پیش نام آوران پیل تن

گذربان بھی ہمراہ اُسکے گیا
یہ گشتاسپ سے جاکے اوسنے کہا

کہ اے نامور گر مرا ہو تو یار
تو ہو شاہد مدعا ہمکنار

پذیرا کیا مرد نے یہ سخن
دلیرانہ روز دگر پیل تن

سوے گرگ جنگی شتابان ہوا
نہ زنہار دل مین ہراسان ہوا

گذربان و مرین بھی ہمرہ گئے
وے راہ مین خوف سے رہ گئے

گیا سامنے گرگ کے وہ جوان
تو دیکھا کہ ہے شیر سے بھی کلان

طرح شیر کی گرگ نے دوڑ کر
وہیں پنجہ مارا جوان مرد پر

دلاور جوان نے بیک ضرب تیغ
دو پارا کیا گرگ کو بیدریغ

گذربان و مرین ثناخوان ہوئے
بہت دل میں مسرور و شادان ہوئے

کہا پھر یہ مرین نے اے نامدار
تو نام اپنا مت کیجیو آشکار

وہ کہنے لگا کسقدر تھا یہ کام
کہ اپنا کرون آشکارا مین نام

حضور شہ روم مرین گیا
کہا گرگ کو قتل مین نے کیا

ادا مین نے کی شرط ایا شاہ
مجھے دیجیے اب دختر رشک ماہ

سنا اور کیا شاہ نے زینہار
گیا سوے صحرا شہ نامدار

وہان گرگ کشتہ جو آیا نظر
تو حیران رہا قیصر نامور

پھر ایفاء وعدہ کیا باخوشی
وہ دخت پریچہرہ مرین کو بھی

کہا شہ نے اہرن سے یون بعد ازان
کہ ہے کوہ مین اژدہائے دمان

اگر کشتہ ہو تجھ سے وہ اژدہا
تو حاصل ہو دل کا ترے مدعا

ہوا دل مین اپنے وہ اندیشہ ناک
کہ کیونکر کرون اژدہے کو ہلاک

گذربان نے احوال گشتاسپ کا
بیان پیش اہرن مفصل کیا

کہ تنہا دلیرانہ ہو جنگ جو
کیا کشتہ گشتاسپ نے گرگ کو

یقین ہے کہ گشتاسپ بے خوف و باک
کرے اژدہے کو بھی دم مین ہلاک

یہ سنکر حضور اُسکے اہرن گیا
بیان اُس سے اپنا کیا مدعا

لگا کہنے گشتاسپ عالی تبار
کہ اک خنجر تیز دندانہ دار

تو لاکر کے تیار اے نوجوان
کہ تا قتل ہو اژدہائے دمان

کیا اور لایا وہ خنجر وہین
یہ لیکر گیا سوئے کوہ برین

ہوا نعرہ زن مرد کشور کشا
مقابل ہوا آن کر اژدہا

دہن سے وہ پھر دم تھا آتش فشان
خدنگ افگنان تھا یہ مرد جوان

کے جب چہل تیر اس نے رہا
ہوا اژدہا خستہ سر تا بہ پا

وہیں خنجر تیز پھر زود تر
سر نیزہ گشتاسپ نے باندھ کر

دہن مین کیا اژدہے کے روان
وہیں پھینکے پھر ایک سنگ گران

کیا خستہ مغز سر اژدہا
نشان اژدہے کا نہ ہر گز رہا

وہ دندان پھر اُسکے کندہ کیے
خوشی سے وہ اہرن کو لاکر دیے

وہ پیش شہ روم آیا دوان
کیا ماجرا اژدہے کا بیان

وہ دندان دئے قیصر روم کو
جو وہ اژدہا کشتہ آیا نظر
کہ جسنے یہ کارنمایاں کیا

تعجب مین آیا شہنا جو
تو اہرن سے کہنے لگا تاجور
تو ہرگز نہیں قاتل اژدہا

نہ باور کیا پہر سخن زینہار
کہ یہ کام ہے دیو کا بیگمان
وہ بولا کہ اے سرور انجمن

گیا جانب کوہ ہوکر سوار
نہ ذاد کیان سے ہوا کوئی یان
نہ زنہار تو اب ہو بیجان شکن



کہ تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا
غرض پہر وہ اہرن نام جو
کہ ہے قاتل گرگ و مار سیاہ
کہ گشتاسپ داماد تیرا کلان

شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا
کیا کتخدا دختر خرد کو
ملکزادہ گشتاسپ باعز و جاہ
شجاع و دلاور بہادر جوان

بیان کی یہ گفتار اہرن عجب
کتابون کی استاد تھی ایک زن
گئی وہ کتابون کی مان کے حضور
جو مژدہ اہرن کا یاد ہوا

ہوا قیصر روم ناچار تب
یہ اس سے لگی کہنے وہ سیم تن
لگی کہنے یوں بافراوان سرور
تو پہر مدعا دل کا یکسر ہوا

غرض اُس دلاور نے بےخوف و باک
کیا گرگ و اژدہے کو ہلاک
کتایون کی ماں نے یہ قصہ تمام
کیا عرض پیش شہ ذوالکرام

یہ سنکر شہ روم کہنے لگا
مجھے روز اول یہ معلوم تھا
کہ زیر سپہر برین جز کیان
نہیں کوئی ہرگز دلاور جوان

نہوں جس کے جنگل سے گاہی رہا
پلنگان و شیران و گرگ اژدہا
کیا شہ نے گشتاسپ کو پھر طلب
بصد جاہ و شوکت ز روئے طرب

سپہ دار سالار لشکر کیا
فزون مرتبہ پایا برتر کیا

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس والی خزر و گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج
ہوئے تابع حکم سردار فوج
نہ محکوم تھا تھی اُس کی سپاہ
شہ روم سمجھے تھا پشت و پناہ

لکھا پھر یہ نامہ شہ خزر کو
کہ اب خزر سے دست بردار ہو
مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ
جو منظور خاطر ہو کر بیدرنگ

شہ کشور خزر الیاس شاہ
لئے رکھتا تھا ساتھ اپنے جنگی سپاہ
حقیقت یہ سنکر ہوا خشم گین
کیا قصد پیکار از روی کین

سپہ لیکے آیا سوئے ملک روم
سپہ وہ کہ فولاد ہو جس سے موم
اُدھر سے بھی گشتاسپ لے کر سپاہ
بفرمان قیصر ہوا کینہ خواہ

سو لشکر خزر آیا دوان
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
سر و پہلو و سینہ تھا وقت جنگ
نشانہ عمود و سنان و خدنگ

ہوا کشت و خون دشت میں اسقدر
کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر
سپہ دار گشتاسپ مرد دلیر
دوان کرکے گھوڑے کو مانند شیر

پکارا یہ میدان میں آن کر
کہ الیاس یہ کتنا ہی ہمت اگر
تو ہو ساتھ میرے یہاں گرم جنگ
نہ ہرگز کرے جنگ میں کچھ درنگ

دلیرانہ الیاس آیا وہین
ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم کین
جو گشتاسپ نے نیزہ کو زور سے
کمر میں لیا تھا الیاس کے

تو الیاس ہرگز نہ قایم رہا
زمین پر گرا زین سے ہو کر جدا
گرفتار کرکے وہ جنگی جوان
اُسے لیگیا پیش قیصر کشان

ہوا قید میدان میں الیاس جب
گریزان ہوا لشکر خزر تب
گیا خزر تک پھر تعاقب کنان
شہ روم با شوکت و عز و شان

غرض ملک تسخیر یکسر کیا
بہت گنج قیصر نے واں سے لیا
پھر آخر زسے پھر بفتح و ظفر
سوے روم آیا بصد کر و فر

وہاں آکے از روی لطف و عطا
زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا
کیا بلکہ مختار یکسر امور
جوانمرد کو بانشاط و سرور

سپہ دار گشتاسپ نے ایک روز
کہا شاہ سے اے شہ نیکروز
تکاور سا زاب سوئے ایران کرو
نبرد آزما شاہ ایران سے ہو

یہ سنکر وہیں پیش سلطان روم
لگے کہنے یوں نامداران روم
کہ لہراسپ ہے بادشاہ عظیم
وہ رکھتا ہے گنج و سپاہ عظیم

نہیں خوب لہراسپ کے ساتھ رزم
مناسب نہیں ملک پر اُنکا عزم
جوان دلاور ہوا خشم گین
شہ روم سے پھر یہ بولا وہین

کہ ہے شاہ لہراسپ پیر مدبر
عیان اُسکا احوال ہے سربسر
مری جنگ کی تاب اُسکو نہیں
کہاں ہے یہ طاقت جو ہو گرم کین

دلیران ایران کو یارا کہاں
کہ ہون ساتھ میرے ستیزہ کنان
ہراسان ہیں گردم کے نامدار
تو شاہ ہو مجھکو اے شہریار

کہ تسخیر ایران میں جاکر کرون
تجھے صاحب تخت و افسر کرون
کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن
تو شادان ہوا سرور انجمن

سوئے شاہ لہراسپ نامہ لکھا
یہ مضمون رقم اُسمیں شہ نے کیا
کہ ہے ساتھ تیرے مجھے عزم جنگ
نہیں جنگجوئی میں ہرگز درنگ

اگر نصف ایران و تاج و کلاہ
مجھے دے تو ہو صلح ای بادشاہ
کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب
تو ہو وے گرفتار رنج و عذاب

ہوا لیکے قابوس نامہ روان
گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
بجا لاکے آداب نامہ دیا
ہنسا پڑھ کے لہراسپ کشور کشا

یہ کہنے لگا پھر شہ نامجو
کہ تسخیر کرکے فقط خزر کو
ہوا قیصر روم مست و غرور
ہوا فہم و دانش سے یکبار دور

کہا یون فرستادہ سے بعد ازان
حقیقت ذرا جنگ کی کہہ بیان
کہ الیاس کا ملک کیونکر لیا
اوسے قید قیصر نے کیونکر کیا

یہ سنکر کیا نامہ بر نے بیان
کہ قیصر کا داماد ہے ایک جوان
دلیر و تنومند گشتاسپ نام
بنا ہاتھ سے اوسکے پہلے یہ کام

کہ بیشے مین اک گرگ خونخوار تھا
اور اک کوہ پر تھا وہان اژدہا
دلیرانہ دونون کو بیخوف و باک
کیا اوس دلاور نے جاکر ہلاک

پھر الیاس سے زیکو ہنگام جنگ
او تھا نہین سے لایا جوان بیدرنگ
یہ پوچھا جہاندار نے پھر کہ ہان
یہ بیٹھے ہیں جتنے یلان ایجوان

مشابہ ہے کسکے وہ جنگ آزما
کہ جسنے یہ کار نمایان کیا
نظر کرکے اوسنے سوی زریر
کہا اسکے ہمشکل ہے وہ دلیر

یہ جانا جہاندار لہراسپ نے
کہ برپا کیا فتنہ گشتاسپ نے
شہ روم کو نامہ کا پھر جواب
لکھا یون کہ ای شاہ والاخطاب

مگر اتنا اک پہلوان پر غرور
کہ یہ بات ہے عقل و دانش سے دور
ہنراوہ ون ہین گرد شمشیر زن
ہنر آزمایان لشکر شکن

نہیں حزن ایران نہ الیاس ہم
تو اندازہ سے رکھہ نہ باہر قدم
بدستور پہونچا شتابی مزاج
رہو ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج

یہ نامہ نویسندہ جب لکھ چکا
تو قابوس کو شہ نے رخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض نمودن تخت و تاج به گشتاسپ و خود بیاد خدا مصروف بودن

برادر جو گشتاسپ کا تھا زریر
کہا اس سے لہراسپ نے اے دلیر
تو جا پیش قیصر فرستادہ وار
یہ کہہ جاکے اوس سے کہ ای شہریار

توکر صلح ہم سے نہو کینہ خواہ
کرینگے نہ ہم خواہش تاجگاہ
تو پھر پاس گشتاسپ کے جائیو
تجھے بھی یہ پیغام پہونچائیو

کہ مین نے تری قدر جانی نہ آہ
ولے ہو نہین اب جانمن عذر خواہ
تری یاد مین بس پریشان ہون مین
بہت اپنے دل مین پشیمان ہون مین

خطا میری اب سر بسر کر معاف
کدورت سے کر آئینہ دل کا صاف
روانہ ہوا اب سوئے ایران دیار
کبھی شوق دیدار لیل و نہار

ہوا سیر مین افسر و تخت سے
تو فیروز ہو یاوری بخت سے
ارادہ یہ ہے معتکف ہوکے اب
کرون یاد یزدان مین ہر روز و شب

کہ کیون سر پہ تیرے کلاہ ہی
مبارک تجھے تخت و تاج شہی
بحکم شہنشاہ آفاق گیر
سو روم ایران سے آیا زریر

کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ
لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ
مجھے شاہ دے نصف ایران اگر
تو پھر صلح البتہ ہو ہمدگر

وگرنہ مصمم ہے پرخاش جنگ
مہیا ہے تیغ و سنان و خدنگ
شہ روم نے جب یہ پاسخ دیا
وہ رخصت ہوا اپنے مکان میں گیا

گیا پیش گشتاسپ کے وقت شب
کہا اوس سے پیغام لہراسپ سب
پیام پدر سن کے ہو شادمان
ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد

کتابون کو لیکر شتابان ہوا
روان سوئے اقلیم ایران ہوا
جو نزدیک پہونچا وہ سالار
گئے پیشوا نام داران شہر

گیا جبکہ لہراسپ کے روبرو
اوٹھا تخت سے وہ شہ نامجو
پسر اور پدر ہوگئے پھر ہمکنار
ہوئے مثل ابر بہار اشکبار

وہیں پھر جہاندار فیروز بخت	بچھا ایک تخت اسے بہائے تخت	لگا کہنے گشتاسپ سے اے پسر	تو اس تخت زرین پہ ہو جلوہ گر
وہ بیٹھا وہاں جب تو سب تاجدار	بحکم شہنشاہ عالی تبار	ہوئی اُسکے محکوم و فرمان پذیر	دلیران و گردان امیر و وزیر
جہاندار لہراسپ فرخ خصال	جہان میں رہا ایکصد و بست سال	کہا شہ نے گشتاسپ سے بعد ازان	کیا میں نے اب ترک کا رجہان
مجھے کام کچھ سلطنت سے نہیں	تو ہے مالک تخت و تاج و نگین	یہ کہہ کر قبائے شہی دور کر	لباس فقیری کیا زیب بر
نہ زنہار دل میں رہی حب جاہ	گیا پھر سوئے بلخ لہراسپ شاہ	کہیں اُنہ دنوں بلخ میں اک مکان	پرستشگہ خلق تھا کعبہ سان
کسی مجرے میں وان نہ صاف دل	یہ یزدان پرستی ہوا مشتغل	ہوا معتکف جبکہ لہراسپ شاہ	تو بیٹھا سر تخت گشتاسپ شاہ

نشستن گشتاسپ بہ تخت و پیدا شدن اسفندیار

شہنشہ بفضل خدائے کریم	جہانبین ہوا بادشاہ عظیم	شہان جہان بھیجتے تھے خراج	حضور خداوندِ اورنگ و تاج
دلے چین ماچین کا فرمانروا	کہ ارجاسپ تھا نام اُس شاہ کا	نہ کرتا تھا زنہار فرمان بری	کہ محکوم تھے اُسکے دیو و پری
غرض فوج پر اپنی مغرور تھا	بہت اپنے نزدیک و دور تھا	سوا اسکے سب تاجدارِ جہان	ہمیشہ تھے محکوم شاہِ جہان
جہاندار گشتاسپ تھا داد گر	تھا کام جز داد شام و سحر	یگانہ بعدل و کرم گستری	شب و روز مصروف دین پروری
کتایون سے پیدا ہوئے دو پسر	تو مسند پر زور و رشک قمر	رکھا نام اسفندیار ایک کا	دگر طفل کا نام پشوتن رکھا
ہوئے دونوں شہزادے پر زور جب	سکھائے ہنر شاہ نے انکو سب	جو جاماسپ اُس شہ کا دستور تھا	وہ علم سماوی میں مشہور تھا
منگا کر گیاہ بیابان زہوش	اوسے دیگ میں ڈال اور کر کے جوش	بٹھایا پھر اسفندیار اُسمیں لا	کہ جس سے وہ روئین بدن ہوگیا
لے گرد روئین تن اسفندیار	نہیں پور شاہنشہ نامدار	بہت زور مند و جو انمرد تھا	جہان میں بمردانگی فرد تھا
یہ لکھتا ہے فردوسی نامدار	کہے میں نے اشعار اسی ہزار	ہوا ختم رستم کا احوال رزم	بس اب دلکو ہے رزم دیگر کا عزم
لکھوں جنگ اسفندیار جوان	کروں کارنامہ جوان کا بیان	کوئی اگر دو تھا ایک بوقت نام	خبردار علم فلک سے تمام

رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاہ و خود را بہ پیغمبری آشکار کردن و آمدن گشتاسپ شاہ در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاہ ماچین و چین بر ایران و محاربہ عظیم رو دادن و از دست اسفندیار کارنمایاں بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار

دین زردشت را در عالم



وہ آیا حضورِ شہِ دین پناہ
کیا ایکدن یہ عمل آن کے
خواص اُس ثمر کا بیان کیجے کیا
ہوا شاد گشتاسپ فرخ نہاد
کہ یہ زردشت بولا اندیشہ کیا
ہوا خواہش دل سے اُس کا مرید
دکھاؤں تجھے معجزے اب نئے

بیان شہ سے کی اپنی آئین وراہ
کہ گشتاسپ آکے ایوان کے
کہ برگ و ثمر اُسکا جو کہائے تھا
زیادہ ہوا اور بھی اعتقاد
کرن وجا کے چین چارہ ارسپ کا
عقیدت سے ہر روز تھا شب مرید
عیاں مجھ پہ ہے راز ہفت آسمان

کیا راز آتش پرستی عیاں
ہوا ایک پیدا درخت بلند
نصیب اُسکے ہووے تھا علم فلک
پھر آئی خبر پیش گشتاسپ شاہ
غرض بلخ سے آیا جب پیش شاہ
کہا شہ سے زردشت نے ایکروز
جسے چاہو میں اوسکو پہچان لیں

ہوا معتقد اوسکا شاہ جہان
ثمر دار مطبوع خاطر پسند
فزون عقل ہوتی تھی شبہہ و شک
کہ ہے تخت جہاندار لہراسپ شاہ
تو ہے وہ شہنشاہ کیوان کلاہ
رسول خدا ہوں میں اے نیکخو
سو گلستان بہشت برین

اگر مین کسی پر ہو نا مہربان
مری پاس آتے ہیں اکثر ملک
تو گر اوسکے آئیں کرے اختیار
کیا تہا جو زر دشت نے آشکار
گیا یان سے بالائے پر آسمان
کہا ایک روز اوسنے ای تاجدار
لکہا شاہ نے نامہ ارجاسپ کو
پڑہا شاہ گشتاسپ کا نامہ جب
سنا ہے یہ شاہا تو بیدین ہوا
تجہے اوسنے گمراہ آکر کیا
ترا باپ دیندار و یزدان پرست
کہ بیدینی اب تونے کی اختیار
سپہ ورنہ کہینچون پس یکدو ماہ
ذرا پند نامہ کو پڑہ غور سے
پڑہا جبکہ مضمون نامہ تمام
سمجہا ہی کیا کچہے عزم جنگ
زریر دلاور نے تب یون کہا
ہوا شاد مان شاہ کشورکشا
کرونین تجہے کشتہ تیغ کین
یہ نامہ جو پہونچا تو سالار چین
جہان لشکر چین پہونچا تہا اون
سنی جب خبر شاہ گشتاسپ نے
سواران جنگی تہے شش صد ہزار
خردمند جاماسپ شہ کا وزیر
کہ ہے صلح کس کی برو روز وغا

تو دو دوزخ نصیب اوس کے ہو بیگمان
عیان مجہپہ کہتے ہیں راز فلک
تو مقبول ہو پیش پروردگار
وہی اوسکا مذہب کیا اختیار
خدا کو بہی مین دیکہہ آیا وہان
ترا ہے مددگار پروردگار
کہ چین سی تو اب دست بردار ہو
سپہدار ارجاسپ سمجہا یہ تب
پذیرندہ تازہ آئین ہوا
بنہ کار تیرا سراسر کیا
اور افسوس تو ہووی شیطان پرست
نہ گمراہ ہو بہر خدا زینہار
کرون ملک ایران کو یکسر تباہ
تو آیا بد رسم و بد طور سے
تو دستور گشتاسپ جاماسپ نام
نہیں چاہیے اس مین ہرگز درنگ
کہ جنگ آزمودہ ہیں یہ شہا
لکہا پاسخ ارجاسپ کے نامہ کا
نہ تو ہو نہ لشکر نہ ماچین و چین
ہوا پڑہکے مضمون بہت خشمگین
نہ رہتا تہا برگ و شجر کا نشان
کہ کہینچی اودہر فوج ارجاسپ نے
نبرد آزمایان خنجر گذار
صطرلاب اوسی مین تہا بے نظیر
وہین دیکہکر اوسنے ظاہر کیا

جہان بادشاہا بالطاف رب
مری واسطے زند و استا کتاب
غرض شہ نے سن قول زردشت کا
کئی دن کے بعد اوسنے پہر یہ کہا
کبہی شاہ گشتاسپ عالی گہر
کر اب شوق سی عزم تسخیر چین
وگرنہ ملاؤن تہ خون و خاک
کہ زردشت نے شہ کو گمرہ کیا
تری پاس پہونچا ہی وہ شوربخت
کیا کیش و دین تو نے اپنا تباہ
ہے پاس دین تجہہ سے ہون کینہ خواہ
ترا ہے جو پیغمبر بدسیر
لکہا دوستانہ یہ نامہ تجہے
روانہ ہوے لیکے وہ نامہ دیو
یہ بولا کہ لکہئے سمجہکر جواب
لگا شاہ سے کہنے اسفندیار
تعنیات ہو ساتہہ میرے سپاہ
او ٹہا وہی تو کسواسطے رنج راہ
غرض نامہ طیار جب ہو چکا
سپہ لیکے دوڑین ہے کارزار
نکرتا تہا غارت فقط کینہ جو
تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ
ہے لشکر چین بہ تیغ و تبر
لگا اوس سے کہنے شہ نامدار
کہ خویش و برادر ہے روز جنگ

نظر مین مری عرش و کرسی ہے سب
ہوی نازل ایسا گردون جناب
تو بس ترک دین اپنا یکسر کیا
ہوی اوسکو معراج حاصل شہا
نہ پہیرے تہا فرمان آوسکے سر
تو ہو ساتہہ ارجاسپ کے گرم کین
کرونگا تیغ کین سے تجہے مین ہلاک
دہین پاسخ نامہ پہر یہ لکہا
کہ ہی سخت بدکیش و بدروی سخت
پس و پیش نہ نہار دیکہا نہ آہ
مناسب ہے تجہکو کہ ای بادشاہ
اوسے اپنی اقلیم سے کر بدر
کہ حاصل ہو تا دین و دنیا تجہے
شتابی گئے پیش کیہان خدیو
کہا سن کے زردشت نے یون شتاب
مجہے تب کچہے رخصت سوئے کارزار
کہ ہون ساتہہ ارجاسپ کے کینہ خواہ
شتابی سے پہونچو نہیں لیکر سپاہ
تو پہر شہ نے دیوونکو رخصت کیا
روانہ ہوا سوئے ایران دیار
چلا تا تہا ہر کاخ و ہر قصر کو
دلیران جنگ آور و کینہ خواہ
سواران ایران سی تہا پر شتر
صطرلاب مین دیکہے ہوشیار
بہت کشتہ ہون زیر تیغ دغا جنگ

دیران ایران بہت ہوئے ہلاک
پہر آخر بالطاف یزدان پاک

صف آراستہ بعد ازاں ہوئی
بہم رزم جنگی نمایاں ہوئی

پسر شاہ لہراسپ کا اردشیر
کہ تہا دخت کاؤس سے وہ دلیر

کئے قتل اوسنے کئی نامدار
ہوا کشتہ پہر آپ انجام کار

ہوا جبکہ وہ کشتہ تیغ و تیز
گیا پور جاماسپ پہر ستیز

گیا پہر وہین جنگجو سے دلیر
جوانمرد پشتوہ پور زریر

ہوا جب کہ پشتوہ جنگی ہلاک
زریر دلاور ہوا خشم ناک

کئی پہلوان اور کئی دیو نژاد
مقابل ہوئے آکے مانند باد

تشابان ہوا پہر سوار دلیر
پسر شاہ ارجاسپ سے مانند شیر

ہوا تب خروشندہ سلطان چین
کہ اے نامداران ترکان چین

اوسے صاحب شوکت و شان کرون
بہت گنج و زر دیکے شادان کرون

کیا دیو نے زخم دون ہی رہا
ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما

دلیران ایران سے کہنے لگا
کہ ہے کوئی مرد نبرد آزما

وہین سنکے بولا یہ اسفندیار
کرون جا کے مین دیو سے کارزار

اگر دیو خونخوار کو کرکے پست
تو دے لشکر چین کو میں شکست

پہر اتنے مین لشکر مین غوغا اٹہا
کہ اس دیو نے حشر برپا کیا

یہ سنکر ملک زادہ اسفندیار
وہین اسپ بہزاد پر ہو سوار

کہا ہو نہین روئین تن اسفندیار
نہیں تاب دیونکو یہ زینہار

روان کی وہ وہین دیو سرکش نے تیغ
سو نامدار جہان بیدریغ

کیا زخم نیزہ رہا دیو پر
سنان نے کیا بس جگر سے گذر

جدا کرکے سر جسم ناپاک سے
جوان نے کیا بستہ فتراک سے

مدد کو گئے سوے اسفندیار
یہ کہنے لگا دون سے اے نامدار

یہ کہکر سپہدار اسفندیار
عقب دے کے دونون جنگی سوار

ہوا حملہ آور بہ فوج گران
زد و کشت باہم ہوئی خوب وان

گریزان ہوا وہ سلطان چین
ہوئے سب پراگندہ ترکان چین

میسر تہے ہووے فتح و ظفر
گریزندہ ہو فوج چین سربسر

دیران ایران و گردان چین
ہوئے گرم پیکار از روے کین

دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ
سواران چین سے ہوا رزمخواہ

برادر جو اوسکا وہ نیتاسپ کا
سو رزمگہ بعد اوس کے گیا

کئے اوس نے ترکان خونخوار قتل
ہوا آپ بہی آخر کار قتل

کئے غرق خون مرد خنجر گذار
نہ جانبر ہوا آپ بہی زینہار

روان کرکے گہوڑا سوے رزمگاہ
ہوا گرم کین مثل مار سیاہ

جوانمرد نے کہینچکر تیغ کین
کئے قتل دیوان و ترکان چین

صف فوج کو چیر کر سربسر
گیا جبکہ نزدیک وہ نامور

دلیرانہ اب گرم پیکار ہو
کرے جو کوئی قتل اوس گرد کو

وہین بیدرنگ ایک مرد دلیر
ہوا آن کر ہم نبرد زریر

زریر دلاور ہوا کشتہ جب
ہوا برہم شاہ گشتاسپ تب

جو اس دیو سے آکے ہو جنگجو
ملادے تہ خاک خون دیو کو

جہانگیر گشتاسپ ہوکے شاد
کہا یون کہ اے پور فرخ نہاد

تو سر پر ترے افسر زر رکہون
تجہے تخت شاہی حوالے کرون

ہزارون ہوئے کشتہ ایرانیان
نہیں ہائے تاب اقامت جہان

دلیرانہ آیا وہان سوے دیو
بسان ہزبر ژیان کرکے غریو

جو ہون ساتہہ میرے نبرد آزما
کشندہ ہون ان دیو خونخوار کا

دلیران سے وہ تیغ ہنگام جنگ
پکڑلی دلاور نے اور بیدرنگ

ہوا کارگر نیزہ آب گون
گرا خاک پر دیو سرکش نگون

تشابان ہوا اتنے مین پور زریر
اور اک گرد فرشید مرد دلیر

کہ اوجلو سوے ارجاسپ شاہ
کرداو سکے لشکر کو یکسر تباہ

تشابان ہوئے سمت سالار چین
جہاندار گشتاسپ بہی بہر زین

کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ
رہی بہر ارجاسپ کو تاب جنگ

گرفتار آئے بہت سرکشان
یہ کہنے لگے ہوکے [illegible] کنان

کہ جان بخشی اے شہ کرو تو اگر / تو آتش پرستی کریں سر بسر
کیا رحم گشتاسپ نے وہیں / پھر آیا وہیں شاہ روی زمیں
پڑا تھا جہاں کشتہ جنگی زریر / ملا وتراسپ شاہ آفاق گیر
ہوا نعش اوس کی نوحہ کناں / کہا یوں کہ اے سرفراز کیاں
ہوئی تلخ اب زندگانی مجھے / دریغا کہ یوں دیکھوں کشتہ تجھے
اوسے رکھ کے تابوت میں بعد ازاں / شہنشہ ہوا سوئے خیمہ رواں
لگا کہنے دستور سے شہریار / کہ میدان میں کر کشتگان کا شمار
شمار اوس نے جب کشتگان کا کیا / ہوا آشکارا کہ وقت وغا
ہوئے کشتہ ایرانیاں سی ہزار / ازاں جملہ تھے ہشت صد نامدار
جب آیا سو نعش ترکان چین / تو ظاہر ہوا یہ کہ گردان چین
ہوئے قتل میدان میں یکصد ہزار / ہزار و صد و شصت سہ نامدار
یسر ہوئی جبکہ فتح و ظفر / ہوا شاد شاہنشہ نامور
دیا دین زردشت کو پھر رواج / جہاندار نے از سر ابتہاج
دلیری و مردی اسفندیار / ہوا دیکھکر شادمان شہریار
اوسے شاہ نے تخت و افسر دیا / خوشی سے ولیعہد اپنا کیا
کہا پھر کہ اے پور عالی گہر / پے ملک گیری تو باندھ اب کمر
جہاں میں آئین طرز نکو / مروج تو کر دین زردشت کو
ہوا شاہ سے رخصت اسفندیار / سوئے روم پہلے گیا نامدار
شہ روم محکوم و وہیں کیا / پذیرندۂ دین و آئیں ہوا
رکھا زند واستا کو بالائے سر / اطاعت میں بہبود آئی نظر
گیا پھر سوئے ہند اسفندیار / وہاں بھی یہ آئین ہوا آشکار
پھر آیا سوئے یمن پہلوان / ہوئے لوگ ان کے پرستش کناں
گیا جس ولایت میں اسفندیار / کیا جس طرف نامہ نامدار
ہوئے سب دل و جاں سے فرماں پذیر / رعایا و بادشاہ و امیر و وزیر
گئے ہر طرف زند واستا کتاب / نہ آئی کسیکو یہ زنہار تاب
کرے حکم سے اوسکے جو انحراف / کسی نے نہ ہرگز کیا یہ خلاف
سپہ دار نے پھر یہ نامہ لکھا / سو شاہ گشتاسپ کشور کشا
کہ خرد و کلاں نے ز روئے طرب / پذیرا کیا دین زردشت سب
ہر اک ملک میں مردم خاص و عام / ہوئے گرم آتش پرستی تمام
یہ سنکر ہوا شاہ گشتاسپ شاد / کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان و تشریف آوردن در سیستان

جہاندار نے ایک کی انجمن / ہوئے آکے حاضر سران زمن
کوئی ایک تھا گرزم پہلوان / ندیم شہنشاہ گیتی ستان
ولے تھا وہ بدخواہ اسفندیار / لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
سنا ہے کہ اسفندیار جوان / رکھے ساتھ اپنے ہے فوج گران
غرور اوسکو ہے زور سر پنجہ پر / کہ ہم پنجہ اوسکا نہیں شیر نر
رکھے ہے وہ دل میں خیال تباہ / ارادہ یہ ہے اوسکا شام و پگاہ
کہ تجھکو کرے آہن گریباں اسیر / ترا چھین لے ملک و تاج و سریر
سنا تھا جو میں نے وہ ظاہر کیا / جو بہتر سمجھتے وہ کیجے شہا
ہوا سنکے آزردہ گشتاسپ شاہ / نہ پایا چین پھر سوئے بزم گاہ
کیا یکقلم صبر و آرام و خواب / رہا تا سحر روز و شب اضطراب
طلب کر کے پھر اپنے دستور کو / لگا کہنے شاہنشہ نامجو
کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار / یہاں لا شتاب اوسکو اے نامدار
وہ جاماسپ دستور شاہ جہاں / گیا پیش اسفندیار جوان
دیا پھر پیام شہ نامدار / لگا کہنے پھر وہیں اسفندیار
مجھے کل کی شب خواب آیا نظر / کہ ہیں خشمگیں مجھسے میرا پدر
وہ بولا کہ ہے راست تیرا یہ خواب / جوانمرد نے تب کہا یوں شتاب

کہ گیا واسطہ میری تقصیر کیا | ہوا پر غضب شاہ کشور کشا
کیا مین نے ہر اک کو آتش پرست | کیا سر بلند ان عالم کو پست
ہوئے میری شمشیر سے سرکشان | پرستندۂ بادشاہ جہان
نہ کی میری خدمت پہ ہرگز نظر | ہوا خشمگین آہ یون تاجور
سمجھتا ہون اپنا تجھے دوست دار | جو کچھ مصلحت ہو سو کر آشکار
وہ بولا کہ بہتر ہے اے نامور | کہ حاضر ہو چلکر حضور پدر
لگا کہنے یہ سن کے اسفندیار | کہ آزار دیگا مجھے شہریار
وہ بولا کہ بہتر ہے جور پدر | نہ پہیر اوس کے فرمان سے زنہار سر
ملکزادہ رکھتا تھا فرزند چار | بزرگ اونمین تھا بہمن نامدار
دوم پور مہر نوش نام ور | سوم آذر گر و فرخ سیر
چہارم تھا توشا ور نامجو | ہنرمند دانا و فرخندہ خو
غرض گرد بہمن کو اسفندیار | بجاہ و حشم کرکے مختار کار
روانہ ہوا سوئے گشتاسپ شاہ | سہ فرزند کو ساتھ لے اور سپاہ
گیا جب حضور شہ نامدار | ہوا تب گرفتار اسفندیار
اوسے قید کرکے کیا پہر روان | شہنشہ نے سوئے دژ گنبدان
ستونہا سخت آہنی لاکے چار | ستونون سے باندہا اوسے استوار
سنا جبکہ بہمن نے یہ ماجرا | بصد رنج و غم بلخ مین تب گیا
وہان سے بسوئے دژ گنبدان | ہوا بہائیون کو وہ لیکر روان
گیا الغرض پیش اسفندیار | ہوا باپ کا مونس و غمگسار
گذر جب گیا روزگار دراز | تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز
ہوا بلخ مین عازم سیستان | کہ آئین تازہ کرے وان روان
جو نزدیک پہونچا وہ فرخندزا | تو آیا تہمتن وہان پیشوا
کیا اختیار اوسنے آئین شاہ | مروج کیا ملک مین دین شاہ
رکھا زند واستا کو بالائے سر | کیا اوسکو ایرج وہان زود تر
کیا بعد ازان شاہ کو میہمان | رہا شاہ گشتاسپ دو سال وان
سنی شاہ ارجاسپ نے یہ خبر | کہ اسفندیار ایل نام ور

رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ برائے امداد پسر و شکست خوردن گشتاسپ

بفرمان گشتاسپ آفاق گیر | میان دژ گنبدان ہے اسیر
گیا ہے سو سیستان بادشاہ | نہین بلخ کے شہر مین کچھ سپاہ
یہ سنکر ہوا شادمان شاہ چین | گیا پہر وہین عزم پرخاش و کین
سپہدار کہرم تہا اوسکا پسر | اوسے با سپاہ گران زود تر
سوئے بلخ اوس نے روانہ کیا | وہان اسقدر کوئی ہرگز نہ تہا
کہ کہرم ہوا آن کر کینہ خواہ | گئے مردمان پیش لہراسپ شاہ
کہا یون کہ اے بادشاہ جہان | نہیں کوئی سردار لشکر یہان
مناسب ہے اب تجکو سروری | کہ زیبندہ ہے تمکو سرلشکری
یہ کہنے لگا وہ شہ نیکنام | کہ مجکو ہے یزدان پرستی سے کام
سرو کار کچھ سروری سے نہیں | مجھے کام سرلشکری سے نہیں
بہت عذر لایا وہ فرخندہ کیش | ولے عذر ہرگز گیا کچھ نہ پیش
مکان عبادت سے لہراسپ شاہ | گیا لاجرم جانب رزمگاہ
سپہ شاہ کے ساتھ تہی بیس ہزار | فزون اسے ہرگز نہ تہا اک سوار
مقابل وہین فوج کہرم ہوئی | دلیرانہ پہر جنگ باہم ہوئی
جو لہراسپ آیا سوئے کارزار | کئے کشتہ ترکان چین بیشمار
سواران بلخی نے وقت وغا | کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا

سپہ دار کہ گرم ہوا خشمگین | لگا کہنے اے نامداران چین
ولیکن نہایت تعجب ہے یان | کہ پڑتے ہیں غالب نظر بلخیان
لیا گھیر لہراسپ کو بس وہین | ہوا گرم بازار پرخاش وکین
ہوا جبکہ لہراسپ زین سے جدا | تو پھر چینیون نے دوبارا کیا
شکستہ کئے یکسر آتش کدہ | کیا زندواستا کو آتش زدہ
دوے بہاگ کر اک زن زستان | شتابان ہوئی لے جانب سیستان
ہوا سنکے غمناک شاہ جہان | یہ رستم سے بولا کہ اے پہلوان
کہ بالفعل شاہا تو کر عزم جنگ | عقب تیرے پہونچونگا مین بیدرنگ
سپہ دار ارجاسپ بھی لیکے فوج | روانہ ہوا چین سی مانند موج
چو ارجاسپ آیا بفوج گران | ہراسان ہوئی فوج ایرانیان
مقصر ہون خدمت سے مین لاجرم | سمجھے سکئے معذور باصد کرم
سپہ سے لگا کہنے پھر تاجور | بلا سے نہ آیا تہمتن اگر
سپہ لے کے آیا سو رزمگاہ | کہ تا لشکر چین سے ہو کینہ خواہ
ہوئی پھر صف آراستہ ہر دو سو | دلیران جنگی ہوئے ہر دو سو
ہوا گرم صحرا مین بازار جنگ | ہزارون ہوے سر جدا بیدرنگ
ہوا لشکر چینیان چیرہ دست | دلیران ایران کو پہونچی شکست
غرض شاہ گشتاسپ عالی تبار | ہوا جاکے قایم سر کوہسار
صطرلاب مین دیکھنے آنامور | کہ ہو کسطرح سے میسر ظفر
تو حاصل ہو فتح وظفر پھر وہین | تبہ ہووین یکدست ترکان چین
کہ اسفندیار جہان گیر کو | مرا نامہ لیجا کے اے نامجو
بحکم جہاندار و آفاق گیر | روانہ ہوا لے کے نامہ وزیر

بہم کینہ آور ہین جنگی سوار | ادھر یک ہزار اور ادھر صد ہزار
یہ لشکر ہوئی حملہ آور سپاہ | بسوئے سواران لہراسپ شاہ
ہوا زخمی وخستہ لہراسپ شاہ | زمین پر گرا خسرو دین پناہ
ہوا بلخ مین چینیون کا جو دخل | کیا بلخیون کو اسیر اور قتل
زنان شبستان گشتاسپ شاہ | ہوئی قید یکسر بحال تباہ
گئی پیش گشتاسپ باچشم تر | کہا ماجرا بلخ کا سربسر
یہ ہے وقت یاری و امداد کا | شہنشہ کو رستم نے پاسخ دیا
ہوا شاہ گشتاسپ وہین روان | سو بلخ پہونچا وہان سے دوان
ہوا ملحق لشکر نامور | ہوا یعنی آکر معین پسر
ہوا اسکے رستم نے نامہ لکھا | کہ کچھ کام درپیش ہے یان شہا
ہوا خشمگین خسرو ارجمند | نہ آیا او سے عذر بیجا پسند
جہان آفرین اب ہمارا ہی یار | یہ کہکے ہوا شاہ ایران سوار
شہ چین بھی لیکے سواران چین | مقابل ہوا آن کر بس وہین
خروشان ہوا کوس گردون شگاف | کہ لرزندہ جس سے ہوا کوہ قاف
ہوا دامن دشت دریائے خون | درفش سواران ایران نگون
گریزان ہوے جب کہ ایرانیان | تعاقب کو انکے گئے چینیان
وہ جاماسپ تھا شاہ کا جو وزیر | لگا کہنے اس سے شہ بے نظیر
گذارش کیا اس نے اے شہریار | جو ہو گرم پیکار اسفندیار
یہ ظاہر کیا جبکہ جاماسپ نے | کہا تب اسے شاہ گشتاسپ نے
دژ گنبدان سے یہان لا شتاب | توقف کو مت راہ دے جا شتاب
گیا جب وزیر شہ نامدار | حضور ملکزادہ اسفندیار

رہائی یافتن اسفندیار از بند گران بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جاماسپ از دژ گنبدان بحضور پدر و بعنایات شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار را بجنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ

گیا جب وزیر شہ نامدار
دیا نامہ شاہ شہزادے کو
کہ ہے گرزم پہلوان پور شاہ
دیا سن کے جاماسپ نے یہ جواب
غرض دیکے جاماسپ نے اسکو بند
جب آیا وہ پھر ہو شمین لشکار
دیا لاکے گشتاسپ نے سپہ ملا
مرے ملک سے خصم کو دور کر
یہ فرماکے اور کرکے گرزم طلب
تو ارجاسپ نے جب سنی یہ خبر
مقابل ہوئی دو صف کارزار
گئی گرگسار دلاور کے تیر
شتاب اوسنے آراستہ کرکمند
کیا اپنے لشکر مین لاکر اسیر
گیا وان سے کہرم بوقت ستیز
کئے تیغ سے یکصد و شصت تیغ
ہوئی فوج ارجاسپ کی تباہ
گئے اپنے کشتوں کو وہ چھوڑ کر
بفرمان اسفندیار جوان
لیا منہ مین ترکو نے پہر پرگاہ
بصد شوکت و حشمت و جاہ
تری بہنونکو لیگیا شاہ چین
قسم ایزد پاک کی اے پسر
حوالے کرون تجہکو تخت شہی
نہ ہون مین ایک بندہ فرمان بردار

دداخل شدن گشتاسپ در بلخ

کہ کہنے سے جس کے مجھے بیگناہ
کہ اے نامدار ثریا جناب
کئے دور یکدست آہن کے بند
اور اوسکے ہوا دل کو جسم فگار
بہت مہربان شاہ اوپر ہوا
الم سے چھڑا مجھکو مسرور کر
کیا قتل اسکو بچشم غضب
روانہ کیا کہرم اپنا پسر
پئے جنگ آیا نکل گرگسار
ہوئے پار جوشن کو یک لخت چیر
کیا گردن خصم کو اسمین بند
پہر آیا پئے جنگ با تیغ و تیر
بنزدیک ارجاسپ کرکے گریز
جدا سر دلیروں کے بیدریغ
گریزان ہوئی چھوڑ کر رزمگاہ
لڑائی سے یک لخت منہ موڑ کر
ہوئے گرد لیوان تعاقب کنان
حضور جوانمرد لائے پناہ
ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ
تو پہر اس سے ہو جائے اکرام کین
کہ آوے تو جیدم بفتح و ظفر
زر و گنج و سیم و فرمانبہی
نہ خواہندہ افسر زرنگار

گرفتار زنجیر کرکے گیا
تو اب دل کو بس دور کر بغض کین
وہ یا نتک گرفتار آہن مین تہا
تو جاماسپ نے اسکو باکروفر
پہر اپنے جرایم کا ہو عذر خواہ
تجھے سونپ دون تخت ایران مین
پہر اسفندیار جوان کو روان
پئے جنگ حجاج اسفندیار
ہوا سامنے اوسکے مرد دلیر
و لے جسم اسکا سلامت رہا
گرا پشت سے اسپ کے گرگسار
پہر آیا یہ مین یکصد و بست تن
پہر اوس جا سے کرعزم اسفندیار
ہوئے جنگ سے گرد ترکان تورانیان
ظفر یاب گردان ایران ہوئے
رہی جب نہ تاب ثبات و قرار
بہت ترک کہینچے تہ تیغ کین
ہوا مہربان اوپہ اسفندیار
لگا کہنے پہر شاہ فرخ نہاد
چھوڑا کر اونہیں قید سے لا یہان
کرون ترک دنیا و دولت یہین
یہ لشکر دلاور نے پاتخ دیا
بفرمان شاہنشہ دین پناہ

حضور ملک زادہ اسفندیار
لگا کہنے شہزادہ جنگ جو
رکھا مجھ پہ بیداد ناحق روا
یہ زنہار وقت شکایت نہین
وہ مخلصی اوسکو عشق آگیا
معہ چار فرزند والا گہر
لگا کہنے اے پور باعز و جاہ
کرون پہر مین طاعات جان آفرین
کیا سوئے اعدا یہ فوج گران
اور اک پہلوان نام تہا گرگسار
وہ روئین بدن مثل غرندہ شیر
کہ روئین بدن وہ جوانمرد تہا
اوسے کہینچا جلد اسفندیار
ہوئے کشتہ از بازوئے صف شکن
لگا کاٹنے پہر بسمت یسار
کہ میدان یک یہ گیا بحر خون
گریزان سواران ترکان ہوئے
شہ چین ہوا رہ نورد فراز
ہوئی لالہ گون خون سے وانکی زمین
پہر آیا حضور شہ نامدار
کہ اے مرد روئین تن اسفندیار
نہ تاخیر کر ہو شتابی روان
عبادت کرون ہو کے گوشہ نشین
مبارک تجھے تخت افسر شہا
شتابی ہون ارجاسپ کینہ خواہ

نہ توران میں چھوڑوں نہ چین نہال — کروں شاہ ارجاسپ کے تخت حال
چڑھا لاؤں میں جواہر و نگو نتاب — باقبال شاہ شہا یا جناب

کہا شاہ نے آفرین مرحبا — شب و روز یاد رہو تیرا خدا
لگا کہنے شہ سے پسر اسفندیار — کہ یوں عرض کرتا ہے اب گرگسار

کہ ہو مخلصی قید سے مجھکو گر — تو خدمت کروں خوب شام و سحر
جہاں قصد کیجیو میں ہوں رہنما — بجا لاؤں میں شرط خدمت سدا

جہاندار نے اسکو کرکے طلب — کہا یوں زروئے نشاط و طرب
کیا قید سے تجھکو ہم نے رہا — اور لیکن تو بھی رسم وفا

حضور جوانمرد اسفندیار — تو رہیو شب و روز خدمتگذار
پھراتا ہوں اسپ قلم کی عنان — اور آتا ہوں اب بہ سر ہفتخوان

رفتن اسفندیار جانب دژ روئیں براہ ہفتخواں برای رہائی ہمشیرہائے خود

رہا جب ہوا قید سے گرگسار — تو پھر مرد رویین تن اسفندیار
اوسے لیکے اپنے مکان میں گیا — رہا اوسپہ مصروف لطف و عطا

کہا یوں کہ صدق ارادت سے گر — رہے تو مرے پاس شام و سحر
کرے راستگوئی یہاں اختیار — تو ہر دم فزوں ہووے عز و وقار

تجھے ملک تسکان سے اک ملک دوں — ترے تن سے ورنہ جدا سر کروں
وہ بولا کہ خیر راستی زینہار — نہیں کچھ مجھے کام لیل و نہار

کروں صدق دل سے پرستندگی — بجا لاؤں رسم رہ بندگی
لگا کہنے اس سے یہ اسفندیار — کہ سوئے دژ روئیں اے گرگسار

بتا کونسی راہ سے ہوں رواں — کہ پہونچوں نہیں آرام سے جلد واں
وہ بولا کہ اک راہ ہے خوبتر — کہ ہے یکسر آباد اے نامور

سہ ماہہ مسافت رکھے ہے وہ راہ — بخوبی گذر جائے وانسے سپاہ
کم آباد ہے اس کی راہ دگر — ملے میوہ و آب ہے بیشتر

دوماہہ مسافت ہے اے نامدار — نہیں کچھ بھی خوف و خطر زینہار
سوم ہفت روزہ ہے اے ارجمن — ولے نیک بخت وہ راہ ہے پرگزند

اور اس راہ کا نام ہے ہفتخوان — کسے ہے یہ قدرت کہ جائے وہاں
ہر اک منزل اسکی ہے پرخوف و بیم — یہاں جادوان ہیں بلائے عظیم

کہیں شیر و گرگ اور کہیں اژدہا — نہ ہو جنگ سے جس کے کوئی رہا
زن ساحرہ ہے بد شور بخت — بیابان و سیمرغ و سرمائے سخت

گذر اس بیابان میں دشوار ہے — کہ ہر گام پر رنج و آزار ہے
یہ بولا جوانمرد اسفندیار — کہ مجھکو نہیں کچھ خطر زینہار

نشاں بندہ ہوں میں سوئے ہفتخوان — کروں دفع ہر اک بلا کو وہاں
یہ کہکر بلائی مے خوشگوار — ہوا مست و مخمور جب گرگسار

یہ کہنے لگا یوں کہ اے پہلوان — رہ ہفتخوان سے تو مت ہو رواں
دلیر و قوی زور ہے گو ہزار — تو جانبر نہ ہوگا وہ زینہار

یہ گفتار ہرگز خوش آئی نہیں — کہ بستہ پھر دست و بازو میں
وہ کہنے لگا ہوکے گریہ کناں — کہ میری خطا کیا ہے اے پہلوان

کہا میں نے جو کچھ وہ باطل نہیں — مجھے قید کرنے سے حاصل نہیں
وہ بولا نہیں کچھ یہ خشم و غضب — تجھے اسلئے میں نے باندھا ہے اب

کہ تا راہ سے تو گریزاں نہ ہو — مری دیکھ لے کس قوت و زور کو
کہ کیا کیا دلیری ہے مجھ سے عیاں — بخوبی کروں طے رہ ہفتخوان

یہ کہکر گیا پیش شاہ زمین — ہوا شہ سے رخصت یل پیلتن
سواران جنگی لیے دس ہزار — خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار

غرض کرکے پشوتن کو سالار جنگ — روانہ ہوا وان سے وہ بیدرنگ
الف کتف بستہ جو تھا گرگسار — رکھا ساتھ اوسکو اسپ پر کر سوار

گئے اپنی سرحد سے جب وہ گذر — تو اک دشت پر ہول آیا نظر
وہ تھی اولیں منزل ہفتخوان — کروں میں حقیقت اب اسکی بیان

احوال منزل اول راہ ہفتخوان

قوی ہیکل و سخت خونخوار ہین — کہ ہنگام پیکار بیخوف باک
یہ بولا کہ جب گرگ آن شکار — تو پھر بار تیر ترم کسیجو
ہوا دشت پر خوف مین پر درد — نمایان ہوے گرگ خونخوار جب
کہ خستہ ہوئے گرگ تفت ستیز — وہیں کھینچکر تیغ زہر آبدار
سوئے جنگ و پیکار مائل ہوئے — کیا قتل گرگون کو انجام کار
کہ باقی کوئی اور بھی ہی بلا — وہ بولا کہ بس تھے یہی گرگ دو
بعیش و طرب تجھی شب بسر — غرض وان فرود آئے ہنگام شام

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

کہ ہے راہ مین آج کیا کیا بلا — وہ بولا دہین گرگ اے نوجوان
مبادا تجھے اون سے پہونچے گزند — نمایان ہوے جب دو شیر عرین
کرین حملہ شمشیر کرکے علم — ولیکن ہوا انکو مانع جوان
دوبارہ کیا شیر نر کو وہین — ہوا کشتہ جب نر تو پھر مادہ شیر
کیا تیغ بران سے اوسکو دو نیم — مظفر ہوا جبکہ اسفندیار
ہے خوشگوار اس نے دل تو تسلی — طلب کرکے پھر راہبر کو کہا
مقابل ترے آئیگا اے جوان — دراز و سطبر و درشت و دژم
لگا کہنے پھر سرور ارجمند — کرو ایک طیارہ گردون نمایان
شباشب وہ گردون مرتب کیا — کے تعبیہ تیر و تیغ و سنان

احوال منزل سوم از راہ ہفتخوان

روانہ ہوا گرد اسفندیار — وے تنہا وہ صندوق مین جلوہ گر
کہ تا اژدہے سے نہ پہونچے گزند — وہ آیا جو مانند ابر سیاہ
لیا کھینچ اس اژدہے نے بدم — ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
رہی پھر نہ طاقت جو ہو گرم کین — نکل دونین صندوق سے وہ دلیر

وہ صحرا جو دیکھا تو اسفندیار
بلا آوے گی آج در پیش کیا
وہ گرگان جنگی ستمگار ہیں
سواروں سے روئین تن اسفندیار
یہ کہکر زرہ سے دلیری سے مرد
لگے اسقدر زخم پیکان تیز
دلیرانہ آکر مقابل ہوئے
جوان مرد نے پھر یہ اس سے کہا
نہیں آج کچھ اور خوف و خطر
ہوئے بعد ازان مائل خواب
ہوا مہر رخشان جو وقت سحر
دلاور نے یون راہبر کو کہا
کہ ہین پیل سے بھی سطبر و بلند
پشوتن لگا کہنے ہم تم بہم
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
دلے اس دلاور نے بیخوف و بیم
اقامت گزین ہو کے با صد خوشی
وہ بولا کہ اک اژدہا ہے دمان
ہوا سن کے یہ بات اندیشہ مند
نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا
ہے بستہ اسپان تازی اور
دم صبح گردون پہ ہو کر سوار
کیا در کو صندوق کے قید مین نہان
وہ گردون صندوق تھا اپنا ہم
زبون ہو کے گرد دکھوا دکھا تھیں

لگا پوچھنے یون کہ اے گرگسار
وہ بولا کہ اے مرد زور آزما
کرین پھینکو پیل دانتون سے چاک
نہ زنہار فرصت ذرا دیجیو
کیا تیرباران سوارون نے تب
پشوتن جوان اور اسفندیار
ہوا دیکھ حیرت زدہ گرگسار
سو تو نے کیے قتل اے جنگجو
لگے پینے صہبائے گلگون تمام
بسر کی بخوبی و آرام شب
تو وان سے روانہ ہوئے بیشتر
دو شیران خونخوار ہین یان بسے
تب اسفندیار جوان سے وہین
گیا آپ سوئے ہژبر دوان
ہوئی ہم نبرد جوان دلیر
تو لایا بجا شکر پروردگار
کہ فردا مجھے پیش آئیگا کیا
دہن سے ہوا آتش افشان میدان
کہ ہو دور از ان بعد اوسے بوان
رکھا ایک صندوق بھی بادبان
کہ تھے تیز زنہار مانند باد
پڑا اژدہا ہے دژم جب نظر
تو ماہی سا تیرہ ہوا تھا سماء
تو ناچار ہوا اژدہا بے وبال
خروشان ہوا مثل غرندہ شیر

کیا زخم شمشیر بران رہا
دوبارہ ہوا وہ سیہ اژدہا

ہوا ایک بیہوش جنگی جوان
تو کی نقش دارو وہین نوجوان

بفضل الہی ہوا تندرست
توانا و خرم دل و چاق و چست

سپاس خداوند جان آفرین
وہ لایا بجا خرمی سے وہین

می لعل گون نوش کی بعد ازان
لگا کہنے یون راہبر سے کہ ہان

تو کہہ کیفیت منزل چار مین
بیان کر اوسنے کہا پھر وہین

زن سحر ساز ایک رہتی ہے وان
اور اک غول ساتھ اسکی ہے نوجوان

لگا کہنے ہنسکر یہ اسفندیار
علاج اسکا آسان ہے ای دوستدار

احوال منزل چہارم از راہ ہفتخوان

ہوا منتشر روز چہارم روان
وہ اسفندیار جوان پہلوان

کہیں راہ مین ایک تھا سبزہ زار
اقامت گزین وان ہوا نامدار

غرض کرکے ترتیب بزم خوشی
خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی

زن خوبرو ایک آئی وہان
کیا آکے یون مہ جبین نے بیان

کہ ہون دختر اک شہ کی نامدار
بیابان مین لایا مجھے دیوسار

تو اب غول کے بند سے کر رہا
حضور اپنے رکھہ مجھکو صبح و مسا

یہ گفتار سنکر دلاور جوان
یہ بولا کہ وہ غول اب ہے کہان

وہ بولی گیا ہے برائے شکار
وے آتا ہی جلد وہ نابکار

یہ سمجھا یقین وہ جوان پہلوان
کہ ہے ساحرہ زن نوجوان

وہین کرکے اسکو اسیر کمند
کیا بستہ محکم بزنجیر و بند

وہ جادو سے پھر بنگئی پیرزن
ہوا پر غضب مرد شمشیر زن

کیا کھینچکر تیغ اسکو دو نیم
نمایان ہوا پھر غبار عظیم

جہان جس سے تاریک سارا ہوا
سیہ غول پھر آشکارا ہوا

سوئے فوج اسفندیار جوان
دہن سے ہوا وہین آتش فشان

شتابان ہوا کھینچکر وہین مرد
ہوا غول بدکیش سے ہم نبرد

کیا غول نے زور ہر چند پر
نہ غالب ہوا اس تنومند پر

وہ غول سیہ کار انجام کار
ہوا کشتہ از تیغ زہر آبدار

مظفر جوان دلاور ہوا
معین بخت اقبال یاور ہوا

دلاور نے پھر راہبر سے کہا
کہ دیکھا تماشا مری جنگ کا

کیا غول کو مین نے کیونکر ہلاک
زمین کو کیا جسم سے اوسکے پاک

وہ بولا کہ اے آفرین مرحبا
ولے پیش آویگی کل وہ بلا

کہ جس سے رہائی ہے دشوار تر
نہ جانبر ہو ہرگز تو اے نامور

غرض ایک سیمرغ خونخوار ہے
مکان اسکا بالائی کہسار ہے

دو بچے ہین اس کے بہت زورمند
درشت و قوی بازو و سربلند

تجھے او تیری ہے جتنی سپاہ
کریگا وہ سیمرغ سبکو تباہ

احوال منزل پنجم از راہ ہفتخوان

وہ بولا بتائید یزدان پاک
کرون تیغ بران سے انکو ہلاک

روانہ ہوا صبح اسفندیار
دلیرانہ گردون پہ ہو کر سوار

وہان جبکہ پہونچا دلاور جوان
کہ سیمرغ مسکن گزین تھا جہان

تب آیا وہ سیمرغ گردن فراز
کیا اوسنے چنگال دونون دراز

کہ گردون کو لیجا اڑا دے کہین
سر قلعۂ کوہسار برین

لے اوس مین رکھی تھی تیغ و سنان
ہوا اوسکے چنگال سے خون روان

ہوا خستہ چنگل جو رفتار سے
تو پکڑا اوسے اوسنے منقار سے

ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
ہوئی پارہ منقار و حلق و زبان

ہوا اوسکے تن سے روان بحر خون
زمین پر گرا ہوکے پست و زبون

نکل وہ ہین صندوق سے شیر گیر
ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر

لگے زخم شمشیر بیانتک رہا
کہ سیمرغ کو بس دوبارہ کیا

جو دیکھا تو بچے ہراسان ہوئے
وہین آشیان سے گریزان ہوئے

ہوا آفرین مرد کے بازو و دست پر
ہوئی آفرین خوان یہ سر بسر

لگا کہنے یون بعد ازان گرگسار
ششم منزل ای سرور نامدار

کہون کیا کہ پر رنج ہے اسقدر
گذرنا وہان سے ہے دشوار تر

بہت بارش برف و باران ہے دان
لگے کہنے مردم کہ اے نامدار
وہ کہنے لگا میں نہ ہرگز بیرون
نہیں فوج درکار کچھ زینہار
نہو وین جدا تجھ سے ہم زینہار
بروز ششم سرور نامور
ہوا روز جب رفتہ تمام
ہوئی بارش برف بھی بعد ازان
سپاہ سپہ دار اسفندیار
شتاب آئے بند دینہ تو رحم کر
بجا لا کے پھر شکر پروردگار
یہان بخش ہووے گی اب کیا بلا
نہین گرم ہے جون تف آفتاب
غرض بیخرابی ہے تا سی گروہ
نہ منصور و فیروز ہون زینہار
تو ہرگز نہ رکھ اب قدم بیشتر
دلیر و جوانمرد اسفندیار
وہین راہ بر سے یہ بولا جوان
ترا بخت فرخندہ یاور ہوا
ہوا پر غضب دیکھکر نامدار
عبث تو نے پہونچا کے بیم گزند
کہ با وصف پیمان نہ دیتی جفا
کرے تا کہ عطف عنان ہا تو
تو تیغ قوی ہے کہ میری خطا
گنہ بخوفدار سے بعد ازان

چلے باد تند ایسا ان پہلوان
خدا سے نہیں کر سکے کارزار
رہ ہفتخوان طے سراسر کرون
مدد گار میرا ہے پروردگار
کرین جان و تن تجھ پہ یکبار نثار

احوال منزل ششم راہ ہفتخوان

کیا متصل کوہ کے تب مقام
رہی تین دن ایک آفت وہان
رہ عجز سے ہو کے وان اشکبار
کہ ہو یہ بلا دفع اب سربسر
سپہ دار بولا کہ اے گرگسار
وہین راہبر نے یہ پاسخ دیا
نہیں ہے کہیں نام یکقطرہ آب
سوا اسکے ایک گرد و دن شکوہ
دلیران ایران و توران دیار

احوال منزل ہفتم از راہ ہفتخوان

نظر کر کے سوے خداوندگار
نہیں ریگ تفتہ کا پایان کچھ زینہار
اثر برف کا اس زمین پر ہوا
کہا راہبر سے کہ اے نابکار
کیا فوج کو میری اندیشہ مند
گرفتار زنجیر مجھ کو کیا
برآوے مری دل کی پھر آرزو
معاف اب ہو تقصیر و دے عطا
کہ تجھ ہاتھ سے کہ شوکت فیروز شان

تبھی ہو سپہ سخت پہونچے گزند
مناسب یہی ہے کہ بس پھر چلو
اگر یان سے پھر جاؤ تم شوق سے
یہ سنکر سران سپاہ دلیر
وہ بولا پھرون گر بفتح و ظفر
لگی چلنے تب تند باد سقر
نہان زیر کہسار لشکر ہوا
لگے مانگنے یہ دعا سب وہین
کیا لطف سے سب کو یزدان نے شاد
بفضل خدائے جہان آفرین
کہ ہے راہ مین ریگ تفتہ تمام
نہ ہرگز کرے خاک پر سبزہ جا
وہ ترو دین اتنا ہے محکم کہ بس
میسر نہو غلہ و علف و کاہ
ہوا عازم منزل ہفتمین
سراسر تھی باطل تری گفتگو
وہان سے جو لشکر گیا بیشتر
تو اتنا تھا ہرگز نہیں قطرہ آب
خجل ہو کے کہنے لگا گرگسار
سخن آگے تیرے دروغ ایکبار
رہائی ہو یعنی مری بند سے
بنا پھر سپہ دار عالیجناب
وہان سے وہ دزد ایک فرسنگ تھا

یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند
تن و جان و سر یان زیر باد ہے
شتابان سوے خانہ ہو ذوق سے
لگے کہنے آن شاہ آفاق گیر
تو بخشونہیں تمہین ملک گنج و گہر
وہان سے ہوا عازم بیشتر
کہ عاجز لشکر ہوا سربسر
تردد سے ناچار لشکر ہوا
کہ اے خالق آسمان و زمین
ہوئی یکقلم دور وان برف و باد
رہی باقی اب منزل ہفتمین
ہوا گرم جون شعلہ ہے صبح و شام
نہ طایر اوڑے وان پرندہ ہوا
کرین جہد کو شش اگر بیشک
سپاہ گران ہووے آخر تباہ
سو ٹھانا عطف عنان یا سے کر
ہر اک گام پہ مرو پائی زمین
یہ سنکر وہ بولا کہ اے نامجو
تو اک بحر ذخار آیا نظر
ہلا دیگی سب کو تف آفتاب
اگر ہون تجھ سے آزردہ نامدار
کیا مین نے اسواسطے انکار
غرض فضل و لطف خداوند سے
اد سے بند سے وہی پائی نجات
کہ تنخیر کا جس کے آہنگ تھا

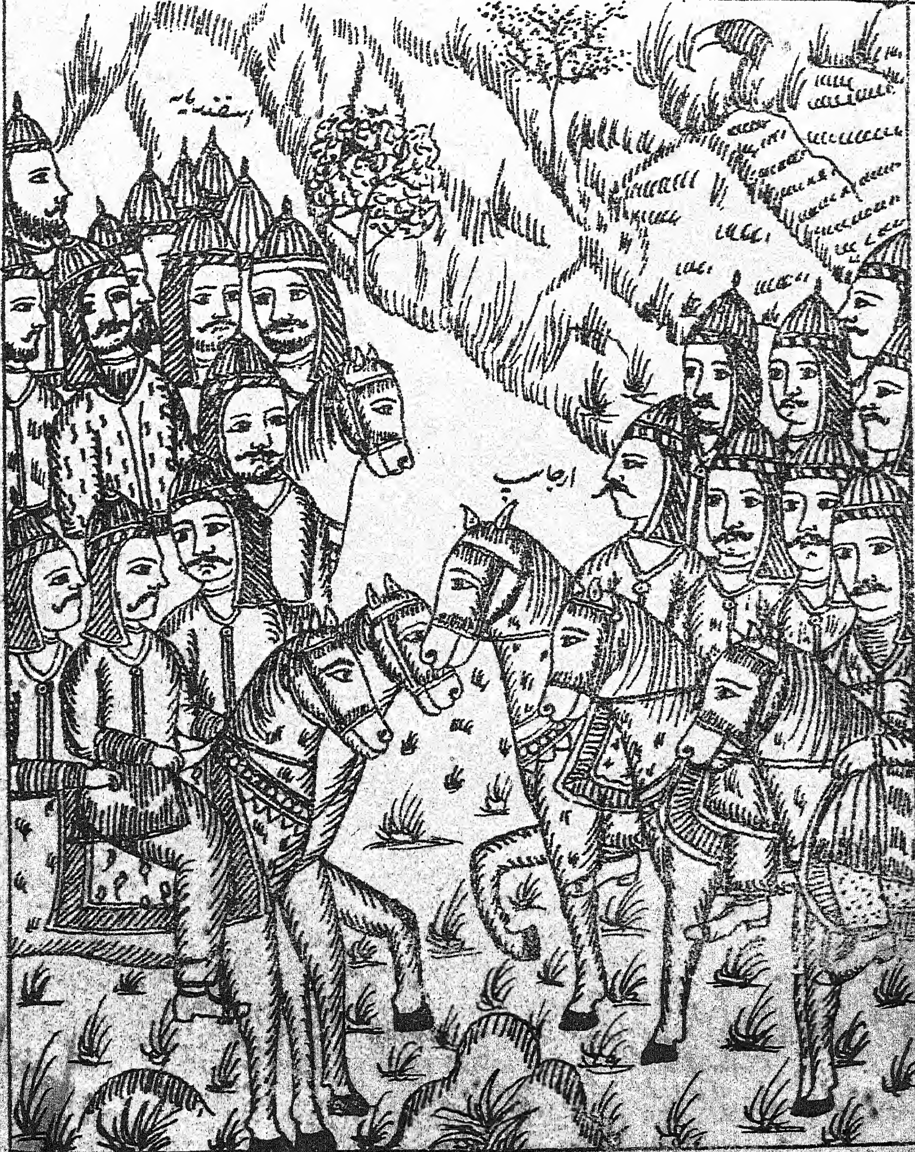
سپہ دار جنگی یہ بولا وہیں ‏ کہ تدبیر تسخیر حصن متین ‏ بتا زود تر مجھکو اے گرگسار ‏ دیا اوس نے پاسخ کہ اے نامدار
اگر تم دو صد سال کوشش کرو ‏ نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو ‏ یہ بولا کروں فتح اک آن میں ‏ میں گھوڑے کو دوڑا کے میدان میں
کروں سر جدا شاہ ارجاسپ کا ‏ دلیرانہ لوں کینہ لہراسپ کا ‏ زن و دختر و خواہر شاہ چین ‏ کروں میں گرفتار زندہ ولین
یکایک ہوا تنا وہ شور بخت ‏ کہی اوسنے شوخی سے گفتار سخت ‏ ہوا پر غضب سنکے سالار دہر ‏ ہوئی زر شعلہ خیز آتش خشم و قہر
بیک زخم شمشیر زہر آب دار ‏ قلم کی وہیں گردن گرگسار ‏ گیا شب کو لیکر کئی پہلوان ‏ سوئے قلعہ اسفندیار جوان
بنایا وہ روئین دژ آہنی تہا ‏ نہیں نام تہا واں گل و خشت کا ‏ سہ فرسنگ بالا وہاں چہل ‏ ہوا دیکھہ حیران جوانمرد یل
کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا ‏ بنایا وہاں کام تدبیر کا ‏ یہ بولا کہ کتا تہا سچ گرگسار ‏ کہ یہ دژ نہ تسخیر ہو زینہار
اوٹہا کر بہت رنج آیا یہاں ‏ دریغا کہ محنت گئی رائگان ‏ میسر ہوئی کچھ نہ راحت مجھے ‏ ہوئی حاصل آخر ندامت مجھے
غرض ہو کے مایوس واں سے پھرا ‏ غمگین خاطر و دل پراگندہ تہا ‏ ہوا ایک درویش وہیں دوچار ‏ یہ کہنے لگا اوس سے اسفندیار
کہ کیفیت دژ ذرا کر بیان ‏ وہ درویش بولا کہ اے پہلوان ‏ سپاہ گران ہو درون حصار ‏ نبرد آزمایان خنجر گذار
رسد غلہ پیدا ہو واں بیحساب ‏ روان ہیں بہت چشمہ جوئے آب ‏ نہیں کوئی چیز مطلوب ہے ‏ مہیا ہے اُس دژ میں ہر ایک شے
گذر مردم غیر کا واں نہیں ‏ دے حکم یوں ہی سپہ دار چین ‏ کہ آوے کہیں سے جو بازارگان ‏ تو آنے دو اسکو یہاں بیگمان
یہ سنکر ہوا شاد اسفندیار ‏ کیا آپکو تن سے یوں آشکار ‏ کہ جاتا ہوں میں بنکے بازارگان ‏ درون دژ روئین اے پہلوان
تو رہنا خبردار شام و پگاہ ‏ کہ تیرے حوالے ہے یکسر سپاہ ‏ نہ ہونا زنہار اندیشہ مند ‏ وے جبکہ ہو دژ میں آتش بلند
تو اس وقت لیکر سپہ بیخطر ‏ دلیرانہ آنا در قلعہ پر ‏ زد و کشت آکر وہاں کیجیو ‏ جدا تن سے ترکوں کے سر کیجیو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دژ روئین و کشتن ارجاسپ و کہرم پسرش را و فتح یافتن

مہیا وہیں کرکے یکصد شتر ‏ کیا جامہ زرکار واں زیب بر ‏ دہ اشتر پہ دیبائے رومی ہے بر ‏ دہ اشتر پہ از لعل و یاقوت و در
وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے ‏ سو ہر اک پہ صندوق دو دو رہے ‏ صد و شصت گردان جنگ آزما ‏ کئے مرد جنگی نے اونمیں نہان
ہوئے ساربان صد یل نامجو ‏ نبرد آزمایان پرخاش جو ‏ غرض اسطرح سے بروے حصار ‏ گیا مرد روئین تن اسفندیار
سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہان ‏ کہ آیا ہے ایران سے اک کاروان ‏ کہا جا بجا ہرگز دربان کو ‏ کہ زنہار اس سے مزاحم نہو
جو پہونچا در قلعہ پر کاروان ‏ نہ ہرگز مزاحم ہوئے مردمان ‏ گیا پھر وہ سوداگر ارجمند ‏ خوشی سے درون حصار بلند
یہ ارجاسپ کو جاکے بہیجا پیام ‏ کہ اے شاہ نام آور ذو الاکرام ‏ رہ دور سے با متاع گران ‏ مسافت کو طے کرکے آیا یہان
یہ ہے خواہش بندۂ خاکسار ‏ کہ آوے حضور شہ نامدار ‏ دیا شاہ نے حکم آوے یہان ‏ کیا پیش ارجاسپ بازارگان
متاع گران پیشکش کی وہیں ‏ ہوا خرم و شاد سالار چین ‏ کہا نام کیا اُس نے پاسخ دیا ‏ کہ خراد ہے نام میرا شہا

یہ پوچھا کہ اے مرد بازارگان تو ایران کی مجھ سے خبر کر بیان
یل گرگساران خرد آزما سلامت ہے یا قتل اُسکو کیا
کہ ایران سے عازم ہوا اُدہر نہیں ہے وہاں کی مجھے کچھ خبر
کہ آوے رہ ہفتخوان سے اِدہر ہنسا شاہ ترکان یہ سنکر خبر
رہ جو اور رخصت ہوا بعد ازاں کیا شہ نے ہنگام رخصت بیاں
غرض لیکے بازار میں کی مکاں لگائی دکان پر متاع گراں
دلاور کی دو خواہر مہروش نہ چین کے مطبخ میں ہیں آبکش

کہ کس مصلحت میں ہیں یہاں نہاں جہاندار گشتاسپ و اسفندیار
دیا اُس نے پاسخ کہ اے بادشاہ ہوئی منقضی مدت پنج ماہ
ولیکن یہ تہا راہ میں اشتہار کہ یہ عزم رکھتا ہے اسفندیار
کماں ان کہ کیا تاب اسفندیار رہ ہفتخوان سر کرے جو گذار
کہ یاں آئیو چاہے جو وقت تو مزاحم نہ ہوویگا دربان کبہو
لگے آنے ہر جنس کے مشتری ہوا گرم بازار سوداگری
سنی یہ خبر جبکہ دونوں نے وان کہ آیا ہے ایران سے بازارگان



سوے کاروان وہ شتابان ہوئین
وہ بولا کہ ہون مرد بازارگان
ولے دو ہین واقف ہو تحقیق راز سے
لگین اس سے کہنے کہ اے نامور
تمہاری رہائی کو مین آیا یہان
گیا ایکدن وہ جوان پیش شاہ
کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر
یہ جی مین ہے اب نذر کیجیے ادا
کہا شہ سے جراد نے بعد ازان
بلندی پہ ہو وہ قلعہ کہ خیمہ زنان
نہال پہر سراپردہ کرکے بلند
ہوا رونق افزاے بزم طرب
شہ چین و یکدست ترکان شتاب
پشوتن نے دیکھا تو لیکر سپاہ
خروشندہ پہر ہو کے مانند شیر
وہ مجلس مین تہا بسکہ مست شراب
کہ لیکر سواران پنجاہ ہزار
سواران چین اور پنجاہ ہزار
تو لیکر صد و شصت مرد لنکا
بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوئے
یہ کہکر گئین پہر دو لالہ عذار
گئے خنجر آبگون گاہ تیغ
زن و دختر و خواہر شاہ چین
کیے قتل گردان چین بیشمار
دو کرم پسر شاہ ارجاسپ کا

یہ جراد سے آکے پرسان ہوئین
نہین واقف حال شاہ یلان
لیا اسکو پہچان آواز سے
کرین کچھ عیان راز خلوت گہ
کسی سے نہ یہ راز کیجو عیان
لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ
کرون جشن ترتیب مین زود تر
غرض شہ ہو مجلس مین رونق فزا
کہ مسکن گزین ہوئین جہان وہ بتان
کرون ایک ترتیب اُن انجمن
خوشی سے وہ سوداگر ارجمند
گئے نامداران بہی ساتھ اُس کے سب
ہوئے مست مخمور پیکر شراب
در دز پہ آکر ہوا کینہ خواہ
کہا مین ہون اسفندیار دلیر
یہ سنکر گیا سوے خانہ شتاب
کہ اب جا کے بدخواہ سے کارزار
تعین کیے پہرہ در دون جہان
جوانمرد رو دئین تن اسفندیار
جو باقی رہے سو گریزان ہوئے
سو منزل گرد اسفندیار
ہوا زخم باہم کیے بیدریغ
گرفتار ساتہہ اسکے وہین ہو تن
یکایک بان پہ ہوا آشکار
پشوتن کے تہا ساتہہ جنگ آزما

کہ احوال گشتاسپ و اسفندیار
یہ کہکر ہوا تند وہ خشمگین
بہنگام شب پیش اسفندیار
جوان نے بہی پہچان اسکو لیا
وہ بیچاریان شاد و خرم وہین
تباہی مین آیا تہا مہر اجہاز
عنایت سے پہر ایزد پاک کی
یہ سنکر لگا کہنے ارجاسپ شاہ
نہایت ہے تنگ آسکے نامدار
شہ چین نے پروانگی اسکو دی
ہوا محفل آرائے عیش و نشاط
طعام لطیف و مے دور جام
ہوئی روشن آتش وہان بعد ازان
وہان جسکو پایا اوسے بیدریغ
ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار
سپہ دار کہرم کہ فرزند تہا
سپاہ گران لے کے کہرم گیا
سپہ پیش ارجاسپ کمتر رہی
گیا وقت شب سے ایوان شاہ
گئین وہ وہین پیش جوان جو ہران
لگے کرنے باہم وہ کین کارزار
ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار
بہرادران سی پہر وہ دلاور جوان
کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کو
سنی جب یہ آواز حیران ہوا

لگے کہ ہے معلوم کر آشکار
وہ بیچاریان روتی پہر گہر گئین
گئین پہر وہ سیمین بر و گلعذار
طلب کرکے خلوت مین انکو کہا
گئین پہر وہ در مطبخ شاہ چین
قبول اوسگہڑی کی تہی مین نیاز
کنارے پہ کشتی بمقصد ملی
کہ محفل مین آوینگے ہم صبح گاہ
یہ لطف شہی سے ہون امیدوار
کرون روشن آتش بفرط خوشی
دم صبح شہ از سر انبساط
مہیا تہا سامان عشرت تمام
کہ فرزنگہا جسکا پہونچا دہوان
کیا کہینچکر زیر برندہ تیغ
کہ آیا در دژ پہ اسفندیار
اوسے شاہ ارجاسپ نے تن تو کہا
ہوا جا پشوتن سے جنگ آزما
ہوئی جب دلاور کو یہ آگہی
دلیرانہ چین سے ہوا رزم خواہ
دیا اسکو منگوی شہ کا نشان
سپہ دار ارجاسپ نے اسفندیار
مظفر ہوا گرد اسفندیار
ہوئے در قلعہ آیا دوان
کہ بدخواہ نے ہوکے پنہان جو
وہین جانب شہ شتابان ہوا

گیا جبکہ کہرم درون حصار
ہوا گرم جنگ اوس سے اسفندیار
پشوتن بھی دنبال کہرم گیا
ہوا گرم بازار پرخاش کا

دلیران توران دگر وان چین
ہوئے بسکہ وان کشتۂ تیغ کین
در دژ ہوا غرق خون سربسر
پڑی نعش پر نعش اوسدم دوپہر

زبون آخر کار ترکان ہوئے
سراسیمہ و انسے گریزان ہوئے
ولیکن نہ زنہار کہرم ہٹا
دلیرانہ میدان مین قایم رہا

لگا کہنے کہرم سے اسفندیار
کہڑا کیا ہی اے کہرم نامدار
مری ساتھ ہو آکے گرم نبرد
یہ سنکے مقابل ہوا شیر مرد

وہ مرد توانا و چست و دلیر
ہوئے گرم پیکار مانند شیر
پکڑ کر کمر بند کہرم وہین
دلاور نے پٹکا بروئے زمین

کیا تیغ سے پھر سر اوسکا جدا
خوشی سے دہان حکم پھر یہ دیا
کہ جو کوئی حاضر ہوا یان آنکر
کرم وان اوسپہ لطف و کرم بیشتر

حضور اوسکے حاضر جو ترکان ہوئے
تو وہ مورد لطف و احسان ہوئے
بہت دن رہا قلعہ مین نامور
مسخر ہوا ملک چین سربسر

سران نواحی توران دیار
ہوئے آکے محکوم اسفندیار
ہوا وان جو کوئی فرمان پذیر
تو بس قتل اوسکو کیا یا اسیر

نہ کوئی رہا چین مین اک نامدار
نہ توران مین کوئی رہا شہریار
سپہ کو بصد لطف و جود و عطا
دلاور نے گنج فراوان دیا

زنان پر یوار ارجاسپ شاہ
رکہین پاس خیمے مین با عز و جاہ
دے دختر و خواہر شاہ چین
ہر اک پور کے کی حوالے یہین

لکہا نامہ فتح گشتاسپ کو
ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو
یہ اسفندیار جوان کو لکہا
کہ اے نامدار نبرد آزما

تو بالفعل وان ہو اقامت گزین
تصرف مین لا ملک ماچین و چین
سپہدار نے پھر لکہا یہ جواب
کہ اے تاجدار ثریا جناب

مسخر کیا ملک توران و چین
بیان ہم و اندیشہ ہرگز نہین
بس اب آرزوئے قدمبوس شاہ
مجھے ہے شب و روز و شام و پگاہ

دگر بارہ جب نامۂ پہلوان
پڑہا شاہ نے تب کہلا جہان

آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن با پدر

رہ ہفتخوان سے پھرا اسفندیار
روانہ ہوا سوئے ایران دیار
دہان جبکہ پہونچا وہ فرخ نہاد
ہوئی تہی جہان بارش برف و باد

تو بس وہ وہین پایا تمام و کمال
تلے برف کے دبگیا تہا وہان
گیا جبکہ نزدیک شہر پدر
تو وہ دین بحکم شہ نامور

بزرگان ایران گئے پیشوا
دہان بچ جو نزدیک ایوان گیا
تو آیا جہاندار گشتاسپ بہی
بغلگیر ہو کر بفرط خوشی

کیا آفرین اور کی یہ دعا
کہ عالم ستان رہیو صبح و مسا
کیا ایک ترتیب جشن نشاط
پیے جام مے ازرہ انبساط

ادے ہاتھ سے اپنے پھر کر دیے
کبھی آپ بھی بادشہ نے پیے
کہا شاہ نے پھر کہ اے پہلوان
بیان کر دو رہ قصۂ ہفتخوان

کیا کشتہ جسطرح ارجاسپ کے
تو کہہ مجھہ سے تا دل مرا شاد ہو
وہ بولا کہ اسدم بہ نسبت شراب
کہون کیا مین اے شاہ گردون جناب

کہ گفتار مستان ہے بے اعتبار
سحر کہ مفصل کرون آشکار
جہاندار گشتاسپ روز دگر
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر

برابر تہا کرسی پہ اسفندیار
جوان نے حضور شہ نامدار
مفصل کہا قصۂ ہفتخوان
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان

بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند
ولیکن ہوا دل مین اندیشہ مند
نہ ہرگز دیا اوسکو دیہیم تخت
کہ تہا شاہ کو اسکی ہوس تخت

جو دیکھی یہ پھیری شہریار
ہوا سخت آزردہ اسفندیار
کتایون جو تھی مادر مہربان
حضور اوسکے جا کر یہ پہلوان

کہ مین نے کیا قتل ارجاسپ کے
بفرمان شاہنشہ نامجو
گرفتار تہیں اوسکی وان خواہران
لیا مانگ کے لایا مین اوسکو یہان

اٹھائی بہت محنت و رنج سخت
کتابون نے یہ سنکر از روی پند
مبادا کرے پھر گرفتار بند
کہ محکوم ہے تیرے سردار فوج
کریگا تو شاہی پس مرگ شاہ
کہا اُن نے وقت مستی مے
جو کچھ کام اس جانفشان نے کیا
بظاہر یہ دلجوئی پہلوان
طلب کرکے جاماسپ کو اپنے پاس
کہ ہے کس طرح مرگ اسفندیار
زبردست ہے مرد اسفندیار
ولے پہلوان رستم نامدار
بہت کرکے تعریف اسفندیار
یہ کہکر ہوئے سران سپاہ
کہا مین نے یہ رستم گرد کو
اطاعت سے پھیرا ہے اب اوسنے سر
تہمتن ہے القصہ لیل و نہار
مرے دلمین کینہ ہے اب اسکا
جوان کہا شاہ نے بعد ازان
وہ بولا کہ مین پہلے ای بادشاہ
عوض اُسکے کر زم کرکے آہ
کہون قصہ ہفتخوان یاد کر
زبان پیر جادو وہ غول سیاہ
وہ سختی سیمرغ و باران تیز
گرو تنہا جہان سختین وان گیا

کہ تا شاہ بخشے مجھے تاج و تخت
کہا یون کہ ای سرور ارجمند
روا رکھے پھر شاہ تجھپر گزند
تو ہے صاحب حکم و سالار فوج
کہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
کہ شاہی خدائی کو معلوم ہے
نہ ہرگز کسی پہلوان نے کیا
ہوا وہ مین مصروف شاہ جہان
کہا یون کہ ای مرد اختر شناس
یہ سنکر خردمند نے ایکبار
کسیکو نہین طاقت کارزار
کریگا وہ کشتہ انجام کار
لگا کہنے اُس سے کہ اے نامدار
نگہ کرکے بولا شہ دین پناہ
کہ اب چل کے میرا مددگار ہو
یہ کہتا ہی نخوت سے ہے روز و شب
ثنا گوے کیخسرو نامدار
نہایت تردد سے ہی صبح و مسا
کہ جا لیکے لشکر کو سیستان
ہوا شاہ ارجاسپ سے کینہ خواہ
کیا قید مجھکو بحال تباہ
تو پھر راست ہون تجھسے تو مع سپر
کیے ذکر گشتہ مین تفصیل آلہ
وہ طغیانی و جوش دریا سے ژرف
شہنشاہ کا حکم لایا جب

پر ایفاے وعدہ مین ہے یان قصور
تو یہ بات ہرگز زبان پر نہ لا
پدر کے ہو متبارک یہ تاج مہی
نکر اضطراب اے یل بے نظیر
خوشی آئی یہ پند اوسنے زنہار
کیا قتل دشمن کو اے بادشاہ
مگر حیف ایفاے وعدہ ہنوز
ولے دلمین ناخوش ہوا شہریار
ذرا دیکھ احوال اسفندیار
نظر کر ہے گردش مہر و ماہ
جہانمین ظفرمند و فیروز ہو
ہوا شاہ شادان یہ سنکر سخن
مبارک تجھے تخت و تاج شہی
کہ گشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب
نہ آیا مرے ساتھ ہرگز ادہر
کہ ہے کابل و زابل و نیمروز
براہ اطاعت وہ آتا نہین
مناسب ہے اب یہ کہ اسفندیار
تہمتن کو یا کشتہ کر یا اسیر
شہ چین کو وقت وغا دی شکست
کیا کشتہ اب شاہ ارجاسپ کو
وہ گرگان جنگی شیر ژیان
وہ سیمرغ آیا جو بر تیغ تیز
کرون گریبان مین تو جو بند تنگ
بہا نیکو مت کام فرما شتاب

تو کہہ جاکے انصاف سے ہے یہ دور
کہ ہو بدگمان شاہ کشور کشا
ولے فی الحقیقت ہی تجھکو شہی
کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر
اٹھا ہوکے دلگیر اسفندیار
رکھا مین نے ناموس تیرا نگاہ
نہ تو نے کیا اے شاہ نیک روز
یہ گفتار آئی بہت ناگوار
تو کر مجھسے راز فلک آشکار
کہا یون کہ اے شاہ گیتی پناہ
مسخر کرے ہفت اقلیم کو
وہین ایک ترتیب کی انجمن
کہ زیبا ہے تجھکو کلاہ مہی
ہوئین دختران زنان بند سب
نہ لی اتنی مدت مین میری خبر
عطا کر وہ خسرو خصم سوز
مجھے کچھ بھی خاطر مین لاتا نہین
کرے رستم گرد سے کارزار
تو پھر آ کے لے مجھسے تاج و سریر
لیا ملک یکسر وسیع کرکے لیت
کہ شادان ہو شاہنشہ نامجو
وہ کافر بلا اژدہائے دمان
تو کھینچا اوسنے بھی تہ تیغ تیز
روان مثل دریا دل خارہ سنگ
رہ لطف سے کر مجھے کامیاب

که بیجان سے پہرتے نہین زینہار / شہان فلک قدر عالی تبار
حوالے کیا پہر تجھے تخت و تاج / پدر نے ترے از سر ابتہاج
اگر مین کرون فخر شایستہ ہے / بزرگی مجھے آج بایستہ ہے
شہنشاہ نے پہر یہ پاسخ دیا / که گفتار تیری ہی یکسر بجا
کمربستہ حاضر تھے جو بندگان / یل زال اور رستم پہلوان
بڑا حیف ہے بخت اعدا و ننگ / که ہو نامور تو دلیر و زرنگ
تصرف مین اب نصف ایران کہین / سر پر خلافت کا دعوی کرین
شتابندہ ہو پہر کے سیستان / کرون جنگ رستم سے مین بیگمان
شتابان ہو تو لیکے گنج و سپاہ / تہمتن سے ہو جاکے آ رزمخواہ
زوارا فرامرز کو بھی نہ چھوڑ / بد اندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
نہین جاۓ اندیشہ کچھ زینہار / که تو ہے جہان مین یل نامدار
کیا قتل ارجاسپ کو روز جنگ / دژ رویین آخر لیا بیدرنگ
کریگا تو اکدم مین اسکو اسیر / تجھے پہر مین دونگا یہ تاج و سریر
دلاور جوان نے دیا یہ جواب / که رستم کو ہرگز نہین ہے یہ تاب
یہان کا وہ لے تربیت کردہ ہے / ہمارے بزرگونکا پروردہ ہے
بہت اُس نے کار نمایان کئے / زبون نامداران توران کئے
زبون تر ہے نزدیک یزدان پاک / که ایسے دلاور کو کیجے ہلاک
مگر تجھکو اندیشہ کچھ اور ہے / بہلا یہ بھی شاہا کوئی طور ہے
نہین خوب شاہا ہون سے پیمان سست / یہ بہتر که شہ قول کا ہو درست
بزرگون کی خدمتین حاضر رہا / نکوئی مرے ساتھ اوسنے کیا
رہ سیستان لے بفوج گران / گرفتار رستم کو کر جاکے وان
که عبرت ہو اور دنکو پہر زینہار / نہ کوئی کرے سرکشی اختیار
یہ مقصد ہی تیرا که ہو یان سے دور / رہو مین نہ زنہار تیرے حضور
یہ کہکر جوان ہوکے چین بجبین / شتابان ہوا اپنے خانہ وہین
خبر لا که اسکا ارادہ ہے کیا / یہ سنکر وہ دستور دانا گیا

بہلا روم مین تو نے شاہنشہا / کیا کشتہ اک گرگ اک اژدہا
کئے بیٹے اب کار ہاۓ کلان / ملاۓ تہ خاک خون دشمنان
مناسب ہے یہ اور لایق تجھے / که اورنگ و دیہیم اب دے مجھے
دلے سخت غم ہے که ہر صبح و شام / که کاوس خسرو کے آگے مدام
اور اب سرکشی تجھسے کی اختیار / نہین حکم لاۓ بجا زینہار
ترے آگے اسطرح شام و سحر / کرین سرکشی رستم و زال زر
لگا کہنے یون گرد آفاق گیر / که دیجے مجھے آپ تاج و سریر
وہ بولا که تیرا ہی دیہیم و تخت / نہ بد دل ہو اے سرور نیک بخت
گرفتار کر رستم و زال کو / تصرف مین لا ملک اور مال کو
نہ رکھہ بدسگالان کا نام و نشان / که ہو پہر کوئی کینہ آور وہان
کیا ہفتخوان فتح تو نے تمام / بلند اس جہانین ہوا تیرا نام
نہین تاب رستم جو ہو ہم نبرد / تو ہے شیر کش گرد وہ ہی شیر مرد
قسم زند و استا کی ہے پیلتن / که ہو مین نہ زنہار پیمان شکن
جو مجھ سے کرے آکے میدان جنگ / کرو مین نہ یون اُسکو بین بیدرنگ
سنا ہے که رستم یل نامدار / رہا یان شب و روز خدمتگذار
نہ ایرانیان دیکھتے روۓ تخت / تہمتن نہ کرتا اگر کار سخت
مخالف ترا تہا اگر پور زال / تو مہمان ہوا تو کیون اسکا وبال
مجھے بہیجتا ہے تو سوۓ سیستان / مری حق مین ہے بدسگالی یہان
یہ گشتاسپ بولا که اے پہلوان / بلا سے اگر رستم پہلوان
نہ لا درمیان عذر اے نامور / تمناۓ اورنگ و افسر ہے گر
پیادہ اوسے لا یہان کرکے بند / پڑی ہووے گردن اوسکی کمند
وہ بولا که اے بادشاہ جہان / بہانہ تو کرتا ہے لیکن نہان
مبارک تجھے اورنگ و افسر تجھے / جہان مین ہے بس ایک گوشہ مجھے
لگا کہنے جا اپنے شہریار / که جا زود تو پیش اسفندیار
ہوا جاکے جب اُسسے فرمان رسال / وہ بولا که اے مرد فرخ خصال

جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھسے بتا
وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ
کہ راضی ہے رویین تن اسفندیار
کتابون سے بولا تہ ماجو
رضامند ہے گرچہ وہ نامور
کتابون ہوئی سنکے اندوہگین
نہ جا اُسطرف ہرگز اے ہوشمند
دلے قصد بیکار اوس نے نہ تھا
پذیرا کیا میں نے اس بات کو

خردمند نے تب یہ پاسخ دیا
کہ سیستان ہو روانہ پگاہ
بجنگیں یل رستم نامدار
کہ اسفندیار جہان گرد کو
ولیکن تسلی ذرا تو بہی کر
جوان سے کہا جا کے او سنوین
ذرا گوش جان سے تو سن میری پند
کہ ہے وہ نکوخواہ سرکار کا
اگر بعد اقرار انکار ہو

بجالا شتابی سے حکم پدر
حضور شہنشاہ کشورستان
ہوا شادمان شاہ گردون جناب
کرون ہون میں رخصت سوے سیستان
کہ رستم کو جب لاوے کرکے اسیر
زبردست ہے رستم نامدار
کتابون سے بولا یہ اسفندیار
کرون کیا کہ اب یون ہے فرمان شاہ
تو پہر مردمی سے نہایت ہو دور

نہ سر پہیر زنہار اے نامور
کیا جا کے جاماسپ نے یہ بیان
گیا پہر وہ پیش کتابون تب
پے جنگ رستم بفوج گران
تو بخشو نہیں پہر وہ ہی تاج سریر
اگر قصد رزم اُس سے تو زنہار
کہ رستم سے ڈرتا نہیں زینہار
کہ ہون رستم گرد سے کینہ خواہ
بجالاون ناچار حکم حضور

رفتن اسفندیار طرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان
وہ اشتر روان تھا جو پیش قطار
لگے کہنے مردم ہوئی فال بد
وہ بولا یہ موقع ہے اور کے بجا
گیا متصل سیستان وہ جب
تو پہر زال نے بافراوان سرور
کہا ہے طلب رستم گرد کو
وہ بولا کہ پیوستہ ہے پہلوان
اوسے مثل گشتاسپ لا اپنے گہر
وہ پہونچے کنارے پہ دریا کے جب
یہ کہہ کر گیا بہمن نامدار
خبر سنکے آنے کی تیری اوبہاٹ
اوتر رخش سے رستم پہلوان
کہ اے وارث تخت و تاج کیان

ہوا شہ سے رخصت سوے سیستان
گیا بیٹھ وان اور پہر زینہار
مبادا کہ پیش آوے کچھ حال بد
ولیکن بہادر کشور کشا
روانہ کیا اوس نے بہمن کو تب
ادب سے جھکایا سر اوسکے حضور
یہ بہمن سے سنکر یل نامجو
رہے ہم کمربستہ پیش کیان
تکلف سے مہمانی اُسکی تو کر
لگا کہنے بہمن تعشق سے تب
کہا جا کے یون پیش اسفندیار
ترے ساتھ آیا ہے وہ پہلوان
جھکا کر سر عجز جون بندگان
سرفرازان گیتی ستان

دیا شاہ نے لشکر و گنج و زر
نہ وان سے اوٹھا اُس دلاور نے تب
مناسب یہی ہے کہ اب یکبار
کہیگا کہ لایا بہانہ جوان
کہ لے آوے یان رستم گرد کو
لگا کہنے یون بہمن نامدار
گیا پیش رستم کہا ماجرا
تو جا شوق سے پیش اسفندیار
کیا جبکہ یہ زال زر نے بیان
توقف کنان ہو تو اے نامور
کہ رستم دلیر و جوانمرد ہے
گیا پہر سپہدار اسفندیار
جو کچھ شرط خدمت تہی لایا بجا
ترے قد پہ زیبا قبائے شہی

ہوا وہ شتابان بصد کر و فر
کیا قتل اوسکو ز روی غضب
سو خانہ پہر چلئے اے نامدار
یہ کہکر روانہ ہوا پہلوان
گیا جب کہ وان بہمن نامجو
کہ آیا ہے رویین تن اسفندیار
لگا کہنے وہ مصلحت اب ہے کیا
بجا لا کے رسم درہ انکسار
گیا ساتھ بہمن کے وہ پہلوان
کرون باپ سے اپنے جا کر خبر
مروت میں اور خلق میں فرد ہے
جریدہ وہ سوے رستم نامدار
پہر آغاز کی یہ دعا و ثنا
ترے سر پہ شایان کلاہ مہی

وہ ہے نیک طالع جو ہے تیرے حضور
ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو
فرود آکے گھوڑے سے اسفندیار
سزا وار تحسین و صد آفرین
وہ بولا کہ مجھکو سرافراز کر
وہین رستم گرد کو لے گیا
ہین اب تو بہی راضی ہوا سپہر
نہ اک دم رکے شہ گرفتار بند
کہ راضی نہین ہے اگر بند پر
بسانِ شہنشاہ فرخندہ خو
وہ بولا کہ آیا تہا یان شہریار
اگر میرے فرمان سے پھر جاے تو
تجھے بند کرکے نہ لیجاون گر
سپہدار نے پھر دیا یہ جواب
تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہون اب
جوان نے کہا یون کہ آتا شتاب
کہا اے سپہدار آفاق گیر
لگا کہنے اُس سے یہ اسفندیار
کہ اب مصلحت ہی کہ اے نامدار
ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند
کہا زال نے یون کہ ای نامدار
ہوے سپہدار عالی گہر
وہ بولا کہ ہے منتظر زال زر
مرے ساتھ چلیے آپ اے ارجمند
کہ مین کام تیرے بہت آونگا

پرستش کنان ہو بفرط سرور
طرح مہر کے عالم افروز ہو
ہوا رستم گرد سے ہمکنار
جہان مین تو اُسکا ہو یار و معین
تو رونق فزا چلکے ہو میرے گہر
وہان جاکے رستم سے کہنے لگا
کہ دانستہ لیجلون تجھکو پابند کر
نہ پہونچا دے ہرگز تجھے کچھ گزند
تو بس ہوکے رخصت تو جا اپنے گہر
مرے گہر تو مہمان ذرا چلکے ہو
بطور دگر اے ستودہ شعار
سر جنگ زر و تحسین آئے تو
تو کیا قدر پاؤن حضور پدر
کہ پی اور دے مجھکو صہبا ناب
کہون زال سے جاکے احوال سب
یہان بھیجنا صاف ورنہ جواب
کیا کیون نہ رستم کو تو نے اسیر
کہ پھر آوے یکبار رستم نامدار
نہ ساتہہ اوسکے ہو زیہ مجہ نباہ
گیا سوچ مین سرور ارجمند
ملک زادہ دانا ہے اسفندیار
شتابان ہوا گرد روز دگر
قدم رنجہ فرما تو اے نامور
روان ہو تو ہو کر اسیر کمند
سدا تیری خدمت بجا لاونگا

کرے سرکشی تجھسے جو شوربخت
یہ آئین و رسم ادب دیکھکر
لگا کرنے رستم کی پہر یون ثنا
قوی اوسکی ہو پشت لیل و نہار
پذیرا نہ اوسنے کیا زینہار
یہ ہی حکم گشتاسپ شاہ دلیر
پہونچکر حضور شہ کامگار
رہا سنکے خاموش وہ پہلوان
یہ لایا زبان پر پیل تن
جو کچھ مجھسے فرماوی تو بعد ازان
ولیکن مین آیا بعزم دگر
تو مین کسطرح کہاتا نان و نمک
وہ بولا کہ زنہار مین بہی یہان
طلب کرکے پھر جام مینا دیان
جو کچھ مصلحت دے مجھے زال زر
سوی خانہ رستم جو رخصت ہوا
نہایت زبون سخت بیجا کیا
لگا کہنے تہمتن کہ ای شیر گیر
مبادا کہ پھر کار دشوار ہو
گیا رستم گرد جب اپنے گہر
سحر اوسکی خدمتمین پہر جائیو
اوسے لیگیا آکے اسفندیار
کیا اس نے انکار اور یون کہا
کہا اوسنے ای فرخ پشم
کہ مین نے کیا ر نمایان عوام

شتابی گرفتار خواری ہو سخت
ہوا شاد وہان سرور نامور
کہ اے نامور گرد و رزم آزما
نہووے اُسے کچھ غم روزگار
وہ اپنے لشکر مین اسفندیار
کہ رستم کو لے آؤ کرکے اسیر
کرون مین رہا تجھکو اے نامدار
کیا پہر سپہدار نے یون بیان
کہ یکبار اے سرور انجمن
بجا لاؤن فرمان ترا اے جوان
بھلا کیونکہ مہمان ہون اب تیرے گہر
کرون تجھسے پیکار زیر فلک
نکہاؤنگا اب اے سپہدار نان
کیے نوش باہم کئی شاتگین
گزارش کرون مین یہان آنکر
تو تہمتن نے اندیشہ اُس دم کیا
کہ دشمن کو یون ہاتھ سے جانے دیا
زبردست ہی وہ سوار دلیر
نہووے دگر بار دشوار ہو
یہ قصہ کہا زال سے سربسر
نہ دو سواس دل مین ذرا لائیو
کیا خوب رستم کا عز و وقار
کہ اے پہلوان تو بہی یانسی بجا
تو دیکھ مجھپہ مصروف لطف و کرم
کہ ہے پشت گردان تو دان تمام

جہان مین سرفراز گردان ہو نہین
مروت سے کرتا ہون آب انکسار
یہ چاہا نہ دوے غضب بیدریغ
شفقت بہت تو نے کی بیشتر
ہو راستے بیٹھے ہین پیوستہ ہم
شاہین سے اے رستم نامور
رکھا زال کو بہرہ ایوان مین
جو ناپاک بدشکل دیکھا اوسے
وہ مردار کہا کو ہوا جب کلان
بزرگون کی پیر سے جو کی چاکری
یہ سنکر ہوا تند وہ پیلتن
نہین ہے یہ گفتار اے نامور
بزرگان تہی واقف پیر سے بسر
زبان جنگی تہا ہو تنگ سے
مری مان بہی تہی دخت مہراب شاہ
دلیران ایران زمین چند بار
پذیرہ نہ زنہار مین نے کیا
دلیری پہ اپنی نہ مغرور ہو
کئی شاہ سے کہینچے تہ تیغ تیز
وہ دیو سفید اور اکوان دیو
چہوڑایا شہنشاہ کاؤس کو
کئی بار دی مین نے اسکو شکست
نہ کر جنگجوئی جو کچہ ہے تمیز
یہ چاہا تہا او سدم کرون بیدریغ
ستم گر روا ہے کے مہمان پر

نگہدار شاہان ایران ہو نہین
نہین ورنہ تجہ سے خطر زینہار
تہمتن پہ کیجے رہا زخم تیغ
بس آرام سے بیٹھے تو شکر
یہ کہکر گیا بیٹھ بے رنج و غم
کہ ہے نسل سے دیو کے زال زر
وہین چہوڑ آیا بیابان مین
تو سیمرغ نے بہی نہ کہایا اوسے
تب آیا وہ پہر جانب سیستان
تو حاصل ہوا رتبہ سروری
زبان پر یہ تندی سے لایا سخن
سزاوار شاہان عالی گہر
اور آگاہ ہے خوب تیرا پدر
زبون شیر نر جسکی تہا جنگ سے
خداوند تمکین و اعزاز و جاہ
کیا چاہتے تہے مجہے شہریار
نہ خوان ہوا افسر و تخت کا
کیا تو نے بس کشتہ ارجاسپ کے
کیا قتل دیونکو وقت ستیز
کہ تہا گرد عالم مین جسکا غریو
یل گیو گستہم اور طوس کو
گیا پیش اوسکا نہ کچہ زور دست
نہ کہو رائیگان اپنی جان عزیز
تہمتن کو اب کہینچیے زیر تیغ
تو لطف و مروت سے ہے دور تر

کیا دشمنو نسے جہان مینے پاک
یل پیلتن سے یہ سنکر سخن
ولیکن تحمل کیا اور ہنسا
کہا پہر سوئے دست چپ بیٹہہ تو
ہوا پہر سپہدار چین پر جبین
سیہ چرہ وہ چہرہ تہی تیرے سفید
کہ کہا جائین اسکو کہین جانور
وہین پاس بچہ تہے وہ لیگیا
پسر اک بہی سام رکہتا تہا
تو پیدا ہوا زال ہے بعد از ان
کہ حرف پراگندہ و ناسزا
تو ہے طفل بیعقل نادان ابہی
کہ ہے پشت سے سام کی گرد زال
سمجہہ اے سپہدار انجم حشم
کہ ضحاک تہا اس کا پنجم پسر
یہ کہتے تہے رکہہ سر پہ تاج بہی
دگرنہ ہو بختی تمہین کب سختی
تو مانند میرے دلاور نہین
شکستہ کیا مینے وہ ہفتخوان
ملائے وہ دم مین تہ خود خفتان
سپہدار توران تہا افراسیاب
کیا مین نے خاقان چین کو اسیر
سپہدار جنگ آور و کینہ جو
ولیکن یہ سوچا کہ ہے مہمان
یہ بولا کہ مینے کہے حرف نرم

کیا سرکشان جہان کو ہلاک
ہوا خشمگین سرور انجمن
یہ ہنسکر تہمتن سے کہنے لگا
یہ ہنسکر لگا کہنے اے نامجو
خفا ہو کے رستم سے بولا وہین
ہوا دیکہکر سام اوسے ناامید
ہوا ایک سیمرغ کا وان گذر
کہلاتا تہا مردار صبح و مسا
دو سے لاجرم پہر مذیرا کیا
کہ اب فخر کرتا ہے اتنا یہان
تو زنہار اپنی زبان پر نہ لا
نہین تجہکو زنہار کچہہ آگہی
نریمان سے تہا سام فرخ خصال
کہ ہین یعنی یک جلسے تم اور ہم
جہانگیر شاہنشہ نامور
تو کر ملک ایران مین شاہنشہی
میسر نہ آتی یہ فرمان دہی
دلیری و گردی مین ہمسر نہین
نگذرے جہان فیل و شیر زیان
کیا شاہ مازندران کو ہلاک
کسیکو نہ تہی جنگ کی جسکی تاب
مری تیغ بران سے آفاق گیر
چلا پر غضب سے کے اسبات کو
یہ گر آپ کے یعنی آیا یہان
تو کیون مثل آتش کے ہو تم گرم

فلک رتبہ ہی گرچہ تو لیک ہے
پرستندۂ بادشاہان کے

تو کرتا رہا روز و شب چاکری
شہی میں نے کی بلکہ پیغمبری

کیا ایک عالم کو آتش پرست
کیا میں نے گردن فرازوں کو پست

غضب پر بلا تھا مرا ہفتخوان
کہاں اسقدر تھا ترا ہفتخوان

مرا دان نہ کوئی مددگار تھا
فقط رخش و گرز گرانبار تھا

ترے ساتھ ہوتے اگر وہ ہزار
دلیران جنگی و مردان کار

کروں کیا میں اپنی زباں سے بیان
کہ ہے اس حقیقت سے واقف جہان

دلیران نہ ہرگز رضامند تھے
بزرگان ایران نہ خرسند تھے

وہیں میں نے معقول سبکو کیا
نہ زنہار پرخاش ہونے دیا

تو مت ناز کر تاج لہراسپ پر
نکر فخر آئین گشتاسپ پر

یہ مقدور ہرگز کسی کا نہیں
کہ میری طرف دیکھے اور دیکھیں

کسی سے سنے ہیں یہ ہرگز نہیں
قیامت ہو گر ہو نہیں چین بر جبین

سمجھنا ئے دشوار لیکن او تھا
ہوا ہے نہ مقدور اک گرد کا

مری کرکے دلجوئی انجام کار
فزوں تر کیا مرتبہ نے وقار

سپہدار نے سن دیا یہ جواب
کہ اے رستم اتنا نہ کھا پیچ و تاب

مجھے جسقدر قوت و زور ہے
رہے تھا کہاں شاہ کاؤس کے

جو دیکھا یہ تیور دے اسفندیار
تو حیران ہوا رستم نامدار

سپہدار نے یہ کہا بعد ازان
کہ ای گرد تو آج مہمان ہی یان

ہوا زور معلوم تیرا مجھے
پکڑ لاؤں کل ایکدم میں تجھے

کہوں جا کے شہ سے یہ ہے کج خطا
کروں میں تجھے بند سے بہرہا

تو ہے گرچہ زور آور و شیر مرد
ولے مجھسے ہرگز نہو ہم نبرد

تو کل دیکھنا کوشش کارزار
کہ آؤں جو میدان میں ہو کر سوار

کروں تخت زرکار پر جلوہ گر
رکھوں میں ترے سر پہ دیہیم زر

چلوں پھر ترے ساتھ نزدیک شاہ
دلاؤں تجھے تخت و تاج و کلاہ

سخن پھر زبان پر یہ لایا جوان
کہا تنگ یہ گفتار ای پہلوان

جو کی بندگی تو نے شام و پگاہ
تو حاصل ہو مجھکو یہ عز و جاہ

کہ ایران سے تا روم و توران چین
مروج کیا تازہ آئین دین

بسان وزر بد دو دیں آئے نامدار
نہ تھا حصن مازندران استوار

وہ بولا سو ہفتخوان وہ ہزار
گئے تھے ترے ساتھ جنگی سوار

وہ دیوان خونخوار و جنگ آزما
کہ میں نے کئے کشتہ تنہا وہان

نہ ساتھ اونکے ہوتی تجھے تاب جنگ
اگر زندہ ہوتا تو بن بید رنگ

کہ کیخسرو عدل گستر نے جب
رکھا سر پہ لہراسپ کے تاج سب

یہی تھی تمنائے خرد و کلان
نہ سیر نہ ہو بادشاہ جہان

ہوئے جبکہ ہم یاور اے نامدار
ہوا شاہ لہراسپ تب شہریار

کرے بند مجھکو یہ چاہے ہے تو
یہی ہے ترے باپ کی آرزو

ہوا کودکی سے میں دنیا میں پیر
ولیکن سمجھنا ئے نا دنپذیر

ہوا تھا ذمیں پیش کاؤس شاہ
کلہ گوشہ تھا جسکا تا اوج ماہ

کہ مجلس میں کوئی کرے مجھکو بند
اگرچہ دہان تھے بہت زورمند

غرض ساتھ میرے کہو کینہ جو
یہ تندی و تیزی نکر مجھسے تو

نہو اب ثنا خوان کاؤس شاہ
مرے زور و سرپنجہ پر کر نگاہ

یہ کہکر وہیں ہو کے خندہ کنان
فشردہ کیا پنجۂ پہلوان

یہ ہنسکر کہا ہے یہ ترک ادب
کہ زور آزمائی کروں تجھسے اب

خوشی سے جو لاؤں گا تو شکر
شتابان نہ ہو پر شوق ہے آئے گر

سو شاہ لیجاؤں میں کرکے بند
نہ پہونچاؤں جا نیز تری کچھ گزند

مری مردمی تجھ کو معلوم ہو
وہ بولا کہ اے مرد بیکار جو

کہاں تو نے دیکھی دلیروں کی جنگ
نہ پہونچے تجھے باد گرز و خدنگ

تو بن پشت زیں سے اٹھاؤں تجھے
سوئے زال زر و ہیں لاؤں تجھے

رکھوں پیش کش گنج تیرے حضور
بجا لاؤں خدمت بفر و سرور

جو میں گرد ہوں اور تو شہریار
نہ دنیا میں کوئی رہے تاج دار

کچھ اب کہا ہے تا کہ آویں حواس
کہ اب روز سی یعنی گذری ہی پاس

طلب کرکے خوان جبکہ آگے کہا
کہ اس جام سے سیر ہوتا نہین
ہوئے دام حیرت مین مرد دلیر
جو ہو بند پر راضی اے ہوشمند
مصاحب جو تیرے ہین اون سے ذرا
چلون مین ترے ساتھہ بے بند پا
وہ بولا کہ جسطرح کہتا ہے تو
بھلا کس لئے کام ایسا کرون
یہ سن کر لگا کہنے جنگی سوار
تری رزم سے کچھہ نہین خوف جان
سمجھہ دل مین اے فرخ اسفندیار
ترا دشمن جان ہے تاجور
نہو سکا رفرما جوانی کو تو
وہ بولا کہ دیتا ہے تو کیا فریب
پسر کو برادر کو اور باپ کو
لگا کہنے رستم کہ اب کیجے کیا
یہ کہکر سوئے خانہ رستم گیا
کہے زال سے پھر سخن یہ پسند
نہین صبر کی تاب اب زینہار
کئے کس لئے تو نے دیدے پر آب
جو کشتہ ہوا اسفندیار جوان
تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور
لگا کہنے ہنسکر وہ مرد کہن
نہ بودن جبکہ آگے ہو فغفور چین
یہی عقل سے دور اے مرد گرد

تو رستم نے اکدم مین خالی کیا
رکھا لاکے تاس کلان پھر نہین
مرخص ہوا پھر وہ گرد دلیر
تو جا پھر تری کچھہ نہ آوے گزند
بہم مل کے اب تو بھی کر مشورا
حضور جہاندار کیوان لوا
پذیرا مین کرتا پرے نام جو
کہ اس دہر مین جس سے بدنام ہون
کہ دیوان خونخوار و مردان کار
ولیکن یہ اندیشہ ہے ہر زمان
کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار
تجھے کیلئے اُس نے بھیجا ادھر
نہ کر پہلوانی مرے روبرو
نظر مین ہے میری فراز و نشیب
تو آ ہے لیکے میدان مین اے کینہ جو
نہین چارہ گر آئی تیری قضا
حضور پدر یون گزارش کیا
لگا کہنے تب رستم ارجمند
کرون جنگ ساتھہ اوسکے نا اہل
دیا زال نے تب وسے یہ جواب
تو ہو نام بد پیش اہل جہان
کہ جیتا پکڑ لاؤن تیرے حضور
کہ ہر گز زبان پر نہ لا یہ سخن
جہان مین کوئی اوسکا ہمسر نہین

پلاتے تھے جسدم کہ جام شراب
کہ آتی تھی جسمین شراب یکمن
لگا کہنے یہ سرور نامجو
دگر نہ ہو آمادہ کارزار تو
پذیرا کرے مہمانی اگر
دگر نہ کرون صبحدم آکے جنگ
یہ فرمایگا شہ کہ بس ڈر گیا
نہین جنگ سے تیری مجھکو خطر
جو مین نے کئے کشتہ ہنگام کین
کہ ہو کشتہ گر وقت پیکار تو
ہوا اسکے رخ راب تو گشتاسپ شاہ
کہ تو کشتہ ہووے مرے ہاتھہ سے
گزند اپنی جان پر تو مت رکھہ لو
حضور پدر لے چلون باندھکر
کہ آنکھون سے دیکھین ترا حال زار
بوقت وغا آئے گا یہ نظر
کہ ہے بر سر کینہ اسفندیار
کہ نالایق و سخت اکمکر مجھے
یہ سنکر کہا جستم کہ اُس نے تر
کہ گر کشتہ ہو تو بہنگام جنگ
رکھین پھر کیان مجھسے کینہ سدا
کرون پیشکش اوسکو پھر گنج و زر
وہ اسفندیار جہان پہلوان
تو کہتا ہے میدان مین جاؤ نہین

جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

تو دیتا تہا رستم یہ اُسدم جواب
پیالے لگا پینے وہ پیل تن
کہ کر مصلحت زال سے جا کہ تو
دیا اُسنے پاسخ کہ اے نامدار
قدم رنجہ فرماؤ تو میرے گھر
نہ لاؤن تری جنگ مین کچھہ درنگ
نہ پابند رستم کو یہ کر سکا
کہ ہے باندہ لینا ترا اسہل تر
تو زنہار اوسکے برابر نہین
تو ہو پیش شاہان مرا زور رو
تو ہے وارث تخت تاج و کلاہ
نہین آگہی تجھکو اس بات سے
نہ بدنام کر مجھکو بہر خدا
کرون یا تجھے قتل وقت سحر
کرین غم سے ماتم وہ لیل و نہار
کہ ہون نوحہ گر تیرے پور و پدر
نہین اور چارہ بجز کارزار
کہا بچہ دیو اُس نے تجھے
لگا پوچھنے تب یل نامور
تو خانہ خرابی ہو پھر بے درنگ
تہمتن نے سنکر یہ پاسخ دیا
اطاعت سے پھیرون نہ زنہار سر
دلیر و جہانگیر و کشورستان
اوسے پشت زین سے اٹھا لاؤن مین
سمجھہ دل مین اپنے تو اے سال خوردہ

گیا صبحدم رستم پہلوان
زوارہ کو سالار لشکر کیا
شتابان ہوا جب کہ وہ پیلتن
زوارہ سے بولا یل نامور
یہ تشویش نے جانا او سے ٹھیک
سو شہ بصد گونہ لطف و عطا
کہا اوسنے تجھکو ہی عزم ستیز
ہوا اس سے بر درد دل مرد کا
مرے ساتھ گر تجھکو ہی عزم جنگ
مجھے بھی ہی لازم اب اے شیر مرد
وے دیکھنا جبکہ ہو وقت تنگ
دلیرانہ شبرنگ پہ ہو سوار
بہت ہیں سواران ایران دیار
کہ جوہر ہو ہر ایک کا آشکار
مدد کو نہ آوے کوئی زینہار
شکستہ ہوئے نیزے پھر بیدریغ
لیا پھر دلیرون نے گرز گران
پکڑ کر دوال کمر بعد ازان
پراگندہ مثل شیر مردان ہوئے
جدا ہو کے دونون نے پھر دم لیا
بسوے دلیران ایران گیا
یہ لشکر وہیں پور اسفندیار
کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار
دلیرانہ اُس سے ہوا گرم جنگ
نہ ایوام ہرگز سمجھنا مجھے

پے جنگ اسفندیار جوان
زوارہ سے یون نامور نے کہا
لگا تب دعا کرنے مرد کہن
کہ تو ساتھ لشکر کے رہ زود تر
کہ آتا ہے بہر صلح نامور
تو لیجا تہمتن کو بے بند پا
مرا دل ستیزہ سے ہے ریز ریز
وے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا
تو ہو کر سوار اب تو آجیو تنگ
کہ جاؤن مین تنہا برائے نبرد
کرون مین اشارہ تو پھر بیدرنگ
گیا جانب رستم اسفندیار
وے جا پہنچا ہو نہیں یون لکہا
یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار
ہوا عہد و پیمان بہم استوار
لگے کرنے باہم وہ زخم تیغ
ہوئے رزمجو مثل پیل دمان
لگے زور کرنے وہ جنگ آوران
زبون سخت اسپان گردان ہوئے
نہ کچھ بودہ دان پیش ہرگز گیا
وہان جا کے کہنے لگا ناسزا
جوانمرد نوش آذر نامدار
وہ مجھ سے کرے آنکر کارزار
وے خاک خونین ملا بیدرنگ
کرون غرق خون ایکدم تیغ سے

تہمتن نے جس دم کہ پہنی زرہ
کہ بروقت تو یاوری کیجیو
کہ یا رب تو اس کا مددگار ہے
یہ کہکر اکیلا وہ جنگی سوار
لگا کہنے یون پیش اسفندیار
وہ بولا کہ لا جوشن اے نیکمرد
وہ مرد دلاور جو ہون رزمجو
تہمتن نے پھر اُس جوانمرد کو
یہ تسوین سے بولا وہ اسفندیار
تو استادہ ہو دور لشکر سپاہ
مدد میری تم کیجیو آن کر
تہمتن نے اُس سے کیا یہ بیان
کہ ایرانی اور سیستانی بہم
کہ ہون کشتہ کیون لشکر ہر دو سو
ہوئے گرم کین ہر دو شیر ژیان
شکستہ ہوئیں تیغ بھی سر بسر
گرے گرز بھی ہاتھ سے یکبار
کیا زور گرچہ رہ کین سے
زرہ پارہ اور رہا ک گستوان
زوارہ کو تھا جنگ مین کچھ صبر
کہا اے نامدار اگر مرد ہو
پے کینہ خواہی شتابان ہوا
نہیں گر دلا وام زور آزما
زوارہ پہ آئین آیا دوان
پھر ایک گرز مارا جو بالائے سر

تو پھر زال نے اُس کی باندہی گرہ
تغافل کو وان راہ مت دیجیو
سوا تیرے کون اسکا اب یار ہے
روانہ ہوا سوئے اسفندیار
کہ رستم سے کر صلح اے نامدار
کہ ہے ساتھ رستم کے عزم نبرد
خدا جانے پھر غرق خون کون ہو
یہ بھیجا پیام اسے یل نامجو
کہ تنہا ہے اب رستم نامدار
کہ رستم سے مین جا کے ہون رزمخواہ
یہ کہہ کر زرہ کر کے پھر زیب بر
کہ کمتر ہے میری سپہ اے جوان
کرین جنگ گردانہ بے رنج و غم
فقط ہو دین ہم تم بہم رزمجو
ہوا کارزار خنجر بہ تیغ و سنان
نہ اک زخم ہرگز ہوا کارگر
رہے کام سے دست مردان کار
ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے
ہوئے سست گردان جنگ آوران
خروشان ہوا مثل غرندہ ابر
تو ہو فوج زابل سے یکبار جو
طرح شیر نر کے خروشان ہوا
کہ نوش آذر و تنہا رستم گرد کا
لگا کہنے پیدا نہیں کر کے فغان
ہوا کشتہ نوش آذر نامور



کشتہ شدن اسفندیار از تیر دو پیکان رستم کہ ہر دو چشمانش انداخت

جوانمرد مہر نوش پہلوان ۔ دگر پور اسفندیار جوان ۔ دوان کرکے شبدیز کو بہر جنگ ۔ نمایاں ہوا سوئے میدان جنگ

فرامرز اُس کے مقابل ہوا ۔ فرامرز نے قتل اُس کو کیا ۔ نہ کشتہ ہوئے صرف دو نامدار ۔ ہوئے قتل ایرانیان بے شمار

وہیں پیش اسفندیار جوان ۔ کیا جا کے بہمن نے یکسر بیاں ۔ کہ لشکر نے زابل کے بیخوف و باک ۔ کیا آکے ایرانیوں کو ہلاک

دو فرزند تیرے ہوئے کشتہ اب سپہ دار لشکر ہوا پر غضب
ہنوز یک ظالم آوران زمن سزاوار نفرین ہی پیمان شکن
کہ سوگند جان و سر شہریار نہین ہے مجھے آگہی زینہار
کیا جس نے اب جنگ مین ارتکاب کرون اسکو قتل اور اسیر خراب
اور نہیں شوق سے قتل کر تو یہان کہ تیرے گنہگار ہین بیگمان
یہ کہکر ہوئے پھر وہ مشغول جنگ دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ
ولے تیر اسفندیار جوان کہ آئے بپاپے سوئے پہلوان
لگے زخم کاری جو اس رخش پر سوار دلاور تب آیا اوتر
زوارہ ہوا دیکھکر دردمند گیا وہین پیش یل ارجمند
بسوئے بلندی گیا نامدار لگا کہنے تب ہنسکے اسفندیار
جہان مین ترے زور کا تہا غلو تری تیغ بران سی کانپے تہا دیو
ترا زور بازو گیا اب کہان کہان ہے ترا اب گرز گران
پیادہ ہوا آپ مانند شیر گیا پھر جنگ آزمائے دلیر
یہ چاہے تہا اسفندیار جوان زوارہ سی ہوئے ستیزہ کنان
کہ رکہتا ہون پھر عزم پیکار مین نہین تجھہ سے کچھہ دست بردار مین
کہ احوال معلوم ہے سب ترا سراپا ہے زخمی بدن اب ترا
وہ بولا کہ جاری ہی گرتن سی خون ولیکن نہیں تن ہوا کچھہ زبون
غرض بندگہ سے وہ جنگ آوران ہوئے شام کو سوئے خانہ روان
گیا وہ کے تابوت کو پھر وہان سوئے شاہ گشتاسپ کے ان نشان
ولیکن یہ تہا ماجرا آج کا خدا جانے کل پیش کیا آئیگا

تہمتن سے بولا کہ اے بدنشان نہیں ہے یہ آئین گردنکشان
ہوا سن کے غمگین شہزادہ سخت لگا کہنے پھر رستم نیک بخت
پسے جنگ مین نے نہین کچھہ کہا نہین پھر پرخاش میری رضا
برادر کو اور پور کو باندہ کر حوالے کرون تیری اے نامور
وہ بولا بفرمان یزدان پاک کرونگا عوض انکے تجکو ہلاک
خدنگ یل رستم نامدار نہوتا تہا کچھہ کارگر زینہار
ہوا اُس سے مجروح ریش و نگار تن رخش و جسم دلاور سوار
ہوا رخش پھر سوئے خانہ روان پیادہ رہا رستم پہلوان
یہ دیکھا کہ بس خستہ ہی پہلوان بدن سی تہمتن کے خون ہو روان
کہ افسوس اے گرد جنگ آزما زبون ہوکے میدان سی تو ہٹ گیا
کہان ہے تری تیغ زہر آبدار کہان ہے ترا تیر پہلو گزار
زوارہ نے گھوڑی پہ انجام کار کیا رستم نامور کو سوار
کہا یون کہ اے گرد اسفندیار ترے ساتھہ کرتا ہون مین کارزار
کہ اتنے مین رستم نے اس سے کہا زوارہ سے مت ہو نبرد آزما
مجھے کیا تصور کیا تو نے اب تہمتن سے بولا سپہدار تب
اگر اب بھی راضی ہو تو بندپر تو بہتر ہے اے رستم نامور
ہوا روز آخر اب اے نامور کرون جنگ پھر تجھہ سی وقت سحر
ہوا غم سے بیٹون کے اسفندیار نہایت پریشان دل بیقرار
کہا یون کہ آخر تو پاکدین ترے حکم سی مجکو چارہ نہیں
پشوتن سی کہنے لگا بدزبان کہ آدم نہیں رستم پہلوان

سرشت اُسکی ہو آہن و سنگ سے / مجھے اُسکی اندیشہ ہے جنگ سے
بہت زخم شمشیر گرز گران / رہا میں نے اوسپر کئے پہلوان

ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر / کسی سے نہ عاجز ہوا نامور
کیا تیر سے اُسکو آخر زبون / ہوا جوشن و کالبد غرق خون

یقین ہے کہ جانبر نہو وقت شب / مبادا رہے زندہ گر ہو غضب
ادھر تھا تو دو میں اسفندیار / اُدھر پہلوان رستم نامدار

گیا جبکہ ایوان میں نزدیک زال / اور اُس نے تہمتن کا دیکھا یہ حال
کہ مجروح و خستہ ہے سرتا بپا / جراحت پہ اُسکے تاسف کیا

کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم / ہمارے نصیبوں میں تھا یہ ستم
برادر پدر مادر و پور و زن / لگے رونے سب مردم انجمن

کیا بستہ زخموں کو مرہم لگا / تہمتن نے پھر زال سے یوں کہا
کہ روئین تن اسفندیار دلیر / مقابل نہیں جسکے عفریت و شیر

قوی بازو و سخت ہو زور تن / تنومند مانند نخل بلند
مری تیغ بران تھی خارا شگاف / سنا تو ٹوٹی تھی دل کوہ قاف

مرا تیر سندان سے کرتا گذر / نہ ہرگز ہوا اوسپہ کچھ کارگر
نہ مغلوب آیا بد اندیش ہائے / نہ کچھ زور بازو گیا پیش ہائے

اگر زور کرتا میں کسار پہ / تو برکنہ کرتا اوسے اے پدر
پکڑ کر کمربند اسفندیار / کیا زور ہرچند پہ زینہار

نہ وہ جنگ جو بیستین سے ہلا / کہوں کیا میں اس قوت و زور کا
کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار / کہیں میں نے دیکھا نہیں یہ نہار

ہوئی جنگ موقوف ہنگام شام / و گرنہ مرا کام کرتا تمام
بس اب تاب پیکار مجھکو نہیں / نکل جاؤں ناچار یاں سے کہیں

کہ پھر ہاتھ آوے نہ میرا نشان / کرے جستجو گرچہ نیکی جوان
کہا زال زر نے یہ سنکر سخن / اگر تو نکل جائے اے پیلتن

تو پھر آکے ایوان میں اسفندیار / کرے ہمکو یکسر گرفتار و خوار
کروں کیا کہ ہو اندنوں بیگور / ابن نامور برزوئے پیل زور

جو ہوتا یہاں آج وہ شیر مرد / تو بدخواہ کے ساتھ کرتا نبرد
نہیں اسقدر فرصت اپنے اب / کہ اُس پہلواں کو کروں یاں طلب

بلاؤں میں تا چارہ سیمرغ کو / ترے واسطے اُس سے ہو چارہ جو
کیا اُس نے وعدہ یہ مجھ سے کہ ہاں / جو پیش آوے مشکل کوئی ناگہاں

تو پر کو مرے تو جلانا ضرور / کری فی الفور پہنچونگا تیرے حضور
بلندی پہ کر آتش افروختہ / جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ

تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر / گذارش کیا یوں کہ اے زال زر
مجھے کس لیے اب کیا تو نے یاد / وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد

ستمگار کمبخت اسفندیار / ہوا آ کے پرخاش کا خواستگار
نیا راس سے ہمنے کیا بیشتر / نہ آیا سر رحم وہ کینہ ور

ہوئے گرم پیکار انجام کار / بہم رستم گرد و اسفندیار
ہوا رستم و رخش مجروح و ریش / بلا وقت پیری یہ آئی ہے پیش

یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر / کروں چارہ اسکا میں آ زود تر
طلب رخش و رستم کو کرکے وہاں / جو دیکھا تو ہے خون [illegible]

پیا خون کچھ اور ملے اپنے پر | ہوئے زخم اچھے وہیں سربسر
ہوا رستم و رخش پھر تندرست | توانا و زور آور و چاق چست

لگا کہنے سیمرغ سے نام جو | کہ اے شاہ مرغان مددگار تو
یقین ہے اگر تو مرا ہووے یار | تو ہووے زبون گرد اسفندیار

وہ بولا کہ ہے وہ یل ارجمند | توانا و گردنکش و زورمند
مجھے اور تجھے ہے یہ قدرت کہان | کہ ہون ساتھ اُسکے ستیزہ کنان

سو ہفت خوان یہ جوان جب گیا | مرا جفت وان ایک سیمرغ تھا
مقابل جو ساتھ اُسکے آکر ہوا | تو سیمرغ ہرگز نہ جانبر ہوا

تو گر اُس جوان سے رہو دور تر | تو بہتر ہے اے رستم نامور
یہ سنکر ہوا زال زر گریہ کنان | کہا یون کہ گر رستم پہلوان

کہین دور جاوے تو اسفندیار | کریگا ہمیں باندھکر سخت خوار
بتا کوئی تدبیر بہر خدا | تو دام غم و رنج سے کر جدا

وہ بولا کہ اے رستم نامدار | مرے ساتھ چل رخش پر ہو سوار
گذر کرکے دریا سے بیرنج و غم | گئے اک نیستان مین دونون بہم

غرض نخل گز اک نیستان مین تھا | تہمتن سے سیمرغ نے یون کہا
کہ اک شاخ لیجا تو اب توڑکر | اسے راست کرکے تو لگا کے پر

بنا اسکا تو اک دوشاخہ خدنگ | سحر جاکے میدان مین ہو گرم جنگ
پھر اُس تیر کو اے یل نامدار | رہا کر سوئے چشم اسفندیار

کرے جو کوئی کشتہ اُس مرد کو | وہ رنج و بلا سے رہا پھر نہو
نہین خوب ہے قتل اسفندیار | خرابی ہے قاتل کی انجام کار

ولے کور کرنے سے اُسکے ضرر | نہ پہونچے ذرا شوق سے کور کر
یہ خاصیت اوس چوب کی ہے کہ ہان | تباہ ہو ناوک فگن کی جان

وہان تیر بیٹھے بحکم خدا | یہ سنکر ہوا خوش وہ زورآزما
پھر آئے وہ دونون بہ پیش زال | ہوا زال مسرور و شاد اُسکمال

وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازان | گیا سیستان سوئے آشیان
جو اُٹھا تو رستم نے پھر بیدرنگ | مرتب کیا اک دوشاخہ خدنگ

لگا ہے دو پیکان زہر آبدار | ہوا فتح و نصرت کا امیدوار
نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب | حریف جفاکیش تھا گرم خواب

کہ میدان میں آیا سوار دلیر | یل نامور رستم شیرگیر
ہوا نعرہ زن مثل پیل دمان | کہ اے مرد اسفندیار جوان

ذرا خواب نوشین سے بیدار ہو | کہ آیا پھر اب رستم جنگجو
اُٹھا سن کے آواز اسفندیار | پشوتن سے بولا کہ اے نامدار

مرے دل مین تھا وقت شب یہ گمان | کہ جانبر نہوویگا یہ پہلوان
کہون کیا مین کاری تھا ہر زخم تیر | تعجب ہے ہو تنومند و دلیر

نداوی کہ احوال اسکا ہے کیا | مگر اُس نے زخمون کو بستہ کیا
وہی رخش ہے یا کہ رخش دگر | شتابی سے اب جلد لا یہ خبر

بسوئے تہمتن پشوتن گیا | تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہے کیا
رکھون مین ہون وہ داروئے جانستان | کہ ہر زخم کی پل مین چارہ رسان

سوا اسکے اک زخم کاری تھا | پشوتن نے آکر جوان سے کہا
کہ دیروز سے چاق ہے پہلوان | ہوا تھا تو کل خستہ اے ناتوان

دلیری سے اسکے مجھے ہی خطر ۔ مناسب ہے اب یوں کہ آتا مور
خفا ہو پشوتن یہ اسفندیار ۔ گیا در میں میدان نہیں ہو کر سوار
نہیں زخم کا اب اثر زینہار ۔ ترا باپ شاید کہ ہے سحرکار
تجھے آج خستہ کروں اسقدر ۔ کہ ہو نوحہ گر زال زر دیکھ کر
مرے جسم پر اے یل نامور ۔ نہ ہرگز کرے تیر تیرا اثر
کہ مت رزم جو ہو سر صلح آ ۔ تو بخش از سر لطف میری خطا
قسم ہے نہ پھر عذر ہرگز کروں ۔ ترے ساتھ پیش شہنشہ چلوں
وہ بولا کہ اب آشتی دور ہے ۔ اگر زندگی تجھکو منظور ہے
مرے قید کرنے سے اب گذر ۔ عوض اسکے لے مجھ سے تو گنج زر
تجھے پیشکش دوں زر و سیم نیاز ۔ تو کر رحم اے سرور سرفراز
خدا کے بھی فرمان سے ہی ظلم تناہ ۔ زیادہ ترا اے رستم کینہ خواہ
وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیر ۔ نہ دے جان بامید تاج و سریر
تو ہو گرم پیکار اے پہلوان ۔ یہ کہکر وہیں لیکے تیر و کمان
تہمتن نے اُس دم یہ مانگی دعا ۔ کہ کرتا ہوں میں عاجزی یا خدا
پذیرا یہ کرتا نہیں زینہار ۔ کیا چاہتا ہے مجھے سخت خوار
عقوبت نہ کر پھر تو مجھ پر روا ۔ نکر مجھ پہ ثابت گناہ و خطا
رکھا مرد نے سر کو زمین پر کہ ہان ۔ رواں اُس کی آنکھوں سے ہوئے جو خون
ولیکن نہ ہرگز گرا پہلوان ۔ ہوا میں نہ زنہار نالہ کنان
یہ دیکھا تو تسویں بہمن دین ۔ ہوئے سخت غمناک اندوہگین
گیا چارہ چشم اسفندیار ۔ ہوا کچھ نہیں فائدہ زینہار
نہ تنہا ہوا زال زر شادکام ۔ ہوئے خرم و شادہ مردم تمام
کہ دنیا میں خونریز اسفندیار ۔ نہ زندہ رہے دیر تک زینہار
جہان آفرین ہر زمان یار ہو ۔ تب ورد و زبیرا مددگار ہو
برو زر دگر پیش اسفندیار ۔ گیا زال اور رستم نامدار
لکھا تھا یہی کلک تقدیر کا ۔ مٹے کیونکہ لوح جبین کا لکھا

تو پھر خاش کو دل سے کر اپنے دور ۔ تہمتن کیا تھا آشتی ہے ضرور
تہمتن سے بولا کہ ای پہلوان ۔ ہوا تھا تو کل خستہ اے ناتوان
کیا اوسنے جادو سے پھر تندرست ۔ کہ آیا تو میدان میں پھر چاق چست
وہ بولا کہ جی میں نہ رکھ یہ ہوس ۔ اوٹھا یہ خیال اپنے دل سے تو بس
کرونگا تجھے کشتہ انجام کار ۔ گذارش یہ کرتا ہوں میں بار بار
مرے گھر ذرا چل کے مہمان ہو ۔ کہ ایوان مرا رشک بستان ہو
کرے لطف یا قتل یا مجھکو بند ۔ جو چاہے کرے خسرو ارجمند
تو پابند ہو کر مرے پاس آ ۔ تہمتن نے اُسکو یہ پاسخ دیا
دُر بے بہا تاج گوہر نگار ۔ کنیزان مہ طلعت و گلعذار
کہا اُسنے بیہودہ گوئی نہ کر ۔ نہیں چاہیے مجھکو یہ گنج و زر
تجھے لے چلوں دست و پا باندھکر ۔ کہ بخشے مجھے تخت و افسر پدر
ہوا پُر غضب سرور کینہ جو ۔ کہا یوں نکر اور کچھ گفتگو
گیا سوئے رستم رواں ایک تیر ۔ بطرز پسندیدہ و دلپذیر
زر و گوہر و تاج و گنج و کنیز ۔ خوشی سے میں دیتا ہوں ہر ایک چیز
تو یاور رہو میرا کہ ہوں بیدرنگ ۔ مخالف کی آنکھیں نشان خدنگ
یہ کہکر کیا تیر گز کو رواں ۔ سوئے چشم اسفندیار جوان
پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ ۔ صد شصت کھا کے وہ خدنگ
تو اک تیر مارا کہ ہوا وہ دردمند ۔ رکھا زمین پر سر تو نے ای ارجمند
کیا اپنی آنکھوں کو غم سے پر آب ۔ اُسے لیگئے سوئے خیمہ شتاب
تہمتن گیا پھر حضور پدر ۔ یہ دی زال زر کو نوید ظفر
ہوے زال بولا کہ اے نامور ۔ یہ اختر شناسوں نے دی ہے خبر
تری جان کا ہی خطر اب مجھے ۔ ترے رنج سے ہے دردمند تجھے
وہ بولا کہ میری نہیں کچھ خطا ۔ کیا جو کچھ اُس کینہ جو نے کیا
ہوئے دونوں جا کر وہاں تختجا ۔ وہ بولا نہیں کچھ تمہارا گناہ
مرا پور ہے بہمن نوجوان ۔ اُسے اب تو اے رستم پہلوان

سکھا پہلوانی کے سارے ہنر ٭ بتا رستم دولت اُسی سر بسر
تہمتن نے دوہیں پذیرا کیا ٭ زروے نشاط و مسرت کہا
دکھوں سکے تا یک تاج و کلاہ ٭ کرون شہ اوسی بعد گشتاسپ شاہ
یہ تسوین سے بولا پھر اسفندیار ٭ کہ گور و کفن کا ہوں خواستگار
روانہ ہوا تو سوے گشتاسپ شاہ ٭ یہ کہہ جاکے آ خسرو دین پناہ
مجھے تو نے بھیجا ہے قتل یاں ٭ ہوئی تیری دولت سے برباد جاں
ہوئی بادے اب تیری حاصل مراد ٭ تو کر سلطنت شوق سے شاد شاد
ولیکن بروز جزا بیگماں ٭ کرے داوری داور داوراں
مری ماں سے کیونکر کہ ہووے صبور ٭ کرے دل سے اپنے غم و رنج دور
نہیں فایدہ گریہ سے زینہار ٭ قضا پر کسی کا نہیں اختیار
کہا پھر وہیں کھینچ سرد دم ٭ کہ گشتاسپ سے مجھ کو پہونچا ستم
کیا طایر جاں نے پرواز پھر ٭ ہوا نالہ و گریہ آغاز پھر
لگے رونے تسوین و بہمن وہاں ٭ ہوئے رستم و زال گرم فغاں
اُدھر لیکے تابوت اسفندیار ٭ وہ تسوین گیا سوے ایران دیار
اُدھر آئے بہمن کو وا اپنے گھر ٭ یل نامور رستم زال زر
زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار ٭ یہ بہمن ہے فرزند اسفندیار
کیا باپ کو اسکے تو نے ہلاک ٭ دل اسکا نہو دیگا کینہ سے پاک
برادر بھی اسکے ہوے قتل مرد ٭ عجب کیا جو وہ تجھسے ہو ہم نبرد
مناسب نہ تھی تربیت اسکی یہاں ٭ کہ بدخواہ اپنا ہے یہ بیگماں
زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا ٭ کہ لاویں وصیت نہ کیونکر بجا
جو تسوین حضور شہ نامدار ٭ گیا لیکے تابوت اسفندیار
ہوا شاہ گشتاسپ نالہ کناں ٭ لگیں کہنے رو رو کے یوں خواہراں
ز رستم نہ سیمرغ نے زال زر ٭ کُشندہ ہے تو بیٹے کا اے پدر
روا اسنے کی جان پسر پر ستم ٭ عبث ہے یہ پھر تجھکو اندوہ و غم
خجالت سے تھا بادشہ سر فرو ٭ کہ نفرین تھی ہر سمت سے شاہ کو
پشیمان ہوا شاہ عالی تبار ٭ کیا نعش کو دفن انجام کار
لکھا نامہ رستم نے پھر شاہ کو ٭ کہ ہوں بیخطا اے شہ نامجو
حضور سپہ دار اسفندیار ٭ کیا میں نے چون بندگان انکسار
بہت اسکو دیتا تھا میں گنج و زر ٭ یہ کہتا تھا ہر دم اے نامور
چلوں پیش سلطان کشورکشا ٭ نہ ہرگز جواں نے پذیرا کیا
نہیں چارہ تقدیر سے زینہار ٭ ہوا وہ جو ہونا تھا انجام کار
کیا تربیت پور کو اسکے اب ٭ ہنر اور آداب سکھلائی سب
جو کچھ حکم ہو اسکو لاؤں بجا ٭ کہ ہوں بندۂ شاہ کشورکشا
جو نامہ پڑھا بادشاہ نے سر بسر ٭ تو تسوین سے کہنے لگا تاجور
کہ یہ ماجرا اگر مفصل بیاں ٭ وہ بولا کہ اے بادشاہ جہاں
تہمتن ہے اس امر میں بیخطا ٭ درست و بجا ہے جو اسنے لکھا
اُسے ہند کی بیٹے بھی چند بار ٭ اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زینہار
نہ آیا وہ ہرگز جہالت سے باز ٭ لگا کہنے پھر شاہ گردن فراز
اجل نے اُسے سخت جاہل کیا ٭ یہ کہکر تہمتن کو نامہ لکھا
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامدار ٭ نہیں تیری تقصیر کچھ زینہار
یہاں آئیو جب کروں میں طلب ٭ روان کر تو بہمن کو بالفعل اب
تہمتن نے بہمن کو با صد وقار ٭ روانہ کیا سوے ایران دیار
ہوا دیکھکر شاد فرمان روا ٭ ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا
یہ قصہ تو اب کر چکا میں بیاں ٭ شغاد لعین کی لکھوں داستاں

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک و کشتہ شدن رستم از دست او و خرابی خانمان

لکھے ہے یہ فردوسی بے نظیر ٭ کہ آزاد سرو ایک تھا مرد پیر
یہ کہتا تھا وہ پیر مرد سترگ ٭ کہ سام و نریمان تھے مرد بزرگ

اُسے قصۂ خسروان یاد تھا
کہا اوس نے مجھ سے یہی ماجرا
کہ رستم سے اسفندیار جوان
ہوا اسطرح سے ستیزہ کنان

کہی بعد ازان داستان شغاد
کہ تھی مرد آزاد کو خوب یاد
پھر اُس قصہ کو نظم مین نے کیا
غرض اس طرح سے ہے یہ ماجرا

کہ زال اک کنیزک پہ مایل ہوا
اور ایک اُس سے فرزند حاصل ہوا
رکھا زال نے نام اُسکا شغاد
نجومی یہ بولا کہ ای خوش نہاد

یہ طفل نگون بخت جب ہو جوان
کرے خانمان سب تبہ بیگمان
مناجات کی زال زر نے نہین
کیا یا کرہ گار جہان آفرین

بد ہی اسکی ہیئت سی ہو دور تر
بسوئے نکوئی تو ہو راہ بر
ہوا جبکہ القصہ جیدم جوان
گیا زال نے سوئے کابل روان

وہان کا جو تھا شاہ نیکو سیر
قرابت وہ رکھتا تھا با زال زر
ہوا جبکہ کابل مین داخل شغاد
تو اُس شاہ نے تب بحسب مراد

اُسے ایک دی دختر دلستان
کیا کتخدا اُسکو با عز و شان
حضور یل رستم کینہ خواہ
سدا باج بھیجے تھا کابل کا شاہ

سپہدار کابل سے بولا شغاد
کہ اے بادشاہ خجستہ نہاد
ہوا مین تہمتن سے ناشاد اب
نہ آئی اُسے شرم ہی یہ غضب

قرابت پہ میری نہ کی کچھ نظر
لحاظ اوسنے بس کم کیا سر بسر
یہی جی مین ہے رستم سے ہون کینہ خواہ
کرون قتل اُسکو بحال تباہ

یہ بولا کہ مجھ کو تو اب بتا
کہ ہو قتل کی اسکے تدبیر کیا
کہا اوسنے یون اے شہ نیکمرد
دل آزردہ ہون تجھ سے مین اے کرد

کرون جا کے رستم سے تیرا گلا
غضبناک ہو کر یہان آئیگا
تو یان ایک تیار کر صید گاہ
اور اُس راہ مین کندہ کر چند چاہ

وہان رکھہ کے تیغ و سنان و تبر
سر چاہ خس پوش کر سر بسر
نگون بخت نے جسطرح سے کہا
سپہدار نے اسطرح سے کیا

غرض شاہ کابل سے وہ شوم بخت
لگا کرنے ایک روز گفتار سخت
کہ مین ہون سپہدار عالی گہر
تری ذات مجھ سے نہین خوب تر

سپہدار کابل ہوا تند و گرم
وہ بولا کہ آتی نہین تجھکو شرم
نہین یاد کرتا تجھے زال زر
نہین پوچھتا گاہ تیری خبر

کہ ہے یہ ہی رستم شیرزاد
کہ میرا برادر نہین ہے شغاد
نہین نسل سے سام یل کی ہے تو
نہین کچھ تری زینہار آبرو

برادر جو تیرے ہیں دارا حشم
تجھے چاکرون سے سمجھتے ہیں کم
ہوا اس کے دلگیر یہ غم شغاد
حضور تہمتن گیا بد نہاد

کہا یون کہ نالایق و ناسزا
سپہدار کابل نے مجھ کو کہا
دیا اُس نے بوسہ سر و چشم پر
کہا اُس نے اندیشہ کو دور کر

چلو شہر کابل مین لے کر سپاہ
کرون قتل اُس کو بحال تباہ
کرون تجھکو کابل کا پھر شہریار
یہ کہکر وہین رستم نامدار

سو شہر کابل شتابان ہوا
سپہدار کابل ہراسان ہوا
ہوا آ کے حاضر زروئے نیاز
پیادہ حضور یل سرفراز

برہنہ سر و پا ہو گریہ کنان
یہ بولا کہ اے نامدار جہان
ہوئی مجھ سے مستی مین صادر خطا
تو کر عفو از راہ لطف و عطا

سر رہ آ یا یل نامدار
کیا شاہ کابل کا افزون وقار
اور اسے شاہ کابل نے مہمان کیا
بجا بندگی لا کے شادان کیا

شغاد نگون بخت نے بعد ازان
کہا یون کہ ہین چاہ کندہ جہان
وہان سے چلو رستم گرد کو
غرض ایک دن وہ شہ کینہ جو

لگا کرنے تعریف نخچیر گاہ
کہا ہیکے ای گرد با عز و جاہ
کہ مشغول صید افگنی چل کے ہو
یہ سنکر وہین رستم نامجو

زوارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا
شغاد سپہدار بھی ساتھ تھا
ہوئے حیلہ سازی سے لیکر روان
سوئے راست دونون نقارہ زنان

سو جب گیا رستم نامور
کہ خس پوش تھے چاہ کندہ جدھر
غرض شاہ کے پاس جیدم گیا
تو پھر رخش نے وان توقف کیا

نئی خاک کی واں جو کچہ پائی بو
ہوا گرم پہر رخش جون تیر ست
دوبارہ کہ آیا جو پہر با دپا
وے رخش نے جست کی وان سے بہی
ہوا پارہ پارہ سراپا بدن
ہوئے دشمن جان زرروی جفا
ترے کام کی خاطر آیا یہاں

ہوا شبہہ رخش صبا گام کو
ولیکن گرا چاہ میں کر کے جست
تو پہر دوسرے چاہ میں جا پڑا
نہ آیا نظر پہر بہی روئے بہی
ہوا سخت درماندہ وہ پیلتن
دغا سے یہاں قتل مجہکو کیا
کہ ہووے فزون تیری توقیر یاں

ہوا رستم پہلوان خشم گین
ہوا خستہ ورلیش رخش سوار
وہاں بہی لگے زخم تیغ و تبر
کنوئیں سات اسطرح سے تہے وہاں
یہ سمجہا تہمتن کہ بے اشتباہ
لگا کہنے منہ کر کے سوئے شغاد
مرے ساتہ کیوں تونے کی یہ دغا

جڑا رخش پر تازیانہ وہیں
کہ تہے چاہ میں خنجر آب دار
ہوا چاک خستہ بدن سر بسر
گیا گر وہ آخر ہوا ناتوان
شغاد اور کابل کا شاہ
کر تہا بہائی تیرا ہیں اسے بہ نہاد
مجہے کس لیے ہائے فنا یہ کیا



وہ بولا کہ تیری سزا نہی یہی | بہت تو نے خونریزی خلق کی
سپہدار کابل نے پھر یوں کہا | کہ اب نوشزاد دتجے ووں بلا
ستمتن۔ بولا کہ اے حیلہ گر | کہ بیک نوشزاد کو تو اپنے سر
سپہدار کو ن قایم ہے زیر فلک | جہانیں ہو جنیں بہلا کب تلک
کہ کاؤس دیکھو رو کیقباد | گئے بادشاہان فرخ نہاد
دلیران و گردنکشان نامجو | گئے اس جہاں سے مرے روبرو
جو پوچھو تو ہیں یاں بہت دن رہا | بس اب یاں سے جاتا ہوں ملک بقا
فرامرز جنگی و لاور جوان | مرا کینہ لے تجھ سے آکر یہاں
شغاد وجگون بخت سے پھر کہا | ہوا وہ کہ چاہی تھی جو کچھ قضا
ویسے تاب جنبش نہیں جب مجھے | درندوں نے چھوڑا یہاں کب مجھے
تو پھر خدا دے خدنگ کمان | کہ ایمن ہو تجھے نہیں درندوں سے یاں
دیا اس نے ہنس کر کمان و خدنگ | وہیں اوس نے مارا ادسی بیدرنگ
پس پشت اک چپ چپا بد نہاد | ہوا سفتہ لیکن درخت شغاد
گیا وہ وہیں رستم نے شکر خدا | کہ بدخواہ سے اپنا کینہ لیا
ستمتن سے پھر جان رخصت ہوئی | توقف کی اک دم نہ فرصت ہوئی
زوارہ بہی اور سارے ہمراہیاں | ہوئے چاہ میں کشتہ خرد و کلان
ولیکن سوار ایک باقی رہا | سو وہ سیستاں میں شتابی گیا
کہا اوس نے یہ ماجرا سر بسر | یہ سن کر ہوا زال زر نوحہ گر
لگی دونے رستم کی ماں زار زار | یہ بولی کہ دنیا سے انجام کار
ہزار وصد سیزدہ سالہ مرد | گیا اور باقی رہا رنج و درد
فرامرز نے تخت ماتم کیا | غرض اس نے اوس سے پھر یوں کہا
کہ جاسوس کابل تو لیکر سپاہ | سپہدار کابل سے ہو کینہ خواہ
فرامرز جنگی ہوا پھر رواں | سو شہر کابل لفوج گراں
وے شاہ کابل ہراساں ہوا | سو کوہ وہیں گریزاں ہوا
فرامرز کو جب ہوئی آگہی | کہ ہے شاہ سے شہر کابل تہی
گیا لاجرم جانب صید گاہ | جہاں پہلواناں ہوتے تباہ
بیاں کیجے کیا صورت کشتگاں | تہا نا کم گوشت مجز استخواں
وہ دو دام کہاتے تھے ہر صبح و شام | بیاباں میں گوشت اونکا تمام
زوارہ کے اور رستم گرد کے | وہ لیکر گیا استخواں گوشت سے
کئے دفن زابل میں جاکر وہیں | پھر آیا وہ کابل میں از رو کین
ہوا گرم پیکار کابل کا شاہ | ہوئی فوج کابل سراسر تباہ
گرفتار پھر شاہ کابل ہوا | مظفر سپہ دار زابل ہوا
فرامرز نے اسکو از روئے کین | کیا ہاتھ سے قتل اپنے وہیں
سو شاہ گشتاسپ آیا ہوں پھر | خبر شاہ ایران کی تا تا ہوں پھر

رحلت شاہ گشتاسپ بملک جاودانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت ایران و لشکر کشیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایک روز | کہ یہ نامور بہمن نیک روز
کلاہ شہی کے سزا وار ہے | ہوا اسکے شاہی کا حق دار ہے
ہوا کشتہ اسکا پدر بے گناہ | او سے چاہیے تخت و تاج و کلاہ
یہ کہکر بٹھایا اوسے تخت پر | رکھا سر پہ بہمن کے دیہیم زر
کیا پھر پشوتن کو اسکا وزیر | کہ تہا دانش و فہم میں بے نظیر
ہوا پھر رواں سوئے ملک عدم | شہنشاہ گشتاسپ کیواں علم
جہانیں وہ شاہ ہمایوں خصال | رہا حکمراں یکصد و بست سال
جہاندار بہمن شہ نامور | ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر
لگا کرنے داد و دہش صبح و شام | ہوئی خرم و شادماں خاص و عام
ارادہ کیا پھر زروئے غضب | کہ زال و فرامرز پہ چلیے اب

لیا چاہیے کین اسفندیار
یہ پیغام بھیجا سوی زال زر
فرستادہ نے جا کے جب پیش زال
ہوا اب جو رونق فزا تاجور
یہ کہکر بہت مال اُسکو دیا
کہ جز طاعت خسرو نامدار
ہوا جانب شہر بہمن روان
یہ پوچھا فرامرز ہی اب کہان
کیا پھر وہین زال زر کو اسیر
نہیں زندہ اب رستم نامدار
کہ ہین آج جو کمترین بندگان
ہوا بہمن اب بات سے خشمگین
تو فاران ایران و زابلستان
بروز چہارم چلی باد سخت
دلیران ایران تھے فیروز شاد
ولیکن فرامرز جنگ آزما
اوٹھایا نگاہ در سوے خیلگاہ
پیاپے لبوئے سوار دلیر
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
رہا ہوش اُس کو نہ کچھ زینہار
کیا حکم پھر یون زروئے غضب
نہیں مردم سیستان کی خطا
بجا لائیے شکر پروردگار
بدستور پھر اُسکو باعز و شان
شبستان مین اکدن رات کو

سواران غرض لیکے یکصد ہزار
کہ آیا ہون مین بہر کین پدر
کہا یہ تو سن کر ہوا پُر ملال
کرون پیشکش اُسکے گنج و گہر
فرستادہ پھر ہو کے رخصت گیا
نہیں کچھ ارادہ اوسے زینہار
وہین پیشوا زال آیا دوان
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
لگا عاجزی کرنے وہ مرد پیر
کہ تو جس سے لے کین اسفندیار
پیادہ ہوا تیرے آگے دوان
رکہا زال کو بند از روئے کین
ہوئے از سر کین ستیزہ کنان
ہوئے تیرہ گردان ایل کے بخت
کہ اونکے پس پشت تہی تند باد
دلیرانہ میدان مین قائم رہا
کہ تا شاہ بہمن سے ہو کینہ خواہ
دلیران ایران نے برسائے تیر
کیے قتل گردان ایران وہین
ہوا پھر گرفتار انجام کار
کرو مردم شہر کو قتل اب
روادار کہہ نہ زنہار اونپر جفا
کہ حاصل ہوئی فتح اے شہریار
کیا شاہ نے حاکم سیستان

ہوا عازم سیستان بادشاہ
بیابان میں اب لیکے تیغ و سنان
کہا زال نے پھر عبث ہی یہ کین
مرا قتل منظور ہے اب اگر
ہوا پیش بہمن ثنا خوان زال
ہوئی آتش قہر شاہی فرو
گیا زال کے گہر شہ نامدار
گیا ہی فرامرز بہر شکار
کہ اے شاہ میری ہے تقصیر کیا
برائے خدا مجھپہ اب رحم کر
روادار کہہ نہ بیداد انصاف کر
یہ سنکر فرامرز جنگی سوار
رہا تین دن گرم بازار جنگ
ہوئی چشم تیرہ پڑی منہ پہ خاک
ہوئے حملہ آور جو ایرانیان
ہوا شیر جنگی نزدہ بہ مزاج
وے پہلوان کے نہ تہی بخت یار
ہوا خستہ توسن فرامرز کا
فرامرز خستہ ہوا بعد ازان
سر دار کھینچا اوسے پھر وہین
وہ تسویہ ہین کہ دستور تہا شاہ کا
رہا زال کو بھی تو کر بند سے
یہ گفتار سنکر زروے عطا
بفتح و ظفر خسرو دین پناہ

جو نزدیک دریا کے پہونچی سپاہ
کرون بحر خون از سر کین روان
کہ رستم کی تقصیر مطلق نہیں
تو حاضر ہون پھیرون نہ تنہا سر
مفصل کیا شاہ سے عرض حال
کہ سرکش بنایا دنا زال کو
زر و گنج وا نسے لیا بے شمار
ہوا پُر غضب سنکے شہریار
اگر ہے تو رستم کی کچھ ہے خطا
مری عاجزی پر ذرا کر نظر
کہ رستم نے مجھکو سکھائے ہنر
سپہ لیکے آیا پئے کارزار
بشمشیر گرز و سنان و خدنگ
ہوئے پہلوانان جنگی ہلاک
گریزان ہوئی فوج زابلستان
یہ سمجھا کہ بس روز آخر ہے آج
دلیری نہ کام آئی کچھ زینہار
پیادہ ہوا وہ نبرد آزما
یہان تک ہوا خون بدن سے روان
شہنشاہ بہمن نے از روی کین
شہ نامور سے یہ کہنے لگا
کہ کینہ تہا رستم کے فرزند سے
رہا بند سے زال زر کو کیا
گیا سیستان سے سوے تخت گاہ
گیا تہا سو بہمن تمام جو

رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

پڑا تھا کہین راہ مین اژدہا / تھمنشہ کو ناگاہ اُس نے ڈسا
فسون نے نہ ہرگز کیا کچھ اثر / نہ زنہار چارہ ہوا کارگر
یہ سمجھا وہین بہمن نامدار / کہ اپنا اب آخر ہوا روزگار
ہما اُسکی دخت خردمند تھی / دیا اُسکو اورنگ تاج شہی
وہ تھی حسن مین رشک شمس و قمر / تصرف مین لایا تھا اُسکو پدر
مگر رسم آتش پرستی یہ تھی / کہ مجوا کیے تے تھے دختر کو بھی
غرض اوس پہ پھرہ کو عمل تھا / جہاندار بہمن نے اُس کو کہا
کہ جب اُس سے پیدا ہو کوئی پسر / کلاہ شہی اُسکے ہو زیب سر
وصیت یہ کرکے تبھی عادم / شتابان ہوا شاہ انجم حشم
جہان مین بصد عز و جاہ و جلال / شہی شاہ بہمن نے کی ہفت سال

برتخت نشستن ہما دخت شاہ بہمن

ہما دخت بہمن بجاے پدر / سریر شہی پہ ہوئی جلوہ گر
کیا اوسنے آغاز جود و سخا / فقیرون کو یکسر تونگر کیا
سپہ کو دیا گنج و زر بے شمار / کیا خلق مین عدل لیل و نہار
ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر / حوالہ کیا دایہ کو زود تر
کہا یون کہ بیجا کہین اسکو دور / تو کر پرورش با نشاط و سرور
وے پیش مردم یہ ظاہر کیا / کہ ہوتے ہی پیدا پسر مرگیا
ہوا الغرض ہفت ماہہ وہ جب / کیا پھر اوسے اوسنے اکدن طلب
یہ سوچی ہما نے دل مین کہ گر / رہے شہر مین یہ ہمایون پسر
مبادا کہ واقف ہوئین مردمان / خلل میری شاہی مین ہو بیگمان
اوسے ایک صندوق مین بند کر / کئی رکھکے یاقوت و لعل و گہر
کہا محرمان سے یہ ہنگام شب / بہا دو اسے جاکے دریا مین اب
بجا مردمان لائے حکم ہما / دیا جاکے صندوق کو پھر بہا
وہ صندوق دریا مین وقت سحر / کہین ایک گاذر کو آیا نظر
نکال اُسکو گاذر وہین لے گیا / کنارے پہ لاکے اوسے وا کیا
وہ مال اور وہ طفل فرخ نہاد / جو دیکھا تو گاذر ہوا شاد شاد
خوشی سی اوسے پیش زن لیگیا / کیا اوسکو تشکر ایزد بجا
ہوا فوت دیروز تیرا پسر / عوض اوسکے یہ طفل رشک قمر
دیا غیب سے ہمکو ایزد نے آج / تو ہویاں بہت وا ابتہاج
یہ دولت جو اُسکو میسر ہوئی / تو پھر زوجہ مسرور و خوشتر ہوئی
رکھا طفل کا اوسنے داراب نام / کیا دل مین اندیشہ خاص و عام
کہ واقف ہوا بات سے کوئی گر / مبادا کہ کچھ مجھکو پہونچے ضرر
تو اس شہر سے جائے دیگر گیا / زن و کودک و مال لیکر گیا
وہ داراب جب شہر میں خوش شکل تھا / دلیر و جوانمرد و زور آزما
زبون تھے تمام اُس سے خرد و کلان / نہ تھا اوسکے ہمسر کوئی نوجوان
ذرا گاذری کا نکرتا تھا کام / گریزندہ اُس کام سے تھا مدام
نچھوتا تھا اک دم وہ ہاتھہ سے / وہ گاذر تھا دلگیر اس بات سے
کہے تھا کہ مجکو خدا نے دیا / عجب طفل نالایق و ناسزا
کہ پیدا نہین کرتا ہے ایکدام / پھرے ہے یہ بازی کنان صبح و شام
ولے تھی اوسے یہ خبر کچھ نہین / کہ ہوویگا یہ شاہ روے زمین
بٹھایا جو مکتب مین داراب کو / کہ تا سیکھہ کر علم شایستہ ہو
اوسے فہم و ادراک تھا اسقدر / کہ اوستاد حیران رہا دیکھکر
جو کچھ علم تھا یاد اُستاد کو / شتابی سے سیکھا وہ خندہ خو
بصد جا خوشی آن کر ایکروز / لگا کہنے گاذر سے وہ نیکروز
خدا نے کیا علم مین مجکو طاق / ولے اب ہے مطلوب ساز و براق
وہ بولا کہ ہون مفلس و مستمند / کہان ہے مین لاؤن براق و سمند
ہوا اُسکے دلگیر وہ ذو الکرام / نہ پھر اوسنے دو روز کہایا طعام
زن گاذر اُسدم ہوئی بیقرار / دیا ایک یاقوت انجام کار
اوسے بیچکر ایک گھوڑا لیا / جو کچھ چاہئے تھا مہیا کیا

شفقت لگا کرنے وہ صبح و شام
ہنر پہلوانی کے سیکھے تمام

نہ ٹہرے تہا گہر مین وہ نوجوان
بیابان مین پہر تہا صید افگنان

زن گازر اک روز بیٹھی تہی شاد
وہان آکے داراب فرخ نہاد

یہ بولا مرا ماجرا کر بیان
کیا اوسنے راز نہفتہ عیان

حقیقت وہ صندوق اور مال کی
سنی جب ہوئی اوسکے دلکو خوشی

یہ سمجہا جوانمرد فرخ نہاد
کہ ہون مین پسر مرد عالی نژاد

زر و لعل جو کچھہ تہا اوسنے لیا
تصرف مین سب مال اپنے کیا

مصمم کیا دل مین عزم سفر
کہ حاصل ہو جمعیت کر و فر

کہین قیصر روم از روے کین
شتابان ہوا سوے ایران زمین

حضور ہماے خجستہ نہاد
سپہدار نامی تہا اک رشنواد

ہما نے کیا حکم اوسکو کے ہان
فراہم کرو لشکر بیکران

یہ بہیجا پیام اوسنے پہر جا بجا
کہ مردان جنگی و جنگ آزما

ارادہ جہتین جا رہی کا ہو یان
تو حاضر شتابی سے ہون بیگمان

ہوا نکلے داراب مسرور شاد
روانہ ہوا پہر سوے رشنواد

وہان جبکہ داراب فرخ گیا
تو وہ لے گیا اوس کو پیش ہما

کہ رکہتی تہی جا کر ہما دیکہکر
پڑی جبکہ اوس پر ہما کی نظر

تو کہنے لگی دل مین اپنے ہما
کہ ہے یہ عجب شوکت و شان کا

عیان اوسکے رخ سے ہے فر کیان
نژاد کیان سے ہے یہ نوجوان

لکہا یون کہ اوس کو مقرر رکہو
مواجب بہی اس کا زیادہ کرو

ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
تو پہر رشنواد دلاور جوان

شتابان پے جنگ قیصر ہوا
فرود اک بیابان مین لشکر ہوا

ہوا نازل اوس پر وہ باران وہان
گیا پہر کوئی خیمے کے درمیان

جو داراب کے پاس خیمہ نہ تہا
تو وہ زیر طاق شکستہ گیا

گیا خواب مین جبکہ داراب وان
تو آئی ندا غیب سے ناگہان

کہا اے طاق ہو تو خبردار ہوشیار
کہ خفتہ ہے یان شاہ ایران دیار

نگہدار اس کا تو رہیو یہان
کہ بہمن کا فرزند ہے یہ جوان

سہ بار آئی آواز یان سے یہی
سنی رشنواد دلاور نے بہی

یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
گئے مردمان بس وہین دوڑ کر

کہا آکے پہر یون کہ اے نامدار
تلے طاق کے خفتہ ہے اک سوار

کہ وہ طاق شکستہ ہے سر بسر
جبکے دیکہکر دل مین گذری خطر

نہ زنہار تہی مردمان کی صدا
یقین ہے کہ تہی غیب سے یہ ندا

وہ بولا کہ لاؤ جوان کو یہان
اوسے آکے تب لیگئے مردمان

جو داراب اوٹھہ کر وہان سے گیا
تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا

حقیقت لگا پوچہنے رشنواد
لگا کہنے داراب فرخ نہاد

کہ دریا مین گازر کے ہاتھہ لگی روز
لگا ایک صندوق اے نیکروز

جو کہولا تو اوسمین سے پایا مجہے
خوشی سے وہ گہر اپنے لایا مجہے

نہ صندوق مین صرف کچھہ بن ہی تہا
کئی لعل و یاقوت تہے بے بہا

کیا ماجرا سب مفصل بیان
سپہدار سن کر ہوا مہربان

اوسے خلعت و اسپ و خیمہ دیا
کیا اوسپہ مصروف لطف و عطا

کہا پہر کہ گازر کو لاؤ یہان
اوسے جاکے لے آئے پہر مردمان

سپہدار نے قصہ داراب کا
جو پوچہا تو اوسے مفصل کہا

رکہے پہر وہ یاقوت پیش نظر
سپہدار نے اوسکو پہچان کر

کہا اپنے دل مین کہ ہے یہ گمان
پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان

فزونتر کیا رتبہ داراب کا
وہ رتبہ کہ شایان داراب تہا

جو روز دگر قیصر کینہ خواہ
سپہ لیکے آیا سوے رزمگاہ

تو بولا یہ داراب سے رشنواد
کہ لیکر سپہ لے خجستہ نہاد

تو قیصر سے لب جا کے گرم جنگ
یہ سنکر گیا وہ جوان بے درنگ

ہوا رومیون سے ہنر آزما
بہت فوج کو قتل اوسنے کیا

سر شام میدان سے وہ نامجو
سوے خیمہ آیا بفتح و ظفر

دلیری یہ داراب کی رشنواد
ہوا دیکہکر دل مین مسرور شاد

بہت آفرین کی جوانمرد پر
ہوا جلوہ گر جب کہ روز دگر
تو لیکر سپاہ گران پھر گیا
سوار نگہ مرد جنگ آزما
ہوا پھر بہم گرم بازار کین
گلستان ہوا خون سے روئے زمین
جوانمرد داراب پھر چارسو
طرح شیر نر کے ہوا رزم جو
گیا نیزہ لیکر جوان جیطرف
بسان مژہ او ٹھگئی صف کی صف
سر شام تک وان رہی کارزار
گئے پھر سوئے خیمہ انجام کار
ہراسان ہوئے سر بسر رومیان
لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان
عجب نوجوان آج تھا ہم نبرد
مقابل نہیں جسکے یان کوئی مرد
جدہر حملہ آور ہوا کینہ جو
پریشان کیا لشکر روم کو
وہ ہی بچہ فیل یا شیر نر
کہا پھر یہ قیصر سے اے تاجور
سوئے روم پھر چلئے ناچار اب
کہ ہرگز نہیں تاب پیکار اب
لگا کہنے قیصر کہ بیدل نہو
سحر حملہ یکبارگی تم کرو
بفضل خدا فتح پاوینگے ہم
تصرف مین یہ ملک لاوینگے ہم
ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان
تو پھر رومیان اور ایرانیان
ہوئے آکے میدانمین گرم ستیز
ہوئی ایک برپا وان رستخیز
جہانگیر داراب مرد دلیر
ستیزندہ میدان تھا مثل شیر
ہزاروں دلیران کے غرق خون
ہوا لشکر روم آخر زبون
تھکا رومیون کا نہ زنہار گام
یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام
گریبان آن کے مین پیمان ہوا
پریشان ہوا بخت حیران ہوا
جو کچھ چاہیے مجھ سے اب لیجئے
نہ پرخاش پھر خدا کیجئے
غرض صلح کرکے وہین پھر گیا
سوئے روم فرمانروا روم کا
مظفر ہو داراب فرخ نہاد
جب آیا تو شادان ہوا رشنواد
ہما کو لکھا قصہ داراب کا
وہ یاقوت بھیجا حضور ہما
ہمانے یہ سمجھا کہ ہان بیگمان
مرا نور دیدہ ہے یہ نوجوان
کیا پھر طلب اوسنے داراب کو
حضور اسکے آیا جو وہ نامجو
تو وہیں ہمانے بصد ابتہاج
حوالے کیا تخت زرین و تاج

جلوس داراب پسر بہمن بر تخت ایران

جہانمین بعد جاہ وحشمت ہما
رہی ہی دو سال فرمانروا
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر
جہاندار داراب فرخ سیر
بہت خلق پر لطف و احسان کیا
سپاہ و رعیت کو شادان کیا
طلب کرکے گاذر کو پھر زود تر
عنایت کیا خلعت و اسپ و زر
کہا پھر یہ اوسنے بلطف و طرب
تو کر پیشہ گاذری ترک اب
یکایک سپاہ گران پھر کہین
شتابان ہوئے سوئے ایران زمین
شعیب دلاور سپہدار تھا
سپاہ عرب کا وہ سالار تھا
سواران تازی تھے یکصد ہزار
یہ لشکر جہاندار گردون وقار
ہوا وہ وہین لیکر سپاہ گران
شتابان سو لشکر سیستان
ستیزندہ پھر ہر دو لشکر ہوئے
تنادوم تیغ و خنجر ہوئے
رہی جنگ قایم سہ روز و شب
بروز چہارم شعیب عرب
ہوا کشتہ میدانمین وقت وغا
سب اسباب لشکر کا غارت کیا
ہوا لشکر تازیان سب خراب
دلیران ایران ہوئے فتحیاب
شہنشاہ داراب نے بعد ازان
کیا جانب روم لشکر روان
سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس
خروشان ہوئے ہر دو سو بوق و کوس
بہم ہر دو لشکر ہوئے کینہ خواہ
ہوئی بحر خون ایک قلم رزمگاہ
دلیران ایران ہوئے سخت کوش
گئے رومیون کے پراگندہ ہوش
شہ فیلقوس اور یکسر سپاہ
گریزان ہوئی بے قبا و کلاہ
نہ تنہا ہوئے کشتہ تیغ و تیر
زن و بچہ بھی اونکے آئے اسیر
ہوا فیلقوس آنکے قلعہ بند
کہ میدانمین تھا اسکو بیم گزند
پذیرا کیا اوسنے دنیا خراج
کہ قایم رہے ملک و اورنگ تاج
دیا شاہ داراب کو بے شمار
درو گنج و در از رہ انکسار

کسی نے کہا اے شہ ذوالکرام
شہ روم کی دخت ناہید نام

پری چہرہ اور غیرت ماہ ہے
سزاوار ہم بزمی شاہ ہے

گیا وہین پیغام شاہ جہان
کہ دیجے مجھے دختر دلستان

شہ روم نے با دل پر صفا
کیا دخت کو شاہ سے کتخدا

جہاندار گیتی ستان بعد ازان
ہوا روم سے سوے ایران روان

آزردہ شدن داراب شاہ از بوی دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانہ پدرش و پیدا شدن اسکندر

ہوا شہ جو ناہید سے ہمکنار
تو آئی نہ بوئے دہن خوشگوار

ہوے چارہ گر سب کے دانشوران
ہوئی دور لیکن نہ بوئے دہان

ہوا اوس سے ناشاد داراب شاہ
ہوا پھر نہ زنہار ہمخواب شاہ

شبستان مین اپنی نہ ہرگز رکہا
سو فیلقوس اُسکو رخصت کیا

غرض حاملہ تہی وہ رشک قمر
ولیکن نہ داراب کو تہی خبر

شہ روم فرزند رکہتا نہ تہا
عیان حمل اُس کا ہرگز کیا

ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر
کیا اُسکو قیصر نے اپنا پسر

سپاسِ خداوند لایا بجا
سکندر رکہا نام اُس طفل کا

سکندر تہا مانند رستم دلیر
جوانمرد زور آور آفاق گیر

حکیموں کا وہ تربیت کردہ تہا
کوئی علم باقی نہ اُس سے رہا

ہنر اُسکو از بسکہ تہے خوب یاد
وہ علم و ہنر مین ہوا اُوستاد

ارسطوئے دانائے فرخ سیر
القوما جس نامور کا پسر

کہ تہا عقل و دانش مین مشہور عام
سکندر کا ہمدرس تہا صبح و شام

یہ قصہ یہان کا یہان چہوڑیے
سمند قلم کی عنان موڑیے

بس اب آیئے یان ہی بار دگر
شہنشاہ داراب فرخ سیر

رحلت داراب شاہ ازینجہان و جلوس دارا بر تخت سلطنت

کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو
مرخص سوے قیصر نامجو

تو اک اور چاہی زن گلعذار
ہوئی وہ جہاندار سے باردار

غرض نو مہینے گئے جب گذر
ہوا بطن سے اُسکے پیدا پسر

ہوا شاد دل شاہ داراب کا
ملکزادہ کا نام دارا رکہا

دلیر و خردمند دارا ہوا
دلے جب وہ بارہ برس کا ہوا

تو پہر شاہ داراب کشور کشا
روانہ ہوا سوئے دار البقا

رہا چار دہ سال اور چار ماہ
نگہبان عالم شہ دین پناہ

رکہا سر پہ دارا نے پہر تاج زر
سر تخت بیٹہا بجائے پدر

فزون جاہ تہا مہر اور ماہ سے
بدستور داراب پہر شاہ سے

لیا خسرو نامور نے خراج
دیا اُسکو پہر تاجور نے خراج

سو شاہا سکندر سے تا ہو زمین
اوسی تخت پر اب بٹہاتا ہون مین

نشستن اسکندر بر تخت روم بجای فیلقوس و لشکر کشیدن سوی ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر
سکندر نے سر پر رکہا تاج زر

فقط روم مین کچہہ نہ تہا حکمران
سکندر ہوا بادشاہ جہان

ارسطو سا دانشور بے نظیر
ہوا شاہ کشورستان کا وزیر

ارسطو فلاطون کا شاگرد تہا
خردمند دانا و صاحب ذکا

بیا فزونی لشکر و ملک و مال
سکندر جہانگیر تہا فرخندہ حال

فرستادہ دارائے ایران گیا
یہ پیغام لایا کہ باعث ہے کیا

جواب تک نہیں تو نے بہیجا خراج — مناسب ہے یہ جلد پہونچا خراج
سکندر نے سنکر یہ پاسخ دیا — شہ فیلقوس اب جہان سے گیا
خدا نے دیا مجکو جاہ و حشم — سر چرخ پہونچاؤن گا میں علم
مجہے عزم یہ ہے کہ اپنا مجو — مسخر کرون ہفت اقلیم کو
خبردار کرتا ہون تجہہ کو خبر — سپہ لیکے آیا بقصد کر و فر
چلا لیکے اقصائے ایران کی سمت — چلے شیر جیسے نیستان کی سمت
سکندر جہاندار گیتی ستان — پہنکر لباس فرستادگان
سکندر نے بہیجا یہ تجکو پیام — کہ تجکو نہیں ملک سے تیرے کام
تو آیا ہی کیون کر کو سامان رزم — نہیں ہون مین کچہہ تجہسے جویائے رزم
اگر خواہ ناخواہ ہی عزم جنگ — تو یان بہی ہی موجود تیغ و خدنگ
لگا کہنے دارائے فرخ نہاد — ترا نام کیا اور کیا ہے نژاد
مگر ہے تو اسکندر نامور — کہ آیا ہی یان لیکے پیغام بر
سکندر نہیں ہے خرد اسقدر — کہ اسطرح آوے مخالف کے گہر
پیا اسنے صہبائے گلفام کو — وہیں پاس اپنے رکہا جام کو
وہ بولا کہ اے خسرو نیکنام — یہ ہے ملک میں اپنے آئین مدام
لگا کہنے ہنسکر شہ نامجو — کہ ایک جام تم لاکے اب رکہو
رکہا لاکے خوان جب ہوا وقت شام — سکندر بہی کہانے لگا وان طعام
ولے دو ہین اسکندر نامدار — یہ سمجہا کہ راز اب ہوا آشکار
عقب اسکے دارا نے بہیجے سوار — دلیران پرخاش جو یکہزار
سکندر نے چارون وہ جام طلا — ندیمون کو دکہلائے اور یون کہا
کیا میں نے معلوم یہ جاکے وان — کہ دارا کے ہے پاس فوج گران
کہ میرا جہان آفرین یار ہے — شب و روز میرا مددگار ہے

نہ ہے ہاتہہ سے راہ و رسم پدر — ہماری اطاعت سے مت پہیر سر
جو دیتا تہا ہر سال تجکو خراج — ولے مجہہ سے مت ہو تو خواہان باج
مرے پاس ہے لشکر بیکران — زر و زور شمشیر گیتی ستان
یہ لازم ہے تجکو تو بہیجے خراج — رہے ورنہ تیرا نہ اورنگ تاج
چلا ایلچی لیکے نامہ روان — سکندر ادہر سے سپاہ گران
یہ دارا کو جسوقت پہونچی خبر — چلا وہ بہی سب فوج کو جمع کر
گیا پیش دارائے فرخ تبار — کہا جاکے دارا سے اے شہریار
ارادہ یہ ہے سیر دنیا کرون — مہ و مہر سان گرد عالم پہرون
ذرا ملک سے دیکے تو مجکو راہ — کہ گذرون شتابی سے لیکر سپاہ
جو شوخی سے پیغام اوسنے کہا — تو حیرت میں دارائے ایران گیا
یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان — جہانمین ایسے کون ہے جز کیان
وہ بولا کہ میرا دہان کیا شمار — بہت مجہہ سے ہین چاکر شہریار
طلب شہ نے پہر جام مینا کیا — فرستادہ کو بہر کے ساغر دیا
یہ دارا نے پوچہا کہ باعث ہے کیا — تہی کر کے ساغر جو تو نے رکہا
کہ پہر باز لیں اسکو کرتے نہیں — فرستادہ کو دیکے پہر ساتگین
غرض وسنے وانسے لئے جام چار — ہر اک جام زر تہا جواہر نگار
کہ لینے سکندر کو پہچان کر — جہکایا طرف گوش دارا کے سر
شتابی سے اوٹہکر ہوا پس روان — طرف اپنے لشکر کے آیا دوان
شب تیرہ تہی راہ گم کر گئے — وہ ناکام ناچار پہر کر گئے
کہ حق مین ہے میرے مبارک یہ فال — یقین ہے کہ دارا سے لون ملک و مال
ولے ساتہہ میرے نہیں تاب جنگ — میسر مجہے فتح ہو بیدرنگ
غرض جنگ و پیکار پائی قرار — نہ ٹہری بہم آشتی زینہار

جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا مہر رخشان جو دو زرد گر — دو لشکر مقابل ہوئے آہن کمر
ادہر تو سکندر صف آرا ہوا — ادہر گرم پیکار دارا ہوا

خروشان ہوئی تاترکی وہان
گیا بوق کا آسمان پر فغان

ہوئے رزم جو کینہ خواہان ہم
لئے تیغ برندہ نے سر قلم

ہوئے سینے وقف خدنگ و کمان
ہوئے غرق خون ہر دو جنگ آوران

رہا سات دن گرم بازار کین
گئی موج خون تا بچرخ برین

ہوا آٹھوین روز دارا تباہ
پریشان ہوئی اُسکی یکسر سپاہ

گریزان ہوئے دارا فرخ صفات
گیا تا لب رودبار فرات

گئے رومیان بہی تعاقب کنان
ہزارون ہوئے کشتہ ایرانیان

میسر جو یہ فتح و نصرت ہوئی
تو حاصل سکندر کو فرحت ہوئی

دگر بار کر کے فراہم سپاہ
سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ

سپہ لیکے آیا سوم بار پہر
ہوا آن کے گرم پیکار پہر

ولیکن نہ اقبال یاور ہوا
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا

ہوا آگے پہر بار دارا خراب
سکندر تو آخر ہوا فتح یاب

رواج دادن سکندر سکہ خود در ایران و رسیدن دارا مرتبہ چہارم برائے جنگ و باز تباہ شدن

ہوا جب مظفر بہ فضل خدا
سکندر جہاندار کشور کشا

ہوا مالک تخت و تاج کیان
کیا سکہ ایران مین اپنا روان

کیا شہ نے ایرانیون کو تمام
بصد گونہ لطف و کرم شادکام

مگر تہا دارا یہ لطف و عطا
سکندر سا تہا اُنکی جو جو کیا

سکندر یہ کہتا تہا ہر ایک سے
کہ بیگانہ تم مت سمجہنا مجہے

تمہارا ہون شہزادہ اے مردمان
کہ ہون پشت دارا سے بے گمان

نہیں غیر مین وارث تخت ہون
جوانمرد ہون اور جوان بخت ہون

رہو شاد تم جمع خاطر رکہو
اطاعت مری جان و دل سے کرو

تمہین لطف و شفقت سے شادان کرون
شب و روز مرہون احسان کرون

یہ سنکر حضور جہانگیر شاہ
ہوئے آکے حاضر سران سپاہ

جو دارائے ایران نے دیکہا وہان
لگے جانے ہر روز ایرانیان

یہ بولا کہ اے مردمان بیشتر
نہ یون تمسے تہے رومیان سربسر

اور اب یون ہوئے ہاے یکسر دلیر
نہیں گردش چرخ سے کچہ گزیر

تہی مکر سے یہ نہیں گفتگو
جو کہتا ہے اسکندر کینہ خو

فریب اُسکے مت کہائیو تم نہار
وگرنہ کریگا تمہیں تخت خوار

زن و بچہ ہونگے گرفتار بند
بہت تمکو پہونچیگا اُس سے گزند

وہ مردم موافق جو دارا سے تہے
یہ دارا سے اُسوقت کہنے لگے

کہ ہم سب دو میون ہون ہر رزم خواہ
کرین جہد اے شاہ گیتی پناہ

جہاندار دارا پہر آیا ادہر
پے جنگ اسکندر نامور

سکندر بہی آیا بہ فوج گران
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران

ہوئی تیغ ران وہان اسقدر
کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر

بشمشیر و خنجر سروکار تہا
قیامت کا وان گرم بازار تہا

سواران ایران نے وقت وغا
دلیرانہ جہد فراوان کیا

ولیکن تہے دارا کے برگشتہ بخت
ہوا وہ پراگندہ و خوار سخت

نصیب اُسکے پہر بہی ہزیمت ہوئی
قرین فوج ایران کی ندامت ہوئی

گریزندہ ہو کر بحال خراب
گیا سوئے اسطخر دارا شتاب

سکندر جو دنبال اُسکے گیا
تو وان بہی نہ ٹہرا وہ دارا رہا

زن و بچہ و طفل ایرانیان
ہوئے قید سب خنجر رومیان

جو آتا تہا پیش شہ داد رس
زن و بچہ ملتے تہے پہر اُسکو بس

سکندر نے بڑہکر یہ پاسخ دیا
کہ گر تو مرے پاس آوے شہا

تو دون ملک ایران پہر تجہے
مبارک ترا تخت و افسر تجہے

یہان سے مین جاؤن قرین ظفر
کرون ملک گیری بسوے دگر

بزرگان و گردان ایران دیار
یہ دارا سے بولے کہ اے شہریار

سکندر سے جاکر ملاقات کر
کہ پہر ملک قایم رہے سربسر

وہ بولی نہیں لایق سمتر یہی
کروں جو سکندر کی فرمانبری

غم جان نہیں مجکو زنہار ہے
ولے طاعت رومیان عار ہے

لکھا فور ہندی کو یون بعد ازان
کہ ہوں میں ستم دیدۂ آسمان

کوئی یار میرا جہان میں نہیں
تو پھر خدا ہو ممد و معین

یہ دارا کو اوسنے لکہا پھر جواب
کہ پہونچا یہان آپ کو تو شتاب

جو پہونچی خبر پیش شاہ جہان
کہ دارا کو ہی عزم ہندوستان

کشتہ شدن دارا از دست وزیران ونکاح دخت دارا با سکندر

کئے بند ہر چار سو رہگذر
سواران جنگ آزما بہیج کر

سپہدار دارا کے تہے دو وزیر
ستم پرور و بدنہاد و شریر

کہ نام ایک ظالم کا تہا ماہیار
اور اُس دوسرے کا تہا جانوسپار

لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ
گیا اور لشکر ہوا سب تباہ

کوئی دن کو ہوگا گرفتار بند
کہ اب پھر گیا اس سے چرخ بلند

یہی مصلحت ہی کہ بن بیدریغ
شہنشاہ کو تب کیجے زیر تیغ

کہ ہو شاد اسکندر نامدار
فزونتر ہمارا ہو عز و وقار

رکہا الغرض ظالمون نے روا
خداوند نعمت پہ جور و جفا

کہیں راہ میں رات کو ایکبار
جدا اپنے لشکر سے تہا شہریار

نہ تہا پاس دارا کے کوئی سوار
فقط تہے وہی دو لعین نابکار

یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
تو پھر ایک نے شاہ کے سینے پر

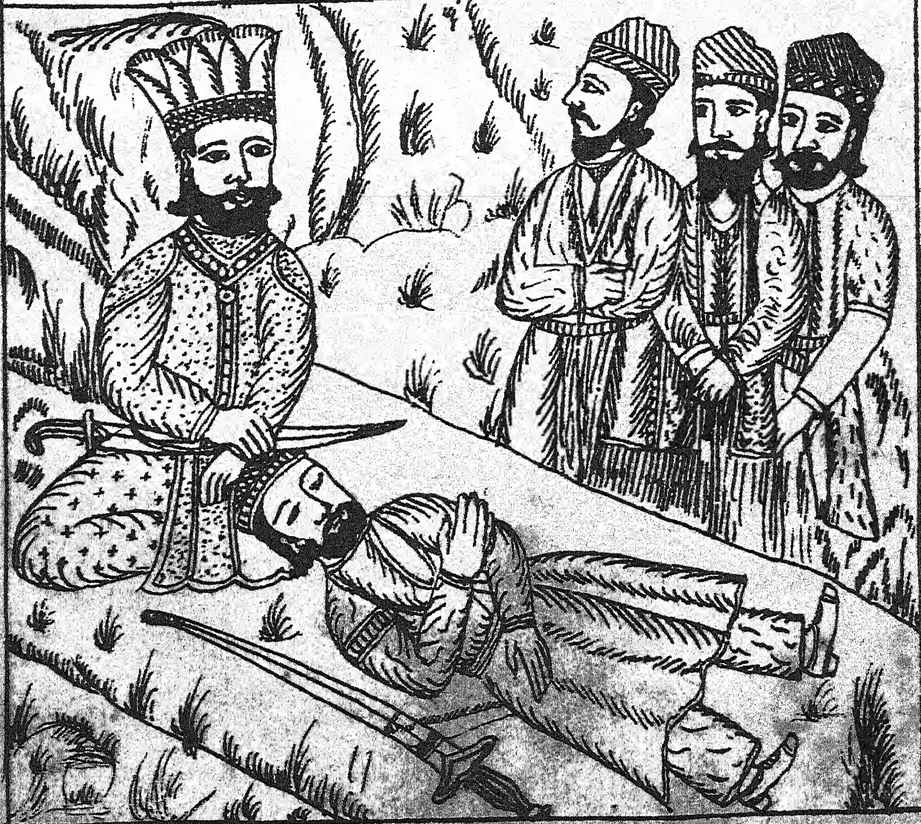
رواں تیز خنجر کیا بیدریغ
رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ

لگے زخم کاری تو پھر تاجور
گرا پشت زین سے وہیں خاک پر

خبر کی سکندر کو یہ بعد ازان
کہ دارا کو ہمنے کیا قتل یان

گیا پھر شہنشاہ عالیجناب
سو مقتل شاہ دارا شتاب

ہنوز اُسکے قالب مین تہی جان
کہ پہونچا جہاندار گیتی ستان



سکندر نے گھوڑے لیے وہیں اوتر / رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر
کئے چشم سے اپنے آنسو رواں / برادر سے اوسکے نالہ کنان

سکندر کو دیکھا جو بالین پر / تو سینے سے کی آہ دارا نے سر
سکندر یہ بولا کہ اے تاجدار / نہ تھی یہ تمنا مجھے زینہار

کہ دیکھوں تجھے اسطرح سرنگون / تن خستہ سر تا بپا غرق خون
یہان سے میں لیجاؤں اب اپنے گھر / تجھے مہد زریں میں کر جلوہ گر

کروں چارہ سازی تری زخم کی / جو حاصل شفا ہو تو با صد خوشی
بٹھا تجکو ایران کے پھر تخت پر / تماشا اب یہان ہے یون ہوئے دگر

سنا ہے ان سے کہ یعنی بہم / پسر اک پدر کے ہین تم اور ہم
مجھے اس لئے درد و غم ہے بڑا / کہ تو ہے حقیقی برادر مرا

کشندہ کو تیرے کرونمیں ہلاک / ملاؤں ہر اک کو تہ خون و خاک
یہ کہکر لگا رونے پھر زار زار / ہوا درد و غم سے بہت بیقرار

سکندر سے دارا یہ کہنے لگا / کہ زاری و گریہ سے کیا فائدہ
گذر اب گیا چارہ سازی کا کام / مرا کام یعنی ہوا بس تمام

خدا نے کیا تجھ کو شاہ جہان / تو کر بادشاہی بصد فر و شان
شہا تیری گفتار شیرین ہے اب / غم و درد دل سے ہوا دور اب

بآرام جاتا ہوں سوئے عدم / تو رہ اس جہاں میں بجاہ و حشم
وصیت کروں میں تجھے کچھ اگر / پذیرندہ ہووے تو اے تاجور

سکندر یہ بولا ز روے صفا / کہ لاؤں ترا حکم یکسر بجا
لگا کہنے دارا کہ اے بادشاہ / مرا ننگ و ناموس رکھنا نگاہ

مری دختر اک روشنک نام ہے / پریچہرہ مہوش گل اندام ہے
اوسے عقد میں اپنے لانا ضرور / اگر بطن سے اوسکے پیدا ہو پور

تو اسفندیار اسکا رکھیو تو نام / مری روح کو کیجیو شاد کام
نہ برہم کوئی رسم ہو زینہار / یہ ملحوظ رکھنا تو لیل و نہار

کہ قایم رہے دین لہراسپ شاہ / رہ و رسم و آئین گشتاسپ شاہ
سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا / سکندر نے یکسر پذیرا کیا

رکھہ اپنے دہن پر سکندر کا ہاتھ / لگا کہنے دارا کہ فرخ صفات
کہ رخصت ہوئی تنسے جان حزین / [illegible] ہو جان آفرین

ہوئی چشم دارا کی جو وقت بند / لگا رونے اسکندر ارجمند
کیا چاک جامہ ہوا نوحہ گر / اوسے مہد زریں میں پھر ڈالکر

پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ / کیا لاکے مدفون سو دفن گاہ
سر دار کھینچا پھر از روے کین / کشندوں کو دارا کے شہ نے وہین

بزرگان ایران ثنا خوان ہوئے / دل و جان سے محکوم سلطان ہوئے
سکندر نے مرہون احسان کیا / بلطف و کرم سبکو شادان کیا

سو مادر روشنک بعد ازان / کیا نامہ بر دے کے نامہ روان
لکھا روشنک کو یہاں بھیجدو / کہ جون شمع روشن کرے بزم کو

روان اسنے اس ماہوش کو کیا / حضور جہاندار کشور کشا
پرستار ساتھہ اوسکے تئیں گلعذار / زر و گوہر و لعل تھے بے شمار

جہاندار بر طبق آئین و دین / ہوا کتخدا ساتھہ اوسکے وہین
رہا شہر ایران میں یکچند شاہ / سوے ہند پھر وانسے کھینچی سپاہ

رفتن اسکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تھا کید اک نامور / اوسے خواب پر ہول آیا نظر
حکیموں سے پوچھی جو تعبیر خواب / کسی سے نہ کچھ بھی ملا اسکا جواب

کہا مرزبان نے کہ درویش ایک / خرد مند و صاحب دل و مرد نیک
بیابان میں رہتا ہے مہران ہے نام / کہیگا وہ تعبیر شہ با تمام

حضور اوسکے پھر کید مندی شتاب
گیا اور کہا اپنا یکدست خواب

کہا یون کہ اے پیر فرخ سیر
شب اول آیا یہ مجکو نظر

کہ ایوان بلند اور در ہی کلان
اور اک خرد سوراخ ہی ہو وہان

اور اک پیل مست آکر اُس کاخ مین
گیا پھر نکل ہوکے سوراخ مین

دوم شب یہ دیکھا کہ ہے جلوہ گر
کوئی نوجوان جیسے اورنگ پر

سوم شب مجھے خواب آیا نظر
کہ کرباس ہی اے خجستہ سیر

اوسے کھینچتے ہین ہم مرد چار
ولے پارہ ہوتا نہین زینہار

شب چارم اک شخص تشنہ لب
وہ آیا کنارے پہ دریا کے جب

تو پھر ایک ماہی ہوئی جلوہ گر
گریزان ہوا اُسکو وہ دیکھ کر

عقب اُس گریزندہ کی پھر شتاب
روانہ ہوئی وانسے ماہی سوے آب

شب پنجم اک شہر آیا نظر
کہ ہین کوردان مردمان سربسر

بسان بصیران ہین مصروف کار
نہین غم ہی کوری سی کچھ زینہار

ششم روز سویا جو ہنگام شب
نظر ایک آیا مجھے شہر تب

کہ رنجور ہین یک قلم ساکنان
و را چھے بھلے ہین جو بعضے کسان

سو آزردہ جان ہین علیل و نزار
شب و روز ہین غم مین رنجور و زار

او نہین دیکھکر کسلمندان اولس
خبر لینے آتے ہین ہر یک کے پاس

شب ہفتم اسے پیر مرد کہن
نظر اسپ آیا کہ ہین دو دہن

وہ کھاتا ہے دونون سی آب و گیاہ
ولیکن نہین اُسکے سرگین کی راہ

سہ خم ہشتمین شب کو آے نظر
دو پر آب ہین اک تہی سربسر

تہی کو وہ بھرتے ہین ہر چند پر
نہین ہوتے اُسکے کنارے ہی تر

نہ کم آب ہوتا ہے ان کا ذرا
نہم شب نظر مجکو پھر یہ پڑا

کہ اک گاو مادہ ہے گوسالہ زار
کہ گوسالہ کا شیر لیل و نہار

وہ کھاتی ہے تسپر بھی لاغر ہی تن
ولے فربہ گوسالہ کا ہے بدن

دہم شب کو اک چشمہ آیا نظر
کہ لب دسکے ہین خشک و اطراف تر

بیان کیجئے مجھسے تعبیر خواب
کرو لیسے مرے دور ہو اضطراب

وہ بولا کہ اسکندر نامدار
ترے ملک مین آئیگا ایکبار

تو زنہار مت ہو جو گرم جنگ
غرض آشتی کیجیو بیدرنگ

وہ دخت پریچہرہ اور اک وزیر
کہ اختر شناسی مین ہی بے نظیر

خردمند دانا و عاقل طبیب
قدح ایک تحفہ عجیب و غریب

کہ گر اُسکو کرکے لبالب پیو
تو زنہار آب قدح کم نہو

نہ دی گرمی آتش آفتاب
رہے سرد ہرگز نہو گرم آب

غرض یہ ترے پاس ہر چار چیز
کہ ہین طرفہ اے شاہ والا تمیز

تو دینا سکندر کو وہ ہر چہار
تجھے ملک بخشیگا وہ تاجدار

کہا کید ہندی نے یہ بعد ازان
کہ تعبیر ہر خواب تجھے عیان

دیا مرد درویش نے یہ جواب
کہ ہے پہلے دن کی تعبیر خواب

کہ وہ خانہ دنیا ہے اے نامور
اور اُسمین وہ سوراخ ہی تیرا گھر

وہ ہاتھی ہے اسکندر نامدار
ترے شہر سے جو کریگا گذار

یہ پھر تو نے دیکھا جو روز دگر
کہ اک مرد بیگانہ ہے تخت پر

یہان سفلہ اک بادشہ آئیگا
خرابی ترے ملک مین لائیگا

سوم شب جو کرباس آیا نظر
سمجھ تو خدا اُسکو اے نامور

اوسے کھینچتے ہین جو وہ مرد چار
اگر دین اُسکی تعبیر مین آشکار

کہ دہقان آتش پرست آئیگا
رواج اُسکا دین پہلی یان پائیگا

جہود ایک آئیگا یان بعد ازان
کریگا وہ آئین موسی روان

پھر اُس ملک مین آویگا مرد نیک
حکیم خردمند یونانی ایک

حکیمون کا مذہب کرے آشکار
اگر دین اُسکا آئین سب اختیار

پھر اُس ملک مین اہل دین آئیگا
رہ حق پرستی وہ پھیلائیگا

وہ ماہی جو آیا نظر پھر تجھے
گریزندہ ماہی سی اور آب سے

رسول خدا ایک آئیگا یہان
کرے گا ہدایت بلب تشنگان

گریزندہ خلق اُس سے یان ہوویگی
یہ خواب چہارم کی تعبیر تھی

شب پنجم آئے جو کوران نظر
کہ محفوظ کوری سے ہین سربسر

زمانہ اک آوے کہ سود و زیان
نہ نہ ہار بجھیں فرا امر و مان
کرے کو چشم کمان [illegible]
[illegible] جو کچھ اونہیں نہ نہار

ششم شب جو ریجور آئے نظر
کہ پوچھے تھے اچھے بھلونکی خبر
زمانہ اک آوے کہ دانش [illegible]
سر سر ہوں محتاج بید الفشان

زمانہ او نہیں سخت حیران کرے
تمسخر ہنر و سے نادان کرے
جو دیکھا شب ہفتم اسپ و سمر
یہ تعبیر اس کی ہے اے نامور

کہ آوے زمانہ اب اس طور کا
کہ لطف و مدارا نہو وسے ذرا
دو چندان ہم ہر ایک کو حرص و آز
یہ چاہے کہ سب بیت کرکے دراز

دہن میں ہر اک چیز کو لیجئے
نہ اک حبہ محتاج کو دیجیے
جو دیکھا شب ہشتم [illegible]
کہ ہو بہین وہ خمہ ورخالی [illegible]

زمانہ کوئی آوے اسطرح کا
دو حصہ تو انگر ہو یعنی شہا
تہیدست اک حصہ جو جہان
[illegible] گر آسمان

تہیدست کو تو بھی سیری نہو
فزون تر ہو خواہش تہیدست کو
نہم شب کو دیکھا جو تو [illegible]
[illegible]

حریص تنے دنیا میں ہو دین عیان
کہ مسکین سے خواہش کہیں ہر زبان
دہم شب جو آیا نظر تجکو خواب
[illegible]

جو اس چشمے آب چشمہ کو لین
تو آئے نہ پیمانہ دست مین
[illegible]
[illegible]

بڑی عقل و فرہنگ سے سربسر
رہیگا وہ سلطان عالی گہر
رعایا نپائیگی اس سے پناہ
جہان ظلم [illegible] اس کے ہوگا تباہ

کبھی فیض اس کا نہوگا عیان
نہوئیگا نیکی کا اوہین نشان
زمانہ کریگا یونہیں انقلاب
رہیگا اسیطرح عالم خراب

یہ نہیں تازہ اک عہد پھر آئیگا
نہ ہوگی نئی فوج افسر نیا
مآل اس کا ہوگا یہ اے نوجوان
[illegible] سلطان کا ہوگا نشان

سکندر ہے اس عہد کا بادشاہ
کہ ہے شہنشاہ عالم پناہ
سکندر کا نامہ یہ پہونچا [illegible]
[illegible]

گیا ہے تنے ہندوستان مین گذر
ملاقات بہتر ہے اے تاجور
لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب
[illegible]

ارادہ نہیں اور جز چاکری
کرونگا دل و جان سے فرمانبری
اگر دن بہ پیش تیرے اب چار چیز
تجھے رکھتا اونہیں جان و دل عزیز

کہ ہر ایک دنیا میں ہے بیمثال
نہیں دوسری ہے وہ شہ خوش خصال
ترے پاس آوین دی نیاز
ترے لطف سے تا کہ ہوں سرفراز

غرض چار چیزین کہ تہیں بینظیر
قدح اور دختر طبیب و وزیر
سو شادی بہیجین خوشی سے شتاب
ہوا شادمان شاہ عالیجناب

سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا
گیا ساتھ اپنے اوسے کتخدا
پیا ہاتھ سے دلربا کے وہ جام
ہوا وصل سے اسکے دل شادکام

گیا کید پھر تاجور کے حضور
شتر بار در لیکے با صد سرور
دیا جب سکندر کو گنج و گہر
سکندر نے بخشا اوسے سربسر

سکندر سے پھر کید رخصت ہوا
قرین نشاط و مسرت ہوا
سو فور ہندی ہوا پہر زوان
سکندر جہاندار گیتی ستان

رفتن اسکندر در قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر و کشتہ شدن او و فتحیاب شدن اسکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو
کہ تو آکے حاضر ہو پاس مجھ
لکھا اوسنے پاسخ کہ اے تاجور
کیا کشتہ دارا کو تونے اگر

لکھا کیا ہوا کیا ہے اتنا غرور
تو مت آپکو اسقدر کھینچ دور

نہ رکھتا تھا مردی و مردان گی
اطاعت تمہی کید ہندی نے کی

نہیں تجھ سے مجھکو خطر زینہار
مرے پاس ہے لشکر بیشمار

نہو مجھ سے خواہان فرمانبری
کہ رکھتا ہون مین عزم جنگآوری

دلیرانہ میدان مین آن رزمخواہ
کرون لشکر رومیان کو تباہ

یہ سنکر ہوا پر غضب بادشاہ
گیا سوئے قنوج لیکر سپاہ

سواران جنگی تھے اسّی ہزار
ازانجملہ ایرانیان سی ہزار

دلیران مصر و سواران روم
کہ فولاد ہو جنکی ہیبت سی موم

سکندر کے ہمراہ تھے چل ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار

سوا اسکے تھی ہند کی فوج بھی
شہنشاہ عالم نے جا کر رکھی

غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران ہندوستان دہ ہزار

نکل فور ہندی بھی قنوج سے
مقابل ہوا شاہ کی فوج سے

سواران جنگی تھے ستر ہزار
جوانان جنگی و مردان کار

پے کینہ خواہی تھے یکدل تمام
نبرد آزمایان جویائے نام

نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار

یہ پیلان جنگی جو آئے نظر
تو فوج سکندر ہوئی پر خطر

سکندر سے مردم یہ بولے نہین
کہ پیلان سے کار جنگی نہین

مخالف کے ہاتھی ہین جنگ آزما
بھلا کسطرح جنگ کیجے شہا

ارسطو کو کر کے طلب دو تر
ہوا چارہ جو خسرو نامور

ہنر دو مین اوس نے کیا آشکار
بنایا اک آہن کا اسپ و سوار

شکم اُس کا یکدست خالی کہا
سراسر اوسے نفط سی پر کیا

وزیر خردمند نے بعد ازان
کیا ایک طیار گردون کلان

وہ اسپ و سوار اُس پہ قایم کیا
کئے بستہ گردون سی پہر بادپا

ہوا جبکہ میدان مین گردون روان
ارسطو یہ بولا جوانان سی کہ ہان

تو اب خوب سی اسمین آتش لگا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجا

وہ آتش لگی اوسمین جسدم وہان
خروش عظیم اک اُٹھا ناگہان

بسوی سپہر برین ایکبار
اڑا دود مین گردون اسپ و سوار

ہوا تیرہ رو جب سپہر بلند
ہوا دیکھکر خوش شہ ارجمند

بنا ہے پہر اُس طرح تھے یکہزار
نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار

ہوا گرم بازار پیکار وان
لگے کشتہ و خستہ ہونے جوان

جو دیکھا وہ گردون و اسپ و سوار
ہوا لیں وہین فور حیران کار

خبر لانیوالون سے پوچھا کہ ہان
یہ کیا ہے کرو میرے آگے بیان

وہین مردمان نے کیا آشکار
کہ یہ توپخانہ ہے اے نامدار

حکیمون نے اُس کو مہیا کیا
یہ اسباب ہی رزم دیپکار کا

حقیقت سے اُس کی دراز نہان
نہ واقف تھے ازبسکہ ہندی سوار

ہوئے سوئے گردون وہ حملہ کنان
نہ ہرگز کیا دل مین کچھ خوف جان

ادہر سے جوانون نے دیکھا لگی
عقب سے جو گردون کے وان آگ دی

جو ہر سمت نفط روشن ہوئی
زمین یک قلم مثل گلخن ہوئی

سواران ہندی و پیلان مست
گریزان ہوئے کہا کے یکسر شکست

فراہم وے کرکے پھر فوج کو
سپہدار ہندی ہوا رزم جو

رہا شام تک گرم بازار جنگ
سر و سینہ تھا وقف تیغ و خدنگ

ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب
دلیران گئے پھر بخیمہ سب

سحرگاہ پھر فور جنگی سوار
سپہ لیکے آیا پے کارزار

سکندر نے اُسکو یہ بھیجا پیام
کہ تو ہے شجاعت مین مشہور عام

اودہر تو ہی جنگ آور و پہلوان
ادہر مین ہون مرد دلیر جوان

ہزارون سواران پیکار جو
ہوئے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو

جو ہر فوج ہو گرم بازار کین
تو ہووے ہلاک یکعالم یقین

بس اب سوچیے اپنے دلمین ذرا
کہ ضایع ہون کیون بندگان خدا

مناسب یہی ہے اے شہ سرفراز
کہ ہم تم ہون تنہا بہم رزم ساز

کرے جسکو میدان فیروز بخت
وہ ہو مالک کشور و تاج و تخت

سپہدار ہندی نے بہیجا جواب ۔ کہ بہتر ہے اے شاہ عالیجناب
جدا ہو کے لشکر سے میدان میں آ ۔ کہ تنہا ہوں میں تجہہ سے جنگ آزما
اودہر سے سکندر غرض مثل شیر ۔ اودہر سے گیا فور ہندی دلیر
دوین کہینچکر فور ہندی نے تیغ ۔ روان کی سوے بادشہ بیدریغ
نہ لیکن ہوئی کارگر زینہار ۔ نگہدار تہا شاہ کا کردگار
کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز ۔ رہا فور پر زخم شمشیر تیز
دوپارہ ہوا کتف سے تا کمر ۔ گرا فور ہندی نگوں خاک پر
مظفر ہوا خسرو ارجمند ۔ کہ تہا یار اقبال بخت بلند
جو تھے نامداران ہندوستان ۔ طلب شہ نے اونکو کیا بعد ازان
دلاسا بہت دیکے اون سے کہا ۔ کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا
کرون فور ہندی سے مین بیشتر ۔ مراعات والطاف ہر ایک پر
حوالے تمہین کرکے ہندوستان ۔ بہوئے گر ہوئین یان سے روان
یہ سنکر ہوئے سربسر نامدار ۔ ثناخوان شاہنشہ کامگار
نخہائے شیرین سے مسرور ہو ۔ دوین لیکے تلقے مین شاہ کو
در گنج و لعل و گہر وا کیا ۔ نثار خسرو دادگر کو دیا
زروئے کرم شاہ نے سربسر ۔ عنایت کیا اون کو دو گنج زر
سدرک ایک سردار کا نام تہا ۔ کہ سالار تہا فور کی فوج کا
بٹہایا اوسے تخت زرکار پر ۔ کیا یعنی قنوج کا تاج در

رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ ۔ رہا شہر قنوج مین تین ماہ
کسی نے کیا شاہ سے یون بیان ۔ بنایا خلیل اللہ نے اک مکان
کہ کعبہ ہی نام اوس کا مشہور عام ۔ پرستشگہ خلق بیت الحرام
زیارت کی سنکر ہوئی آرزو ۔ روانہ ہوا خسرو نامجو
سماعیل مرد خجستہ سیر ۔ کہ گذرا ہے پیغمبر نامور
نبیرہ تہا اوس کا جو نصر قتیب ۔ شریف اوس مکانکا تہا وہ خوش نصیب
سکندر جو پہونچا تو باصد سرور ۔ دہ نصر قتیب اوسکے آیا حضور
سکندر نے نذر و نیاز اوسکو دی ۔ بہت اوس کی تعظیم و تکریم کی
زیارت کو پہر ساتہہ اوسکے گیا ۔ پیادہ جہاندار کشورکشا
سماعیلیان ہوئے داد خواہ ۔ کہ نسل جراغہ نے اے بادشاہ
لیا چہین ہم سے حجاز و یمن ۔ تو ہو دادرس زیر چرخ کہن
شہنشاہ عالم نے پہر زودتر ۔ جراغہ کی اولاد کو قتل کر
سماعیلیان کو حجاز و یمن ۔ دیا اور وہین بادشاہ زمن
سو کشور مصر وان سے گیا ۔ ملا آہن کے بادشہ مصر کا
سکندر رہا مصر مین ایکسال ۔ ہوا لشکر شاہ آسودہ حال
روانہ ہوا مصر سے بعد ازان ۔ سو ملک اندلس آیا دوان
زن ہوشمند ایک قیدافہ نام ۔ پریچہرہ ورشک ماہ تمام
سپہدار اقلیم اندلس تہی ۔ رکہے سر پہ تہی تاج فرماندہی
فراوان تہا اوسکا حشم اور جاہ ۔ گیا ایلچی بن کے وان بادشاہ
گیا جب کہ اسکندر نامجو ۔ تو پہچان اونے لیا شاہ کو
سکندر سے بولی زن ہوشیار ۔ تو ہے شاہ اسکندر نامدار
مری جنگ سے اب رہائی نہین ۔ شہنشاہ پاسخ یہ بولا وہین
کہ مین بندۂ شاہ آزادہ ہون ۔ سکندر نہین ہون فرستادہ ہون
شبیہ جہاندار کرکے طلب ۔ سکندر کے دی ہاتہہ مین اونے تب
سکندر ہوا دیکہہ کر سہمگین ۔ ہوا رنگ چہرہ کا پران وہین
دلاسا بہت دے کے دشمین ۔ یہ بولی کہ اے بادشاہ زمن

کہیں اور اسطرح مت جائیو
بلا سر پہ اپنے تو مت لائیو

کہ پنہاں نہ ہرگز ہو آفتاب
رخ بادشاہانِ عالی جناب

مگر خاطر اپنی تو رکھ جمع یہاں
نہ ہرگز کروں راز تیرا عیاں

نہ آسیب پہونچاؤں میں کچھ تجھے
تو فرمانبر اپنا سمجھ اب مجھے

اگر کینہ ہو کچھ تو کر دل سے دور
تو سوگند کر یاد میرے حضور

کہ ہرگز نہ مجھسے کرے کچھ بدی
نہ چھوڑے تو رسم و رہ نیکوی

لگا کہنے پھر شاہ کیوان علم
کہ دین اور ایمان کی مجکو قسم

ترا میں بداندیش ہرگز نہیں
تو رکھ جمع خاطر کو اے نازنین

نہ دون ہاتھ سے رسم و راہ وفا
کرون تجکو مرہون لطف و عطا

یہ قیدافہ بولی کہ اے تاجور
مرے گھر تو کر جمع شکیہ سحر

سکندر ہوا اُس سے رخصت طلب
رہا واں نہ زنہار ہنگام شب

بہت تحفے اُس ماہوش نے دیئے
سکندر نے یکسر پذیرا کئے

وہاں سے غرض بادشاہ زمان
پھر آیا سو خیمہ شاہ جہان

داستان قصد نمودن سکندر برائے سیر جہاں و رفتہ رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از آنجا و طیار نمودن سد سکندری

یہ تھا بسکہ قصد شہ نامور
کہ سیر جہاں کیجے سر بسر

کیا خوب شاہ سکندر نے گشت
بہت دیکھے معمورہ و کوہ و دشت

ہر اک ملک و کشور میں ہر شہر میں
کیا سکہ اپنا رواں دہر میں

گیا جس طرف شاہ کشور کشا
یہی واں کے فرمانروا کو لکھا

کہ ہرگز نہیں مجکو آہنگ رزم
ہر اک سے ہے صلح و مدارا کا عزم

ملاقات مجھسے کرو آن کر
کہ مطلق کسیکو نہ پہونچے ضرر

بہت شاہ حاضر ہوئے پیش شاہ
جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ

بہت قطع کی راہ پست و بلند
گئی جا ہوئی شہ کو بیم و گزند

تبہ شہ کا لشکر ہوا بیشتر
عجائب غرائب بھی آئے نظر

پھرا ہفت اقلیم میں بادشاہ
کہ تھا یاور اقبال و فضل اله

جو طے کر چکا سب رہ خشک و تر
تو پہونچا وہاں خسرو نامور

کنارہ تھا عالم کا یعنی جہاں
کیا مردمان نے یہ آکر بیان

پس کوہ ظلمات ہے سر بسر
وہاں چشمہ ہے اے شہ نامور

کرے جو کوئی نوش چشمہ کا آب
تو عمر ابد سے ہو وہ کامیاب

شہ نامور نے سنی جب یہ بات
کیا پھر وہیں قصد آب حیات

سپاہ عدو سوز سے دو ہزار
لئے ساتھ اپنے دلاور سوار

سر انجام چل روز کا توشہ کر
روانہ ہوا خسرو نامور

خضر سوئے ظلمات تھا رہنما
خضر سے شہ نامور نے کہا

مرے پاس دو لعل ہیں اے خضر
کہ ہو ایک سے روشنی جلوہ گر

عیاں گر کروں دوسرے لعل کو
تو پھر مار و کژدم گریزندہ ہو

دیا خضر کو لعل انجام کار
کہ اک نور جس سے ہوا آشکار

رکھا دوسرے لعل کو اپنے پاس
ہوا کژدم و مار سے بے ہراس

خضر رہنمائی کناں پیش پیش
عقب اُسکے تھا شاہ فرخندہ کیش

دو روز و دو شب تھے بہم رہ سپر
سوم روز آیا دو راہا نظر

جدا ہو گئے خضر سے ناگہاں
پکارا بہت خضر نے گرچہ واں

سنی پر کسی نے نہ ہرگز صدا
خضر پھر سوئے چشمہ تنہا گیا

دہاں جا کے آب بقا نوش کر
پھر آیا سو لشکر شہ خضر

اندھیرے میں سرگشتہ تھا شہریار
یکایک ہوئی روشنی آشکار

پھر اتنے میں ظلمت نمایاں ہوئی
بہت خاطر شہ پریشاں ہوئی

کہین راہ مین اک سیہ کوہ تہا ۔ سیہ کوہ سے وان یہ آئی صدا
کہ اٹہا وہ ہین سنگریزے جو یان ۔ نہ لیوین تو پچہتاوین پہر مردمان
اور اون کو اٹہاوے بہی کوئی اگر ۔ تو وہ بہی پشیمان ہو بیشتر
کسی نے لیے سنگریزے اٹہا ۔ کسی نے کہا دل مین کیا فائدہ
پہر آٹہ دن شاہ لیکن کہین ۔ ملا چشمۂ آب حیوان نہین
ہوا سخت حیران و عاجز کمال ۔ لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال
نہین چاہیے مجکو آب بقا ۔ رہائی ہو ظلمت سے اب خدا
نوین دن ہوئی روشنائی عیان ۔ ہوے شاد و خرم دل مردمان
سو سنگریزہ پڑہی جب نظر ۔ تو یاقوت و گوہر تہے وہ سربسر
لگے کہنے ہوکر پشیمان ہم ۔ کہ افسوس ہم نے اوٹہائے یہ کم
رہے تہے جو محروم بولے وہ یون ۔ کہ لیوائے ہمنے اٹہائے نہ کیون
جب اُس روشنی مین گئے بیشتر ۔ تب اک شہر آباد آیا نظر
ہوئے ساکن شہر حیران تمام ۔ لگے کہنے یون مردم خاص و عام
کہ اب تک نہ یارب ہوا زینہار ۔ کبہی فوج بیگانہ کا یان گذار
یہان آئی کس راہ سے یہ سپاہ ۔ یہ کہکر بزرگان گئے پیش شاہ
غرض شرط خدمت کی لا کر بجا ۔ لگے کرنے یکسر دعا و ثنا
کہ رونق ہوئی تیرے آنیسے یہان ۔ جہان مین تو رہ جب تلک ہے جہان
لگا کہنے یون شاہ کشور کشا ۔ عجائب ہی اس شہر مین چیز کیا
وہ بولے کہ اے شاہ فیروز بخت ۔ عجائب ہین اس شہر مین دو درخت
کہین عالم غیب کی سب خبر ۔ اور احوال آئندہ کا سربسر
سمجہتا نہین کوئی اونکی زبان ۔ ولے جو خردمند عالم ہین یان
وہ سمجہین درختون کی آواز کو ۔ کرین آشکارا وہین راز کو
وہ دونون جو ہین برگزیدہ شجر ۔ ہے اونمین سے ایک مادہ اور ایک نر
سخنور سحر سے ہو نر تا بشام ۔ جو مادہ ہے کرتا ہے شب کو کلام
یہ سنکر طلب کر کے دانائے شہر ۔ گیا وان سکندر شہنشاہ دہر
درختون سے جا کر سنی یہ صدا ۔ سکندر نے دانا سے پہر یون کہا
تو اس راز کو مجہ سے کر آشکار ۔ وہ بولا کہ کہتے ہین آ تاجدار
کہ ہے یہ سکندر شہ نامور ۔ پہر اگر در عالم بصد کر و فر
ولے چار دہ سال با تاج و تخت ۔ رہے اس جہان مین یہ فیروز بخت
کرے پہر سفر سوئے ملک بقا ۔ ہوا پر الم سن کے فرمان روا
لگا کہنے دل مین کہ زیر فلک ۔ ہوئے منقضی دس برس آج تک
کہ مجکو میسر ہے تخت شہی ۔ کرون چار سال اور فرمانبری
ہوا شاہ حیرت سے گریہ کنان ۔ یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازان
کہ پوچہ ان درختون سے آ دور بین ۔ کہ پہونچون گا لشکر مین اب یا نہین
جو پوچہا تو وان سے یہ آیا جواب ۔ فلان راہ سے جا کے پہونچے شتاب
ولے میل سیر جہان اب نکر ۔ بس اک گوشے مین زندگی کر بسر
کہ باقی رہی عمر کمتر شہا ۔ شب و روز کر دل سے یاد خدا
سنا تہا جو عالم نے وہ سربسر ۔ کیا عرض پیش شہ نامور
سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار ۔ یہ دل مین تمنا ہے اب یکبارہ
کہ اقلیم مین روم کی جائیے ۔ غرض جا کے وان ماں کو دیکھ آئیے
خردمند نے مدعا شاہ کا ۔ درختون سے یکدست ظاہر کیا
یہ آواز آئی کہ اے شہریار ۔ نہ ہووے گذر روم مین زینہار
نہ خویشونکو دیکہے نہ مادر کو تو ۔ بر آوے نہ زنہار یہ آرزو
کیا ان کے تو کشور مین پاوے وفات ۔ ہوا سنکے غمگین شہ نیک ذات
بتائی جو تہی ان درختون نے راہ ۔ روانہ ہوا اس طرف کو وہ شاہ
جو اک شہر مین جا کے پہونچا وہان ۔ تو باشندۂ شہر آئے وہان
حضور سکندر ہوے دادخواہ ۔ لگے کہنے اے شاہ گیتی پناہ
وہ دیوان ہین یاجوج ماجوج نام ۔ کہ سخت اونسے عاجز ہین مردم تمام
وہ ہر سال آتے ہین لشکر ادہر ۔ بہت اونسے پہونچے ہے ہم کو ضرر
[illegible] مردم ہین اونکی خوراک ۔ غرض اک جہان کو کرین ہین ہلاک

سکندر نے پوچھا کہ صورت ہے کیا ۔ بیان مردمان نے یہ شہ سے کیا
زبان تیز دندان مثل گراز ۔ قد اُن کا ہی چون بین مینی دراز
جو سو دین تو اک گوش بستر کرین ۔ وہ گوش دگر سر پہ چادر کرین
یہ کہکر لگے کہنے اے بادشاہ ۔ تو شاہِ جہان ہے بفضل آلہ
کہ تا پا دین ہم اس بلا سے نجات ۔ ہماری رہائی ہے اب تیرے ہات
یہ سنکر ہوا وان اقامت پذیر ۔ سکندر جہاندار آفاق گیر
بنا ایک دیوار کہیجے بلند ۔ کہ ہو راہ یاجوج ماجوج بند
بنے ہر دو سو سد اک استوار ۔ فراہم تھے کاریگران دیار
وہ سد سکندر بنا جب ہوئی ۔ خلایق کو آسودگی تب ہوئی
شتابی سے خاقان کیا پیشوا ۔ زر و مال و نعمت بہت لیگیا
جو یونان مین پہونچا شہ ملک گیر ۔ کئی دن ہوا وان اقامت پذیر
حکومت تھی اُس شخص کی سند مین ۔ کہ تھا فور کا جانشین ہند مین
نہ ہرگز ہوا وان توقف کنان ۔ یمن سے ہوا سوئے بابل روان
بیابان مین تھا اک کوہ بلند ۔ وہان جب گیا وہ شہ ارجمند
سوا اسکے تھے کان دو نو کلان ۔ پکڑ لائے اُسکو وہین مردمان
لگا کہنے وہ پیش شاہ جہان ۔ کہ ایک شہر کہنہ ہی نزدیک یان
شہنشاہ کیخسرو خوش سیر ۔ وہ افراسیاب شہ نامور
کہینچی اونکی صورت ہے دیوار پر ۔ یہ سنکر لگا پوچھنے تاجور
کہ ہین مردم آبی آتے یہان ۔ وہ لاتے ہین ہر صبحدم ماہیان
وہ رہتے ہین پانی مین پیل و نہنگ ۔ ادے روز آتے ہین یان ایکبار
حضور شہنشاہ گیتی نورد ۔ گرفتار آئے وہ ہوشیار مرد
سکندر نے کی مہربانی کمال ۔ دیا اُن کو از روئے الطاف مال
یہ کیخسرو نامور کا ہے شہر ۔ کہ محکوم تھے جسکے شاہان دہر
عمارت کو مسمار یکسر کیا ۔ در و لعل و گنجینۂ زر لیا
وہ جہجاہ پہر وانسے آگے چلا ۔ وہان اوسکو گم کردہ لشکر ملا

کہ چون چہرۂ ماہ تابان ہی رو ۔ درازی اون کے یکسر بہ چین مو
دو چشم اونکی ہین یکقلم لالہ گون ۔ سر اونکا ہے چشمی جام خون
کرے کوئی کسطرح اُن کا شمار ۔ کہ جنتی ہے ہر مادہ بچے ہزار
تو بیچارگان کا ہو اب چارہ گر ۔ برائے خدا کوئی تدبیر کر
دگرنہ ہم اس شہر کو چھوڑ کر ۔ چلین ہمرہ خسرو نامور
حکیمون سے تدبیر پوچھی وہین ۔ وہ بولے کہ اے شاہ روئے زمین
یہان بھیجو آہنگران سخت کوش ۔ کرین صرف دیوار مین ہفت جوش
دیا پہونک پہر کوہ کو سر بسر ۔ ہوئی بند یاجوج کی رہگذر
پہر اوس شہر مین شاہ روئے زمین ۔ رواں ہو کے پہونچا سو ملک چین
کئی دن رکہا شاہ کو اپنے گہر ۔ روانہ ہوا وانسے وہ تاجور
پہر آیا سو سندھ شاہ جہان ۔ گیا پیشوا سند کا حکمران
بہت پیش کش مال اونے کیا ۔ بسوئے یمن پہر سکندر گیا
ہوا دشت بابل سے پہر خیمہ زن ۔ وہان بہی ٹہرا وہ شاہ زمن
کوئی مرد اک پیر آیا نظر ۔ سفید اونکے تھے تن پہ مو سر بسر
سکندر نے اُس شخص سے یون کہا ۔ بیان کر حقیقت یہان کی ذرا
عجائب ہین ایوان زنگ بہا ۔ کہ ہر ایک کا نہین ہے نقش و نگار
ولایت ستان رستم پہلوان ۔ سوا انکے گذرے جو نام آوران
کہ وہ شہر آباد ہی یا نہین ۔ یہ پاسخ وہ لایا زبان پر وہین
بتاتے ہین اس شہر مین آن کر ۔ اُسے کہاتے جاتے ہین بس زود تر
سکندر نے بہیجے سوار دلیر ۔ کرین تا کسیطرح انکو اسیر
وہ تھے سالخورد او رہتے تھے زار ۔ حقیقت سے وانکی خبردار تھے
کہا یہ کہو ماجرا شہر کا ۔ وہ بولے کہ اے شاہ کشور کشا
تہ ہر مکان گنج زر ہے نہان ۔ یہ سنکر شہنشاہ نے جاکے وان
لگا اس قدر ہاتھ اسباب مال ۔ کہ تھا برتر از وہم و فہم و خیال
سکندر نے دست کرم وا کیا ۔ کیا گنج لشکر کو یکسر عطا

وفات یافتن سکندر بادشاہ

سکندر جہانگیر گیتی فروز
کہ پیش دبستاں گیا تھا جب
کروں بعد ازاں اس جہاں سے گذر
رہا زیست میں باقی اب اک سال
شہنشاہ فرزند رکھتا نہ تھا
وے تیکھے اور سب کو بلاک
ارسطو نے پڑھکر لکھا یہ جواب
تو ہر اک کو ملک تقسیم کر
ارادہ نہ کوئی کرے روم کا
جداگانہ ہر اک کو سلطان کیا
نہ باہم کریں قصد کین و فساد
ہوا بعد ازاں ناگہاں گلمند
وزیروں سے آ کے دم واپسین
بٹھانا اوسے روم کے تخت پے
کیانی ملکزادے کو دیکھیو
سپاہ و حکیم و امیر و وزیر
نہیں جاودانی سرائے سپنج

یہ آئی تھی جگہ ہوا تھا تب
کہ ہووے خلل بزم سے دور تر
قرین تر ہی دولت کا میری زوال
یہ ناچار شہ نے ارادہ کیا
کہ فتنے سے عالم رہے صاف و پاک
کہ اے تاجدار ثریا جناب
کہ تا ملک میں تیرے شام و سحر
رہے بے خلل روم صبح و مسا
پھر اک عہد نامہ رقم واں کیا
رہیں ملک میں اپنے آباد و شاد
جہاندار اسکندر ارجمند
یہ بولا شہنشاہ روئے زمین
اطاعت سے مت پھیریو اس کے سر
اوسے بادشہ روم کا سمجھیو
ہوئے نوحہ گر سب صغیر و کبیر
نہیں ہے وفادار اورنگ و گنج
سکندر کی آخر ہوئی داستان

کر شاہی کردوں پادو سالہا
گئے سینکڑوں سال اب تک گذر
حضور شہنشاہ عالم ستان
کہ جتنے ہیں شہزادہائے کیان
سکندر کو جو کچھ کہ ہر گوز تھا
مناسب نہیں قتل شہزادگان
رہے ہر سپہدار مشغول کار
کیا ملک تقسیم سب نے تمام
کہ جسکو ملا ملک اب جسقدر
ہوئے بادشہ نامداران تمام
ہوا جبکہ جار شاہ جہاں
کہ ہے حاملہ نورون و تنگ
تولد ہو گر دختر نازنین
یہ کہکر ہوا رہ نورد عدم
بہت گریہ و شور و نالہ کیا
گدا یا شہنشاہ عالی تبار
اب آتا ہوں میں سوئے اشکانیان

لگا کہنے اسطرح پر ایک روش
ہنرمندی و جاہ و اقبال بین
بادہ ہرین خویش بگنج دگر
بہت تو کمزادہ ہائے کیان
کریں قتل گو بادشاہ جہان
ارسطو نے دانا کو یکسر لکھا
نہیں منصف و شفقت کریں شاد
نہ ہنگامہ پرداز ہو زینہار
دیا لکھ کے فرمان ہر اک کے نام
رہے اوسپہ تا عمر ہر اک نامور
ملوک طوائف رکھا انکا نام
ارسطو دانا بھی آیا وہاں
جو پیدا پسر ہو تو بے شبہہ و شک
تو پھر اس کو بہ طبق آئین و دین
سکندر جہاندار انجم حشم
چہل روز ماتم رہا شاہ کا
جہاں میں نہ دائم رہے زینہار

ذکر سلطنت اشکانیان

ملکزادہ ہائے خجستہ نہاد
سکندر نے اونکو دیا ملک جب
کہیں اونکو اشکانیان خاص و عام
لکھے ہے کہ جز نام اشکانیاں
کہ یعنی دو صد سال با تاج و تخت
کیا اونکو ساسانیوں نے تباہ

لگے رہنے واں بادشاہانہ سب
ملوک طوائف بھی ہے انکا نام
نہیں ہے تواریخ میں کچھ بیاں
رہے اس جہاں میں وہ فیروز بخت
لیا چھین اورنگ و تاج و کلاہ

دکھا سر پہ ہر اک نے تاج ہمی
وے پیر مرد خجستہ نہاد
نہ احوال ہرگز سنا جنگ کا
پھر اقبال کا اونکے آیا زوال
ہوئے مالک ملک ساسانیان

کہ تخم کیان سے تھی جنکی نژاد
ہوئے جلوہ گر وہ بہ تخت شہی
سخن سنج فردوسی پاکزاد
بیاں تھا ہی شہنامہ میں ہی لکھا
نہ ہرگز رہا تخت و ملک و مال
کروں آگے احوال انکا بیان

داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پور دارا تھا ساسان نام
گریزاں سوہند سا سان ہوا
وہ از بسکہ مسکین و بیچارہ تھا
سپہدار کابل شہ نامدار
خوشی سے ہے پیل و مان ہموار
لگا پوچھنے بابک ہوشیار
دگر روز پھر خواب آیا نظر
کہ میرے بزرگوں کا آئین ہے
سپہدار بابک نے پھر یہ کہا
کہ مسکن گزیں یہ جواں ہے کہاں
شباں کے جو ہمراہ ساساں کیا
خطر سے نہ ساسان نے پانچ دیا
کوئی کر دونیں ترے ساتھ اب
جو نام و نژاد آشکارا کیا
ہوئی حاملہ دختر سیمبر
قضا آئی ساسان کی پھر ناگہاں
سپہدار بابک نے با صد طرب
دلیر و قوی نام ہے اردشیر
سپہدار بابک کو اُسنے لکھا
خداوند غفار ہے درمیاں
لکھا یوں کہ اے نامدار جہاں
گیا جب وہ بال اردشیر جواں
خرد دواں کے پسر تھے چہار

پرستار زادہ تھا ساسان نام
بہت دل میں اپنے یہ ہراساں ہوا
شباں نے اوسے وہیں جاکر کہا
جوانمرد بابک خجستہ شعار
یہ کہتا ہی شہ سے کہ اے شہریار
یہ کہتا ہے کیا نام اے نامدار
کہ آتش ہے افروختہ سر بسر
یہی اپنی رسم و رہ دین ہے
کہ ہے اس جوانمرد کا نام کیا
وہ بولے کہ کابل میں ہیش شباں
تو ساساں کو پہچان شہ نے لیا
بولو نکو نہ ہرگز وہاں وا کیا
تو اظہار کر مجھ سے احوال سب
تو بابک نے لطف و مدارا کیا
ہوا اُس سے پیدا پریوش پسر
ہوا سوئے ملک عدم وہ رواں
ہنرہائے شاہانہ سکھلائے سب
کہ دارا کی ہے نسل سے وہ دلیر
کہ اشتیاق اُس کے دیدار کا
کہ میں اُس جوا نکو رکھوں شادماں
وہ بچہ کہ ہو لایق خسرواں
تو شاداں ہوا دیکھکر اردواں
وہ جاتا تھا ساتھ اُنکے ہر کار

سکندر ہو اگرم پیکار جب
دبا نسے ہوا سوئے کابل رواں
چرانے لگا بکریاں ہر سحر
بہنگام شب دیکھتا کیا ہی خواب
مبارک ہو اورنگ شاہنشہی
اوسے مردماں نے یہ پاسخ دیا
وہی شخص کہتا ہے سب کہ ہاں
یہ سنکر زرد ہی نشاط و طرب
لگے کہنے مردم کہ ساساں ہے نام
ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب
یہ خلوت میں بولا شہ ذوالکلام
لگا کہنے بابک کہ زنہاریاں
وہ بولا کہ دارا کا ہوں میں پسر
اوسے اپنی دختِ پریچہرہ دی
ہوا شاد بابک بہت شادکام
جواں طفل پاکیزہ پیکر ہوا
شہ ملک ری ایک تھا اردواں
اقامت گزیں شہر کابل میں ہے
یہاں بھیجدے تو اسے نامور
جو بابک نے نامہ اُس کا پڑھا
تو رکھا اوسے خوشدل و ارجمند
رکھا اوسکو ممتاز مثل پسر
شکار ایک روز اجواں نے وہاں

جہاندار دارا ہوا کشتہ تب
گیا شہر کابل میں ہیش شباں
لگا کرنے اوقات ساساں بسر
کہ اک مردِ ذیشان عالی جناب
ہمایوں تجھے تاج فرماں دہی
کہ ساساں ہے نام اس جوانمرد کا
کرو آکے آتش پرستی یہاں
ہوئے گرم آتش پرستی وہ سب
لگا پوچھنے پھر شہ ذوالکرام
کیا شاہ بابک نے اُسکو طلب
تری ذات کیا ہے ترا کیا ہے نام
نہ اندیشہ کو راہ دے اے جواں
مرا نام ساساں ہے اے نامور
کیا کتخدا اُس کو با صد خوشی
رکھا بابکان اردشیر اُس کا نام
خردمند دانا دلاور ہوا
خبر اُسکو پہونچی کہ اک نوجواں
ہوا اُس کے مشتاق سلطان رے
کروں تربیت اُس کی شام و سحر
روانہ کیا اُس جواں کو روانہ کیا
کسی طرح اُسکو نہ پہونچے گزند
لگا کرنے الطاف شام و سحر
گئے بس وہیں پور شہ اردواں

یہ بولا کہ میں نے یہ مار آشکار
تو حامی ہوا اپنے فرزند کا
بصد رنج واندوہ وغم ناگزیر
گل گلشن حسن گلنار نام
گئی وقت شب پیش مرد جواں
بہت اعتراز اُس جواں نے کیا
ہوا اس سے ہمخواب انجام کار
لگی کہنے اک دن کہ اے نامجو
ہوا دیکھکر شاہ وہ نامدار
سحر اردواں نے سنی جب خبر
شتابندہ ہو مثل باد سحر
نمایاں ہوئے غیب سے مرد دو
یہ شکر ہوئے جلوہ انسے رواں
کہ ٹھہرے تھے یاں دو سوار آنکر
فرود آئے ناچار اُس چشمہ پر
ہوا اردواں سخت اندوہگین
شہنشاہ عالم ہوا بار کرو فر
سپہدار بہمن تھا پور کلاں
سپہدار اصطرخ کو تا گماں
جوانمرد کا نام ہے اردشیر
تو لاشرط خدمت بجا ہر سحر
کہ اس نام کا اک دلاور جواں
خدا نے دیا اُسکو فیروزی بخت
سرا میں اقامت گزیں تھا جواں
منادی جو القصہ پہونچا وہاں

خیانت لگا کرنے وہ آشکار
ہوا اُس جواں پر نہایت خفا
طویلے میں رہنے لگا اردشیر
حوالے تھا اُس کے خزانہ تمام
کیا ماجرا عشق کا سب بیاں
دلے باز آئی نہ وہ دلربا
برآئی مراد دل بے قرار
مجھے یاں سے لیکر گریزندہ ہو
وہ اسپ صبا گام پر ہو سوار
ہوا دل میں اندوہگین بیشتر
گریزندہ پہونچے تھے ایک چشمہ پر
یہ بولے توقف نہ یاں تم کرو
گئے سوئے اصطرخ پارس دواں
رواں اس مکاں سے ہوئے بیشتر
باندوہ وغم راہ کی واں بسر
یہ اختر شناسوں سے پوچھا وہیں
تجھے ہاتھ سے اُس کے پہونچے خطر
کیا سوئے اصطرخ اُسکو رواں
ہوئی خواب میں یہ بشارت کہ ہاں
سزاوار دیہیم و زرین سریر
بہت اُسکی تعظیم و تکریم کر
غریبانہ آیا ہو رے سے یہاں
نصیب اُسکے ایزد کا ہے تاج و تخت
بتایا تھا ہر اک کے نام و نشاں
بتایا ہر اک نے نشان جواں

غرض بحث باہم ہوئی بیشتر
کیا میر آخور اسپاں وسے
پرستار سے کہتا تھا اک دواں
نظر اُس کو آیا کہیں اردشیر
بصد شوق وہ رشک حور و پری
سحر ملے مکر و فریب اسقدر
وہ گلنار اس طرح سے چند شب
یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر
وہاں سے وہ دونوں گریزاں ہوئے
کئی پہلوانان جنگی جواں
یہ چاہیں تھے یاں اب مسدود ہے
سو شہر اصطرخ اب جاؤ تم
سر چشمہ جب اردواں کے سوار
ہوئے تھے جو درماندہ وہ پہلواں
گئے صبحدم پھر سوار دواں
کہ ہیں کس طرح طالع اردشیر
کرے منقطع یہ تیری نسل کو
کہ ہونے نہ پاوے قوی اردشیر
ہوا اور واک مرد فرخ نہاد
کرے ملک ایران میں فرماں دہی
ہوا خواب سے صبح بیدار جب
خبر اسکی پہونچائی ہمکو شتاب
کریں اُسکی توقیر و تعظیم ہم
وہاں جسقدر تھے صغیر و کبیر
خبر یہ کہی جا کے حاکم سے جب

کہیں اردواں نے یہ پائی خبر
کیا سخت بیقدر و حیران وے
بہت نازنین و دلیر و جواں
ہوئی دام الفت میں اُسکے اسیر
ہوئی اُس سے خواہان ہمبستری
وہ لائی زباں پر کہ وہ نامور
حضور اُس کے آئی بعیش طرب
خزانے سے لائی وہ رشک قمر
غرض مثل صرصر شتاباں ہوئے
گئے اُنکے دنبال وہ پیں واں
ذرا دو پہر بس ٹھہر جائیے
وہاں آپکو جلد پہونچائیں تم
گئے تب تو اُنکو ہوا آشکار
نہ طاقت تھی اُنکو کہ ہوویں دواں
کیا جاکے احوال یکسر بیاں
وہ بولے کہ شاید ہے مرد دلیر
ہوا اس سے غمگین بہت نامجو
شتاب اُسکو لے آؤ کرکے اسیر
دلیر و جوانمرد و دادار نژاد
نصیب اُسکے ہے تخت شاہنشہی
منادی یہ کی شہر میں وہ شتاب
کرا دو تراکماں کے وہ عالیجناب
اطاعت گزیں خلق ہو یکقلم
ہوئے تھے تمام اُسکے فرماں پذیر
وہ آیا حضور اُسکے باصد طرب

جوانمرد کو اپنے گھر لے گیا — بہت عزہ اکرام اُس کا کیا
بزرگانِ اصطرخ کو کر طلب — کہا یوں کہ طاعت کرو اُس کی سب

وہ بولے دل و جان سے حاضر ہیں ہم — کریں اُسکی فرمانبری یک قلم
غرض اردشیر جوان سے کہا — کہ چاکر ہیں ہم تو ہے فرمانروا

جلد ہر جا سے عازم ہوا بادشاہ — پے جانفشانی ہر حاضر سپاہ
تو ہے وارثِ ملک تاج سریر — بہت اونسے شادان ہوا اردشیر

جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطرخ پارس

ہوئے جب ضامن سب مرد و مال — کہ ہو بادشہ اردشیر جوان
مہیا کیا ایک زرین سریر — کہ اوس پر ہوا جلوہ گر اردشیر

رکھا سر پہ دیہیم گوہر نگار — کمربستہ حاضر تھے سب نامدار
ہوا خطبہ و سکہ شہ رواں — یہ ٹھہرا وہاں مشورہ بعد ازاں

یہ ملک سے کھینچے اب سپاہ — وہاں بھیجے اردواں کو تباہ
شہ اردواں کو جو پہونچی شکست — تو فرمانروایاں ہر جا ہوں پست

نہ لائے کوئی پھر ذرا تاب جنگ — تصرف ہو سب ملک میں بیدرنگ
پھر اتنے میں پہونچے یہ اُس کو خبر — کہ بہمن شہ اردواں کا پسر

ادھر لیکے آتا ہے فوج گراں — ارادہ ہے فاسد اوسی بیگماں
یہ لشکر وہیں لیکے جنگی سپاہ — رواں سمت بہمن ہوا بادشاہ

ادھر سے بتاک ایک گرد دلیر — سپہ لیکے آیا سوا اردشیر
اوسے عہدنامہ دیا شاہ کا — ادھر دل سے وہ پہلواں ملگیا

صف آرا ہوئی جبکہ ہر دو گروہ — نہ کوئی ہوا شاہ سے رزم جو
دلاور تباک اور یکسر سپاہ — ہوئی شامل لشکر بادشاہ

یہ بہمن کو جو تب پہونچی خبر — تو غمگین ہوا بہمن نامور
لکھا اردواں کو یہ احوال سب — کیا پھر امداد لشکر طلب

شتاباں ہوا پھر پے کارزار — سو لشکر شاہ عالی وقار
تباک دلاور بفرمان شاہ — مقابل ہوا اُسکے لیکر سپاہ

ہوئی گرم کین جبکہ فوج تباک — ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک
خدنگ ایک ناگاہ آکر لگا — کہ بہمن کو میدان میں زخمی کیا

پھر اوسکی سپہ اور سران سپاہ — ہوئے جا کر شاہ گیتی پناہ
اونہیں شہ نے مرہون احساں کیا — زر و سیم و گنج و جواہر دیا

جہاندار عازم ہوا بعد ازاں — سو شہر رے باسپاہ گراں
شہ اردواں جمع کرکے سپاہ — ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ

جوانان جنگی و مردان مرد — رہے تا چہل روز گرم نبرد
لگی چلنے پھر باد صرصر وہاں — ہوئے رخ لشکر اردواں

ہوا یار بخت شہ ارجمند — غرض جنگجویان فیروزمند
ہوئے حملہ آور سواران دلاں — کہ بے عقل گردان جنگ آوراں

سپہ اردواں کی گریزاں ہوئی — خراب و تباہ و پریشاں ہوئی
شہ اردواں بندہ آیا اسیر — نہ لشکر رہا اور نہ تاج و سریر

ولیکن بحکم شہ کامگار — ہوا کشتہ تیغ زہر آب دار
پسر چار اُس کے کہ تھے تاجو — سپہدار و جنگ آور و کینہ جو

ہوئے وہ گرفتار اور دو وہاں — گریزاں ہوئے سبکے ہندوستاں
مظفر ہوا خسرو ذوالکرام — مسخر کیا ملک ایران تمام

بیان نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت آنہا

جہانمیں نصیب شہ اردشیر — چہل سال تھا تاج و زرین سریر
ہوا ملک ایران کا پھر تاجور — سپہدار شاپور اُس کا پسر

رہا سی و دو سال فرمانروا
پسر تھا وہ سلطان شاپور کا
پسر شاہ بہرام کا بعد ازاں
ازاں بعد بہرام فرخ جواں
ہوا بعد ازاں ترسی اسکا پسر
پھر اوسکا پسر اورمزد دلیر
ازاں بعد شاہ اورمزد نام
پھر اک بھائی سلطان شاپور کا
پسر شاہ شاپور کا بعد ازاں
ہوا پور شاپور پھر بادشاہ
پھر اوسکا پسر یزدگرد جواں
ہوا بادشاہ پھر جو بہرام گور
پھر اوسکا پسر یزدگرد جواں
دو سال اوسنی کی سلطنت ازاں بعد
رہا یازدہ سال وہ حکمراں
ہوا مسند آرائے شاہنشہی
بصد عشرت و عیش و جاہ و جلال
ہوا ملک ایران کا بادشاہ
ہوا جلوہ فرمائے تخت شہی
دے شاہ شیرویہ کو ہفت ماہ
گرا سرنگوں اختر و ظلم سوز
سپس دخت آزرم تا چار ماہ
ہوا مسند آرائے فرماندہی
یہ پرویز خسرو کا فرزند تھا
کیا میں نے ختم سخن اب یہاں

بپا وہ رعیت کو راضی رکھا
کہ یکسال و نہ ماہ حاکم رہا
ہوا مالک تخت با فر و شاں
کہ تھا یعنی وہ ابن بہرامیاں
خداوند اورنگ با کر و فر
ہوا مالک ملک و تاج و سریر
جہاں جسکے انصاف سے شادکام
شہ اردشیر نکوکار تھا
کہ شاپور تھا نام ہرمزد جواں
جہاندار بہرام با عز و جاہ
ہوا مسند آرا بصد فر و شاں
خداوند مکنت خداوند زر
اٹھارہ برس تک رہا حکمراں
برادر ہوا شاہ کا حکمراں
ہوا بادشہ پھر بلاش جواں
چہل سال کی اوس نے فرماں دہی
رہا مسند آرا چہل و ہشت سال
ولیکن رہا حکمراں چند ماہ
سی و ہشت سال اوس نے کی خسروی
میسر رہا تاج و تخت و کلاہ
رہا حکمراں تا بہ پنجاہ روز
میسر رہا تاج و تخت و کلاہ
نصیب اسکے کلاہ شاہی رہی
جہاندار سلطان کشور کشا
کہ بس لکھ چکے نام ساسانیاں

شہ اورمزد نوجواں بعد ازاں
پھر اوسکا پسر تھا جو بہرام شاہ
دے نام اوسکا بھی بہرام تھا
باقبال و دولت ہوا بادشاہ
نصیب اوسکے نہ سال فرماندہی
یہ نہ سال حاکم رہا بعد ازاں
سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال
ہوا زینت افزائے تخت شہی
ہوا مالک افسر و ملک و مال
جہانبیں جہاندار فرخندہ بخت
سریر خلافت بجاہ و جلال
رہا شصت و سہ سال فرمانروا
ہوا بعد ازاں جانشین پدر
سپہدار سلطان فیروز نام
نصیب اوسکے تھی سلطنت چار سال
ازاں بعد یکسر کی شہ دادگر
ازاں بعد نوشیرواں کا پسر
پھر اوسکا پسر خسرو ذو الکرام
ہوا بعد ازاں جلوہ گر تخت پر
ہوا بادشہ آخرش اردشیر
ہوا بعد سلطان پوران دخت
ازاں بعد فرزند نوشیرواں
ہوا مالک مملکت بعد ازاں
غرض یزدگرد خجستہ خصال
جو شمشیر خانی میں تسخیر تھا

ہوا رونق افزائے تخت کیاں
رہا حکمراں تا سہ سال و دو ماہ
رہا نوزدہ سال فرماں روا
دے سلطنت اوسنے کی چار ماہ
بہ نیروی اقبال و دولت رہی
جہاندار شاہ پور خورشید شاں
رہا زیب اورنگ ہفتاد سال
رکھا سر پہ دہ سال تاج مہی
نصیب اوسکے شاہی ہی پنجسال
رہا چاردہ سال با تاج و تخت
میسر رہا اوسکو بست و دو سال
رکھا کام عدل و کرم سے صدا
دلیر و جواں ہرمز نامور
جوانمرد و فرخندہ خو ذو الکرام
قباد جواں پر ز جاہ و جلال
سر تخت بیٹھا بجائے پدر
سپہدار ہرمزد والا گہر
جہاندار پرویز خسرو بنام
سپہدار شیرویہ آیا پسر
رہا تخت پر چھ مہینے دلیر
وہ شش مہ رہی زیب اقلیم و تخت
شہ زاد و فرخ خجستہ جواں
شہ نامور یزدگرد جواں
رہا دہر میں حکمراں بست سال
سو وہ بے کم و کاست میں نے لکھا

خاتمہ کتاب

سپاس خدائے جہاں آفرین
کہ نخل تمنا ہوا بارور
مراد دل منشی مستمند
غرض نظم دلکش نے پایا نظام
الٰہی شہنشاہ والا گہر
سرتاج داران گردن فراز

ہوا گلشن آرزو تازہ تر
بر آئی بزیر سپہر بلند
بخوبی ہوا شاہنامہ تمام
کہ یہ نامہ جس کے ہوا نام پر
جہاندار عادل رعیت نواز

ہوئی مشکل آسان ہوا شاد دل
ہوا گو ہر کامرانی نصیب
نہیں ہے کیکو ثبات وقرار
خرد پرور قدر دان سخن
ابو نصر اکبر خدیو زمان ،

بر آرندہ آسمان و زمین
ہوا بندہ محنت سے آزاد دل
ہوئی بہجت و شادمانی نصیب
یہ نامہ جہاں میں رہے یادگار
شہ نامور بادشاہ زمن
جہاں میں رہے جب تلک ہے جہاں

تمام شد



خاص گذارش

ہمارے مطبع میں ہر قسم کا کام چھپائی کا نہایت عمدہ چھاپا جاتا ہے اور رنگین کام بھی ہر قسم کا ہوتا ہے کتابی کام - پوسٹر - اشتہار و بیجک وغیرہ جن صاحبان کو جو کام طبع کرانا مقصود ہو اوسکی قیمت وغیرہ بذریعہ خط وکتابت طے کرلیں اور مسودہ بھیجدیں۔

نیز کتب ہر قسم کی بھی موجود رہتی ہیں جو درکار ہوں طلب فرماویں۔

المشتہر

لالہ بالکشن تاجر کتب و مالک بالکشن مشین پریس پھلپٹی بازار آگرہ شہر